شیرازہ

مہجور نمبر

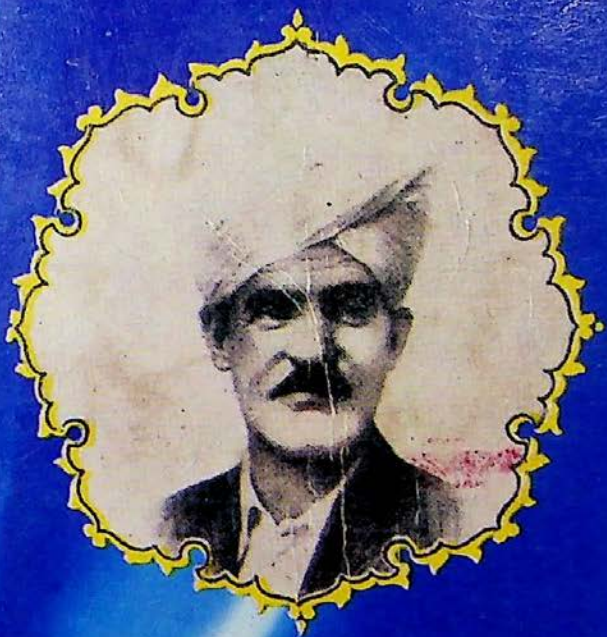

ل اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز سرینگر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

Dr. Ghulam Ah. Rather
Asstt. Research Officer (J&K)
Cultural Academy Lal Mandi Sgr.

شیرازہ

جلد:-۲۳ ۲۰۰۹ء شمارہ ۸-۱۱

(مہجورؔ نمبر)

نگران

محمد یوسف ٹینگ

مدیر

محمد احمد اندرابی

جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز سرینگر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ناشر: سیکریٹری جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز
سرینگر

کتاب کا نام:- شیرازہ مہجور نمبر

باراول:- ۱۹۸۴ء

باردوم:- ۲۰۰۹ء

تعداد:- 500

قیمت:- ہتھ روو پیہ (Rs.100/=)

مطبع: جے کے آفسٹ پرنٹرز دہلی

کمپیوٹر کمپوزنگ: سید عرفان شفیع

ناظم طباعت:- ناظم الدین

معاون:- محمد امین

پروف:- سید افتخار احمد

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گل ہند رائٹرس لمیٹڈ۔ دہلی، ۱۹۵۱ء مہجور نے کشمیر کی نمایندگی۔ ایک یادگار تصویر

مہجور کی رفیقۂ حیات ۔۔ مہتاب بیگم وفات ۱۹۸۲ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(۱۰) مہجور کے اکلوتے فرزند ـــــ محمد امین ابن مہجور (۱۹۱۱ء ـــــ ۱۹۵۱ء)

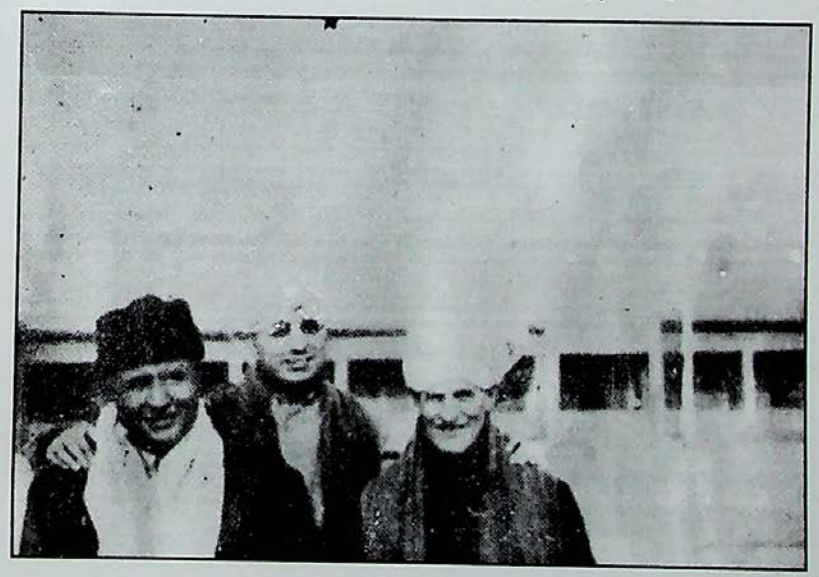

(۱۵) مہجور۔ پریم ناتھ پردیسی۔ مرزا عارف

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ترتیب

حرفِ اول	ظفر اقبال منہاس	۷
حرف آغاز	محمد یوسف ٹینگ	۹
مہجورؔ سے ملاقات	اسد اللہ کاظمی	۲۶
مہجور اور اُن کے ہمعصر	مرزا غلام حسن بیگ عارفؔ	۳۲
مہجور تازہ معلومات کی روشنی میں	موتی لال ساقیؔ	۴۷
آثار مہجور	محمد زمان آزردہؔ	۶۴
مہجور اپنے گھر میں	اظہر نعیم احمد	۹۲
مہجور کے خطوط	سید رسول پوپٹرؔ	۱۱۰
یادوں کے چند نقوش	سروانند کول پریمیؔ	۱۱۸
مہجورؔ اقبال کا کشمیری ترجمان	کلیم اختر	۱۲۶
فلم شاعرِ کشمیر مہجور	پران کشور	۱۳۸
مہجور اور منٹو	برج پریمی	۱۶۲
مہجور کی چند تلخیاں	محمد یوسف ٹینگ	۱۶۹

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیری کی ترجمانی اور مہجور	مرغوب بانہالی	۱۸۳
کلام مہجور کی مقبولیت کا راز	مشعل سلطان پوری	۲۰۰
مہجور کا ایک وژن، تجزیاتی مطالعہ	حامدی کاشمیری	۲۲۳
مہجور کی شاعری کا اساطیری ماحول	شفیع شوق	۲۳۲
مہجور کا جمالیاتی شعور	بشر بشیر	۲۴۴
مہجور اور اُن کا فن	ٹی این کول	۲۶۰
فلم مہجور چند یادیں	شاہد بڈگامی	۲۷۶
خانوادہ مہجور:-		
مہجور کا پشت پناہ۔ ابن مہجور	محمد یوسف ٹینگ	۲۸۱
امین صاحب	موتی لال ساقی	۳۰۶
غلام احمد مہجور (غیر مطبوعہ۔ نثر)		
مہجور کی سرکاری ملازمت		۳۱۷
- ایک معنی خیز اور عبرت انگیز روئداد		
ایک پرانا ادبی معرکہ		۳۴۳
پرتاپ میگزین کے کشمیری حصہ پر ایک ناقدانہ نظر		۳۴۶
آئینہ اتحاد کشمیر۔ (ڈرامہ)		۳۶۹
عزیز۔ ایک نا تمام ناول		۳۷۷

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غیر مطبوعہ۔نظم:۔

حمد	۴۰۸
نعت	۴۰۹
مخمس ناتمام	۴۱۲
منظوم اپیل (غیر کلیئر)	۴۱۴

حصہ مکاتیب:۔

محمد امین (ابن مہجور)	۴۲۱
پدمناتھ گنجو	۴۲۶
انڈین لٹریچرس کانفرنس کے دعوت نامے کے جواب میں	۴۲۷
اسداللہ کاظمی	۴۲۹
غلام محی الدین صوفی	۴۳۴
عرش ملسیانی	۴۳۶
پدمناتھ گنجو	۴۳۷
مفتی صادق	۴۳۹
محمد صادق	۴۴۱
محمد حبیب الرحمان خان شیروانی	۴۴۱

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تاریخ تعمیر زیارت حضرت سلطان العارفینؒ	۴۴۳
مومنوں کو آسماں دیتا ہے اخبارِ ہلال	۴۴۴
قصہ دو حسینوں کا	۴۴۵
مہجور کا سنت رام کون تھا	۴۴۶
پریم ناتھ بزاز کا ایک خط	۴۴۸
مہجور - خاندانی سلسلہ (حسب و نسب)	۴۵۰
حیات مہجور ایک نظر میں-	۴۵۳
چند اہم واقعات	
منظوم ترجمہ:-	
انتخاب کلام مہجور	۴۵۸
انتخاب پیام مہجور	۴۶۷
انتخاب سلام مہجور	۴۸۴
اکادمی کی سرگرمیاں (ادارہ)	۴۸۸

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیش کلام

مہجوریات کے حوالے سے کلچرل اکیڈیمی نے گزشتہ تقریباً پچیس برسوں سے جو کام کیا ہے اُس کی ہر سطح پر خاطر خواہ پذیرائی ہوئی ہے۔ ہمارے فاضل محققین اور مہجوریات سے دلچسپی رکھنے والے علم دوست حضرات نے اکیڈیمی کی طرف سے مہجورؔ کے حوالے سے تالیف کی گئی متعدد کتابوں کو جس طرح ہاتھوں ہاتھ لیا اُس سے ہمیں آگے بڑھنے کا حوصلہ ملا ہے۔ مہجورؔ کے کلام کا اُردو ترجمہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے اور عنقریب ہی آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اِس سے مہجورؔ کے کلام اور افکار کو دُنیائے اُردو میں عام کرنے میں مدد ملے گی۔۔ شیرازہ اُردو کا مہجورؔ نمبر گزشتہ تقریباً دو دہائیوں سے مہجوریات کے حوالے سے تشنگانِ علم و ادب کی پیاس بجھاتا چلا آرہا ہے اور ہاتھوں ہاتھ لئے جانے کی وجہ سے اِس کے سبھی پرنٹ ختم ہو چکے تھے۔ وسائل کی کمی اور دفتری بھول بھلیوں کے باوجود اپنے محترم قارئین کی خواہشات کا احترام، اور مہجورؔ شناسی کے جذبے اور طباعت کے جدید تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم شیرازہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اُردو کے خصوصی نمبر کو قندِ مکرر کے طور شائع کر رہے ہیں۔ اِس میں شامل مضامین ہماری ادبی اور ثقافتی تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ جن سے ہمارے محققین، مہجور شناس اور طلبہ فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

مہجوریات کے موضوع پر اکیڈیمی کے پاس مزید کئی پروجیکٹ ہیں۔ انتخابِ کلامِ مہجور Best of Mehjoor اکیڈیمی نے پہلے ہی مرتب کر کے شائع کیا ہے اور کوشش یہ بھی ہے کہ کلیاتِ مہجور کو انگریزی کی قبا پہنائی جائے تا کہ انگریزی دان طبقہ مہجور کے افکار سے آشنا ہو سکے۔

ع

اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

ظفر اقبال منہاس

سیکریٹری

سرینگر

سوموار ۳۰ مارچ ۲۰۰۹ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حرفِ آغاز

مہجور کے بارے میں انکی وفات سے آج تک کے تیس بتیس سال میں کشمیر کے مختلف رسالوں کے تین نمبر شائع ہو چکے ہیں اور ''شیرازہ'' کا یہ ضخیم شُمارہ اسکی تازہ اور چوتھی کڑی ہے۔ عبدالاحد آزاد مرحوم کی معرکتہ الآرا کتاب ''کشمیری زبان اور شاعری'' کے تیسرے حصے کا بڑا حصہ بھی مہجور کی زندگی اور اُن کے فن پر روشنی ڈالتا ہے۔ یہ کتاب کلچرل اکادمی کی طرف سے اب دوسری بار چھاپی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کلچرل اکادمی کی طرف سے صرف دو سال پہلے اسکا ایک بھاری بھرکم کشمیری کُلیات بھی چھپ گیا ہے جسمیں کلام کے علاوہ اس کے سوانحی کوائف اور حسبِ توفیق اس کی شاعری پر تنقید و تبصرہ بھی شامل ہے۔ کلیات میں مہجور کی لکھی ہوئی بہت سی غیر مطبوعہ نگارشات بھی شامل ہیں۔ اسکے باجود ''شیرازہ'' کا یہ مہجور نمبر شایع کرنے کی نوبت کیوں آئی ہے؟ کچھ دوست اسے مہجور کی خوش طالعی سے تعبیر کرینگے۔ لیکن دراصل واقعہ یہ ہے کہ مہجور کے بارے میں جتنا مواد دستیاب ہوتا ہے۔ اتنا ابھی تک کشمیری زبان کے کسی اور شاعر کے بارے میں نہیں ملتا۔ اس نمبر پر ایک سرسری نظر ڈال کر قارئین خود اندازہ کر پائیں گے کہ اسمیں بھی خود مہجور کی اپنی نوشتہ کتنی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غیر مطبوعہ چیزیں موجود ہیں۔ ان رشحات کی اہمیت مہجوریات کے علاوہ کشمیر کی ادبی، سماجی اور سیاسی زندگی کیلئے بھی بہت ہے اور بجائے خود یہی ایک بات اس نمبر کے جواز میں کافی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سے عوامل ہیں جنہوں نے ہمیں اس نمبر کی ترتیب پر اُکسایا۔ مہجورؔ کی شاعری کشمیر کی تحریک آزادی کے پہلو بہ پہلو پروان چڑھتی اور آگے بڑھتی ہے۔ اس لئے اس تحریک کی بہت سی پرچھائیاں کبھی دانستہ اور کبھی نادانستہ طور پر کلام مہجور کی آرسی میں جھلک آئی ہیں۔ اس اہم دور کے سیاسی، ادبی اور نفسیاتی محرکات اور تلازمات کیلئے مہجورؔ کی شاعری کا زیادہ عُمق سے مطالعہ کرنے کی اہمیت واضح ہوتی جارہی ہے۔ اور اسی انداز سے ان پر لکھنے لکھانے کا سلسلہ دراز تر ہوتا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی نظر میں رکھنا ہوگی کہ آج سے دو سال پہلے تک مہجور کا سارا کلام ایک جلد میں دستیاب نہ تھا۔ اس لئے اس کی عطا پر گہرائی اور گھیرائی کے ساتھ لکھنے میں عیاں مشکلات حائل تھیں۔ کلیات کی اشاعت نے شاعر کی ایک زیادہ مکمل تصویر سامنے لائی ہے اور اس لئے اس کے کارنامے کے کیف وکم پر زیادہ اعتماد کے ساتھ لکھا جاسکتا ہے۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ مہجورؔ ایک بڑی جامع شخصیت کا مالک تھا۔ شاعر۔ صحافی۔ مورخ، سخن فہم وسیع حلقہ احباب کا مالک یہ بات قابل غور ہے کہ اپنے زمانے کی تقریباً سبھی اہم شخصیات سے اسکا کسی نہ کسی تعلق سے ربط رہا ہے۔ علامہ اقبالؒ سے وہ تاریخ ادبیات کشمیر، کے متعلق خط وکتابت کرتا ہے تو رابندر ناتھ ٹیگور کی فرمائش پر ان کے لئے حیاتِ حبہ خاتون اور اسکے گیت بھیجتا ہے۔ مہجورؔ پہلی بار اقبالؒ کے خیالات اور آہنگ سے کشمیری کو مانوس کرتا ہے اور ٹیگور اس کے گیتوں کا ترجمہ سُن کر اُن کی داد دیتا ہے مہجورؔ پروفیسر مجیب کیلئے حبہ خاتون کی سوانح لکھ کر بھیجتا ہے۔ جسکو مجیب صرف ترجمہ کرکے اور ڈرامے کا روپ دیکر اپنے نام سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چھاپتا ہے اور مہجور کا رسمی شکریہ یا حوالہ دینے کو بھی اپنے لئے کسرِ شان سمجھتا ہے۔ مہجور نواب صدر یار جنگ سے مراسلت رکھتا ہے۔ وہی صدر یار جنگ جو نسا ابوالکلام کی ''غبار خاطر'' کا مخاطب ہے۔ محمد الدین فوق سے بھی دوستی کرتا ہے اور شیونرائن شمیم سے بھی خط و کتابت اور ''کشمیر'' کے مولف غلام محی الدین صوفی کے ساتھ بھی۔ وہ شبلی نعمانی سے بھی ملتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی، کشمیر میں شیخ محمد عبداللہ، بخشی غلام محمد، مولانا محمد سعید مسعودی، خواجہ غلام محمد صادق، خواجہ غلام احمد عشائی اور پنڈت پریم ناتھ بزاز سے بھی موالنت اور قُربت رکھتا ہے اور خوشی محمد ناظر۔ بلہ کاک در، ماسٹر زندہ کول حیرت کاملی عبدالاحد آزاد، مرزا عارف، دینا ناتھ نادم، محمد امین کامل، پروفیسر پشپ اور دوسرے کتنے ہی مشاہیر کے ساتھ اس کے تعلقات رہے ہیں۔ بلراج ساہنی ہو یا دیوندر ستیارتھی، اُس کے گرویدہ ہوجاتے ہیں۔ اس نے شخصی راج کے دکھ بھی سہے اور اسکا اندھیر بھی دیکھا۔ پھر اس نے تحریک آزادی کا اُبھار اور اسکا نقطہ عروج بھی دیکھا۔ وہ ایک رند بھی رہا اور حسن مجاز کا پرستار بھی۔ بقول آزاد۔

''آج بوڑھے نظر آتے ہیں۔ نتیجہ بھی دیکھو۔ ان کی محفل میں عورت کی جگہ خدا لینے لگا ہے۔ بڑھاپا۔ بس بڑھاپا (عارض کے نام خط یکم اسوج ۲۰۰۲ب)

اس نے زندگی کی تلخیوں اور افلاس کی محرمیوں کو بھی اور زندگی کی نعمتوں سے بھی بھر کر دل بہلا لیا۔ اس نے کشمیریوں کے جذبہ حریت کی ترجمانی کی اور ان کی کامرانی کی بشارت بھی دی۔ لیکن مہاراجہ اور دوسرے دشمن عوام، کے قصائد بھی لکھے۔ اس نے فارسی، اُردو اور کشمیری تینوں زبانوں میں لکھا۔ شعر بھی۔ تذکرہ اور تنقید بھی۔ ناول بھی ڈرامہ بھی۔ پٹوار نامہ بھی سوانحی ادب بھی۔ وہ ایک تقدس مآب پیر کی امیج بھی رکھتا تھا اور مے و مُطرب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غیر مطبوعہ چیزیں موجود ہیں۔ان رشحات کی اہمیت مہجوریات کے علاوہ کشمیر کی ادبی، سماجی اور سیاسی زندگی کیلئے بھی بہت ہے اور بجائے خود یہی ایک بات اس نمبر کے جواز میں کافی ہے۔لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سے عوامل ہیں جنہوں نے ہمیں اس نمبر کی ترتیب پر اُکسایا۔مہجورؔ کی شاعری کشمیر کی تحریک آزادی کے پہلو بہ پہلو پروان چڑھتی اور آگے بڑھتی ہے۔اس لئے اس تحریک کی بہت سی پرچھائیاں کبھی دانستہ اور کبھی نادانستہ طور پر کلام مہجور کی آرسی میں جھلک آئی ہیں۔اس اہم دور کے سیاسی، ادبی اور نفسیاتی محرکات اور تلازمات کیلئے مہجورؔ کی شاعری کا زیادہ عُمق سے مطالعہ کرنے کی اہمیت واضح ہوتی جارہی ہے۔اور اسی انداز سے ان پر لکھنے لکھانے کا سلسلہ دراز تر ہوتا جارہا ہے۔اس کے علاوہ یہ بات بھی نظر میں رکھنا ہوگی کہ آج سے دوسال پہلے تک مہجور کا سارا کلام ایک جلد میں دستیاب نہ تھا۔ اس لئے اس کی عطا پر گہرائی اور گھیرائی کے ساتھ لکھنے میں عیاں مشکلات حائل تھیں ۔کلیات کی اشاعت نے شاعر کی ایک زیادہ مکمل تصویر سامنے لائی ہے اور اس لئے اس کے کارنامے کے کیف وکم پر زیادہ اعتماد کے ساتھ لکھا جاسکتا ہے۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ مہجورؔ ایک بڑی جامع شخصیت کا مالک تھا۔شاعر۔صحافی۔مورخ،سخن فہم وسیع حلقہ احباب کا مالک یہ بات قابل غور ہے کہ اپنے زمانے کی تقریباً سبھی اہم شخصیات سے اسکا کسی نہ کسی تعلق سے ربط رہا ہے۔علامہ اقبالؒ سے وہ تاریخ ادبیات کشمیر، کے متعلق خط وکتابت کرتا ہے تو رابندرناتھ ٹیگور کی فرمائش پر ان کے لئے حیاتِ حبہ خاتون اور اسکے گیت بھیجتا ہے۔مہجورؔ پہلی بار اقبالؒ کے خیالات اور آہنگ سے کشمیری کو مانوس کرتا ہے اور ٹیگور اس کے گیتوں کا ترجمہ سُن کر اُن کی داد دیتا ہے مہجورؔ پروفیسر مجیب کیلئے حبہ خاتون کی سوانح لکھ کر بھیجتا ہے۔جسکو مجیب صرف ترجمہ کرکے اور ڈرامے کا روپ دیکر اپنے نام سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چھاپتا ہے اور مہجور کا رسمی شکریہ یا حوالہ دینے کو بھی اپنے لئے کسرِ شان سمجھتا ہے۔ مہجور نواب صدر یار جنگ سے مراسلت رکھتا ہے۔ وہی صدر یار جنگ جو نسا ابوالکلام کی ''غبار خاطر'' کا مخاطب ہے۔ محمد الدین فوق سے بھی دوستی کرتا ہے اور شیونرائن شمیم سے بھی خط و کتابت اور ''کشمیر'' کے مولف غلام محی الدین صوفی کے ساتھ بھی۔ وہ شبلی نعمانی سے بھی ملتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی، کشمیر میں شیخ محمد عبداللہ، بخشی غلام محمد، مولانا محمد سعید مسعودی، خواجہ غلام محمد صادق، خواجہ غلام احمد عشائی اور پنڈت پریم ناتھ بزاز سے بھی موالنت اور قُربت رکھتا ہے اور خوشی محمد ناظر۔ بلہ کاک در، ماسٹر زندہ کول حیرت کاملی عبدالاحد آزاد، مرزا عارف، دینا ناتھ نادم، محمد امین کامل، پروفیسر پشپ اور دوسرے کتنے ہی مشاہیر کے ساتھ اس کے تعلقات رہے ہیں۔ بلراج ساہنی ہو یا دیوندر ستیارتھی، اُس کے گرویدہ ہوجاتے ہیں۔ اس نے شخصی راج کے دکھ بھی سہے اور اسکا اندھیر بھی دیکھا۔ پھر اس نے تحریک آزادی کا اُبھار اور اسکا نقطہ عروج بھی دیکھا۔ وہ ایک رند بھی رہا اور حسن مجاز کا پرستار بھی۔ بقول آزاد۔

''آج بوڑھے نظر آتے ہیں۔ نتیجہ بھی دیکھو۔ ان کی محفل میں عورت کی جگہ خدا لینے لگا ہے۔ بڑھاپا۔ بس بڑھاپا (عارض کے نام خط یکم اسوج ۲۰۰۲ب)

اس نے زندگی کی تلخیوں اور افلاس کی محرمیوں کو بھی اور زندگی کی نعمتوں سے بھی بھر کر دل بہلا لیا۔ اس نے کشمیریوں کے جذبہ حریت کی ترجمانی کی اور ان کی کامرانی کی بشارت بھی دی۔ لیکن مہاراجہ اور دوسرے دشمن عوام، کے قصائد بھی لکھے۔ اس نے فارسی، اُردو اور کشمیری تینوں زبانوں میں لکھا۔ شعر بھی۔ تذکرہ اور تنقید بھی۔ ناول بھی ڈرامہ بھی۔ پٹوار نامہ بھی سوانحی ادب بھی۔ وہ ایک تقدس مآب پیر کی امیج بھی رکھتا تھا اور مے و مُطرب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کارسیا بھی۔ غرض اسکے وجود میں کئی شخصیات ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو زندگی کا دلچسپ کھیل کھیلنے میں مصروف تھیں ۔

یک کفے جامِ شریعت، یک کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نہ باشد جام و سندان باختن

ظاہر ہے کہ ایسے شاعر اور ایسے شخص کی پہلودار زندگی پر اسی طرح مدت تک حروف و حکایت کا سلسلہ ختم نہ ہو سکے گا۔ جس طرح مرزا غالبؔ جیسی بھرپور شخصیت کے متعلق یہ سلسلہ تھمنے کو نہیں آرہا ہے۔ اسپر طرہ یہ کہ مہجورؔ تاریخ کا گہرا شعور رکھتا تھا اور اس لئے یہاں ہمیں اس کے ہر دور کے متعلق بہت سی یادداشتیں اور تحریرات محفوظ ملتی ہیں۔ جو ایک ایک کرکے روشن ہوتی جارہی ہیں۔ اور اس کے باوجود اس سلسلہ زُلفِ دراز کا دوسرا سرا نظر نہیں آتا۔ شاید رسول میرؔ نے ایسے ہی موقعے پر کہا تھا ۔

زالۍ وانکن بال یٖلہِ لاگہِ شُمار
پچھ لگہِ گنز رِنس لچھ تے ہزار
اَمہِ مشلیہِ فو مؤلن یامیے لولو

(محبوبہ اپنے نازِ زلف کا شمارہ شروع کرے تو اسمیں لاکھوں پندرہ ہزاڑے صرف ہونگے۔ کہیں اس معاملے کی بھی کوئی انتہا ہے؟)

تازہ شمارہ کے مشمولات پر نظر رکھنے کے باوجود صرف میری نظر میں مہجور سے متعلق ابھی اتنی چیزیں موجود ہیں کہ ان سے کئی اور نمبر ترتیب دیئے جاسکتے ہیں۔

مہجورؔ کی جانب تازہ توجہ کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اس کے یہاں کشمیر کے تشخص اور شناخت کا بڑا شدید احساس موجود ہے۔ نئی نسل کو اسکی یہ قوم پرستی بڑی بھائی ہے۔ وہ کشمیری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زبان کا مشہور و مقبول شاعر ہے اور ایک لحاظ سے اسکی کامرانی اور بخت بیداری کی علامت بھی بن گیا ہے۔ جوں جوں کشمیری اپنی زبان اور اپنے وطن کے بارے میں زیادہ عرفان و آگہی حاصل کرتے جارہے ہیں۔ مہجور کا ذکر ان کی اُمنگوں کو تسکین دیتا جاتا ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ مہجور کی صد سالہ برسی اس نمبر کے قارئین تک پہنچنے تک صرف دو سال دور رہ جائیگی۔ امید یہی ہے کہ اُس وقت یہ صدی تقریبات اسی احترام سے منائی جائیگی جس طرح اردو دوستوں نے غالب اور اقبال کی صدی تقریبات منائیں۔ اس صدی کو با مقصد اور معنی خیز بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اس وقت سے پہلے مہجوریات سے متعلق تمام تفصیلی اور جزوی تحریری یادگاریں وغیرہ منظر عام پر لائی جائیں۔ ہمارے زیر نظر نمبر کے پس پردہ بھی یہی خیالات کارفرما رہے ہیں۔

مہجور کے بارے میں پہلا خصوصی نمبر کشمیر کے پہلے ادبی رسالے ''کونگ پوش'' نے اپریل ۱۹۵۲ء میں نکالا تھا۔ اس رسالے کے سرپرست خواجہ غلام محمد صادق اور دینا ناتھ نادم تھے اور اس کے ایڈیٹوریل بورڈ میں رحمٰن راہی۔ نور محمد روشن۔ سومناتھ زتشی اور مہندر ناتھ شامل تھے۔ اس نمبر کو اولیت کا سہرا حاصل ہے اور یہ ۳۰×۲۰ کے بتیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں پی این کاچرو کا بنایا ہوا مہجور کا سیاہ روشنائی سے بنایا ہوا سکیچ شامل ہے۔ نمبر میں مہجور سے متعلق ایک صفحے کا اداریہ ہے جو اس وقت کے ذہن کی عکاسی کرتے ہوئے ترقی پسندی معیارِ سخن کا مظاہر کرتا ہے اور مہجور کے بارے میں یہ بیان پیش کرتا ہے۔

> ''یہ ہمارے قومی شاعر حضرت مہجور کی آواز ہے۔ جو حال حال ہی میں بظاہر ہم سے جدا ہوئے انکا تعارُف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خال ہی ایسا کوئی کشمیری ہوگا جو ان کے نام سے واقف نہ ہو۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہی نہیں۔ بلکہ ہندوستان اور پاکستان میں بھی ان کی عظمت اور بلندی
کے چرچے ہیں۔ اگر چہ جناب مہجورؔ ہم میں نہیں رہے لیکن انکے دل کی
آواز ہر وقت ہمارے کانوں میں گونجتی ہے.....صداقت کی آواز
اس وقت تک گونجتی رہے گی جب تک مہجور صاحب کے گلشن میں سے
باطل کی ظلمت ختم نہ ہو اور کوہسار تازہ پرکاش سے منور نہ ہوں''

اس نمبر میں مہجورؔ کی سوانح اور شاعری کے متعلق اداریہ کے علاوہ صرف امین کاملؔ کا ایک مضمون مہجورؔ کے چناروں تلے شایع ہوا ہے (جس میں کاملؔ نے لکھا ہے کہ وہ مہجورؔ پر کتاب لکھ رہے ہیں۔ جسکا یہ ایک باب ہے لیکن یہ کتاب آج تک سامنے نہیں آئی ہے) اس کے علاوہ اسمیں مہجورؔ پر ماسٹر زندہ کول، مرزا عارفؔ، دینا ناتھ نادمؔ، نور محمد روشنؔ، رحمٰن راہیؔ، ارجن دیو مجبورؔ، غلام رسول مشتاقؔ، پریم ناتھ پریمیؔ، پیتامبر ناتھ فانیؔ، اور امین کاملؔ کے مرثیے چھپے ہیں۔ اردو میں بھی نردوش کی جو کہانی چھپی ہے۔ وہ مہجورؔ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ یہ نمبر چونکہ مہجور کی وفات کے بعد شائع کیا گیا تھا۔ لہٰذا اسمیں جذباتی کیفیت کا غلبہ قابل فہم ہے لیکن اسکی یہ اہمیت کیا کم ہے کہ اسمیں شایع شدہ کاملؔ صاحب کا مضمون ۲۹ سال بعد محکمہ اطلاعات کے ماہنامہ ''تعمیر'' کو ترجمہ کر کے شایع کرنا پڑا۔ اس نمبر کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے۔ کہ اسمیں امین کاملؔ کی پہلی کشمیری منظوم کوشش شائع ہوئی اور اس طرح سے کشمیری ادب کو کاملؔ جیسا بلند مرتبہ ادیب نصیب ہوا۔

ماہنامہ ''تعمیر'' جو محکمہ اطلاعات جموں و کشمیر کیطرف سے ۱۹۵۶ء سے شائع ہونا شروع ہوا۔ نے اپریل ۱۹۵۷ء میں ایک اور مہجور نمبر شائع کیا یہ ''کونگ پوش'' کی ہی تقطیع پر شائع ہوا اور اسمیں آنجہانی موہن رینہ کی بنائی ہوئی مہجور کی رنگین اور خوبصورت تصویر بھی شائع

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوئی۔اس نمبر کے مدیر شمیم احمد شمیم مرحوم تھے۔اور راقم الحروف کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ اس نمبر کا جوائنٹ ایڈیٹر تھا۔اس نمبر کی ضخامت متن کے ۹۲ اور تصویروں کے ۸ صفحے ہے اور اسمیں پہلی بار مہجورؔ کے غیر مطبوعہ اور نہایت اہم اور دلچسپ فوٹو گراف شائع ہوئے۔ اسمیں اس وقت کے وزیر اعظم بخشی غلام محمد صاحب کا مضمون پہلے صفحے پر شائع ہوا جس میں وہ کہتے ہیں۔

''مہجورؔ کی شاعری ہماری عظیم ادبی میراث ہے اس لئے مہجورؔ کی یاد تازہ کرنا ایک اہم ادبی فریضہ ہے.....ریاست کے فن کاروں کو ریاست سے باہر متعارف کرنا بہت ضروری ہے اس سلسلے میں ''تعمیر'' کا مہجورؔ نمبر ایک مبارک قدم ہے''

ادارے میں مدیر شمیم احمد شمیم نے لکھا ہے۔

''فکر وفن کے وہ معیار جو تنقید کی بنیاد ہوتے ہیں۔ہمارے ہاں ناپید ہیں۔اس لئے مہجورؔ کی شخصیت اور فن کے بارے میں جو مضامین اس خاص نمبر کی زینت ہیں۔ان کا مطالعہ اس حقیقت کی روشنی میں کرنا ہوگا۔.....ان مضامین میں نقد کا جو معیار ہے۔وہ یا تو تاثراتی ہے یا انگریزی اور اردو سے مستعار''

اسمیں پہلی بار مہجورؔ کی بہت سی نامانوس اور غیر مطبوعہ تصاویر کے علاوہ انکے دستخط کا عکس شائع ہوا ہے۔اپنی خوش نمائی اور ترتیب کے قرینے کے لحاظ سے یہ ریاستی جرائد کی تواریخ میں ایک نئی روایت کا آغاز کرتا ہے۔اسمیں بخشی غلام محمد سے منسوب ایک مضمون (جو دراصل کسی GHOST WRITER ..... نے لکھا ہے) کہ علاوہ پی۔این، پشپ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

۔سری نواس لا ہوئی۔ امین کامل، محمد یوسف ٹینگ، پدم ناتھ گنجو۔ مظفر عازم، حامدی کشمیری، پروفیسر محمد یوسف اور گھنشام سیٹھی کے مضامین شامل ہیں۔* جو دراصل راقم الحروف محمد یوسف ٹینگ نے لکھا ہے۔ چونکہ میرے نام سے نمبر میں ایک مضمون شامل تھا۔ اس لئے مدیر شمیم احمد شمیم نے اسے دوسرے نام کے تحت شائع کرنا مناسب سمجھا لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ صورت حال کو واضح کیا جائے۔ واقع یہ ہے کہ راقم الحروف اُن دنوں ۱۹۵۲ء میں ایس، پی، کالج میں زیر تعلیم تھا اور مجھے مرزا عارف اور دینا ناتھ نادم نے اپنی LAND ROVER جیپ میں لالچوک سے اپنے ساتھ بٹھا لیا تھا۔ اس مضمون میں میں یہ اہم اطلاع درج کرنے سے رہ گیا تھا کہ پلوامہ سے منڈی گام تک اس سے پہلے گاڑیوں کی آمد و رفت کیلئے کوئی سڑک نہ تھی۔ بخشی غلام محمد چونکہ وہاں خود جانا چاہتے تھے اور وہاں سے مہجور کا جسد لے آنا چاہتے تھے۔ انہوں نے راتوں رات ایک کچی سڑک بنوائی اور اسی لئے ہماری جیپ کے علاوہ بخشی صاحب کی گاڑی بھی منڈی گام پہنچ گئی۔

بہر کیف یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ اس نمبر میں غلام نبی خیال، غلام محمد مشتاق اور عبدالمجید سائر کے کشمیری منظوم خراج عقیدت شائع ہوئے ہیں اور مہجور کے تئیں قیصر قلندر۔ اکبر جے پوری اور کشن سمیل پوری کی اردو نظمیں خاص نمبر میں مہجور کی کچھ نظموں کے اردو نثر میں ترجمے شائع ہوئے ہیں اور مہجور کی کچھ نمبر مطبوعہ فارسی، اردو اور کشمیری منظومات بھی جن میں ان کے لکھے ہوئے کچھ قطعات تاریخ بھی شامل ہیں۔ اسکے علاوہ اسمیں مہجور کی منظم ''سنگر مالن پیو پراگاش'' کی شان نزول کے متعلق ان کی اس گفتگو کا Trans Cript بھی کشمیری میں دیا گیا ہے۔ جو انہوں نے ریڈیو کشمیر سے بچوں کے پروگرام میں کی تھی۔ شاید کشمیری نثر میں یہ مہجور کا واحد نمونہ ہے۔ افسوس ہے کہ اس براڈ کاسٹ کی ریکارڈنگ ریڈیو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

* اس کے علاوہ علامہ محی الدین مہجور نے ہم کے وقت 'مہجور کا آخری سفر' مضمون

کشمیر میں ضائع کر دی گئی ہے۔ اور اس طرح مہجورؔ کی آواز کی امانت آئندہ نسلوں کیلئے محفوظ نہیں رہ سکی۔ اس نمبر میں بلراج ساہنی کی وہ چھٹی بھی شامل ہے جن میں اس نے لکھا کہ بہ حیثیت ایکٹر میری سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ ایک دن مہجورؔ کی زندگی کو فلما سکوں۔ اور فلم میں خود مہجور کا پارٹ کر سکوں۔ کون کہہ سکتا ہے شاید یہ خواب کبھی پورا ہو ہی جائے۔ چونکہ یہ بات دل سے نکلی تھی۔ لہٰذا قبول ہوگئی۔ مہجور کی زندگی پر فلم بنی اور اسمیں بلراج ساہنی کے بیٹے پریکشت نے مہجورؔ کا رول ادا کیا۔ خود بلراج بھی اسمیں مہجورؔ کے والد کے رول میں شریک رہے۔

مہجورؔ پر ایک اور نمبر تعمیر کے دور جدید میں محکمہ اطلاعات کی طرف سے ہی شائع کیا گیا۔ یہ اگست ستمبر ۸۱ء کی تاریخ لے کر چھپا اور اس کے مدیر خالد بشیر ہیں۔ چھوٹی تقطیع کے اس نمبر کی ضخامت ۵۴ صفحات ہے اسمیں صرف ایک تصویر ہے جو مہجورؔ کی بڑی عام تصویر ہے اس میں گورنر بی کے نہرو، وزیر اعلیٰ شیخ محمد عبداللہ اور بیگم شیخ محمد عبداللہ کے پیغامات شامل ہیں۔ شیخ صاحب اپنے پیغام میں کہتے ہیں۔

''مہجورؔ ہماری قومی شاعری میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے تحریک حریت کے دوران اپنی شاعری سے یہاں کے عوام کو جابرانہ نظام کے خلاف اُٹھ کر کھڑا ہونے کا حوصلہ دیا''

مضمون نگاروں میں موتی لال ساقیؔ رشید نازکی۔ مرزا عارفؔ۔ مشعل سلطان پوری، رسول پونپرؔ، طٰہٰ نازکی، بشرؔ بشیر، اطہر نعیم احمد اور غلام نبی ناظرؔ کے مضامین ہیں اور امین کاملؔ کے ایک شائع شدہ کشمیری مضمون کا ترجمہ۔ نمبر میں عبدالاحد آزادؔ کے نام مہجور کے لکھے ہوئے ۲۲ ملگھ ۹۳ کے ایک خط کا عکس بھی شامل ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجوریات کی سب سے اہم کڑی عبدالاحد آزادؔ کی تصنیف سوانح مہجور ہے۔ جو کلچرل اکادمی کی طرف سے ''کشمیری زبان اور شاعری'' کی تیسری جلد میں شائع ہوئی۔ ۱۹۶۱ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب ۱۹۴۸ء سے پہلے لکھی گئی تھی اور یہ اس جلد کے ۹۰ ابھر صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس سوانح کی ابتدا ہی ''کشمیری زبان اور شاعری'' کی تکمیل کی صورت میں انتہا کو پہونچی۔ اس سوانح کا خاکہ آزاد نے مہجور اور ابن مہجورؔ کی اعانت سے بنایا تھا اور تعجب اُن رکنوں نے اس کا مسودہ بھی خود دیکھ لیا ہو مہجوریات میں اسکو اولیت اور استناد کا شرف حاصل ہے۔

اس کے بعد دو سال قبل اکادمی کے تحت راقم الحروف کی ترتیب سے مہجورؔ کی کشمیری کلیات شائع ہوئی چونکہ کلیات بازار میں دستیاب ہے۔ اس لئے اُسپر بات کرنے کی یہاں ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ یہ کلیات متن کے ۴۷۲ صفحات کے علاوہ متعدد رنگین اور سیاہ و سفید تصویروں پر مشتمل ہے۔

یہ بات مہجورؔ کی ہمہ جہت شخصیت کی خودنوشت تحریروں کی موجودگی اور اسکی فنی خوبیوں کا ثبوت ہے کہ جراید کے تین مہجورؔ نمبروں ایک اچھی خاصی سوانح اور ایک کلیات کے شائع ہوجانے کے باوجود اس کنوئیں میں بیسیوں ڈول پانی موجود ہے۔ پچھلے مہجورؔ نمبروں کی تاریخی تقدیم اور مہجورؔ شناسی میں ان کی خدمت کے باوجود یہ بات کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ زیر نظر مہجورؔ نمبر اپنے متن اپنے پھیلاؤ (Range) اور اپنی صوری اور معنوی خوبیوں میں ان نمبروں سے ایک قدم آگے ہے۔ اس نمبر میں مہجورؔ کی شخصیت اسکے زمانے اور اس کے فن کے متعلق خود مہجورؔ کی ایسی تحریریں پہلی مرتبہ شائع کی جارہی ہیں۔ جو بہت ہی معنی خیز اور اہم ہیں۔ ان میں ایک تحریر میں اسکی ملازمت کے کوائف ہیں۔ جسمیں اُس عہد کے توہمات و

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تعصّبات اور مہجورؔ کی سماجی حدود کا بھرپور نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ایک اور تحریر میں اس نے اپنی زندگی اور ادب کے بارے میں اعتراضات کا جواب خود دیا ہے۔ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ مہجورؔ کا فارسی اردو اور کشمیری ادب کا مطالعہ کتنا وسیع تھا اور اسپر حبہ خاتون۔ مقبول کرالہ واری اور رسول میر کا اثر کتنا گہرا رہ چکا وہ بار بار ذکر کرتا ہے۔ اور جنکے اشعار کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈال کر ان کا حسن نظروں کے سامنے لاتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ نند لال امبار دار کا مضمون ہمیں نہیں ملا۔ لیکن مہجورؔ کے جواب سے اعتراضات کی نوعیت صاف ہو جاتی ہے۔ مرزا عارف نے ان اعتراضات کو خوب اُچھالا ہے (تعمیر اور زیر نظر شمارے میں ان کے مضمونوں میں اس کا بار بار ذکر ہوا ہے) لیکن آج تقریباً پچاس سال کے بعد ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کشمکش میں مہجورؔ کا موقف کتنا صحیح تھا۔ عارف نے دینا ناتھ نادم کی جس تنقید کا ذکر کیا ہے خوش قسمتی سے وہ موجود ہے اور اسکا متن یوں ہے۔

> ''ہماری شاعری کا موجودہ دور حضرت مہجورؔ کی شاعری سے شروع ہوتا ہے مہجورؔ وہ شاعر ہے جس نے کشمیری شاعری کو روایتی تشبیہات اور محاورات سے آزاد کر کے اصل کشمیری خیال کی ہم نوا بنا دیا۔ جو بیمار روحانیت ہماری شاعری میں فارسی شاعری کی نقل سے پیدا ہو گئی تھی اسے دور کر دیا۔ مگر سامراجی اور جاگیر دارانہ نظام کے اثرات سے مہجورؔ صاحب کی شاعری کسی حد تک ''ہے ہائے'' اور ''فرار کرو'' جیسے خیالات کو مجھو دیتی رہی۔ ہمیں مہجورؔ صاحب کی شاعری کیساتھ یہ بڑا گلہ ہے کہ وہ ہمیشہ عوامی ضروریات سے دور رہی۔ باغِ نشاط کے گُل کی اس وقت مہجورؔ کو تلاش تھی۔ جب غیر ذمہ دار نظام حکومت ہماری عوامی تحریک

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کا گلا دبا رہا تھا۔ سنگینوں کو بلند کر رہا تھا اور ٹکٹکیاں[1] لگا رہا تھا۔ جس وقت نقارۂ انقلاب نے لوگوں کے خوابیدہ جذبات بیدار کر دیئے تھے اس وقت بھی مہجور صاحب کا تخیل جھیل ڈل کے پانیوں میں ''درشن کیلئے کنول بن کر انتظار[2]'' کر رہا تھا۔ مہجور صاحب اس وقت کشمیری ادب کے واحد خالق تھے (حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ مہجور چاہے سب سے اہم شاعر رہے ہوں مگر اس دور میں دوسرے شعراء مثلاً آزاد۔ فاضل وغیرہ بھی لکھ رہے تھے اگر وہ ذرا سا زیادہ حُریت فکر دکھاتے ''عوام اور عوام کے انقلاب کو از حد فایدہ حاصل ہو جاتا۔ بہر حال انہوں نے ہماری شاعری میں نیا پن لایا۔ حالانکہ ان کی بیش تر نظموں کا مضمون اور ہیت پرانے طریقے کی ہے۔ مگر روح نئی ہے۔ اس کے باوجود یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت مہجور کشمیری ادب کے بڑے معمار ہیں۔ ۱۹۳۸ء کے بعد انکی شاعری بھی بڑی حد تک عوامی طاقتوں کی ترجمانی کرتی ہے'')

کونگ پوش جلد (۱) ماہ ستمبر ۱۹۴۹ء''

''مگر کارواں سون برونہہ برونہہ پکاں گو''

از دنیا ناتھ نادم

اس تنقید کے جواب میں مہجور نے اگر بقول عارف شدید ردِ عمل ظاہر کیا تو آج اسکی وجہ

---

[1] ایک طرز کے کوڑے مارنے کی سزا جو ۱۹۳۱ء کے بعد کشمیر مجاہدین آزادی کو دی جاتی تھی اور اس سے وہ لہولہان ہو جاتے تھے

[2] مہجور کے اس شعر کی طرف اشارہ ۔

کامہ دیو کر سر ڈل یونہ شنس کہ گیہ تیل یا

وَتھ شنس بہندِ دل پیٹھوں لاتھ پرِ رہا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سمجھ میں آتی ہے۔ مہجورؔ شاعر تھے۔ ڈھنڈورچی یا نعرہ باز ''سُلہِ غلہِ دار'' نہیں تھے۔ انکی شاعری کا وہی حصہ ہمارے ادب کی آبرو ہے۔ جب انہوں نے راست طریقے پر بات نہ کر کے اپنے غنائیہ اسلوب کو نبھایا ہے۔ جب انہوں نے ''پوش نول'' کو لیٹنی پر لیکچر دینے کیلئے اُبھارا۔ تو وہ کشمیری شاعری کی فنی روایت سے دور جا پڑے۔ نادم کے ادبی مرتبے کا احساس و اعتراف کرنے کے باوجود آج یہ کہنے میں باک نہیں ہے کہ تنقید کا یہ نظریہ ایک جمالیاتی کجروی کا نتیجہ تھا خود نادم نے بھی اپنی پر جوش ابتدا سے سفر شروع کر کے اب اپنی شاعری کا رُخ بالواسطہ اظہار کی طرف موڑ دیا ہے اور یہی مہجورؔ کے نظریہ شاعری کی کامرانی ہے چنانچہ ۱۹۶۱ء میں نادمؔ، مہجورؔ کے بارے میں اس طرح گویا ہوتے ہیں ''ہمارا محبوب مہجورؔ ہمارے آج کے دور کا پیامبر ہے یہ وہ عظیم الشان شاعر ہے۔ جس نے پہلے پہل ہمارے درد وغم کا مداوا تلاش کیا۔ جس نے پہلی بار باغ آزاد اور آباد دیکھنے کی تمنا کی۔ اسکے علاوہ اس نے اپنی پُر محبت آغوش میں ہمارے رازِ عشق پر دان چڑھائے جو آئندہ ہماری رگوں کو سیراب کرتی رہی'' تعمیر'' جنوری ۶۱ء۔

مہجورؔ پر عارف کے علاوہ کچھ اور حلقوں نے کبھی سرگوشی اور کبھی کھُلے انداز میں یہ اعتراضات کئے ہیں کہ انہوں نے حکمرانوں کی مدح قصیدے لکھ کے اور لیڈروں کی ذم کر کے اپنی موقع پرستی کا ثبوت دیا۔ یہ مہجورؔ کی زندگی کا ایک ایسا گوشہ ہے جسکے متعلق ان کی زندگی میں بھی گرمیٔ گفتار جاری رہی۔ چنانچہ اس سلسلے میں پنڈت بلہ کاک در سے متعلق ان کے عقیدے پر سید مبارک شاہ فطرت نے بڑی زبردست چوٹیں کیں۔ اسی طرح مہاراجہ ہری سنگھ کے متعلق انکا قصیدہ بھی نظروں میں کھٹکتا رہا۔ ہم ان عقیدوں اور ان کے جواب کو اس نمبر میں شائع کر رہے ہیں۔ یہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ ان پر چوری چھپے بات کرنے سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بہتر ہے کہ انکو منظر عام پر لایا جائیگا۔ عارف صاحب کا یہ الزام محلِ نظر ہے کہ انہوں نے شیخ محمد عبداللہ کے عقیدے لکھے۔ شیخ صاحب اُس وقت کشمیریوں کی آزادی اور جدو جہد کی علامت تھے۔ کیا ان کی مدح موقع پرستی کی ذیل میں آتی ہے؟ اسپر مزید گفتگو کی گنجائش موجود ہے۔ لیکن یہ بات بھی مدنظر رہے کہ جب شیخ صاحب کی پہلی وزات میں مسائل پیدا ہوئے۔ تو مہجور نے ''ہی گل لالو'' اور ''آزادی'' جیسی طنزیہ نظمیں تحریر کیں۔ اور اس کے باوجود شیخ محمد عبداللہ اور بخشی غلام محمد ان کی ایسی تعظیم کرتے رہے کہ جب نیڈوز ہوٹل میں ایک کُل ہندار دو مشاعرہ ہوتا ہے۔ جسمیں جوش ملیح آبادی جیسا نامور شاعر شریک ہوتا ہے تو مولانا مسعودی کی تجویز اور شیخ محمد عبداللہ کی تائید سے مہجور کو مشاعرے کی شاہ نشین پر فائز کیا جاتا ہے اور جب شیخ صاحب انکی نظم ''نو کشمیر'' سنتے ہمیں تو داد سے ہال کو سر پر اٹھا لیتے ہیں (ملاحظہ ہوں اسی شمارے میں مہجور کے خطوط) یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی ہے کہ مرزا غالب کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ اقبال نے بھی زندگی کے مختلف ادوار میں اہلِ حکم کے قصیدے لکھے۔ لیکن اس سے انکے ادبی مرتبے پر حرف نہ آیا۔

کیا یہ قرین انصاف نہیں کہ ہم مہجور کو اس کے دور کی مجبوریوں کے چوکھٹے میں دیکھ کر ان قصائد کی توجیہہ دریافت کریں مہجور کا بیان ہے صرف یہ خیال رہے کہ مسلمان اور غیر مسلم ذکر دراصل طبقاتی کشمکش کا ایک استعارہ ہے۔

''بس مسلمان ملازم اپنی بے بسی اور بے کسی سے مجبور ہو کر اپنے افسران کو رشوتیں دیتا ہے۔ یا اپنے مذہب اور ضمیر کے خلاف کرتوت سے اپنے.....افسروں کو خوش رکھ کر ایامِ زندگی بسر کرتا ہے۔ اب اگر مسلمان اپنی قوم کا ہمدرد ہوگا تو اس پر بناوٹی اور فرضی مقدمات بنا کر اسکو تھوڑے عرصے کے اندر نکال دیتے ہیں'' (مضمون: ص ۲۵۱ پر)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجور پندرہ بیس روپے کے پٹواری تھے مجاہد نہ تھے اگر اقبال جیسا شاعر کہہ سکتا ہے تو ''قوال کو حال نہیں آتا'' یا ع

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا وہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

تو میں جس اقبال کے مقابلے میں واقعی ایک ظلمت کدے میں سسک رہا تھا۔ اگر قصاید لکھنے پر مجبور ہوا تو کیا اسکے عوامل کو نہیں سمجھا جا سکتا؟ اگر مہجور کو ''شاعر کشمیر'' کہا جاتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس نے کشمیریوں کے جذبات انکی قومی شناخت اور انکی ارجمندی کی شاندار ترجمانی کی کشمیری زبان کو نئی زندگی عطا کی۔ حبہ خاتون اور رسول میر جیسے شعراء کی شخصیت اور عطا کو اُبھارا۔ کشمیریوں کے شاندار ماضی کو ابھار کر کشمیریوں کو نئی بلندیاں چھونے کی ترغیب دی۔ کلہن غنی اور صرفی کا ذکر کر کے انہیں تازہ فلمی اور ادبی فتوحات پر ابھارا اور انہیں راستے میں درپیش کھائیوں سے خبردار کرتے ہوئے انکے روشن مستقبل کی بشارت دی۔ ظاہر ہے کہ یہ ایسے افق ہیں کہ ان کے توسط سے مہجور کی ''کشمیریت'' کا ذکر اور اعتراف برابر ہوتا رہیگا۔

اس نمبر میں مہجور کے صاحبزادے ابن مہجور کے متعلق بھی ایک گوشہ فراہم کیا گیا ہے۔ ابن مہجور اپنے ممتاز والد کے فرزند ہونے کے علاوہ اس کے ادبی سفر کے ایسے ہمراز اور دمساز تھے۔ کہ انکا ذکر کرنے کے بغیر ذکر مہجور کا سوز وساز آشکارانہ ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ ابن مہجور کے اپنے کمالات بھی تھے جن کے بل بوتے پر انکو اکادمی نے خلعت سے بھی نوازا تھا۔ انکا ذکر آج تک اکادمی کے کسی جریدے میں نہ ہوا تھا۔ مناسب ہے کہ انکا تذکرہ بھی اسی نمبر کی زینت بنے۔ اس نمبر میں مہجور کی رفیقہ حیات مہتاب بیگم کی تصویر بھی پہلی بار منظر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عام پر لائی جارہی ہے۔ وہ پچھلے ہی سال اپنے نامدار شوہر کی وفات کے کوئی اکتیس سال بعد وفات پا گئیں۔ وہ آخر تک حکومت کشمیر سے ادبی وظیفہ حاصل کر رہی تھیں۔ وہ مہجورؔ کی زندگی میں پردہ نشین تھیں۔ لیکن ان کی وفات کے بعد ان کی بزرگی اور زہد و اتقاد نے بہت سے لوگوں کو انکا عقیدت مند بنا دیا تھا۔ جہاں تک اس نمبر کے مضامین کا تعلق ہے وہ آپ کے سامنے ہیں۔ شاید یہ کہنا غلط نہ ہو کہ ان مضامین میں مہجورؔ شناسی کے نئے زاویے بھی ملتے ہیں اور تجزیات میں گہرائی بھی نظر آتی ہے۔

اس نمبر کا ایک حصہ مہجورؔ کی بعض نگارشات کے منظوم ترجمے پر مشتمل ہے جو ہمارے ایک خوش گو شاعر سلطان الحق شہیدی نے کیا ہے۔ مہجورؔ کی بعض تخلیقات کے انگریزی متراجم شائع ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بھی انکی بعض نظموں کا آزاد نظم کی صورت میں ترجمہ شائع ہوا ہے لیکن ہمارے یہاں یہ شاید کلام مہجورؔ کا پہلا منظوم اردو ترجمہ ہے شہیدی صاحب اس سے قبل اقبال کی ''پیامِ مشرق'' کا کشمیری ترجمہ کر چکے ہیں۔ اردو اور کشمیری زبانوں پر ان کی دسترس نے ان ترجموں کو ایک خاص کیفیت بخشی ہے۔

حُسنِ اتفاق سے مہجوریات ان پانچ کڑیوں، جنکا ذکر اوپر ہوا ہے ''میں تین یعنی تعمیر مہجور نمبر ۱۹۵۷ء''، ''کشمیری زبان اور شاعری'' اور کلیات مہجورؔ کے ساتھ راقم الحروف کا تعلق رہا ہے۔ میں اسے خوش بختی سمجھتا ہوں کہ اس نمبر کے ساتھ بھی میرا تعلق رہا اور اس طرح مہجوریات کے ساتھ یہ میرے تعلق کی چوتھی کڑی ہے۔ ع

ایں سعادت بہ زور بازو نیست

کچھ ذہنوں میں یہ خیال آسکتا ہے کہ اگر اس وقت تک اردو رسائل کے دو مہجور نمبر شائع ہوئے ہیں تو پھر یہ نمبر شائع کرنے کی ضرورت کیوں پیدا ہوئی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس نمبر کا مغز، جو مہجورؔ کے خودنوشت مضامین آپ بیتی وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اردو میں ہی ہیں۔ تواریخی استناد کے پیش نظر ان کو اسی زبان میں پیش کرنا بہتر تھا۔ اس کے علاوہ اس نمبر کے لئے مہجورؔ کے خودنوشت یا ان کے نام دوستوں کے خطوط اردو میں حاصل ہونے شاید ان دنوں کشمیری میں خط و کتابت کا رواج شروع نہیں ہوا تھا پھر مہجورؔ کا فارسی اور اردو کلام جو اگر سارے کا سارا غیر مطبوعہ نہیں، مگر پھر بھی کم یاب ہے۔ اردو میں ہی ہے اس لئے نمبر کو اردو میں ہی شائع کرنا مناسب خیال کیا گیا۔ اسکا ضمنی نتیجہ یہ بھی ہے کہ مہجورؔ کو اردو حلقوں میں زیادہ بہتر طور سمجھا جا سکے گا۔ البتہ ان تمام نگارشات کو کشمیری میں ترجمہ کر کے شائع کرنیکی ضرورت اپنی جگہ موجود ہے۔

محمد یوسف ٹینگ

(مدیر اعلیٰ)

سرینگر: ۳ نومبر ۱۹۸۴ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اسد اللہ کاظمی

مہجورؔ سے ملاقات

(اسد اللہ کاظمی، شیخ محمد عبداللہ کے پہلے دورِ وزارت
(۱۹۴۸۔۱۹۵۳ء) میں ریاست جموں وکشمیر کے ناظم تعلیمات
تھے۔ وہ بیرون ریاست سے آئے تھے۔ شعروسخن کا اچھا ذوق
رکھتے تھے اور مہجورؔ کے بڑے قدر سنج تھے.....ادارہ)

مہجورؔ صاحب سے میری پہلی ملاقات ستمبر ۵۰ء میں ہوئی ان سے ملنے کی تمنا مدت سے تھی کئی بار یہ طے کیا کہ مترگام جاؤں اور کشمیر کے اس شاعر کی زیارت کروں جس کے نغموں نے کشمیر کی زندگی میں ایک نئی لہک پیدا کی تھی اور اس کے گُل بوٹوں کو ایک نئی تابنا کی بخشی تھی جس کے گیتوں نے بے زبان اور ستم رسیدہ کشمیری کے دل کی دھڑکنوں کو دنیا کے کانوں تک پہنچایا تھا اور جس کے کلام نے قوم کی کھوئی ہوئی آبرو اور مٹے ہوئے وقار کی داستانوں کو پھر سے دہرایا تھا۔ لیکن کچھ ایسا ہی ہوا کہ متریگام نہ پایا اور زیارت کی یہ آرزو ۵۰ء تک پوری نہ ہوئی۔

ستمبر ۵۰ء کی شاید ۲۵ر تاریخ تھی میں سیلاب زدگان کے کیمپ سے ہارا تھکا اپنے دفتر میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ چپراسی نے ایک کاغذ کا پرزہ سامنے رکھا جس پر مہجورؔ کا شمیری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لکھا تھا۔ پہلے تو میں نے سمجھا کہ شاید میری آنکھوں نے دھوکا کھایا سن چکا تھا کہ مہجور صاحب عرصہ سے گوشہ نشین ہو چکے ہیں اور اب لوگوں سے ذرا کم ہی ملتے جلتے ہیں کاغذ کو دوبارہ پڑھا شبہ کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ میں نے آدمی سے کہا فوراً بلاؤ۔ تھوڑی دیر میں ایک بزرگ اندر تشریف لائے کوئی ساٹھ پینسٹھ کی عمر، میانہ قد، کھلتا ہوا رنگ، متین چہرہ اور ذہین آنکھیں۔ لباس سادہ، وضع قطع میں دیہاتی معصومیت ایک خاص شاعرانہ بانکپن یہ تھے حضرت مہجور شہر کی نفاست اور دیہات کی لطافت کا ایسا روح پرور امتزاج میں نے کم دیکھا ہے کوئی دو گھنٹہ بات چیت رہی دس منٹ کے بعد ہی ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا برسوں سے مہجور صاحب کو جانتا ہوں۔ باتوں میں تعلقات دیرینہ کی سی حلاوت تھی اور لب ولہجہ میں خلوص کی چاشنی۔ آنیکی وجہ نہ انہوں نے مجھے بتائی اور نہ مجھے پوچھنے کی جرأت ہوئی۔ میں تو اسے اپنے جذبہ شوق کا ایک کھلا معجزہ سمجھتا رہا۔

چلتے وقت میں نے عرض کیا کہ ابھی سیری نہیں ہوئی بس ملاقات کی تجدید چاہتا ہوں۔ فرمایا پھر کبھی حاضر ہونگا۔ میں نے کہا حضرت کل دن بھر کے لئے باہر دورہ پر جارہا ہوں۔ اگر آپ ساتھ چلیں تو اس حج کا ثواب نذر کروں جو ابھی تک کرتو نہیں پایا لیکن جس کی تمنا ضروری ہے ہنس کر کہنے لگے۔ ایسے سودے مشکل سے نصیب ہوتے ہیں۔ ضرور چلونگا۔ اس دن کا دورہ کبھی نہیں بھولوں گا یوں تو اکثر دوروں پر جاتا رہتا تھا لیکن اس دن کا کچھ اور ہی عالم تھا اصل تو یہ ہے کہ کشمیر کے اصلی رنگ وروپ کو صحیح طور پر اسی دن پہچانا۔ کشمیر کے حسن کا بیان اور اس کے شاعر اعظم کی زبان سے دلوی کے پتے پتے، بوٹے بوٹے کی رنگینی، اس کے بہتے چشموں کا زیر و بم کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مرغ زاروں کا لہلہاتا جمال۔ اس کے پہاڑوں کا پروقار حسن۔ ان سب کا ذکر اس لطف وخوبی سے کرتے تھے کہ روح وجد میں آتی تھی ان کو اپنے ملک سے ایک والہانہ محبت تھی۔ میں نے وطن کے ایسے پجاری کم دیکھے ہیں۔ وطن کا ہر ذرہ ان کیلئے ایک دیوتا تھا۔ اسی جذبہ وطن پرستی نے ان کی شخصیت کے مختلف گوشوں اور میلوؤں کو ایک یگانگیت اور وحدت بخشی تھی اور ان کے کلام کو قبولیت عام کا رتبہ عطا کیا تھا۔

اس دن مجھے اس کا بھی پتہ لگا کہ وہ کس قدر ہر دلعزیز تھے۔ وادی کے ایک دور افتادہ مقام پر ایک چھوٹے سے پرایمری سکول کے بچوں کا وہ عالم عمر بھر نہیں بھول سکتا جوان پر سنکر طاری ہوا کہ میرے ساتھ مہجورؔ صاحب آئے ہیں۔ مہجورؔ کی نظمیں اور گیت وہ جانتے تھے۔ لیکن مہجورؔ کو کبھی دیکھا نہ تھا بے لوث اور معصوم عقیدت کا یہ ہوش اظہار جو زبان کی بجائے آنکھوں سے ادا کیا جارہا تھا۔ کتنا دلکش اور پُر کیف تھا کہہ نہیں سکتا .....شام کے وقت واپسی پر ایک سوشل ایجوکیشن سنٹر دیکھا تھا جہاں پکی عمر کے لوگوں کو پڑھنا لکھنا سکھایا جاتا تھا۔ اس سنٹر پر کوئی ایک سو کے قریب آدمی موجود تھے۔ سنٹر کا کام دیکھنے کے بعد میں نے کہا کسی کو مہجورؔ صاحب کی کوئی نظم یاد ہو تو سنائے۔ ہر شخص تیار تھا کچھ نظمیں سنیں، میں نے پوچھا مہجورؔ صاحب کو دیکھا ہے۔ کہا نہیں۔ جب میں نے بتایا کہ مہجورؔ صاحب جو میرے ساتھ موجود ہیں، تو ان غریب دیہاتیوں کا جوش عقیدت دیکھنے کے قابل تھا یا تو اب تک ناظم تعلیمات ساری توجہات کے مرکز تھے۔ اب وہ پس پشت تھے اور سارے مجمع کی نگاہیں مہجورؔ صاحب کے چہرہ پر بکھری پڑی تھیں۔ لوگوں کے اسرار اور میری درخواست پر انہوں نے مجمع سے کچھ دیر خطاب کیا۔ اور اپنی ایک نظم بھی سنائی۔ وہ لوگوں سے باتیں کررہے تھے اور میں پیچھے کھڑا ہوا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لوگوں کی اس ارادت اور عقیدت کے مزے لے رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جو قوم اپنے شاعر کی اتنی عزت کر سکتی ہے وہ کبھی مر نہیں سکتی۔ جب وہاں سے چلا ہوں تو دل میں شعر کے اعجاز کا احساس اور کشمیر کی سخن پروری کا اعتراف کر چلا ہوں۔

یہ تھی میری پچھلی ملاقات مہجور صاحب سے۔ اس کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ برابر جاری رہا اور جلدی ایک پُر کیف خلوص اور روز افزوں محبت کا رشتہ قائم ہو گیا۔ نومبر میں ہم لوگوں کو جموں آنا تھا مرحوم کشمیر کی ایک مربوط اور مستند تاریخ لکھنے کے لئے مواد جمع کر رہے تھے۔ چلتے وقت ان سے وعدہ لیا کہ سردیوں میں جموں آئیں اور اس مضمون پر یہاں کی کتابوں سے مستفید ہوں چنانچہ دسمبر میں وہ جموں سے میرے پاس آ کر کوئی دو ماہ مقیم رہے۔ اس تھوڑے عرصے میں گھر کا ہر فرد بشر ان کا گرویدہ ہو گیا۔ بچے تو انہیں ایک منٹ کے لئے بھی نہ چھوڑتے تھے۔ اب معلوم ہوتا تھا کہ مرحوم میرے خاندان کے ایک رکن ہیں۔ سردیوں کی طویل شاموں میں محفل شعر و سخن بپا ہوتی ار گھنٹوں ہم کشمیر کی تاریخ کے قصے اس کے اکابران علم دفن ارباب فکر و عمل، حضرات اہل علم کی داستانیں سنتے اور مرحوم کے لطف بیاں سے محظوظ ہوتے ان صحبتوں کا ایک اثر تو یہ ہوا کہ ہم لوگوں کے لئے کشمیر اب ایک اجنبی ملک نہ رہا اور ہماری رگوں میں جو تھوڑا بہت کشمیری خواں ہے وہ جوش میں آنے لگا اور دوسری یہ کہ کشمیر کی تاریخ و تمدن ادب و موسیقی سے بہت گہری دلچسپی پیدا ہو گئی یہ انہیں سبق کے طفیل تھا کہ میرے یہاں کشمیر کے چند مایہ ناز معماران تمدن کی یاد تازہ کرنیکا ارادہ پیدا ہوا اور چنانچہ گوشتہ اکتوبر میں یوم حبہ خاتون اسی ارادہ کی تکمیل میں منایا گیا۔

جموں کے قیام کا ایک اور بھی معنی خیز نتیجہ ہوا۔ مرحوم اس زمانہ میں جناب شیخ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صاحب کے قریب تر آ گئے ۔اور ان کو اس کا موقعہ ملا کہ جس قومی رہنما کے متعلق انہوں نے اپنی ایک نظم میں بشارت کی تھی وہ اس کو کس طرح پورا کر رہا ہے۔ چنانچہ کشمیر کی قسمت بدلنے والا اس کے سوئے ہوئے نصیب کو جگانے والا لیڈر اور اس دور کی جو اسی لیڈر کی بدولت وجود میں آیا تھا بشارت دینے والا شاعر ایک دوسرے کو اچھی طرح جان گئے۔ شیخ صاحب کی ہمت، ان کی جوانمردی اور وفا شعاری کے وہ پہلے سے قائل تھے اب اس درد اور محبت سے بھی واقف ہو گئے جو شیخ صاحب کے دل میں اپنے وطن سے نئے کشمیر کے بعد ہے۔

پچھلی گرمیوں میں جب وہ دفعتاً سخت علیل ہو گئے تو کشمیر پر ایک عجب اداسی تھی خدا شیخ صاحب کو خوش رکھے اور انہیں دین و دنیا کی نعمتیں بخشے کہ انہوں نے آڑے وقت مسیحائی کی متعدد ڈاکٹر متریگام بھجوائے۔ جن کی محنت ٹھکانے لگی اور مہجور صاحب موت کے منہ سے نکل آئے ۔نکل تو آئے لیکن نیم جان ہو کر۔ میں متریگام گیا اور جب اطمینان ہو گیا کہ اب وہ چل پھر سکتے ہیں انہیں اپنے یہاں سرینگر بلوالیا۔ طبیعت ٹھیک ہو چلی تھی لیکن ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ ابھی کچھ خطرہ باقی ہے احتیاط اور پرہیز لازمی ہے ان کے آجانے سے میرا گھر کشمیر کی تاریخ اس کی شاعری، ادب و موسیقی کی پر لطف داستانوں سے گونجنے لگا کشمیری موسیقی کی ترقی اور ترویج کے جو اقدامات محکمہ تعلیمات کر رہا تھا انہیں دیکھا اور خوش ہوئے یوم حبہ خاتون کے سلسلے میں گراں قدر مشورے دیں گے۔ جس آب و تاب اور کامیابی کے ساتھ دن منایا گیا بڑی حد تک مرحوم کا وجود اس کا ذمہ دار تھا۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر کچھ دنوں کیلئے متریگام چلے گئے میرے جموں آنے سے دو ہفتہ قبل پھر سرینگر واپس تشریف لائے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اور اپنے ہی گھر میں قیام کیا۔ جس دن میں چل رہا تھا مجھے رخصت کرنے میرے گھر آئے۔ گھر کے ہر بڑے چھوٹے سے ملے اور چلتے وقت مجھ سے وعدہ کیا اگر ڈاکٹروں نے اجازت دی تو ضرور جموں آؤنگا۔ کیا خبر تھی کہ زندگی میں یہاں سے آخری ملاقات ہوگی۔ تمنا تھی کہ جس سخن پروری کی مثال قائم کر کے حکومت جموں و کشمیر نے اس شاعر اعظم کو سول پنشن عطا کی تھی اس کی بدولت زندگی کے باقی ایام آرام سے گذار سکیں گے لیکن خدا کو کچھ یہی منظور تھا کہ عین کامیابی کے وقت وہ ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہو گئے۔ مہجور صاحب کے ہجر کا زمانہ ختم ہوا۔ وہ اللہ کو پیارے ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ (ہم سب اسی کی طرف سے آتے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں)

مقالہ نگار حضرات سے گزارش

اپنی نگارشات کاغذ کے ایک طرف خوشخط لکھ کر بھیجئے۔ اپنا مکمل پتہ لکھنا اور اس میں تبدیلی کی صورت میں ہمارے دفتر کو اطلاع دینا نہ بھولیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ اور اُن کے ہم عصر

مہجورؔ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہمارے دور میں جتنی توجہ کے مرکز آپ رہے اور جتنی شہرت آپکو نصیب ہوئی وہ اظہر من الشّمس ہے۔ آپ نے کشمیری زبان میں جو کچھ کہا زبان زدِ عوام ہوا۔ شادی بیاہ کے مواقع پر، گانے بجانے کی محفلوں میں چھکری اور ناچ ونغمہ کیلئے آپکی غزلیات کو بیحد پسند کیا جاتا رہا۔ آج بھی آپ کی غزلیں جوان ہیں۔ اپنی نغمگی، تازگی اور کشش کیلئے مسحور کن ہیں۔ آپ کشمیری زبان کے غزل گو شعراء کی صف میں ایک درخشندہ تارے کی طرح روشن ہیں۔

چھتیس برس کی عمر تک آپ فارسی اور اردو میں طبع آزمائی کرتے رہے لیکن کوئی بات نہیں بن سکی، گم نام کے گمنام رہے۔ فارسی گو شعراء میں نام پیدا کرنا آسان کام نہیں تھا۔ نہ آپکی اردو پر اتنی دست رس تھی۔ آخر ۱۹۲۳ء سے کشمیری زبان میں طبع آزمائی شروع کی ابتدا ایسی غزلوں کی طرزوں سے ہوئی جو قبول عوام حاصل کر چکی تھیں یا ایسے فلمی گانوں کی لے میں جو عام ہو چکی تھیں (آپ کے چھپے ہوئے کلام کے ہر ورق پر فلمی گانوں کے بول درج ہوا کرتے تھے) نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ شہرت پاؤں چومنے لگی۔ ہر جگہ آپکے کلام کو پسند کیا جانے لگا۔ خصوصیت سے عورتوں کی محفلوں میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اور عام لوگوں کیلئے گانے والی جماعتوں میں۔

خوش قسمتی سے مہجورؔ کو ایسے خوش لحن نوجوان گوّیے بھی ملے جن کی ترنم ریز آواز نے ساری وادی کو ایک نغمہ زار میں تبدیل کیا۔ ان میں غلام محمد لوجری[۱] کا نام سرفہرست ہے۔ اس کی گائی ہوئی غزلیں صدابند ہوئیں اور گھر گھر ان کے ریکارڈ بجائے جانے لگے۔

مہجورؔ اپنے ہمعصر متصوف شعراء سے الگ تھلگ رہتے تھے اور اسطرح سے گویا اپنی دنیا آپ پیدا کرنیکے قائل تھے۔ اگرچہ اوائل عمر میں تصوف کیطرف مائل ہوئے تھے۔ لیکن ایک مرشد کامل رحیم صاحب سے بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ چنانچہ انکی توصیف میں ایک اردو کتابچہ بھی سپرد قلم کیا تھا لیکن تصوف کی پُرخمار وادی میں گامزن ہونے کے بجائے وہ ظاہری حسن کے لالہ زار کے پرستار ہوگئے۔ اس اتفاق کو کشمیر زبان کی خوش بختی کہیے ورنہ بزرگ شعراء کی صف میں ایک اور شمس فقیر کا اضافہ ہوتا اور جو کچھ مہجورؔ نے اس زبان کو دیا اس سے وہ محروم رہتی۔ مہجورؔ اپنے ساتھ ہر وقت ایک ایسے منتخب گوّیے کو رکھا کرتے تھے جو ان کی تازہ ترین غزل کو گا کر سنایا کرتا تھا۔ اس لڑکے کو پُرانی اصطلاح میں راوی کہا جاتا تھا۔

ان دو تدابیر کے علاوہ آپ اپنے صاحبزادے محمد امین ابن مہجورؔ سے اپنی غزل اپنے سامنے گوّایا کرتے تھے اور جہاں کہیں کانٹ چھانٹ کی ضرورت ہوتی مشورے سے کرتے۔ مہجورؔ کی غزل کو بعد میں ابن مہجورؔ گوّیوں کے سپرد کرتے تھے اور لے پسند کرکے ان لوگوں کو ہدایت دیتے کہ جب تک تازہ کلام مہجور کا شمارہ چھپ کر نہ جائے وہ اس غزل کو صیغہ راز میں رکھیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غزلیات کی جتنی تراش خراش مہجور کی ہے اور جتنی احتیاط قابل قبول اور مقبول طرزوں پر کلام کو ڈالنے میں آپ نے روا رکھی ہے شاید ہی کسی دیگر زبان کا کوئی شاعر کر پایا ہو یہی وجہ ہے کہ آپ کا کلام اتنا ضخیم نہیں ہے نہ اتنا عمیق ہے جتنا آپ جیسے بزرگ شاعر سے توقع کی جا سکتی تھی۔

آپکے ہمعصر شاعر ماسٹر زندہ کوں نے ۱۸۸۴ء تا ۱۹۶۶ء آپ کی شاعری پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''مہجور جھیل ڈل کے سینہ پر ایک کنول کی طرح کھلا ہوا ہے۔ مگر سطح سے نیچے کی گہرائیوں پر نگاہ نہیں جا سکی'' (پرماننڈ بے زندہ کوں)

نگاہ ادھر جاتی بھی کیسے کیونکہ مہجور کا دھیان قبول عام کی طرف تھا' ترنم پر مرکوز تھا' ساز و آواز کی جانب تھا۔ معانی و مطالب کی گیرائی و گہرائی کیطرف نہیں۔

شہرت کے شیش محل میں آپ شگاف آتے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ذرا سی تنقید سے گھبرا اٹھتے تھے۔ سری پرتاپ کالج کے میگزین میں نندہ لعل امبار دار ''ننہ'' نے (ب ۱۹۱۵م ۱۹۷۳ء) آپکی شاعری پر چند ناخوشگوار باتیں لکھیں تو آپ سٹ پٹائے۔ دینا ناتھ نادم نے (۱۹۱۶ء) رسالہ کونگ پوش میں ہلکی پھلکی سی گستاخی کی تو آپ سیخ پا ہو گئے۔

آپ کے اکثر نامور ہمعصر شاعروں نے کشمیری زبان کی طرف سے نظریں ہٹالیں۔ حیرت کاملی (ب ۱۸۹۰ء ۱۹۶۸ء) نے کشمیری میں مثنوی رعنا و زیبا لکھ کر بعد میں فارسی زبان کی آبیاری کی اور بیش بہا تخلیقات سے اس زبان کو مزین کیا۔ آپ کشمیر بزم ادب کی تحریک سے متاثر ہوئے۔ خلوت سے جلوت میں آئے۔ اور ۱۹۴۳ء (بزم ادب کے قیام) سے دوبارہ کشمیری زبان و ادب کی خدمت میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مصروف ہو گئے کشمیری رسم الخط کی نظر ثانی کے ابتدائی ایام میں حیرت کاملی، مرزا عارف، پی این پشپ، عبدالحق برق، مکھن لعل محو وغیرہ کے ساتھ متعدد میٹنگوں میں شامل رہے۔ آپ فن موسیقی کے ماہرین میں شمار ہوتے تھے اور آپ نے استادِ فن کی حیثیت میں چند عمدہ مقالے بھی تحریر کئے۔

مبارک شاہ فطرت گیلانی (پ ۱۸۹۹ء) فارسی کے دوسرے عظیم شاعر ہیں اور ماہر فن موسیقی بھی حیرت کاملی کی طرح کشمیری زبان سے ان کا بہت کم لگاو رہا۔ سید شمس الدین غمگین رتن پوری (پ ۱۹۰۴ء) بھی فارسی گو شعراء کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ مگر آپ نے کشمیری زبان کا دامن بھی ہاتھ میں تھامے رکھا۔ آپ پہلے باکمال شاعر ہیں جنہوں نے کشمیری کو بے نقطہ نظم سے آراستہ کیا (گلریز جلد نمبر ۱۹۵۲ء) آپ نے اپنے کشمیری کلام کو شمع روشن کے نام سے چھپوا دیا ہے۔ اور منظوم ترجمہ سورہ یوسف بھی۔ ان تینوں شعرائے گرامی میں ایک قدر مشترک یہ رہی ہے کہ شہرت سے متنفر رہے ہیں اور حال مست رہکر اپنی انا کی نگہبانی کی ہے۔

خالص فارسی گو شعراء میں محمد امین داراب مہجور کے ایک عظیم ہمعصر شاعر تھے۔ آپ نے شاید کشمیری زبان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ مگر فارسی میں ان کی عظمت مسلمہ تھی۔

ماسٹر زندہ لعل کول ''ماسٹر جی'' کے نام سے مشہور تھے۔ آپ فارسی، اردو اور کشمیری تینوں زبانوں میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ماسٹر جی (پ ۱۸۸۴ء ۱۹۶۶ء) باجود کمال فن اور قبولیت عوام گوشہ نشینی پر قانع رہے۔ آپ پہلے کشمیری شاعر ہیں جنکی کتاب ''سمرُن'' کو ساہتیہ اکادمی کا ایوارڈ دیا گیا۔ آپ کے کلام میں تخیل کی گہرائی بھی ہے اور تصوف کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چاشنی بھی۔ آپ انگریزی زبان کی بھی خاصی مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے پرمانند (۱۷۹۱ء تا ۱۸۷۹ء) کے کشمیری کلام کو انگریزی کا روپ عطا کیا ہے۔

عبدالقدوس رسا جاودانی (ب ۱۹۰۷ء و ۱۹۸۲ء) بھدرواہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اردو زبان کے بھی اچھے شاعر تھے اور کشمیری زبان کے بھی مقبول عوام شاعر تھے۔ آپ کی رسیلی کشمیری غزلیں نہ صرف بھدرواہ، کشتواڑ اور ڈوڈہ میں مزے لے لیکر گائی جاتی تھیں بلکہ ریڈیو کشمیر نے ان کی غزلیات کو کشمیر کی وادی میں عوام تک پہنچایا۔

کشمیر صغیر (بھدرواہ) جہاں کی زبان ٹکسالی نہیں، کرخت ہے، اور غیر مانوس الفاظ کی وجہ سے وادی کے کشمیریوں کے لئے غیر فہم بھی ہے، رسا کا مسکن رہا، تعجب بھی ہے اور اس بات کی شہادت بھی کہ آپ کشمیری زبان میں کتنے قادر الکلام تھے کہ آپ کی تخلیقات شستہ اور بلیغ زبان میں لوگوں کے سامنے آگئیں۔ شہرت اور قبول عوام میں آپ مہجورؔ کے پایہ کے تھے آپ اپنی غزلیں ہارمونیم پر سنطور و ساز کے ساتھ بڑے ترنم سے گاتے تھے۔ آپ کی غزل کی بھی یہ حالت تھی کہ دنوں میں سارا کوہستان کشتواڑ گونج اٹھتا تھا۔ کھیتوں میں مرد و زن کورس میں گاتے تھے اور شادی بیاہ کی محفلوں میں بھی رقص و سرود کا عالم رہتا تھا۔

دونوں ہمعصروں نے زمانوی شاعری میں اپنی زندگیوں میں ہی اپنا لوہا منوایا۔ دونوں کا رسول میر شاہ آبادی (وفات ۱۸۷۰ء) کے تبع کا دعویٰ تھا۔ مہجورؔ گویا ہوئے۔

اتھ دردو سوزس پردِ تلِتھ گوسہ رسُل میرؔ
مہجورؔ لأ گتھ آو بیٚہ دُیارِ أتی روز

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یعنی دردوسوز سے رسول میرؔ پردہ اٹھا کر گئے اور پھر مہجور بن کر (اس کی ہیئت میں) آ کر غزل سرا ہوئے۔

رسا جاودانی نے اپنے آپ کو رسول میرؔ میں اتنا گم ہوتے محسوس کیا اور اس کیفیت کو یوں بیان کیا کہ ؎

بڑ وٹھ دراور رسول میر نازنین چالے
موٚت رسا گوس پوٚت ژھایے لولو

(رسول میر تو نازنینوں کے انداز سے پہلے چلا گیا۔ رسا تو اسکی پرچھائی کا عاشق و دیوانہ ہے)۔

اس بات میں شک نہیں کہ دونوں بلند پایہ شاعر تھے اور جہاں تک حسنِ ادا اور رنگ تغزل کا پہلو ہے اسمیں دونوں کا رسول میر کی کامیابی پیروی کا دعویٰ حق بجانب تھا۔ لیکن جو تصوف کی جھلک معنی آفرینی، گیرائی و گہرائی رسول میرؔ میں تھی وہ دونوں حضرات کے کلام میں پیدا نہیں ہو سکی۔

یہ تینوں رومانوی شاعر نسوانی پیکر کے پجاری تھے۔ گل و بُلبُل کے ہمنوا تھے۔ زلف و خال کے اسیر تھے مگر جو بات رسول میرؔ پیدا کر گئے ہیں اور جو کیفیت ان کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ وہ مہجورؔ اور رسا دونوں کے یہاں مفقود ہے۔ رسول میر کا مسجود ماورائے ادراک ہے اور پروازِ تخیل لا ہوتی ہے آپکے بیشتر غزلیات ایسے ہی نکات سے لبریز ہیں مثلاً اپنے محبوب کے سراپے کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

قد چون الف لام زُلف میم دہن چھے
یوٚر عقل سبق شکل الف لام نگارو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''اے میرے بُت عشوہ گر تیرے قد، تیری زلف اور تیرے دہن کی تعریف کیا کروں، اُن کی حُسن وخوبی قرآن کے حرف اول آلم، میں خالق پیکر نے خود بیان کی ہے''۔

مہجور اور رسا دونوں ایسے بیان سے قاصر تھے کیونکہ دونوں اس عالم لاہوتی کے شناسا نہیں تھے۔ دونوں کی پرواز ادراک کے دائرے میں محدود تھی۔

مہجور کے ایک اور نامور بلند پایہ ہمعصر شاعر پیر پنچال کے اس پار کشتواڑ کی سر زمین میں تخیل آفرینی اور ترنم ریزی میں مصروف تھے۔ شہرت سے بے نیاز غلام رسول کامگار[1] (۱۸۸۸ء۔۱۹۸۳ء) فارسی، اردو اور کشمیری زبانوں کی خدمت کرتے رہے۔ آپ ان تین زبانوں کے علاوہ عربی پر بھی خاصی قدرت رکھتے تھے۔ آپ نے ''رموز بیخودی'' کا منظوم ترجمہ کرکے کلچرل اکیڈمی کا انعام حاصل کیا۔ بابا داؤد خاکی کے ریشی نامہ لامی اور علامہ برزنجی کے عربی قصیدہ ''منشور'' کے بھی منظوم کشمیری ترجمے آپکے کمال فن کی دلیل ہے۔

مہجور کے متصوف معاصرین میں صمد میر، احد زرگر، لسہ خان اور مجید میر قابل ذکر ہیں۔

صمد میر (۱۸۹۲ء۔۱۹۵۹ء) احد زرگر (۱۹۰۵۔۱۹۸۳ء) نے تو اپنی اپنی زندگی ہی میں دادِ سخن پایا عوام وخواص نے آپ دونوں کے اشعار کو حرزِ جاں بنایا۔

احد زرگر بجا طور پر اس دور کے بلند ترین صوفی شاعر گردانے جاتے ہیں۔ آپ اس قبیل کے شعراء کی طرح نام نمود سے مستغنی اور حال مست رہے۔ آپ کی قادر الکلامی اور وافر الکلامی سب پر بھاری ہے۔ ندرت، نفاست خیال و بیان میں یکتا

---

[1] کامگار صاحب کو صدر جمہوریہ کی طرف سے کشمیری زبان کی ناقابل فراموش خدمات کے لئے ۱۹۷۹ء میں وظیفہ حسن خدمت میں عطا کیا گیا۔ (ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔ حسنِ بیان ور دِ کلام میں کشمیر کے مستند متصوف شعراء سے سبقت لے گئے۔ زرگر صاحب کو فطرت سے اتنی فیاضی سے کلام موزوں کی تخلیق سے نوازا گیا ہے۔ کہ کسی کاوش کے بنا ہی آپ سے پانی کی طرح اشعار بہہ نکلتے ہیں اور ایک شعر دوسرے سے بہتر پیدا ہوتا جاتا ہے ان کے عقید تمندوں کا یہ حال تھا کہ بن بلائے ہی ان کا تانتا بندھا رہتا۔ موسیقاروں کے گروہ ہر وقت ان کے گرد جمع رہتے تھے۔ احد زرگر مہجور سے اس امر میں بازی لے گئے کہ ان کے کلام کے پروانے نہ صرف اہل بصیرت بلکہ ہر طبقے کے لوگ ان کے کلام کے شیدائی ہیں۔

لسہ خان اسلام آبادی (۱۸۹۲ء تا ۱۹۶۵ء) اپنے صوفیوں کی جماعت کے سردار طائفہ تصور ہوتے تھے آپ مثنوی کے فن کے اُستاد اور مولانا روم کی مثنوی کے حافظ تھے اور اسکے ہر شعر کے معانی و مطالب سے پوری طرح سے آگاہ تھے۔ آپ کے عقیدت مند آپ کے آگے سجدہ ریز ہوتے تھے اور آپکی بزرگی کے قائل نہ صرف ان کے طالب ہی تھے بلکہ ہر ملنے والا انکی بحرالعلمی اور ان کے دریائے معرفت کی غواصی کا قائل ہو جاتا تھا۔ ''گل بکاولی''، ''گلزار حقیقت'' اور شاہ بہرام ان کی تصانیف میں سے منظر عام پر آچکی ہیں۔

مجید میر اسلام آبادی کے سامنے لسہ خان زانوئے ادب تہہ کرتے تھے میر صاحب تصوف میں باکمال تھے۔ ان کا کلام اگر چہ ابھی چھاپ نہیں ہوسکا ہے، کم یاب ہے مگر نایاب نہیں۔

آپ کی ایک غزل کا مطلع ؎

تیمی کنو رمعرفت نوش سُہ چھُ خاموش باالله

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جس کسی نے معرفت کا پیالہ پیا وہ خدا مست خاموش ہو گیا آپکی بلند خیالی اور علوی مرتبت کی غمازی کرتا ہے۔ اور آپ کو اُس متصوفین کے گروہ سے بلند و بالا صاحبِ عرفان ظاہر کرتا ہے۔ جو فقط سرود وسماع اور معانی کی موشگافیوں کا قائل تھا۔ اور کاکیوں کا گروہ گردانا جاتا تھا کاکیوں کے پیرومرشد لسہ خان اور قایم صاحب سدرہ بلی مانے جاتے تھے۔ مجید میرِ محوِ ذات تھے اور اس مقام پر فائض تھے جہاں پہنچنے کی آرزو اکثر طالبانِ حق نے کی ہے یعنی مقام حیرت!

کشمیر میں سماع کے دلداروں کے تین نمایاں گروہ پائے جاتے ہیں۔

ایک وہ گروہ ہے جس میں باعمل لوگ ہیں۔ اہل دل ہیں جو اپنے من کی جوت جگانے کی خاطر حال مست رہتے ہیں۔ یہ لوگ کم گو ہیں اور سوز وسازِ دروں کے قائل ہیں۔

دوسرا گروہ کاکیوں کا ہے جن کا دعویٰ حضرت بختیار کاکیؒ کی پیروی کا ہے۔ یہ جماعت بحث وتمحیص، اشعار کی موشگافیوں اور مقامات عرفان کی زبانی جانچ پڑتال کی قایل ہے۔ ان کا دماغ روشن ہے۔ زبان و بیان میں ترجمان معرفت کا درجہ رکھتے ہیں لیکن یہ لوگ عمل سے خالی ہوتے ہیں۔

تیسرا گروہ عام لوگوں پر مشتمل ہے۔ یہ عام فہم غزلیات اور ناچ ونغمہ کے رسیا ہیں پہلے وہ گروہ ایسی منتخب غزلیات سے اپنی روحانی تسکین پاتے ہیں جن میں حضرات رومی،، سنائی جامی، جیسے بلند مرتبت شعراء کا کلام ہوتا ہے۔ یا اپنے یہاں کے صوفیاے کریم للہِ عارفہ، شیخ العالمؒ، رحیم صاحب، شمس فقیر وغیرہ کی پُر از معرفت غزلیات سے مسرور ہوتے ہیں۔

اور تیسرا گروہ مجازی رنگ سے زیادہ لطف اندوز ہوتا ہے لیکن پہلی مذکورہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جماعتیں اپنے کلام سے گریز کرتی ہیں۔ یہ لوگ تلاش حقیقت کے متوالے ہوتے ہیں۔ رومان سے متنفر ہوتے ہیں۔ اور ایسی غزلیات کو اعصاب پر عورت سوار ہونے سے تعبیر کرتے ہیں۔

ظاہر ہے عشقِ حقیقی کے متلاشی قلیل تعداد میں ہوتے ہیں۔ اور عشق مجازی کے دیوانے کثرت میں۔ عبدالاحد آزاد (۱۹۰۳ء تا ۱۹۴۸ء) مہجور کے ہمعصر بھی تھے اور شعر گوئی میں انکے شاگرد بھی آپ کئی برس اپنے استاد کی ہی طرز کی رومانوی غزلیات کی تخلیق میں مصروف رہے۔ لیکن انقلابی دور سے دور باغ بہار کی پر لطف ہوا انکے شعلہ فگن دل و دماغ میں آگ بھڑکائے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ آپ سیاست میں ریڈکل ڈیموکریٹ گروپ کے ہمنوا ہوئے۔ پریم ناتھ بزاز کے اخبار ہمدرد میں شعلہ فشاں ہوتے رہے۔ آپ کی شاعری نے مکمل طور پر انقلاب کا رخ اختیار کر لیا۔ برسوں ہر نقش کہن کو مٹا دینے کا درس دیا۔ اپنے بھی ان سے خفا ہوئے اور بیگانے بھی ناراض رہے۔ مداحوں کا دائرہ محدود رہا اور حاکمانِ وقت چیں بجبیں۔ آزاد مسکنت پر قانع رہے۔ دوست دشمن کی پروا کئے بغیر اپنے ضمیر کی ترجمانی میں محو رہے۔ نہ ان کی شہرت کی تمنا رہی نہ سرکار کی خوشنودی کی آرزو!

اِنکے استادِ محترم مہجور بھی انکی خار اشگاف نوکِ قلم سے محفوظ نہیں رہے۔ دونوں شعرائے گرامی نے شعر کے پردے میں ایک دوسرے پر خوب حملے کئے۔

مہجور اپنی زندگی کے آخری ایام میں زیارت خانقاہ پکھرپورہ کے متولی بن گئے تعمیر نو کا بیڑا اٹھایا۔ ایک منقبت سپرد قلم کی۔ آزاد کا حساس دل مجروح ہوا۔ استاد پر ضرب کاری رسید کی۔ ایک ہجوم میں اپنے تاسف کا اظہار کیا۔ اپنے استاد کی اس حرکت کو اس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لئے ناپسند کیا کہ ان کے خیال میں مہجور اُن شاطر سیاسی رہنماؤں کی تقلید پر اُتر آئے جو سستی شہرت کی خاطر مسجدوں اور زیارت گاہوں کی تعمیر کراتے ہیں۔ زبانی دعوے سوشلزم اور سیکیولرزم کا ہوتا ہے، اور عمل سے فرقہ داریت کی بو آتی ہے اور اسطرح سے سادہ لوح عوام کا استحصال کرتے ہیں۔ آزاد نے ہجو میں یہی بات کہی کہ چالبازوں نے مقبرے اور زیارتیں چُن چُن کر اپنالیں۔ لیکن مہجور کو بلا سوچے سمجھے گھبراہٹ میں پکھر پورہ ہاتھ لگا۔ ٹیگور نے عشق و محبت کی مَے کو بنگالی مشکوں میں بھر دیا لیکن مہجور نے پکھر پورہ کو ایک گھڑے پر چڑھا لیا۔ اقبال نے مرد و مومن کو عرش پر پہنچا دیا۔ افسوس ہے کہ مہجور نے پکھر پورہ کو ''تنبکھ ناری'' پر سوار کیا۔

نیہِ چالبازو ژأرِی ژأرِی استان قبرستان
مہجور صأبس آو اتھِ تھپہِ تھارِ پکھر پوٗر
ٹیگور صأبن لولہِ مس بنگألی ملربن بوٗر
مہجور صأبن بوٗر أکس نٹہِ وارِ پکھر پوٗر
اقبال صأبن مردِ مومن کھور عرشس پیٹھ
مہجور صأبن کھور تنبکھ نارِ[1] پکھر پوٗر

آزاد سیاست میں ایک واضح نظریہ کے حامل تھے۔ سماجی نابرابری سے، مزدور، محنت کش طبقے کے استحصال سے آپ کا دل و دماغ مجروح ہوتا تھا۔

اسکے برعکس مہجور فطرتاً ایک رومانوی شاعر تھے۔ سیاست کے اہل نہیں تھے۔ ملازمانہ ذہنیت رکھتے تھے۔ کبھی اپنے حاکم وزیر وزارت کی تعریف میں رطب اللسان

---

[1] ایک کشمیری ساز

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوئے اور کبھی وزیر اعظم کے گُن گائے۔

بلہ کاک در وزیر وزارت کی اتنی مداح سرائی کی کہ آپ کے ہمعصر فطرتؔ گیلانی کو ان کے قصیدے پر اظہار تاسف و ناراضگی کرنا پڑا۔

مہجور نے اس قصیدے میں در خاندان کو ان داتا کہکر بامِ عروج پر پہنچایا تھا اور اس تعریف کیلئے سعدی کے کلام کو اس طرح سے استعمال کیا تھا۔

رزق ہر چند بے گماں برسد　　شرط عقل است جستن از درہا

اسی قصیدہ میں لیڈروں کو سارقان ولیڈر رہا کہکر پکارا تھا۔ لیکن جب تحریک حریت اپنے تاریخی انجام کو پہنچی اور یہی لوگ عوامی حکومت کے سربراہ ہو گئے تو مہجور نے پہلے وزیر اعظم کے حضور میں بھی ایک قصیدہ تخلیق کیا اور ارشاد فرمایا:

کمی سنا بدلوو سون تقدیر　　قائد اعظم شیرِ کشمیر

مہجورؔ کے ہمعصر شعراء میں غلام احمد بشیرؔ نرہائینس کی قصیدہ گوئی میں پیش پیش تھے۔ بشیر (وفات ۱۹۴۰، ۴۱ء) بھی ملازم پیشہ تھے۔ ایک مثنوی ''قمرزماں'' کے مصنف بھی تھے۔ آپ کا ایک مصرع[1] ان کو مہاراجہ کی سالگرہ پر انعام وخلوت کا مستحق بنا دیتا تھا۔

اسی دور میں دو باغی شاعر بھی تھے۔ لیکن وہ شعر کے میدان میں کوئی نام پیدا نہیں کر سکے۔ ایک اسلام آباد کے وکیل حسن شاہ زیرک تھے۔ جنہوں نے ۱۹۳۱ء کے پُر آشوب دور سے کئی برس پہلے ایک محدود ایجی ٹیشن کی رہنمائی کی تھی۔ یہ دراصل شالی کی گرانی کے متعلق ناراضگی کا اظہار تھا۔ حسن شاہ زیرک گرفتار کئے گئے آپ ابھی جیل

---

[1] ''تیری شاہی شہنشاہی سے ہے شاہانہ تر کشمیر''

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہی میں تھے کہ شالی کی قیمت گر کر حدِ اعتدال پر آ گئی۔ آپ نے جیل میں ہی ایک فارسی نظم کہی جسکا ایک شعر ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا، وہ یوں تھا ؎

زیرکؔ از زیرکی بقید رسید نرخِ شالی باصل خویش رسید

دوسرے شاعر عزیز بہراری کہلاتے تھے۔ خواجہ یار بل کے رہنے والے تھے لنگڑے تھے اور سوٹی کے سہارے چلتے پھرتے تھے۔ تحریک حریت کشمیر کے ایک جانباز سپاہی بھی تھے۔ تحریک کے اہم واقعات کو آپ نے ایک طویل نظم میں بیان کیا تھا جو وہ خود نیشنل کانفرنس کے سٹیج پر پڑھا کرتے تھے۔ اس نظم کا ایک بند میرے ذہن میں ابھی محفوظ ہے۔ یہ اُس ناانصافی کے خلاف تھا جو مرزائیوں کے متعلق روا رکھی گئی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ مرزائیوں نے ابتدائی ایام میں تحریک کشمیر میں نمایاں رول ادا کیا اور ہمارے کئی سرکردہ لیڈروں پر مرزائی ہونے کا الزام عائد کیا گیا۔ اس تہمت کو بہراریؔ نے یوں بیان کیا ہے۔

کران یم ءِ سخن دانائی دپاں تمنے چھِ مرزائی
نہ زانن زانہہ گمتؔ قادیان یہ گو بے بوج ونا پرسان

یعنی جو لوگ عقل کی بات کرتے ہیں انہی کو میرزائی ہونیکا الزام دیا جاتا ہے۔ وہ کبھی قادیان نہیں گئے ہیں۔ انہیں قادیانیوں سے کوئی سروکار نہیں ہوتا ہے یہی انیائے عام ہو گیا ہے۔

جیسے اوپر بیان ہوا ہے مہجور پیدائشی رومانوی شاعر تھے۔ رگ رگ میں سوز و ساز بسا تھا۔ آپ سالہا سال تحریک آزادی کشمیر سے بے نیاز رہے۔ چنانچہ حمید نظامی نے حیرت سے ایک طویل مقالہ ایک لوکل اخبار میں چھپوا دیا تھا کہ کشمیر ایک ایسی دھرتی ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جو مجاہدین آزادی کے خون سے لالہ زار بنی ہوئی ہے، جسکی فضاء تظلمات کی آہ و بکا سے مکدر ہے مگر جسکا مشہور ترین شاعر گل و بلبل کے راگ الاپنے پر ہی اکتفا کر رہا ہے۔

مہجور نے انقلابی نظمیں بھی رقم فرمائیں۔ مگر اکثر ایسی تخلیقات گل و بلبل اور باغ و بہار ہی کے مزاج کی غمازی کرتی ہیں۔ اپنے ہمعصر آزاد سے آپ انقلابی دور کی امامت کی دوڑ ہار گئے۔ اگر چہ مہجور کو ہی یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ آپ نے پہلی قومی نظم عطا کی جو نیشنل کانفرنس نے اپنائی اور عوام نے جس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جسکا مطلع ہے۔

وولو ہا باغوانو نو بہارک شان پیدا کر
پھولن گُل گتھ کرن بُلبل تتھی سامان پیدا کر

یہ مشہور نظم بھی باغبان نو بہار اور گل و بلبل کی ہی فضا میں انقلابی رنگ پیدا کئے ہوئے ہے۔ اس میں ''پیدا کر'' کی ترکیب بھی کشمیری زبانوں کو کھٹکتی ہے غیر مانوس ہے اور ایک بلند پایہ ماہر زبان کو زیب نہیں دیتی ہے۔

آپ کے دیگر نامور ہمعصر رسا جاودانی تو جنگ آزادی سے بالکل ہی متاثر نہیں ہوئے۔ احد زرگر وغیرہ حضرات کی تو بات ہی نہیں۔ ۱۹۴۳ء میں 'کشمیر بزم ادب' کے نام سے نوجوان قلم کاروں کی ایک جماعت منظم ہوئی۔ مہجور اس بزم میں شامل نہیں ہوئے۔ ماسٹر جی اس کے ممبر بنے اور نہ آزاد شریک بزم ہوئے لیکن تینوں بزرگ اس بزم کو اپنی مہربانیوں سے نوازتے رہے اور آشیرواد دیتے رہے۔ اس بزم کے وجود میں آنیکے بعد کشمیر کلچرل فرنٹ کا انعقاد ہوا اور کاروان ادب ہم آہنگ ہو کر ثقافت کے میدان میں گامزن ہوا۔ مرزا عارف، دینا ناتھ نادم۔ پی۔ این پشپ، پریم ناتھ پردیسی۔ عبدالحق برق، نور محمد روشن۔ سومناتھ زتشی وغیرہ منصۂ شہود پر نمودار ہوئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اور مہجور کے جونیر ہمعصروں میں شمار ہوئے۔

مہجور نے ۱۹۵۳ء[1] میں رحلت فرمائی۔ مرحوم بخشی غلام محمد شعر کے رسیا تھے۔ شاعروں کے قدردان تھے مہجور کی میت کو اپنے آبائی قبرستان متریگام پلوامہ سے نکلوا کر اور خانقاہ معلیٰ کے صحن میں بڑے تزک واحتشام سے دوسری بار نماز جنازہ کی رسم انجام دلوائی اور اتھ واجن میں مسجد حبہ خاتون کے قریب بزعم خود حبہ خاتون کے مقبرہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا۔

بعدِ وفات مہجور کو یہ فخر بھی حاصل ہوا کہ آپ پر ایک فلم بھی تیار ہوئی جسکا نام ''شاعر کشمیر مہجور'' رکھا گیا اور اسطرح سے آپ شاعر کشمیر مہجور کا امتیاز بھی پا گئے۔ آپ کے نام پر دودھ گنگا نہر پر ایک پل بھی تعمیر ہوا اور آس پاس کی بستی کو ''مہجور نگر'' کے نام سے شرف بھی حاصل ہوا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

[1] یہاں عارف صاحب کا حافظہ پھر ان کا ساتھ چھوڑ گیا ہے۔ مہجور ۹/اپریل ۱۹۵۲ء کو رحمت حق ہوئے۔ (ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

موتی لال ساقی

مہجورؔ.....تازہ معلومات کی روشنی میں

شیرین سخن اور رنگین مزاج غلام احمد مہجورؔ کی شاعری اور شخصیت کے بارے میں اب تک بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ان کے پہلودار شخصیت اور شاعری پر اب بھی بہت کچھ لکھنے کی گنجائش موجود ہے۔ مہجورؔ کی شاعری انکی زندگی میں اسقدر مقبول تھی کہ تخلیق کے علاوہ انکی شاعری اسی زمانے میں دیوناگری اور رومن خط میں بھی شائع ہوئی اور ہاتھوں ہاتھ لی گئی۔ کشمیر کے علاوہ انکی شاعری کا شہر بنگال تک جا پہنچا۔ پنجابی کا مشہور ادیب اور فلم ایکٹر مہجور کی زندگی میں ہی انکے بارے میں ایک فلم بنانے کی سوچ رہا تھا ۔ یہاں پر ایک امر کی طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مہجور کے بارے میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے، اسکا بیشتر حصہ انکی شاعری سے متعلق ہے۔

مہجورؔ نے شاعری کے علاوہ اردو نثر کی صورت میں بھی بہت ساری چیزیں لکھی ہیں جنکے بارے میں اب تک لوگوں کو بہت کم معلوم ہے انہوں نے اچھی خاصی تعداد میں مضامین بھی لکھے ہیں جو اخباروں اور رسالوں کی زینت بنے ہیں مگر نایاب ہونے کی وجہ سے ان کا تجزیہ تو دور کی رہی، ان کا حوالہ تک بھی دیا نہیں گیا ہے۔ آزادؔ پہلا شخص ہے جسنے مہجورؔ کی نثری تصانیف کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور یہ ذکر احیات مہجور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے بلوس ابتدائی نسخے میں موجود ہے جو کشمیری زبان اور شاعری، نام کی کتاب کی بنیاد ہے۔ یہ کتاب محمد یوسف ٹینگ نے مرتب کی ہے اور کلچرل اکادمی نے تین جلدوں میں شائع کی ہے۔ اس کتاب کی تیسری جلد میں اگر چہ مہجورؔ کا ذکر کافی تفصیل کے ساتھ درج ہے مگر انکی نثری تصانیف کا ذکر درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ اسکی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کتاب کا جو مسودہ کلچرا کادمی کو حاصل ہوا وہ ابھی تکمیل کی منزلوں سے گزر ہی رہا تھا کہ موت نے آزادؔ کو اس دنیا سے اُٹھالیا۔

مہجورؔ کو کشمیر کی تاریخ کے ساتھ گہری دلچسپی تھی اس حقیقت کا اشارہ انکی شاعری میں بھی ملتا ہے یہاں وہاں کتنے ہی مقامات پر انہوں نے اپنی شاعری میں تواریخی تلمیحات اور واقعات کا استعمال کیا ہے اور اس حسین انداز سے کیا ہے کہ شاعر کی روح مجروح نہیں ہونے پائی ہے۔ کشمیر کی تاریخ کے بارے میں انہوں نے ایک کتاب (یا کتابچہ) اردو نثر میں بھی لکھا تھا جسکا ذکر انہوں نے اپنی ذاتی ڈایریوں میں متعدد مقامات پر کیا ہے۔ کچھ تحریروں میں کتاب کا نام فقط تاریخ لکھا ہے اور بیشتر مقامات پر انہوں نے اس کتاب کو انڈکس تاریخ کشمیر کا نام دیا ہے۔ آزادؔ نے مہجور کی جن نثری تصانیف کا ذکر کیا ہے ان کتابوں میں زیر بحث کتاب کا ذکر کہیں بھی نہیں آیا ہے۔

کتاب کا وجود ایک یقینی امر ہے اگر چہ اس بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ بھی کہا نہیں جا سکتا کہ کتاب کی نوعیت، متن وغیرہ کیا ہے۔ مہجورؔ کے اپنے بیان کے مطابق کتاب کا مسودہ کشمیر کے برگزیدہ اور سر برآوردہ شخصیات کی نظروں سے گزرا ہے، انڈکس تاریخ کا ذکر مصنف نے پہلی بار ۱۶ر جنوری ۱۹۳۸ء کو کیا ہے۔

''تواریخ زیر کار رہی، اور کوئی کام نہ ہوا''

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اسکے بعد جنوری ۱۹۴۸ تک مصنف نے اسکا تذکرہ نہیں کیا ہے لگتا ہے کہ جس کام کی ابتدا انہوں نے ۱۹۳۸ء میں کی تھی بعد میں انہوں نے اسکو سرکاری نوکری سے فراغت پانے تک کیلئے اٹھا رکھا۔ ۱۹۳۸ء کا کام ابتدائی نوعیت کا رہا ہوگا جسے ہم محض کام کا خاکہ کہہ سکتے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ آزاد نے کتاب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس امر کا اندازہ ہمیں انکی جنوری ۴۸ء کی تحریر سے ہوتا ہے۔

''خواجہ غلام محمد صاحب نے تاریخ کشمیر لکھنے کا تحریری آرڈر دیا۔ خرچ کیلئے سردست ۱۲۰۰ روپے دینگے ۳۰۰ بعد میں۔ فہرست مضامین تاریخ کشمیر مرتب ہوا''

۱۸/جنوری ۱۹۴۸ء

''خواجہ غلام محمد صاحب نے تاریخ کشمیر کیلئے دوسو روپے دیئے'' ۲۰/جنوری ۱۹۴۸ء

ان تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ مہجور نے تاریخ پر ۱۹۴۸ء میں باقاعدگی کے ساتھ کام شروع کیا اور یہ کام انہوں نے کسی حد تک ۱۹۵۰ء تک آگے بڑھایا تھا۔ اس سال انہوں نے کئی بار انڈکس تاریخ کا ذکر کیا ہے۔ ''جج صاحب کو انڈکس تاریخ کشمیر پیش کیا گیا۔ (۲۸/جون)' پنڈت بلہ کاک درکو انڈکس تاریخ کشمیر دکھایا (۲۲/جولائی)'' کاملی صاحب کو مکمل انڈکس تاریخ کشمیر دکھانے کا وعدہ رہا'' (۱۷/اکتوبر) کاملی صاحب کو انڈکس تاریخ دکھایا۔ پنڈت رام چندر رینہ کو انڈکس دکھایا (۱۸/اکتوبر ۵۰ء)

۱۹۵۱ء کے دوران انہوں نے کتاب کے بارے میں زیادہ جانکاری فراہم کی ہے۔ اس سال تاریخ کشمیر لکھے جانے کی خبر آل انڈیا ریڈیو سے بھی نشر ہوئی۔ لکھتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''اوپندرناتھ آل انڈیا ریڈیو کا نامہ نگار آیا انڈکس تاریخ دکھایا'' ۱۰ر جنوری

''اوپندرناتھ دوبارہ آیا، نوٹ مکمل کرائے۔ اخبار اور ریڈیو میں خبر دیگا''

۱۱ر جنوری۔

''سنا گیا کل شام دہلی ریڈیو سے تاریخ کشمیر کے متعلق براڈ کاسٹ ہوا ہے۔ سنا گیا کہ خبر میں مصنف کا نام نہیں بتایا گیا۔ حکومت کا کام تصور ہوا'' (۱۳ر جنوری)

''اومکاناتھ عرایض نویس نے آکر تاریخ کشمیر کا سرورق ٹائپ کیا۔

(۱۴ر جنوری)

''شیخ صاحب کی کوٹھی سے فون آیا ۴½ بجے وہاں حاضر ہونا ہے۔ کاظمی صاحب واپس آئے ان کی کار پر شیخ صاحب کے بنگلہ پر گیا۔ شیخ صاحب کی ملاقات ہوئی۔ چائے پی سی، شیخ صاحب کو وصیت نامہ سلطان العارفینؒ، ضرب کشمیر کا روپیہ، کشمیری موسیقی دکھائی۔ شیخ صاحب نے تاریخ کشمیر فرشتہ قلمی اور حلف نامہ جات راجگان سرحد دیئے۔ شیخ صاحب نے تاریخ کیلئے ہر قسم کی مدد کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ چا ریوم کے بعد دہلی آؤ۔ ساتھ لیجاؤنگا اور وہاں انتظام کر دینگے۔ پنڈت جیالال کول صاحب ملے موسیقی کلام شعرائے کشمیر اور انڈکس دکھایا۔ ۴ر فروری جب مہجور صاحب دہلی تشریف لے گئے۔ انڈکس ان کے ساتھ تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''سالم یوم ملاخطہ کتاب ''عمل صالح'' شاہ جہاں نامہ، وفاثر رحیمی کرتا رہا۔ بخشی صاحب کو انڈکس تاریخ کشمیر دکھایا بیگم صاحبہ کو وصیت نامہ مخدومؒ دکھایا'' ۱۸ر فروری ۵۱ء۔

''شیخ صاحب کے ہمراہ پارلیمنٹ تک گیا مولوی سعید اور بگرا صاحب ملے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈاکٹر تارا چند ایڈوائزر ایجوکیشن ہند سے ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ڈاکٹر رادھا کرشن پارمو کو تمہاری رہبری کیلئے بھیجد ینگے۔ مولانا آزاد سے ان کے مکان پر ملے۔ مولانا آزاد نے تاریخ کشمیر کیلئے ہر ممکن امداد کا وعدہ کیا۔ ڈاکٹر رادھا کرشن پارمو مکان پر آیا انڈکس تاریخ کشمیر دکھایا'' ۱۹ر فروری

دہلی میں قیام کے دوران حوالے کی کچھ تاریخی کتابیں دیکھنے کے علاوہ مہجور صاحب نے بہارستان شاہی کو اپنے ہاتھ سے نقل کیا جموں پہنچ کر وہ پھر سے کتاب کیلئے ضروری مواد جمع کرنے میں مصروف رہے۔ جموں کے جنرل ریکاڈ میں مختلف دستاویزات کو دیکھنے کے علاوہ پنڈت رام جودر کی قلمی تاریخ کو نقل کیا۔ تفصیلات ان کی زبانی سنئے۔

''کاظمی صاحب میرے کشمیر جانے اور تاریخ کشمیر کے متعلق آج شیخ صاحب سے بات چیت کرینگے۔ کاظمی صاحب نے فون پر کہا کہ شیخ صاحب نے تمام باتیں منظور کرلیں ہیں۔ کاظمی صاحب دفتر سے آیا۔ انہوں نے شیخ صاحب سے میرے متعلق بات چیت کی ہے تین ہزار روپے تاریخ کشمیر کیلئے بالاقساط دینگے''۔ ۲۷ مارچ ۵۱ء

''جنرل ریکارڈ سے رام جودر کی قلمی تاریخ ملاحظ کیلئے لی گئی۔ ۳۰ مارچ

''رام جودر کی تاریخ کی نقل شروع کردی۔ ۳۱ مارچ

''تاریخ رام جودر کی نقل مکمل ہوئی ۲۔ اپریل

مہجور صاحب کشمیر کی تاریخ مرتب کرنے کے کسقدر خواہش مند تھے اسکا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ وہ اس سلسلہ میں زبردست محنت کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تھے۔ مکمل مسوّدوں کو نقل کرنا اس حقیقت کی دلیل ہے کہ کشمیر کی تواریخ کے ساتھ ساتھ ان کو مخطوطات جمع کرنے کا بھی زبردست شوق تھا۔ نوادرات سے انکی دلچسپی کا یہ حال تھا کہ انہوں نے پنڈت بلہ کاک در کے ذاتی کتب خانے کی خاک میں لت پت ہوکر بلہ کاک کی حاضری میں وہاں سے ۶ قلمی نسخے اور ۶۰ سکے حاصل کئے جسکا ذکر انہوں نے اپنے ہاتھ سے ڈایری میں کیا ہے۔

۱۹/اپریل ۱۹۵۱ء کو آپ ہوائی جہاز میں جموں سے سرینگر تشریف لائیے۔ یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنی ڈایری میں یوں لکھا ہے۔

''آج ڈاکٹر پارمو کی کتاب (شاہمیر تو شاہجان) لیکر ٹانگہ پر شیخ صاحب کے پاس گیا۔ ڈاکٹر پارمو کی کتاب آر، سی، رینہ کے حوالے کی گئی۔ شیخ صاحب ملے تاریخ کشمیر وغیرہ کا ذکر ہوا۔ حبہ خاتون کی قبر دکھلانے کیلئے بیگ صاحب کی کار پر خانصاحب کے ہمراہ روانہ ترال ہوا۔ اتھ واجن میں شیخ صاحب وغیرہ کو حبہ خاتون کی قبر دکھائی۔''

اس بیان سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اتھ واجن میں حبہ خاتون کی قبر کی نشاندہی مہجور نے ہی کی تھی۔ حالانکہ بسوک (بہار) میں محمد یوسف ٹینگ کی تحقیقات نے ثابت کردیا کہ حبہ خاتون اتھ واجن میں نہیں بلکہ بسوک میں دفن ہے مہجور کے فرزند اور کشمیر کی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے مرحوم محمد امین نے میرے سامنے اس بات کا اعتراف کیا ہے جدید تحقیق درست ہے۔

اگست ۱۹۵۱ء سے مہجور کے خونی دباؤ نے شدت اختیار کی جسکے نتیجے میں روزانہ ڈایری لکھنے کی ان کی دیرینہ عادت تقریباً چھوٹ گئی۔ اگرچہ ۱۹۵۲ء کے اوایل میں کچھ عرصے کیلئے انہوں نے ڈایری لکھنے کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا۔ مگر اگست ۱۹۵۱ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے بعد انہوں نے اس مسودّے کا ذکر کسی جگہ نہیں کیا ہے۔

انڈکس کا اصلی مسودہ کہاں ہے اور کیسا ہے؟ اس پر تفصیلی گفتگو اسی صورت میں ممکن ہے جب اصل مسودہ سامنے ہو۔

حبہ خاتون :۔ مہجور کی لکھی ہوئی سوانح حبہ خاتون کا ذکر آزاد نے بھی حیات مہجور کے ابتدائی مسودے میں کیا ہے۔ حبہ خاتون کی سوانح پر تحقیقی کام مہجور ۱۹۴۰ء نے شروع کیا تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے لکھا ہے۔

چندہ ہار میں حبہ خاتون کی نسبت تحقیقات کیا گیا۔ واپسی پر طاؤس کے گھر قہوہ پیا۔'' ۲۸ اپریل ۱۹۴۰ء

آزاد کی زندگی میں حیات حبہ خاتون کا جو مسودہ لکھا گیا تھا۔ مہجور نے اسے بعد میں نئے سر سے لکھا۔ مہجور کو نیا مسودہ لکھنے کی ضرورت اس لئے پڑی کیونکہ اس وقت کے ناظم تعلیمات پروفیسر محمد مجیب سے حبہ خاتون پر ایک ڈراما لکھوانا چاہتے تھے۔ کاظمی صاحب نے ڈرامے کیلئے بنیادی مواد فراہم کرنے کی ذمہ داری مہجور کو سونپ دی تھی۔ لگتا ہے کہ اس ضمن میں حکومت کو بھی خاصی دلچسپی تھی۔ اس سلسلے میں تفصیلات اس طرح ہیں۔

''مرزا غلام حسن عارف آئے شام کو ملاقات ہوئی۔ کاظمی صاحب نے قصہ لکھنے کی فرمائش کی۔'' ۲۴ر جنوری

''حبہ خاتون کا مضمون زیرِ کار آیا'' ۲۷ر جنوری

''آج دن بھر حبہ خاتون کی سوانح زیرِ کار رہی۔ شام کو پروفیسر پشپ۔ غلام قادر اور نور الٰہی ملاقات کیلئے آئے۔'' ۲۸ر جنوری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''حبہ خاتون کی سوانح زیر کار رہی۔ ۶ صفحے تک لکھے گئے۔ ۲۹ر جنوری

''دن بھر سوانح حبہ خاتون زیر کار رہی۔ ۵ صفحے فیر کئے گئے ۳۰ جنوری

''قدوائی صاحب اور اسکی اہلیہ کو چند اشعار سنائے، سوانح حبہ خاتون کا اِصرار ہے'' ۳۱ جنوری

حبہ خاتون کی سوانح زیر کار رہی۔ چند صفحے لکھے گئے۔

''حبہ خاتون کی سوانح لکھتا رہا۔ ختم ہوئی اب متفرق حالات باقی ہیں۔ کاظمی صاحب نے آج شیخ صاحب سے میرا اور سوانح حبہ خاتون کا تذکرہ کیا''

۲ر فروری ۵۱ء

''حبہ خاتون کی سوانح زیر کار رہی ایک انگریزی نوجوان نے حبہ خاتون پر فلم بنانے کا وعدہ کیا''۔ ۳ر فروری

تاریخ فرشتہ زیر مطالعہ ہے۔ حبہ خاتون کی شاعری پر مضمون لکھتا رہا۔ مضمون حبہ خاتون کیلئے کاغذ نہیں، کل دستیاب ہوگا۔ ۵ر فروری

کاظمی صاحب نے مجیب کا پتہ دیا۔ سوانح حبہ خاتون اُس کی دینی ہے۔ 3½ بجے شیخ صاحب آئے اُنکے ساتھ کار پر روانہ امرتسر ہوا'' ۹ر فروری

''مجیب صاحب جامعہ ملیہ ملے ۱۵ر پھاگن کو مکان پر آئینگے'' ۲۱ر فروری

''مجیب صاحب کو جامعہ ملیہ فون کیا۔ نہیں ملے۔ حبہ خاتون کی سوانح مکمل ہوئی'' ۲۸ر فروری

''صبح کو سرکاری گاڑی پر معہ ہمدانی صاحب ودفترش جامعہ ملیہ تک گیا۔ جامعہ ملیہ دیکھا۔ مجیب صاحب کو سوانح حبہ خاتون دی گئی۔ کل پرسوں تک ڈرامہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لکھیں گے۔ یکم مارچ

''صبح کو جامعہ ملیہ سے مجیب صاحب کا فون آیا۔ ۶ بجے شام آینگے۔ مجیب صاحب شام کو آیا حبہ خاتون کا سرسری ڈرامہ بن رہا ہے۔ مجیب صاحب نے چند سوالات پوچھے۔ یاداشت رکھ لی۔ دو تین دن تک مجیب صاحب کو جوابات کا وعدہ رہا۔'' ۱۰/مارچ

جامعہ ملیہ میں مجیب صاحب کو حبہ خاتون کی یاداشت دی۔ مجیب صاحب نے کہا ۱۵/اپریل تک ڈرامہ تیار ہوگا۔ ۲۰/مارچ

مئی ۱۹۵۱ء کے تیسرے ہفتے میں مجیب کے ڈرامے کا مسودہ کشمیر پہنچا اور وہ خود بھی ۲۴، مئی کو وارد کشمیر ہوئے۔ اقلیم ادب کے شہسواروں کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ جب یہی ڈرامہ جامعہ ملیہ کی طرف سے شائع ہوا۔ اسکے دیباچے میں مہجورؔ کا شکریہ تو دور کی رہی ذکر تک موجود نہیں۔ پروفیسر مجیب جیسے عالم و فاضل کا اس طرح دوسرے کے مال پر ہاتھ مارنا کچھ بھلا نہیں لگتا۔ حبہ خاتون کی زندگی کے تانے بانے بننے کے عوض مہجورؔ کو تین سو روپے دیئے گئے۔ یہ رقم اُسنے ۵ جون ۱۹۵۱ء کو ناظم تعلیمات مسٹر اسد اللہ کاظمی کے دفتر سے حاصل کیئے۔

اس ڈرامے کو سٹیج کرنے کیلئے سرینگر میں کئی مٹینگیں ہوئی۔ واہتھورہ کے بھگتوں کی خدمات حاصل کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ کیا یہ ڈرامہ مہجورؔ کی زندگی میں یہاں کبھی سٹیج ہوا۔ ڈایریوں سے اس بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا۔

مہجورؔ دہلی میں:۔ ۱۹/فروری ۱۹۵۱ء کو مہجورؔ صاحب شیخ صاحب کے ہمراہ کار میں امرتسر کے راستے دہلی کیلئے روانہ ہوگئے۔ دہلی میں آپ نے کل ملا کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک مہینے اور تیرہ دن قیام کیا۔ دہلی میں قیام کے دوران آپ بیگم شیخ محمد عبداللہ کے ساتھ اجمیر شریف گئے۔ اسکے علاوہ آپنے آگرہ اور فتح پور سیکری کی بھی سیر کی۔ دہلی میں قیام کے دوران مہجور کی مصروفیات کی داستان انکے اپنے الفاظ میں سنیئے۔

۱۰ر فروری ۵۱ء: حضرت مجدد الف ثانیؒ کا روضہ دیکھا۔ شیخ صاحب وغیرہ ہمراہ ہے پسران گورو گوبند سنگھ کی قتل گاہ دیکھی۔ مقبرہ زمان شاہ بادشاہ کابل دیکھا۔ ۴ر بجے سرہند سے روانہ ہوکر شام کو دہلی پہنچے۔ ایمپوریم میں ٹھہرے۔ شام کو شیخ صاحب نے پروگرام بنایا بدھ کو اجمیر شریف جانا ہے۔

۱۱فروری ۵۱ء: تمام قافلہ قطب کی لاٹھ دیکھنے کو گیا، مولانا سعید ہمراہ ہوئے۔ مہرولی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا مزار شریف دیکھا، غیاث الدین کا مقبرہ دیکھا، وہاں چائے پی لی۔ معتمد خان، شاہ عالم اکبر شاہ ثانی کا مزار شریف دیکھا۔ تغلق قلعے پر گئے وہاں سارے کھنڈرات دیکھے۔

شیخ صادق حسین پاکستان سے آیا ہے۔ مِس مردولا سارا بھائی کے ساتھ آیا کشمیری چائے پی شیخ صادق حسین سے ڈاکٹر صوفی کی تاریخ کشمیر کا ذکر ہوا۔ شیخ عبداللہ شام کو اکیلے پنڈت جواہر لال نہرو کی دعوت پر گئے۔

۱۲ر فروری ۵۱ء: بیگم صاحبہ کے ہمراہ پارلیمنٹ گیا۔ پاس پر داخل ہوا۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر سنی ۱۲½ بجے واپس آیا۔ اور کھانا کھایا۔ کھانا کھا کر انجینئرنگ نمایش دیکھی گئی آج دینا ناتھ مدت کو دیکھا۔

۱۸ر فروری ۵۱ء: شام کو بخشی صاحب کے ہمراہ مشاعرہ یوم غالب پر روانہ ہوا۔ مرزا غالب کا مزار دیکھا، فاتحہ پڑھا، پھول برسائے۔ غیر طرحی مشاعرہ کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صدارت ہوئی۔ کشمیری نظم دو تین شعر سنائے۔ رات کا کھانا پریم ناتھ در کے ہاں کھایا۔ مشاعرے پر جگن ناتھ آزاد، عرش ملسیانی، سردار جعفری، غلام ربانی تاباں، شیلا بھاٹیہ اور کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کو دیکھا۔

۱۹ر فروری ۵۱ء: خواجہ حسن نظامی آیا۔ نظامی بندی لایا۔ ملاقات ہوئی۔ بیدی صاحب مع فرید آئے ملاقات ہوئی۔

۲۰ر فروری ۵۱ء: ڈاکٹر پارمو کتاب کا مسودہ لیکر آیا۔ شیخ صاحب کو پیش ہوا۔ پارمو نے تاریخ مسلم عہد لکھی ہے انگریزی میں ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ پارمو نے کتاب چھوڑی۔ فہرست کتب نقل ہوگی۔

ڈاکٹر پارمو آیا۔ شیخ صاحب پارلیمنٹ گئے ہیں۔ ۶ر بجے پارمو پھر آئیگا۔ ڈاکٹر پارمو آیا، اسکی کتاب شیخصاحب ساتھ لیجائینگے۔ بغرض اشاعت۔ شیخ صاحب کا جموں جانا پرسوں پر ملتوی رہا، کل نہیں جائینگے۔ مرزا افضل بیگ جموں سے آیا۔

۲۱ر فروری ۵۱ء: شیخ صاحب معہ پارٹی بچاو کونسل کیلئے سٹیٹ مینٹ مرتب کرتے رہے۔

۲۲ر فروری ۵۱ء: اطلاع آئی ہے کہ کشمیری ایسوسی ایشن راقم کے اعزاز میں کل ٹی پارٹی دے رہی ہے۔

۲۳ر فروری ۵۱ء: ۶ بجے شام ایسوسی ایشن کی ٹی پارٹی ہوئی۔ بخشی صاحب، شیخ صاحب، مولانا سعید اور بیگ صاحب شامل ہوئے۔ پنڈت پریم ناتھ ایڈیٹر آواز کی تقریر ہوئی۔ پارمو بھی آیا۔ راقم نے نظم سنائی اور تھوڑی سی تقریر ہوئی۔

۲۶ر فروری ۵۱ء: جنگ بہادر آیا پیس کمیٹی کا ممبر بنانا چاہتے ہیں۔ شام کو جانکی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ناتھ زتشی کھانے پر ملا۔

۳/مارچ ۵۱ء: کشمیری پنڈتوں کی دعوت پر لودھی باغ گیا۔ پر تکلف کشمیری کھانا، دعوت پر خواجہ احسن اللہ اور مولانا سعید بھی شامل رہے۔ کھانا کھا کر چند کشمیری نظمیں پیام کی سنائی گئیں۔

۶/مارچ ۵۱ء: جموں سے چیف سکریٹری کا تار آیا۔ لٹریری کانفرنس دہلی میں بحیثیت نمایندہ کشمیر شامل ہونا ہے۔ بامزئی صاحب نے کہا کہ کل تمہارے پاس نمایندگان اخبارات آئینگے۔

۷/مارچ ۵۱ء: لکھنو سے موہن لال در کا خط آیا۔ وہاں آنیکی دعوت۔ جموں سے سرکاری حکم پہنچا۔ ۱۶، ۱۷ مارچ کو دہلی لٹریری کانفرنس میں شامل ہونا ہے۔

۱۰/مارچ ۵۱ء: امکار ناتھ نے اطلاع دی پرسوں نمایندگان پریس آئینگے۔ کلکتہ میں ایشیاٹک سوسائیٹی میں کشمیری قلمی کتابوں کا پتہ چلا۔

۱۲/مارچ ۵۱ء: جموں سے مفصل حکم آیا ۱۵/مارچ کو شامل لٹریری کانفرنس ہونا ہے لٹریری کانفرنس میں شمولیت کی تحریری اطلاع دی گئی۔ عرش ملسیانی ایڈیٹر ہندی اخبار اور ایڈیٹر انگریزی کشمیر آئے۔ فوٹو اٹھایا گیا۔ ۴ کاپیاں۔ مختلف مضامین لکھنے کیلئے یاداشت دی۔ صرف نظم بھیجنا باقی۔

۱۳/مارچ ۵۱ء: عرش ملیسانی نے کار بھیجدی۔ کار پر انکے دفتر ''آج کل'' پر پہنچا۔ جوش ملیح آبادی کی ملاقات دفتر پر ہوئی۔ عرش ملیسانی نے تمام دفاتر دکھائے اور چائے پیش کی۔ دیوندر ستیارتھی کی ملاقات ہوئی۔ ہندی آجکل کا ایڈیٹر ہے۔ جوش ملیسانی نے فارسی، اردو، کشمیری شاعری کا مضمون مانگا۔ آج کل کیلئے جوش صاحب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے ہمراہ کار پر واپس آیا۔

۱۵/مارچ ۵۱ء: علی الصبح جموں سے مرزا عارفؔ اور جیالال کول آئے، ملاقات ہوئی۔ مرزا عارفؔ کے ہمراہ لٹریری کانفرنس میں شامل ہوا۔ ۱۰½ بجے زیر صدارت ابوالکلام آزاد جلسہ شروع ہوا۔ خطبہ صدارت سنا۔ ایک بجے واپس آکر کھانا کھایا۔ جیالال کول کلچرل کانگرس سے آیا۔ ۲½ بجے پھر شامل کانفرنس ہوا۔ ۵/بجے کانفرنس ختم ہوئی۔ نوشہری بھی ہمراہ رہا۔ سرکاری بس پر مع عارفؔ صاحب لال قلعہ کو گیا۔ جلسہ کلچرل کانفرنس راجندر پرشاد، نہرو جی، آصف علی کی تقریریں سنیں۔ بہار کے شاعر کی نظم سُنی۔

۲۳/مارچ ۵۱ء: پرسوں پروفیسر کول کے ہمراہ جموں جانا مقرر ہوا۔

کشمیر سے باہر مہجور کو کس قدر عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا، اسکا بخوبی اندازہ ان کی ڈایری کے ان چند اوراق سے اچھی طرح ہوتا ہے۔ شیخ صاحب مہجورؔ کے قدر دان تھے اور چاہتے تھے کہ اس کو اپنے منصوبوں کو بروئے کار لانے کیلئے جس مدد اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے وہ انہیں ملے۔ شیخ صاحب کا مہجورؔ کو اپنی بیوی بچوں کے ساتھ جموں سے دہلی کار میں لے جانا اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ شیخ صاحب کو کشمیر اور کشمیری تمدن کی بازیافت کا زبردست احساس تھا۔

شاعری کی ابتداء: محققین نے لکھا ہے کہ مہجورؔ نے اردو میں شاعری کی ابتداء ۱۹۰۵ء سے کی اور کشمیری میں انکی شاعری کی ابتدا ۱۹۱۸ء سے ہوئی خوش قسمتی سے مجھے مہجور کی ڈایری میں انکے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایسے مادہ ہائے تاریخ ملے جن سے ان کی شاعری کی ابتداء کے بارے میں گرہیں کھل جاتی ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اردو میں شاعری کی ابتداء کے بارے میں مادۂ تاریخ یوں ہے۔ سخن دان کشمیر ۱۳۳۵ ہجری

کشمیری شاعری کی ابتداء کی نسبت مادۂ تاریخ اسطرح ہے۔ کشمیری سخن دان ۱۳۴۵ ہجری

حساب لگانے سے ۱۳۳۵ ہجری ۱۹۱۶ء اور ۱۳۴۵ ہجری ۱۹۲۶ء بنتا ہے۔ اسطرح انہوں نے اردو میں شاعر کی ابتداء ۱۹۱۶ء میں اور کشمیری شاعری کی ابتداء ۱۹۲۶ء میں کی ہے۔

ان دو قطعہ ہائے تاریخ کے ساتھ اُسی جگہ ایک اور مادۂ تاریخ بھی درج ہے جو یوں ہے۔

کاشر گونہ ماتہ مہجورؔ ۱۳۰۲ ہجری۔

۱۳۰۲ ہجری جو انگریزی میں ۱۸۸۴ء بنتا ہے۔ اس مادۂ تاریخ سے مہجورؔ کی پیدائش کے سن کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مہجورؔ ۱۸۸۷ء میں نہیں ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے تھے یہ تینوں مادہ ہائے تاریخ مہجورؔ کے اپنے ہیں اور مری دانشت میں یہ قطعات تاریخ مہجورؔ کی ذاتی تحریر ہونے کے ناطے مستند اور معتبر ہیں اور اس سلسلے میں کئے گئے تمام سابقہ دعووں کو رد کرتے ہیں[۲]۔

مہجورؔ کے آخر الذکر مادہ تاریخ کشمیری میں کہا گیا دوسرا مادہ تاریخ ہے۔ اس سلسلے کا پہلا مادۂ تاریخ بابا نصر الدین کا ہے۔ جو اس نے علمدار کشمیر کے اس جہاں فانی سے اُٹھ جانے پر کہا ہے اور اسطرح ہے:

نُند زوت گو بایہ سورگ

اقبال اور مہجورؔ: اقبالؔ اور مہجورؔ کے درمیان تعلقات کا تفصیلی ذکر سب سے پہلے عبدالاحد آزادؔ نے کیا ہے۔ آزادؔ کے بعد بھی اس موضوع پر کئی بار بات

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو چکی ہے مگر کسی نے بھی اس مادۂ تاریخ کا ذکر نہیں کیا ہے جو مہجورؔ نے علامہ مشرق کی وفات پر کہا ہے۔ ۲۳/اپریل ۱۹۳۸ء کو مہجورؔ نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے۔

''سنا گیا علامہ سر محمد اقبالؔ فوت ہوا ہے'' اس عبارت کے نیچے یہ مادہ تاریخ درج ہے۔

آہ اقبال! آفتاب آسمان شاعری[۳۳]

۱۳۵۷ ہجری

اپریل ۱۹۴۷ء میں مہجورؔ کو مکاتیب اقبال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ کتاب کو پڑھ کر آپنے ۹/اپریل کا اپنی ڈائری میں مندرجہ ذیل تاثرات درج کئے ہیں۔

''محمد امین نور محمد کتب فروش سے دستور السالکین لایا۔ جلد بازی کیلئے دیا گیا۔ 'مکاتیب اقبال' کتاب لایا۔ رات کو مکاتیب زیر مطالعہ رہے۔ راقم کا نام ظہور الدین مہجورؔ غلط درج ہوا ہے۔

مہجور کا حلقہ تلمذ :مہجورؔ کے حلقہ تلمذ میں کون کون سے لوگ شامل تھے جنہوں نے ان سے اکتساب فن کیا۔ اس سلسلے میں عبدالاحد آزادؔ کا نام زبان زد ہے۔ آزادؔ نہ صرف شاعری میں مہجورؔ کے حلقہ تلمذ میں شامل تھے بلکہ ''کشمیری زبان اور شاعری'' لکھتے وقت بھی وہ مہجورؔ سے ضرور صلاح لیتے اور ان کی رائے طلب کرتے تھے۔ اس بات کے کافی شواہد بھی موجود ہیں کہ مضامین لکھنے کے بعد وہ یہ مضامین مہجورؔ صاحب کو سناتے اور ان کی رائے جان لیتے تھے۔ آزادؔ کے بعد اس ضمن میں مہجورؔ نے مرزا غلام حسن بیگ عارفؔ کا ذکر کیا ہے۔ عارفؔ صاحب نے اگر چہ اس حقیقت کا اب تک اعتراف نہیں کیا ہے۔ کہ انہوں نے مہجورؔ سے فیضان حاصل کیا ہے مگر آخر الذکر نے ۱۴/فروری ۱۹۴۵ء کو اپنی ڈائری میں لکھا ہے:

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''مرزا غلام حسن بیگ آیا۔ اسکا کلام دیکھا، دوستی ہوئی'' آگے چل کر انہوں نے ۲۷ر فروری ۱۹۴۵ء کو لکھا ہے۔

''گھر پر نظم غلام حسن بیگ کا تعارف لکھا، نظم نقل ہوگئی''

محمد الدین فوقؔ اور مہجورؔ میں بہت ہی گہری دوستی تھی، تاریخ اقوام کشمیر، لکھنے میں جو مدد مہجورؔ نے انہیں بہم پہنچائی ہے وہ الگ سے ایک مکمل مضمون کا موضوع بن سکتی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس کتاب کا شریک مصنف مہجورؔ کو بھی ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح غلام محی الدین صوفی کو ''کشیر'' لکھنے میں مہجورؔ کی مدد شامل حال تھی، چنانچہ دبے الفاظ میں صوفی نے اس مدد کا اعتراف بھی کیا ہے۔

مہجورؔ کی شخصیت ایک ہمہ جہت شخصیت تھی۔ وہ ایک سرمست اور شاعر ہونے کے علاوہ ایک تاریخ شناس اور عالم بھی تھے۔ انہیں کشمیر کے جلوۂ صدرنگ حسن اور اسکی ثقافت پر ناز تھا۔ مہجورؔ کی شاعری پر تو لکھا جاتا رہا ہے اور لکھا جائیگا مگر انکی شخصیت کو سمجھنے کیلئے نئے انداز نظر کی ضرورت ہے۔

حواشی

۱ کلچرل اکیڈیمی کے شائع کردہ ''کلیات مہجورؔ'' میں ان کے نثری کارناموں کا پورا ذکر آ گیا ہے۔ اور ابتداء میں ہی لکھا گیا ہے۔ کہ یہ اُن کا صرف کشمیری کلیات ہے ورنہ ان کے اردو نثری کارناموں کو لیا جائے تو کلیات کی کئی جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔

(محمد یوسف ٹینگ)

۲ مجھے ساقیؔ صاحب کے اس بیان سے بنیادی اختلاف ہے اور یہ ''شد پریشان خواب ما از کثرت تعبیر ما'' والا معاملہ نہیں ہے میرے پاس مہجورؔ اور ابن

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ کی اپنے دستخط کی تحریریں ہیں جن میں ان کا سال پیدائش ۱۸۸۷ء لکھا گیا ہے۔ خود ابن مہجورؔ نے کافی تحقیق کے بعد ان کے تمام سوانحی کوائف کو ایک ورق پر تاریخ وار لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی نظر میں مہجورؔ کی بیان کردہ پرانی تاریخیں بھی تھیں لیکن انہوں نے ان کو مسترد کر کے تاریخ ولادت یوں تحریر کی:

''۱۱ اگست ۱۸۸۷ء پیدائش متریگام بوقت شب، بروز جمعرات ۲۱ ذیقعد ۱۳۰۴ھ''

جیسا کہ ساقیؔ صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مادہ تاریخ مہجورؔ نے اپنی پیدائش کے بہت بعد لکھے ہیں ظاہر ہے کہ مہجورؔ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی تھی جسے بعد میں ابن مہجورؔ نے ٹھیک کر دیا۔ ویسے بھی شماریات میں ابن مہجورؔ اپنے والد سے ایک قدم آگے تھے اور یہ بات ساقی صاحب نے میرے سامنے تسلیم کی ہے بعد میں مہجورؔ کا کچھ ڈائریوں کے سرورق پر سن ولادت ۱۸۸۷ء درج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ابن مہجورؔ کے نظریئے سے متفق ہو گئے تھے۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جہاں ساقیؔ نے باقی جگہ ڈائری کی تاریخوں کا حوالہ دیا ہے۔ اس جگہ انہوں نے تاریخ درج نہیں کی ہے۔ ان کی ڈائریوں میں یہ تاریخ بار بار انہیں کے خط میں نظر آتی ہے۔ ابنِ مہجورؔ نے تو ۱۱/اگست ۱۸۸۷ء کی تاریخ کو صحیح مان کر ان کے یوم پیدائش کو منانے کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا اور اس سلسلے میں ریڈیو کشمیر اور اکیڈیمی کی توجہ بھی دلائی تھی۔

(محمد یوسف ٹینگ)

۳ یہ مادۂ تاریخ ''تعمیر'' کے مہجور نمبر (۱۹۵۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔

(ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میرزا محمد زمان آزردہ

آثار مہجور

کشمیری شاعری کا خیال آتے ہی غلام احمد مہجور کا نام ذہن میں ضرور آتا ہے۔ کشمیری زبان کے شعراء میں مہجور جیسے مقبول اور خوش فکر شاعر بہت کم ہوئے ہیں کشمیر کا علاقہ دشوار گزار راستوں کی وجہ سے ہمیشہ ہی اپنے اندر سمٹا رہا ہے اور اس کا اثر یہاں کی ہر چیز یہاں کے رہن سہن، ملنے ملانے کے طریقوں، تہذیبی آثار تصور مدنیت، فنون لطیفہ وغیرہ میں موجود ہے۔ اس میں بیشتر چیزیں خودرو ہیں بلکل ایسے ہی جیسے جنگلی گلاب۔ اس کا رنگ اور اس کی مہک کسی باغبان کی مشقت کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ فطرت خود اس کی آبیاری کرتی ہے۔ ہوا اس کی صفائی کرتی ہے اور شبنم اسکی پتیوں کو تر و تازگی بخشتی ہے کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہ تو اس کی شاخ تراشی ہوتی ہے، نہ زاید گھاس ہٹا دی جاتی ہے اور نہ چمن بندی کا کوئی اہتمام ہوتا ہے۔ دوسرے فنونِ لطیفہ کی طرح شعر و ادب میں بھی یہاں کا یہی حال رہا۔ چنانچہ ہمارے اکثر شاعروں نے خارجی حالات اور واقعات کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھا بھی نہیں۔ جیسے یہ وادی کشمیر، زیر آسمان فطرت کی گود میں کھیلنے والی ندیوں میں صرف اپنا ہی عکس دیکھتی رہی اسی طرح یہاں کی شاعری آپ اپنا معیار اور آپ اپنی کسوٹی قرار پائی۔ ظاہری خوبیوں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پر ہمیشہ جہانِ معنی کو ترجیح ملتی رہی خارجی حسن پر باطنی پاکیزگی کو اہمیت دی جاتی رہی۔ یہی سبب ہے کہ یہاں کے شعراء کے خیال اچھوتے حسن کا نمونہ ہیں۔ ان کی حیثیت ان جنگلی شہزادیوں کی سی ہے جو بہتے ہوئے پانی میں اپنا عکس دیکھ کر خود ہی اپنے اوپر فریفتہ رہتی ہیں۔ وہ اظہار چاہتی ہیں۔ چاہے کوئی دیکھنے والا ملے یا نہ ملے۔ ان کی وضع قطع میں کسی طرح کا تصنع نہیں ہوتا لیکن فطری تروتازگی اور خداداد مستی انگ انگ پر چھائی رہتی ہے۔ انکا لباس درزی کی قینچی اور نقلی رنگوں کا مرہونِ منت نہیں بلکہ یہ قبائے گل کی طرح قدرت کی بوقلمونی اور فطرت کی دراز دستیوں کا نتیجہ ہے۔ ان کی ادائیں سکھائی ہوئی نہیں معلوم ہوتیں بلکہ ان میں بچے کی معصوم مسکراہٹ اور توتلی زبان کی لڑکھڑاہٹ کا لطف موجود رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح ہمارے یہاں کی شاعری میں طمطراق اور دھوم دھڑاکا نہیں۔ یہاں کے شعراء کا کلام اپنا آئینہ خود ہے۔ تعلیم جو شعر کے لئے زیور کا کام کرتی ہے اس کی کائنات بھی محدود رہی۔ عموماً کریما، پندنامہ عطار، بوستان سعدی اور ''پنج گنج نظامی پر ہی اس کی دنیا مشتمل ہوتی تھی اور ان کے اثر سے بھی نگاہ باہر کے مقابلے میں اندر کی دنیا کو ترجیح دیتی تھی۔ اظہار کی صورتیں ،صوفیانہ موسیقی کی محفلوں تک محدود تھیں اور ان محفلوں کا حاصل بھی یہی ہوتا تھا اسلئے عموماً ہمارے شعراء اندر کی دنیا آباد کرنے میں مسرت محسوس کرتے تھے۔ پھر یہاں کے سیاسی حالات بھی ایسے رہے کہ انسان اپنے آپ سے باہر آنا اپنے لئے مشکل محسوس کرتا تھا۔ یہاں تک کہ باہر کی دنیا سے لطف لینے کی حس ہی مفقود ہوگئی تھی۔ بے شک اس میں اس زمانے کی تعلیم کا بھی بڑا دخل رہا ہوگا۔

اس خول سے باہر آنے کی کوشش سب سے پہلے رسول میرؔ نے کی انہوں نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنے کلام میں خارجی پہلو کو اسطرح سے شامل کرلیا کہ لگتا ہے اس سے قبل کی شاعری کسی بند کمرے میں سانس روکے ہوئے بیٹھی تھی۔ اس کیفیت کو میرے نزدیک صرف اسی طرح سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ کہ رسول میر کے کلام میں یہاں کی شاعری نے پہلی بار آنکھ اٹھا کر نظارہ حسن کیا۔ اس سے قبل ایک طرح کا شرمیلا پن پایا جاتا تھا۔ آنکھ اُٹھا کے دیکھنا جیسے عمل ممنوعہ ہوگیا تھا۔ کلام رسول میر نے پہلی بار ظاہری حسن کی موجودگی کا احساس دلایا۔ حسن کے تقاضوں اور انسان کی حسن شناسی کا پتہ بتایا۔ رموز حسن کا یہ پہلو اس سے پہلے ہماری شاعری میں مفقود۔ رسول میر کے بعد اگر کسی نے مسلکِ حسن کو اپنا جادۂ افتخار بنایا تو وہ غلام احمد مہجور ہیں۔

مہجور کے ہاں آکر کے اس خارجی دنیا نے اپنے قدو قامت کا شدید احساس دلایا۔ اس کے چہرے سے کئی اور پردے ہٹ گئے اور اسطرح اس کے خطوط واضح اور صاف ہوگئے۔ کسی طرح کے ابہام نے اس کو ظاہر ہونے سے باز نہیں رکھا۔ غلام احمد مہجور نے شاعری کی طرح اپنی ذاتی زندگی میں بھی روایات سے انحراف کی کوشش کی۔ ان کا آبائی پیشہ پرُمریدی کا تھا۔ یہ چاہتے تو اپنی زندگی نذر و نیاز کے سہارے آرام سے گزار سکتے تھے مگر انہوں نے محنت سے چار پیسے کمانے کو اس آرام و آسائش پر ترجیح دی۔ انہوں نے اس زمانے کے طور طریقوں کو بالائے طاق رکھ کر بڑی جرات کے ساتھ اپنے والد سے کہدیا۔

''ایک توانا اور تندرست پیرزادے کو صدقہ خیرات اور نذور نیاز لینے کا کیا حق حاصل ہے؟ پیر کی خدمت انجام دینے سے غریب مرید کو کیا نعم البدل مل سکتا ہے؟ آخر اس آمدنی کا کیا نام

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے جو محنت و مشقت کے بغیر حاصل ہوگی؟ میں ایسی مفت خوری کو
ہمیشہ کیلئے خیر باد کہتا ہوں میں خود کما سکتا ہوں خدا نے تندرستی علم اور
عقل بخشی ہے۔ ایسا ہوتے ہوئے ایک غریب کے گھر موٹے
گھوڑے پر خدمت گار کو ساتھ لے کر بڑے جاہ و حشم سے جا کر
کباب اور مرغن کھانا پسند نہیں کرتا۔ میں کسی امیر کی نوکری کر کے
چار پیسے کمانے کو ایسے طرز معاش پر ترجیح دیتا ہوں[1]۔

اسی حقیقت پسندی کے پیش نظر انہوں نے سرکاری ملازمت کی۔ سرکاری ملازمت میں انہیں بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ بار بار کی معطّلی تنخواہ کا نہ ملنا اور اپنے سے کم تجربہ اور کم لیاقت رکھنے والوں کے مقابلے میں ترقی کے معاملے میں نظر انداز کیا جانا یہ سب باتیں ملازمت سے دستبردار ہونے اور آبائی پیشہ کی طرف لوٹ کے آنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ مگر مہجور نے اس کی پروا نہیں کی، اپنے حق کے لئے لڑتے رہے اور ان مصائب کو آبائی پیشہ پر ترجیح دی۔ ملازمت میں سب سے مشکل منزل وہ آتی ہے جب بغیر کسی خطا کے ترقی روک دی جائے، قابلیت اور لیاقت کے مطابق حکام عزت نہ دیں اور کم تجربہ اور بے لیاقت لوگوں کی حوصلہ افزائی کر کے صاحب لیاقت ملازمین کے وقار کو مجروح کیا جائے۔ مہجور کے ساتھ یہ سب ہوا۔ ان کا اپنا بیان ہے۔

''۱۹۶۵ب[2] میں چوہدری خوشی محمد ناظر[3] سٹیٹمینٹ آفیسر
صاحب نے مجھ کو چھ روپے کا پٹواری بنایا تھا۔ آج بارہ سال کے
بعد (۱۳ روپے) کا پٹواری ہوں۔ گویا میں نے بحالت مجموعی ۴
آنے دو پائی سالانہ ترقی پائی۔ ۶۵ب میں میرے ساتھ جو لوگ بہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حیثیت پٹواری کام کرتے تھے۔ان میں سے بطور نمونہ چند اشخاص کے نام پیش کروں گا جو کہ ابھی تک زندہ ہیں (۱) پنڈت ویشنہ بٹ (۲) پنڈت گوبند بٹ (۳) پنڈت آنند رام (۴) پنڈت دینا ناتھ (۵) پنڈت مکند رام (۶) پنڈت گواشہ لال کول ان میں سے آج کل وزارت بارہمولہ کا صدر محاسب ۳۰ روپے ماہ دار پر اور ۲ لغائیت (۴) ویلی کشمیر میں ۲۵ روپے سے ۴۱ روپے تنخواہ پانے والے گرداور قانونگو ہان ہیں ۵، ۶ نائب تحصیلداران ہیں، اہل کاروان مذکورہ کی علمی لیاقت کسی طور پر مجھ سے زیادہ نہیں ہے، بلکہ بہ لحاظ کارکردگی، تجربہ ومحررانہ قابلیت کے میں ان سے بدرجہا بہتر ہوں۔ میں نے بھی ترقی کیلئے ہر وقت کوشش کی تھی۔ مگر ایک گرداور اور قان گویئے سے سٹیٹمنٹ آفیسر تک تمام آفیسر غیر مسلم تھے اسلئے مجھے کبھی ترقی نصیب نہ ہوئی ..... میرے دل میں اس بات کا سخت افسوس رہا کہ آیا میرے برخلاف کیا شکایت تھی اور کس جرم کی پاداش میں میرے ساتھ اس قدر سختی کا سلوک ہوا۔[۵]

اس موقعے پر اس بات کا ذکر قارئین کے لئے بڑا دلچسپ ہوگا کہ اس ظلم وستم کا حقدار سمجھے جانے والے مہجورؔ کا جرم یہ تھا کہ وہ پڑھا لکھا ہے، اخباروں میں مضمون لکھتا ہے اخبار گھر پر منگواتا ہے اور مشاہیر کے ساتھ خط وکتابت رکھتا ہے۔ غرض یہ حالات ایسے تھے کہ کوئی بھی ذی شعور آدمی اس گھٹن کے باعث اپنا گریباں پھاڑ کر اوروں پر کنکر پتھر پھینکنے لگے گا۔ لیکن مہجورؔ کی طبیعت اس ظلم وستم کے باوجود نہ تو ملازمت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کو ترک کرنے پر مائل ہو سکی نا ہی اپنے آبائی پیشے میں پناہ لینے پر آمادہ ہو سکی۔ یہ بہت بڑی آزمائش ہے مہجورؔ جیسے شاعر کی غیور طبیعت نے اس ظلم و ستم کو کیسے گوارا کر لیا سمجھ میں نہیں آتا۔ اصل میں ان آزمائشوں میں قلم نے ان کو بڑا سہارا دیا۔ اور وہ شاعری کی دنیا میں اپنے دل کی بھڑاس نکالتے رہے۔ ایک طرف وہ اپنے احساسات کو اپنے قلم کے سہارے محفوظ کرتے رہے اور دوسری طرف نفسیاتی اعتبار سے اپنی توجہ دوسری طرف ہٹاتے رہے۔ مگر ان باتوں کے باوجود اپنے حقوق کے لئے جدوجہد بھی کرتے رہے چونکہ یہ باتیں میرے حیصہ موضوع میں نہیں آتیں اسلئے ان پر تفصیل سے کسی اور موقعے پر بحث ہوگی۔ مگر اس کے باوجود یہ بات تو بار بار دہرانا پڑے گی۔ کہ کوئی کشمیری شاعر اپنی زندگی میں اس قدر مقبولیت حاصل نہ کر سکا۔ جتنی شہرت اور مقبولیت مہجورؔ کو ملی۔ ایک تو وہ خود سفر کرتے رہے اور دوسرے عام لوگوں کو ان کے شعر متاثر بھی کرتے تھے۔ چنانچہ عام لوگ ان کا کلام گاتے تھے اور گانے والی ٹولیاں گاؤں گاؤں جا کر ان کے شعر لوگوں کو گا کر سناتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام ۱۹۳۰ء سے اب تک برابر شائع ہوتا رہا اور ہر حصہ ہزاروں کی تعداد میں برابر چھپتا رہا۔ کسی کشمیری شاعر کا کلام اتنی بار اور اتنے ایڈیشنوں میں نہیں چھپا ہے مہجورؔ کا کلام رومن رسم الخط اور دیوناگری رسم الخط میں بھی چھپا۔ گزشتہ برس محمد یوسف ٹینگ[۶] نے یہ سارا کلام جمع کر کے مقدمہ اور خواشی کیساتھ کلیات مہجور کے نام سے مرتب کیا اور اسے جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ اینڈ لینگویجز نے بڑی محنت اور توجہ سے شائع کرایا۔

کلامِ مہجورؔ کے کثیر الاشاعت ہونے کے باوجود بعض قلمی آثار اب تک اوراقِ پریشاں کی صورت میں ہے۔ ان آثار میں بیشتر ابھی زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہو سکے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔اوران میں سے کوئی چیز کہیں کسی رسالہ میں چھپی بھی ہے وہ نایاب ہونے کی حد تک کم یاب ہے۔

راقم کو محمد احمد اندرابی[۷] اور ابدال مہجور[۸] کی وساطت سے ایسی کچھ چیزیں دستیاب ہوئی ہیں۔ان میں بعض فنی اعتبار سے کسی بڑی اہمیت کی حامل نہیں ہیں مگر یہ آثار چونکہ ایک بڑے شاعر، عالم اور محبّ وطن سے منسوب ہیں اسلئے ان کا محفوظ کرنا نہ صرف ادبی خدمت بلکہ قومی امانتداری بھی ہے۔اسی خیال کے پیش نظر ان آثار کو آپکی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

اردو کلام۔بقول آزاد مہجور نے ۱۹۱۲ کے بعد فارسی کو ترک کر کے اردو میں شعر گوئی شروع کی۔لیکن ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ۱۹۱۲ء سے قبل بھی اردو میں شعر کہتے تھے کیونکہ ان کی ایک غزل پر ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ کو تاریخ درج ہے بقول آزاد مہجور کی یہ غزل ۱۹ اشعار پر مشتمل تھی لیکن اسکے صرف چھ شعر مل سکے ہیں جو یہاں پیش کئے جاتے ہیں ؎

تشنہ غم کے لئے وصل کا جام اچھا ہے
عندلیبوں کے لئے گل کا پیام اچھا ہے
در دولت پہ گئے بار نہ پایا اے دل
تو ہے بیکس تجھے عزت کا مقام اچھا ہے
راز سر بستہ کی دل میں ہے حفاظت لازم
مال رکھنے کے لئے مالِ گودام اچھا ہے
اجڑے غاروں میں رہا کرتے ہیں رہزن چپکے
قلب مضطر میں ہی دلبر کا قیام اچھا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دل سے بہتر ہے کہ آنکھوں پر بٹھائیں انکو
اوج پر ہو دئے اگر طالع تمام اچھا ہے
زلف اور خال کو مہجورؔ یہ سمجھا میں نے
طائر دل کے پھنسانے کو یہ دل اچھا ہے

ایک اور نظم پر ۲۶ر مارچ ۱۹۱۱ء کی تاریخ پڑھی ہے۔ مگر یہ نقل بہت ہی ناقص ہے۔ یہاں صرف اس کے آخری بند کے نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ؎

تو پاؤں میں تو دوشوں میں رندوں میں تو خاموشوں میں
مستوں میں تو مدہوشوں میں جلوں میں تو روپوشوں میں
تو مہجور کے گوشوں میں
تو اسلئے دُرِ مدنی

۱۹۱۱ء ہی میں ترال کے راجہ عبدالرحمان صاحب فارسٹر محکمہ جنگلات کی خاطر سات اشعار پر مشتمل یہ غزل کہی گئی تھی جو مطبوعہ شکل میں کہیں نظر سے نہیں گزری ؎

آہ مجھ پر پھر ستم ہونے لگا دور جب سے وہ صنم ہونے لگا
حال زار قلب مفطر سینے پر خونِ دل سے اب رقم ہونے لگا
گل رخوں کی بے وفائی دیکھ کر بارِ غم سے سرو خم ہونے لگا
جب سے وہ دلبر جُدا مجھ سے ہوا ہم نشین رنج والم ہونے لگا
یارِ من محفل میں کچھ رونق نہیں شربت غم جام جم ہونے لگا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وصل کی شب قہر میں ساری کٹی　　مہر ہوتے صبح دم ہونے لگا
دیرے سے رخ پھیر کر مہجور آج
داخل بیت الحرم ہونے لگا

تضمین.....۱۹۲۴ء کا کیا ہوا ایک مخمس بھی ملتا ہے جس میں سودا کی ایک غزل کو تضمین کیا ہے جس کا مطلع ہے ۔

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں　　میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں[۹]

مخطوطے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مخمس سرینگر میں نظم ہوا ہے اس مخمس سے مہجور کے کثیر المطالعہ ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ اردو کے اور اساتذہ کے علاوہ سودا کے کلام میں بھی انہیں دلچسپی تھی۔ یہ تضمین مہجور کی خود اعتمادی اور شاعرانہ جرات کی غماز ہے۔ روانی اور الفاظ کا انتخاب اس کے خاص اوصاف ہیں۔ یہ مخمس اس سے قبل ''تعمیر'' کے مہجور نمبر[۱۰] میں شائع ہوا ہے مگر شیرازہ کے جس شمارہ کے لئے یہ مضمون لکھا جارہا ہے اس کی حیثیت آئندہ کے لئے دستاویز کی ہوگی۔ اسلئے قارئیں کی دلچسپی کے پیش نظر اس مخمس کو یہاں بھی پیش کیا جاتا ہے ۔

آتے ہیں دور دور سے رندانِ خوشخرم　　وہ مست بادہ اور میں رہتا ہوں تشنہ کام
اپنی کمی وغیرہ کی بیشی پہ صبح شام　　گریاں بشکلِ شیشہ ہوں خنداں بطرز جام
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہوں
ناواقفِ حیات و ممات اور گرم سرد　　نا آشنائے فرقِ سفید و سیاہ و زرد

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجور سُن یہ نکتہ اقوال نیک مرد میں کیا ہوں اور کون ہوں؟ سودا بقول درد[۱۲]
جو کچھ بھی ہوں میں سو غرض 'آفت رسیدہ ہوں''

اس مخمس سے مہجورؔ کی صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ سوداؔ جیسے پختہ کلام استاد کے اشعار کو تضمین کرنا معمولی شاعر کا کام نہیں۔ زبان اور خیال دونوں میں ایک بھی کہیں انمل اور بے جوڑ نظر آئے تو سارا مزا جاتا رہے گا۔ مہجورؔ نے اس ذمہ داری کو خوب نبھایا سوا اس کے کہ کہیں کہیں بے ضرورت عیبِ تنافر پیدا ہو گیا ہے۔

بقولِ آزاد ۱۹۹۱ بکرمی میں سرینگر کی نمایش گاہ میں ہونے والے مشاعرے میں مہجورؔ نے کشمیری غزل کے علاوہ ایک اردو غزل بھی پڑھی تھی کشمیری غزل ''باغ نشاط کے گلو.....'' تھی۔ اردو کا مشاعرہ طرحی تھا مصرعہ طرح غالب کا تھا ع

گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو.....عبدالاحد آزاد نے اس غزل کے پانچ شعر اپنی کتاب[۱۳] میں شامل کئے ہیں۔ راقم کو جو مسودہ دیا گیا ہے اس میں ۹ شعر ہیں۔ اس خیال سے کہ پوری غزل اب تک کہیں شائع نہیں ہوئی ہے۔ یہاں اسے اس احتیاط کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے کہ جو اشعار آزاد کی کتاب میں شائع ہو چکے ہیں ان کے ساتھ 'م' یعنی مطبوعہ اور پہلی بار شائع ہونے والے اشعار پر 'غ م' یعنی غیر مطبوعہ کی نشانی موجود ہو۔

دل درد آشنا میرا کسی سے ہمزباں کیوں ہو — 'م' عیاں انجام ہو جسکا وہ میری داستاں کیوں ہو
نہ سوچو پہلے کیا انجام ہوگا دل کے سودا کا — 'م' دم ہنگامہ آرائی غمِ سود و زیاں کیوں ہو
کیا باد صبا نے جس گل کا چار سو شہرہ — 'م' چمن میں آج گلچیں کو ہر اس باغباں کیوں ہو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نکالا گوشہ عزلت سے اس کو میرے نالوں نے 'م' میری آہ وفغاں سنکر وہ مجھ پر مہربان کیوں ہو
نیاز ونماز کی باتیں تکلف سے ہیں بالاتر 'غ م' تکلم میں گل وبلبل کے مالی ترجمان کیوں ہو
بہا ہے اشک کے ہمراہ میر کارواں ہوکر غ م جو سرمہ کی طرح ہو بے وفا وہ رازداں کیوں ہو
بدل دی رخ کی زردی غازہ مغرب کی سرخی نے غ م قدیمی وضع کا پابند اب ہندوستان کیوں ہو
رہ کوئے صنعم گوشہ نشین زاہد بتائے کیا غ م جو منزل سے ہو ناواقف وہ میر کارواں کیوں ہو

پئے تسکین دل لازم ہے اے مہجور خاموشی
خیالِ پیش وکم تا کے! گمانِ این وآں کیوں ہو
'غ م'

مہجور نے ایک نظم 'خطاب بہ مسلم کشمیر' کے عنوان سے کہی تھی۔ بقول آزاد مہجور نے یہ نظم علامہ اقبال کی مشہور نظم ''خطاب بہ مسلم'' کے زیر اثر لکھی ہے[۱۴] یہ نظم 'اخبار کشمیر' لاہور مورخہ ۶/ جون ۱۹۲۴ء کو شائع ہوئی ہے۔ آزاد نے س کا ایک انتخاب 'کشمیری زبان اور شاعری' میں شامل کیا ہے۔ راقم کے سامنے اخبار کشمیر کا متذکرہ پرچہ نہیں ہے۔ اسلئے نہیں کہہ سکتا کہ یہ نظم پوری کی پوری شائع ہوئی تھی یا نہیں۔ راقم کو جو مخطوط دستیاب ہوا ہے۔ اس میں اس نظم کے ۱۷ اشعار درج ہیں۔ آزاد نے گیارہ اشعار شائع کئے ہیں۔ اس خیال سے کہ نظم ایک جگہ محفوظ ہو جائے یہ پوری نظم یہاں پیش کی جاتی ہے۔ جن اشعار کے ساتھ 'م' یعنی مطبوعہ لکھا گیا ہے وہ عبدالاحد آزاد کی کتاب ''کشمیری زبان اور شاعری'' سے متعلق ہیں اخبار کشمیر کے محولہ بالا پرچے کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نظم یہ ہے ؎

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

○

بتائے مسلم کشمیر کبھی سوچا بھی ہے تو نے — م — تو ہے کس گلشن رنگین کا برگ شاخ عریانی
تیرے اسلاف وہ تھے جن کے علم و فضل کے آگے — م — ادب سے جھکتے تھے دانشوران ہندو ایرانی
شہنشاہ معظم شاہ زین العابدین بڈشاہ — م — کیا اکبر نے جس سے کسبِ آئین جہانبانی
نظیر اسکی دکھا سکتا نہیں یہ چرخ دولابی — م — اگر لاکھوں برس کرتا رہے گا چرخ گردانی
ہنرمنداں عالم خوشہ چین تھے ترے خرمن کے — غ م — اسی سرچشمہ علم و ادب سے لیتے تھے پانی
بخوبی یاد ہے ابتک سخن سنجان عالم کو — م — غنی کی نکتہ سنجی شیخ صرفی[۱۵] کی سخندانی
وہ شہنشاہ باتقویٰ وہ فخر تاج چغتائی — م — وہ جسکی زندگی کا شغل تھا دیں کی نگہبانی
تیرے پیامے وطن کو قبہ اسلام کہتے تھے[۱۶] — م — گواہی کیلئے موجوہ میں احکام سلطانی
وہ شمع ملت مجدد الف ثانی کا — غ،م — سراہلِ طریقت مالک ملک خداوانی
تیرے آبا کے شاگرد ہیں[۱۷] انکا نام نامی ہے — غ،م — وہ فخراً کرتے ہیں اس فیضیابی کی ثنا خوانی
غرض ہے مثل تھے اسلاف تیرے حسن و خوبی میں — غ،م — مگر اب قابل ماتم ہے تیری خانہ ویرانی
شکستہ حالی بغداد پر ہے نوحہ خواں ہو رہی — م — پے اسپین ہے اقبال محوِ مرثیہ خوانی[۱۸]
مگر کشمیر میں ویراں ہوا اسلام کا گلشن — کوئی کرتا نہیں جز آب شبنم اشک افشانی
نہیں باقی رہا اسلاف کا کوئی نشان تجھ میں — م — وہ تھے محنت کے عادی کذا اور تو مست تن آسانی
وہ چمکے آسمانِ علم پر شمس و قمرین کو — غ،م — پڑا تو قعرِ ذلت میں بروے جہل و نادانی
مٹایا ملت بیضا نے جس باطل پرستی کو — م — تعجب قبہ اسلام میں اسکی ادانی
زبان پر نام حق دل میں بتانِ شوخ کی الفت — م — چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

سرینگر ہی میں ۱۹۲۹ء ''سیر نشاط باغ'' کے عنوان سے مسدس کا ایک بند ملتا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس بند میں کوئی خاص بات سوا اس کے نہیں ہے کہ یہ آثار مہجورؔ میں سے ہے۔ گمان غالب یہ ہے کہ مہجورؔ نے کوئی طویل نظم کہنے کا ارادہ کرلیا ہوگا اور صرف ایک بند کہہ کے ارادہ بدل دیا یا کوئی اور بات مانع ہوئی۔ ان اشعار میں بھی سوداؔ کا اثر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ اشعار بھی مطبوعہ شکل میں راقم کو کہیں ملے اسلئے یہاں پر درج کئے جاتے ہیں کہ محفوظ ہوجائیں ؎

ایک اور غزل جو مطبوعہ صورت میں راقم کی نظر سے اب تک نہیں گزری ہے یہاں پیش کی جاتی ہے۔ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے۔ مسودے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ غزل کب اور کہاں کہی گئی ہے۔ گمان غالب یہ ہے کہ مہجورؔ کا ابتدائی کلام ہے۔ غزل یہ ہے ؎

عاشق بیداہیں پر قیس بیاباں اور ہے
شیر قالین اور ہے شیرنیستاں اور ہے
قتل کا فتویٰ دیا قاضی نے اس سے کیا ہوا
نیم بسمل جس سے ہوں وہ تیغ براں اور ہے
باغ شالامار کا سودا میرے سر میں نہیں
جس چمن میں ہے میرا گل وہ گلستان اور ہے
طعنہ اغیار جسم ناتواں پر تیر ہیں
جس سے زخمی دل ہوا وہ تیر مژگاں اور ہے
دلبر طناز[۲۲] کا اس خاک پر منزل نہیں
شاہ خوباں کیلئے اک کاخ و ایواں اور ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مثلِ اسکندر نہیں ظلمات کا سودا مجھے
جس[۲۳] کا ہوں میں تشنہ لب وہ آبِ حیوان اور ہے

نالہ مہجورؔ سُن کر بن کے بولا وہ صنم
شعر تو کہتے[۲۴] ہو اچھے پر داغِ سخنداں اور ہے

اس غزل میں تغزل اور انتخاب الفاظ قابل توجہ ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اردو شاعری میں مہجورؔ کوئی نیا پن لانے کی فکر میں نہیں تھے بلکہ روایت کے راستے پر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے آگے چلتے ہیں۔

غیر مطبوعہ اردو کلام کے سلسلے کی آخری کڑی جسے راقم آپکی خدمت میں پیش کرنے جارہا ہے ایک نظم ہے اردو میں اس کا عنوان ہے ''خطاب بہ زبان کشمیر' چار بندوں پر مشتمل یہ نظم بھی مخمس ہی ہے اور راقم کی نظر میں اب تک غیر مطبوعہ ہے ؎

O

ذرا اے کاشمیری زندگی کی شان پیدا کر — زبان شیرین مثالِ بلبل نالاں پیدا کر
دمِ آتش فشاں اور سینہ بریاں پیدا کر — نگہ[۲۵] میں جذبہ دل[۲۶] میں حسرت وارماں پیدا کر
تو ہر محفل میں جانے کے ذرا سامان پیدا کر

وقوف قرب درگاہِ شہہ دوراں[۲۷] پیدا کر — حسینانِ جہاں کی محفلوں میں شان پیدا کر
گل افشانی شکر ریزی لب خندان پیدا کر — ادا بانکی نظر ترچھی نرالی آن پیدا کر
نشان شانِ محبوبی تو میری جان[۲۸] پیدا کر

عبث ہے خواہش وصل بتاں اور جام عیائی — خیال حشمت و جاہ شکوہ ارثِ آبائی
رفیق راز ہیں تیرے ملال و رنج و رسوائی — شب و یجور چشم تر ہجوم یاس و تنہائی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وفورِ جوش وخونِ دل کہیں طوفان پیدا کر

ستائیں دشمن نا اہل انکا رنج برسر لے　　نکلنا ہے بصد حشمت تجھے زنداں کلفت سے
یہی احکام ہیں جاری یہاں قانون قدرت کے　　کیا مسند نشین مجھ کو ہے آخر گماہی نے

زلیخا اور قید یوسف کران پیدا کر

یہ نظم نامکمل معلوم ہوتی ہے۔ اس بارے میں تو کچھ کہنا مشکل ہے کہ یہ نظم کب اور کہاں کہی گئی لیکن ایک بات اس سے واضح ہے کہ اس نظم میں مہجور نے اپنے آپ کو مخاطب کیا ہے اور در پردہ خود کو تسلی بھی دی ہے۔ جن مصائب کا انکو سامنا کرنا پڑا اور وہ اُف تک نہ کر سکے، ان کے پیش نظر یہ نفسیاتی تسلی اور توجہ کو ایک طرف سے ہٹا کے دوسری چیزوں کی طرف منتقل کرنا ایک دانشورانہ ردعمل ہے۔ اپنے دشمنوں کو وہ نا اہل بھی کہتے ہیں مگر ان کا رنج قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں۔

گذشتہ صفحات میں مہجور کا بیشتر غیر مطبوعہ کلام آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ اس میں آپ کو وہ خوبیاں نہیں ملیں گی جو اردو کے اساتذہ کے کلام میں آپ دیکھتے ہیں۔ مہجور کشمیری کے شاعر ہیں اور بڑے شاعر ہیں۔ اس اعتبار سے اس کلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک بڑے کشمیری شاعر کا اردو کلام ہے۔ ہفت روزہ 'رہبر' ۱۱/ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں ''خطاب بہ مہاراجہ بہادر'' کے عنوان سے مہجور صاحب کی ایک قصیدہ نما نظم چھپی ہے جسے یہاں قارئین کی دلچسپی کیلئے منتقل کیا جارہا ہے۔

O

بلبل شیریں بپا لائی پیام نو بہار　　صد مبارک آ گیا فصل بہار خوشگوار
چھیڑ کر کس نے جگایا آج خواب ناز سے　　نو نہالانِ چمن کو کس طرح اترا خمار

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آج کس تقریب پر یہ اہتمام و دھوم دھام
ساکنانِ باغ ہیں مست بے شوق فگار

یادگارِ جامیو لو چن راجہ کیواں حشم
معدن عدل و شجاعت بانی جموں دیار

صاف کہدوں گلبدن گلاب کی ٹہنی ہری
جس سے خارستانِ کشمیر بن گیا لالہ زار

اے ہمالہ تجھکو ہے اپنی بڑائی کی قسم
آج تک دیکھا ہے تو نے کوئی ایسا شہریار

تیری سنسان وادیاں میں اب بہار آنے کو ہے
چپہ چپہ تیرا بن جائیگا رشک شالہ مار

ساکنانِ کاشمر اے خسرو گیتی پناہ
حالِ دل اپنا سناتے ہیں بعجز و انکسار

دور جد و جہد کے اس عہد پر آشوب میں
کسطرح دن کاٹتے ہیں کیا ہے انکا کاروبار

کالی دامان ناتوان اور بے زباں بے دست و پا
تیرے ظلِ رحم میں مانند طفلِ شیر خوار

ہم اگر ناداں ہیں، بیکار ہیں لاچار ہیں
تو بنا سکتا ہے ہم کو صاحب عز و وقار

ہم اگر جاہل ہیں، بے تمیز ہیں بے علم ہیں
دل پہ ہے تیری وفاداری کا نقش پائیدار

لب پہ حرفِ مدعا طرزِ تکلم نا پدید
تو سمجھ سکتا ہے سب کچھ اے شہ جم اقتدار

تحفہ کیا لائیں ترے دربار میں ہم بے نوا
جز دعائے نیک جو ہے بے بہا پھولوں کا ہار

یا الٰہی جب تک دورِ دمہ و انجم ہے
جب تلک باقی رہیگا گردشِ لیل و نہار

سر مہاراجہ بہادر تا ابد پائندہ باد
زندہو پاینده و تابنده تا روزِ شمار

ختم کر مہجور مدحِ خسرو فیروز بخت
کر دعا پھولے پھلے یہ نونہال سایہ دار

اس مضمون کے آخر میں مہجور کے فارسی کلام کا وہ حصہ پیش کیا جاتا ہے جو راقم کی نظر سے مطبوعہ صورت میں نہیں گذرا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رباعیات

O

نورالبصر کہ رہبر اہلِ طریق مشد
کنجے گرفت از نظرِ مثل عقیق[۲۹] شد
ہشتم زماہ رحلت سرتاجِ انبیاء
در بحرِ نورِ غوطہ زن بودو غریق شد

O

صد مبارک بر کلاہ وبرقبائے سروری
بخت وتخت عزودولت مژدہ نیک اختری[۳۰]
برزباں آمد کہ یارب درترقی روز وشب
برکار نور دور کوکب اسکندری

O

دربارگاہ وحدت حیران ہرکہ دمہ
گفتند اہل حکمت پیش قفارضابہ
نہ جائے شکوہ ہرگز نے موقعہ شکایت
نے طاقتے کہ گویم ایں باز گرابہ

نظم (۱)

O

صد ہزاراں شکر منت سوے درگاہ خدا
کارسازِ ہردو عالم یاورِ ہر دوسرا[۳۱]
آں خداوندی کہ در یک طرفۃ العین ازعدم
دروجود آورد مہرو انجم و ارض و سما
تر زبان بودم بحمد خالق کون ومکاں
ناگہاں درگوشم آمد مژدۂ فرکت فزا
بشنویدائے حاضرین محفل ازسمع قبول
مژدۂ آوردہ ام فرحت فزاوغمِ رُبا
نو گلے بشگفت درباغِ خوشی غم دورکرد
صد مبارک برگل وبرآمدس صد مرحبا
افتخار خاندان وباعث عیش وطرف
نونہالِ گلشن امید ایں آقائے ما
یارب ازفضل دوام ویرداری برسرش
سایہ مادر پدرائے یاور ہر دوسرا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

در جہاں از نورِ حکمت مثلِ خور تابندہ باد
ہمرکابش دولت و اقبال بادگذا
در ترقی روز افزوں دیگرش باداوراز
علم وحلم و عزودولت ازفضل خدا
نیز درگہوارہ فضل وکرم دہ مردرا
شیر از شیرِ شجاعت شکرازنوروضیا
اندریں محفل کسے مہجورؔ مدعو[۳۲] نہ کر
لیک از حوشِ محبت آمدو کردایں دعا

(۲)

O

بحمداللہ بحمداللہ نسیم نوبہار آمد
بہ بلبل صد مبارک بادوقتِ لالہ[۳۳] زار آمد
گرنیراں شدزدل تشویش داندوہ پریشانی
بہر سُونعرۂ شادی ز دشت وکوہسار آمد
بوقتِ صبح درگلزا ابلبل باگلاں میگفت
بسنت آمد بسنت آمد غمیں دل برقرار آمد
مزین محفلے رشکِ ارم بابزم کیخسرو
خوشی[۳۴] یاحشمت[۳۵] وسردار[۳۶] باہم آشکار آمد
فلک شاداں مُلک خنداں زمین نازاں زماں خرم
چوآں شاہِ جہاں در بوستان شالا مار آمد
فلک از بہر مقدمش زمین سیمین لنسرین کرد
محبان جُملہ درفرحت عدوزار ونزار آمد
شہے والا ہمم عالی حشم آں ظل سبحانی
بجودت حاتم ثانی بصولت شہریار آمد
فریدوں فرسکندر حشمت وکیخسر وثانی
شہہ پرتاب[۳۷] چوں مہتاب باعزووقار آمد
خوشی وحشمت واقبالؔ دایم شہہ کذا
دعا گودلحزیں مہجورؔ سوے کرد گار آمد

(۳)

O

بردرت آمدگدائے دلحزیں شیااللہ اے شہِ دُنیاودین[۳۸]
اے امانت دارِ از خیر و شر مخزن اسرار ہائے بحروبر
دریناہت آمدم اندوہگین رحم فرماانت خیر الراحمین

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رمزدان خوے آں یاررحیم کوہ (کذا) کریم
ہست درآینہ دِل عکس یار کبرِ کم کنُ تابہ بینی آشکار
نسبتے دارم بدر بارے کسے دیدہ ام لطف و عنایت زوبسے
دست دامانِ در فضل اوزدم تونہ پنداری کہ من بے یاورم
ہاں بیا اے بُلبُل گلزار حسن وہ بمن پیغام آں اسرار حسن
نیک ام یابدو لیکن ازغلامان توام کذا

ماندہ ام ازبزم او مہجور دور
کے رسد جانم بداں دارالسرور[۳۹]

O (۴)

بُلبُل بشاخِ سُنبل شدنغمہ خواں مبارک دردِزبانِ ہرگُل جان جہاں مبارک[۴۰]
نرگس بآب دیدہ گلزارِ آرمیدہ بادِصباوزیدہ شدگل فشاں مبارک
نسرین ونسترں راہم سُنبل چمن را ریحان ویاسمین راز گلستان مبارک
دروقت نیک وخوشتر باہ جاہ عزت وفر بامہرماہ انورشد ہمقراں مبارک
یعنی رشید ارشد نورِ نظر محمد درآن خوب واسعد شد کافراں مبارک
برپشت بور نیراں شہزادہ پرستان مانند شہ سلیمان تخت رواں مبارک
با یک رکاب صولت دیگر گرفتہ حشمت تمکین جاہ ودولت ہمراہ رواں مبارک
سوئے سعید منزل ہردلِ شداست مایل شدازمکین حاصل شرف المکاں مبارک
از بہر سال گفتا ہاتف زروے ہمت انعام یافت شغلے[۱۳۴۰] باعزوشان مبارک
اے خاں نیک سیرت مہدی خوش فضیلت بارے قبول فرما از دوستاں مبارک

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ دید میموں فالے سعادت افزواں
آمد پدپد اکنوں تفسیر آں مبارک

(۵)

O

وتر ڈاست ایں قریہ یا سرتاج ملک ما است ایں — خوش دِہے منزل گہِ حورانِ خلد آراست ایں
قبۂ کاف است یا تختِ سلیمان یا سبا — مسکنِ دیوان وگلگشت پریرُخ ہاست ایں
دور بین یا جامِ یک رصدگاہے بلند — بہر ہر کس سیر گاہِ پستی وبالاست ایں
قلعۂ نوراست یا ہوراست یا حصن حصین — یا سر طورِ منور خیمہ برپاست ایں
کوہِ بنان است یا بخداست یا غارِ خلیل — کہف صحاب رقیم وگوشۂ فقراست ایں

(کذا) کذا نسواں است ایں یا خوانچہ نعیاست ایں
یارب ایں غول است یا خناس دہ مرتبہ (کذا) نیبا است ایں

O

کیفت ایں مداح وتر ڈ ڈالہ بل گستاخ وشوخ
درسخن شمشیر زن مہجورؔ بے پرواست ایں

اب مہجورؔ کی ۱۲۲ اشعار پر مشتمل وہ معرکتہ الآرا فارسی نظم پیش کی جاتی ہے جو ۱۹۰۸ء میں انجمن نصرت الاسلام سرینگر کے سالانہ جلسہ میں ۱۹۰۸ء میں پڑھی گئی تھی۔ اس میں مولوی رسول صاحب مرحوم ومغفور کا ذکر خاص طور سے قابل توجہ ہے۔ مہجورؔ نے ان کو کشمیر کا سرسید کہا ہے اور نظم میں پہلے ان کا ذکر آیا ہے اور بعد میں پرتاپ سنگھ کا۔ یہ نظم کشمیری میگزین اگست ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی ہے مگر اس وقت نایاب ہونے کی حد تک کم یاب ہے۔ اس نظم سے اس بات کی تائید ہوئی ہے کہ مہجورؔ بڑے مُحب الوطن

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تھے۔اور وطن کی ہر چیز کو نہ صرف عزیز رکھتے تھے بلکہ اس کی تعمیر و ترقی کے خواہش مند تھے۔نظم ملاحظہ فرمائیں۔

O

صد ہزاراں شکر و منت سوے درگاہِ خدا
ہزار ہر دو عالم یا در پر دوسرا

آلہ وخداوندی کہ در یک طرفۃ العین از عدم
در وجود آورد دو مہر و انجم وارض سما

ابن آدم را عطا کرد از ازل علم وادب
تا کند فرق نمایاں در صواب و در خطا

وردئے تاریکی وظلم وجہالت ذا
کرو بس روشن بہ نور پاک آں شمس الہدا

یعنی آں خورشید رحمت مبنع علم وہنر
رہنمائے گرہان وشافع روز جزا

چشمہ فیضِ ہدایت کرد جاری در جہاں
آں شہہ والا ہمم واں سرگروہ انبیا

گر ہمے خواہی کہ یابی دولتِ دنیا ردیں
گیر محکم دامن علم وہنرائے باصفا

اندریں فتے کہ ہر قومے پئے اصلاح خویش
ہمت کذا ترقی از سر ہست بپا

لیک اندر خواب غفلت خفتہ سود ہوش مست
بے خبر از گردش گردوں گرداں قوم سا

زاغ اندر باغ شد ساکن بجائے عندلیب
باغبان بے درد گل چین بے حیا گل بے وفا

گشتے ایں قوم در دیا ناپیدا کنار
سیل بر سر موج زن در خواب غفلت ناخدا

دوش در حسرت فتادم خواب از من نمود
گفتم از سوز جگرائے چارہ ہر بے نوا

رحم کن بر حال دارم قوم من انے ذوالمنن
دے پناہِ عاجزاں آمرز موخوم فذا

آتش آہِ درونم بر زبان بُد شعلہ زن
ناگہاں در گوشم آمد مروہ فرخت فزا

اے فدائے قوم از قلبِ حزیں غم دور کن
نغمۂ شکرانہ کُن چوں عندلیب خوش نوا

نصرت الاسلام آں دار العلوم کاشمر
شد مزین از جلوس زمرۂ اہل صفا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بادِل خود گفتم ایں خواب است یا بیداری است　　یا مگر سرسید آمد از پے اصلاح ملا!
نیرِ چرخ فصاحت عالم عالی خیال　　حامی دین نبی کالبدر یطلع فے الدحا
ہم محقق ہم مدقق میر مولانا رسول　　نصرت الاسلام کرداش صاحب صدق وصفا
بارور سرسبز شد نخل دادش در جہاں　　از کمال جود و مہر سایۂ فضل خدا
آں فریدول فر سکندر حشمت و داراشکوہ　　والے کشمیر شبہ پرتاب آں فرح نوا

دردلِ مہجور شُد قومی محبت جوشن زن
ورنہ شانِ این چنیں محفل کجا و من کجا

۱۹۳۵ء میں محمد الدین فوق کی تاریخ اقوام کشمیر زیور طباعت سے آراستہ ہو کر بازار میں آئی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۶ پر مہجور کے نمونہ کلام کے طور پر پنڈت بلہ کاک در (وزیر وزارت کشمیر کی تعریف میں مندرجہ ذیل اشعار درج ہیں۔

O

ای سرِ سروران عالیجاہ　　یادگارِ قبیلہ درھا
آمدی باہزار جاہ وچشم　　ماہ گلندیم درریت سرہا
از وجودِ گروہِ راھز نان　　بودایں سرزمین پُر ازشرہا
آمدند ایں ہمہ گرفتہ بکف　　تیروتیغ وچوب وخنجرہا
سوی زندان بحکم تو رفتند　　ایں ہمہ سار قارن ولیڈرہا
وقت تو خوش کہ وقت ما ہم خوش　　کردی ای دشمن ستمگرہا
گفت درباب جستن روزی　　سعدیؔ آگاہ ازمقدرہا
رزق چند بے گماں برسلہ　　شرط عقل است اسر جستن از درھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

.....در جواب آں غزل

(مہجور کے قصیدے کے جواب میں سید مبارک شاہ فطرت نے یہ جواب لکھا)

O

آہ ! ازیں شاعرانِ بے زرہا
گُل بدستارولیک بے سرہا
بے خودنداز غنائی خودزاں رو
می نوازند حلقۂ درہا
اے سرِ سردرانِ عالیجاہ
مدحِ مسلم بہ شان آوزھا
تف بہ ایں شاعران ہرزہ سرا
عار برایں چُنیں سُخنورہا
ہر کجانانِ روغنی یا بند
می نویسند لغو دفترہا
مابہ میخانہ دیدہ ایم بسے
کاسہ لیانِ جام و ساغرھا
فطرت ازبادۂ غنی شد مست
بست برروی خویشتن درھا

یہ اشعار تحریک حریت کشمیر جلد ۳، از رشید تاثیر میں چھپے ہیں۔ (ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حواشی

۱ کشمیری زبان اور شاعری عبدالاحد آزاد جلد سوم ص ۱۹۳

۲ بکرمی

۳ بعد میں کشمیر کے گورنر بھی ہو گئے تھے۔ اردو کے خوش بیاں شعراء میں ان کا شمار ہوتا ہے ان ہی کے خاندان کے محقق انوار احمد خان نے ان پر پی ایچ ڈی کے لئے اردو میں مقالہ لکھا ہے

۴ سکہ سرائج الوقت کے حساب سے تقریباً ۲۹ پیسے

۵ کلیات مہجور مرتبہ محمد یوسف ٹینگ ص ۳۶۔۳۷

۶ محمد یوسف ٹینگ کلچرل اکادمی کے سیکرٹری ہیں۔ مگر اس سے زیادہ وہ اپنی لیاقت سے پہچانے جاتے ہیں۔ آزاد کی کشمیری زبان اور شاعری پر ان کے حواشی بکار آمد میں اور کاموں کے علاوہ کلیات مہجور بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

۷ محمد احمد اندرابی شیرازہ اور کے مدیر ہیں

۸ ابدال مہجور پیرزادہ غلام احمد مہجور کے پوتے اور محمد امین ابن مہجور کے صاحبزادے ہیں۔ ریڈیو کشمیر سری نگر میں ملازم ہیں۔ ہندی میں سند یافتہ میں اور اب تک پچاس سے زامد دزسیاں کا بیان سے کشمیری میں ترجمہ ہے۔

۹ سودا کی غزل نو اشقار پر مشتمل ہے مگر مہجور نے صرف تین اشعار اور ایک

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نامکمل، مصرعے کا استعمال کیا ہے۔ پوری غزل ملاحظہ کیجئے کلیات سودا جلد اول مبطوعہ ۳۲ء میں ص ۱۱۶

۱۰ تعمیر۔ مہجور نمبر جلد ۲ شمارہ ۴ ۵ اپریل مئی ۹۵۰ء ص ۷۵

۱۱ سودا کا مصرعہ یوں ہے عرجوں گل ہزار جا سے کریباں دریدہ ہوں۔ کلیات سودا ۱۱۶

۱۲ درد سودا کے ہم سر تھے درد صوفی تھے اور سودا تصوف سے دور اپنی ذات کے بارے میں کیا اور کون جیسے سوالات تصوف ہی کا نتیجہ ہیں۔

۱۳ کشمیری ابان اور شاعری جلد سوم ص ۲۱۶

۱۴ ایضاً ص ۲۱۷

۱۵ آزاد نے اس مصرعہ کو یوں لکھا ہے ع غنی کی خوش بیانی اور صرفی کی سخندانی کشمیری زبان اور شاعری جلد سوم ص ۲۱۷

۱۶ آزاد نے کہتے تھے کی بجائے کہتا تھا، لکھا ہے۔ ایضاً ص ۲۱۷

۱۷ غالباً نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ پہلا مصرعہ یوں ہونا چاہتے ع ترے آبا کے ہیں شاگردان کا نامہنامی ہے۔ راقم

۱۸ آزاد نے یہ مصرعہ یوں لکھا ہے ع ہے اندلس کے لئے اقبال محو مرثیہ خوانی کشمیری زبان اور شاعری۔ جلد سوم ص ۲۱۷

۱۹ آزاد نے یہ مصرعہ یوں لکھا ہے مگر صد حیف ! اجڑا گلشن اسلام کشمیر میں۔ ایضاً ص ۲۱۷

۲۰ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ نظم بھی مہجور نے ایسی زمین میں جس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کو سوداؔ نے پہلے ہی استعمال کیا ہے اس زمین میں سوداؔ کا ایک نعتیہ قصیدہ موجود ہے جس کا پہلا مطلع ہے

ہوا جب کفر ثابت سے وہ تمنائے مسلمانی نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اور مطلع ثانی ہے۔

عجبِ نادان ہیں جن کو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل میں سوپنے ہے مگس رانی

(کلیات سوداص ۲۳۳_۲۴۲).....اس تسبیح کو محض اتفاق کہنا مناسب نہ ہوگا۔ تضمین کے لئے سودا کی غزل کا انتخاب کرنا اور اپنی پر جوش خطابیہ نظم کے لئے سوداؔ ہی کی زمین کا انتخاب کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سوداؔ کا کلام مہجورؔ کے مطالعے میں ضرور رہا ہے اور باوجود اس کے کہ مہجورؔ بہت ہی آسان زبان کا استعمال کرتے ہیں ان کی تمنا سوداؔ کی تقلید کرنے کی رہی ہے راقم کا خیال یہ ہے کہ اردو میں شعر کہنے سے گریز کا سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کوشش میں جو ظاہر ہے کہ معمولی کام نہیں تھا۔ کامیاب نہ ہوسکے۔

۲۱ لگتا ہے نقل کرنے والے سے الفاظ چھوٹ گئے ہیں، ممکن ہے کہ مصرعہ یوں ہو

ع ہے دہوم جس کی (آج کل) دنیا میں سربسر

۲۲ مسودے میں 'کی' کے بجائے 'کا' ہے یہ یا تو کاتب سے نقل کرنے میں سہو ہوا ہے منزل کو چونکہ کشمیر میں تذکیر کے ساتھ بولا جاتا ہے اس لئے یہ سہو آ گیا۔ فارسی کے کئی اسم جو اردو میں تانیت کے ساتھ بولے جاتے ہیں کشمیری میں اسی مفہوم اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شکل میں استعمال ہوتے ہیں مگر جنس بدل دی جاتی ہے جیسے قسمت، تکلیف، تقدید، تحریر وغیرہ تفصیل کے لئے راقم کا مضمون weluence of kashmir

---

۲۳ زیرِ نظر مسودہ میں کا کی جگہ سے لکھا ہے

۲۴ مسودے میں یہ مصرعہ یوں لکھا ہے ع

شعر تو کہتے ہو اچھے پر داغ سخندان اور ہے

یہ نقل کرنے والے کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

۲۵ مسودے میں گنہ کے بجائے نگاہ لکھا ہے۔ مسودے کے کاتب سے سہو ہوا ہے۔

۲۶ مسودے میں جذب کی جگہ جذبہ لکھا ہے۔

۲۷ کشمیری میں لفظ کے آخر میں نون غنہ کی نون کا اعلان ہوتا ہے۔ ویسے بھی شاعری میں نون کا اعلان غیر صحیح نہیں۔

۲۸ یہ رباعی کرگل میں منشی عطا محمد صاحب ناظر بندوبست کی صاحبزادی نور بیگم کے فوت ہونے پر کہی تھی۔

۲۹ یہ رباعی راجہ سکندر خان کے تحصیلدار لداخ ہونے پر کہی تھی۔

۳۰ یہ نظم لداخ میں ۹۰۹ء میں چودھری خوشی محمد ناظر کے فرزند ارجمند حمید اللہ کے تولد ہونے پر مبارک باد کے طور پر کہی۔ چودھری خوشی محمد وہیں ہیں جنہوں نے مہجورؔ کا تقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس نظم میں بھی آقائے ما کہہ کر یاد کیا ہے۔

۳۱ مہجورؔ نے مقطع میں شکایت بھی کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

موقعے پر چودہری صاحب نے اپنے نومولود صاجزادے کا جشن منایا تھا جس میں مہجورؔ کو دعوت نہیں دی تھی۔

۳۲ یہ نظم ۱۹۰۹ء میں لداخ میں بسنت وپنچی کے موقعہ پر کہی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈوگرہ شاہی میں بسنت پنچی کا تہوار بہت دھوم سے منایا جاتا ہے اور اس سلسلے میں ہونے والے اجتماعات میں امراور وسا بھی حصہ لیتے تھے۔

۳۳ چودھری خوشی محمد ناظر

۳۴ حشمت اللہ

۳۵ سردار ٹھاکر سنگھ

۳۶ پرتاپ سنگھ

۳۷ مثنوی کی بیت میں یہ نظم سرینگر میں ۱۹۲۲ء میں نالہ مہجورؔ کے عنوان سے کہی ہے۔ ماہنامہ تعمیر'' کے ۱۹۵۷ء کے مہجورؔ نمبر میں فارسی نظم اسی عنوان سے شائع ہوئی ہے وہ اس سے مختلف ہے

۳۸ اس نظم سے مہجورؔ کے عقائد کا بھی پتہ چلتا ہے اور اس معجز کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ جوان کی طبیعت میں تھا۔

۳۹ یہ نظم مبارک باد کے طور پر سورسیار میں ۱۹۲۷ء میں کہی گئی ہے ہجری سن (۱۳۴۹) از بہر سال گفتار..... بانی دشان مبارک سے برآمد ہوتا ہے۔

۴۰ آٹھ اشعار پر مشتمل یہ نظم وترڈ کی مدح میں بار ۱۹۷۵ء بکری میں کہی گئی ہے۔ وترڈ تحصیل بڈگام میں ہے اور اس نظم سے انداز ہوتا ہے کہ مہجورؔ ملازمت کے سلسلے میں وہاں رہے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اظہر نعیم احمد

مہجور اپنے گھر میں

یوں تو اس دنیائے ناپائیدار میں زندگی جیسی نعمت ہر ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ لیکن کچھ ہی شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو کائینات کی حقیقتوں سے پردہ ہٹا کر خواب وخیال کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ذہنوں کو آزاد کر دیتی ہیں۔ جبکہ اکثر اپنی ہی زلف سنوارنے میں مشغول رہتی ہیں۔ کائنات بھلا انہیں کیسے بھول سکتی ہے جو اِس کی بکھری ہوئی زلفیں سنوارتے سنوارتے اجل کا پیغام بڑی خوشی سے تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ کائنات کا مکمل حصہ اسی طرح بن جاتے ہیں۔ جس طرح چاند اور سورج۔ یہاں تک کہ چاند اور سورج کیلئے روشنی کی لذتیں پھیلانے کیلئے مقررہ وقت ہی درکار ہوتا ہے۔ لیکن ان ہستیوں کے لئے کوئی وقت درکار نہیں، کوئی قید نہیں یہی ہیں وہ ہستیاں جو بادِ صبا کی فرحت بخش سرسراہٹ کو محسوس کر سکتی ہیں کائینات کے ذرے ذرّے سے پیدا ہونے والی آواز خوش آئیند کی گونج سُن لیتی ہیں اور جب ان سب چیزوں کے خالق کی عظمت کی جھلک ان کے نصیب کی زینت بن جاتی ہے تو ان کے دل میں جذبات اُمڈ آتے ہیں اور تخیل عالم بالا میں پرواز کرنے لگتا ہے۔ مدہوشی کا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ عالم عجیب سی سرمستی پیدا کر دیتا ہے احساسات کا سمندر پھوٹنے لگتا ہے جو لفظوں کے پیرہن میں نغمے بن کر ہر ایک کی زبان پر آنے لگتے ہیں۔ نغمے جو دوسروں کے لئے پُر پیچ راہوں میں ایک لائحہ عمل پیش کرتے ہیں زندگی کی سنسان راتوں میں روشنی کی کرنوں کی طرح جلوہ گر ہوتے ہیں لیکن جب تخیل کے آئینے میں حقیقت نمودار ہوتی ہے تو سماجی رشتوں سے وابستگی زندگی کی ضرورت بن جاتی ہے ایک طرف اپنا آشیانہ انگ و آشنا اور دوسری طرف وہ نا آشنا افراد جن سے اپنی ضرورتوں کے پیش نظر کبھی کبھار واسطہ رکھنا ہی پڑتا ہے۔ آشیانے کی طرف نظریں دوڑائیں تو زندگی بے معنی سی دکھائی دینے لگتی ہے کیونکہ اس آشیانے کا کیا کیجئے جس کے در و دیوا شفقت اور راحت جیسے جذبات سے خالی ہوں راحت اور شفقت بخشنے والے پہلے ہی اجل کا جام پی چکے ہوں۔ ایسے آیشانے کا ذکر کریں تو مہجور کو بھلا کیسے الگ کریں۔ جس نے اپنے تو تلے پن میں زندگی کی بہاروں کو اپنی آنکھوں سے لٹتے ہوئے دیکھا۔

مہجور کو گھر کے آئینے میں دیکھیں تو کبھی سراب ہی سراب کبھی بہار ہی بہار..... شاید اس لئے کہ انہیں کشمیر کا مہجور بننا پڑا۔

مہجور نے اپنے گھر میں جنم تو لیا۔ لیکن حالات کی تیز آندھی نے انہیں اس گھر کو وراثت میں پانے سے محروم رکھا۔ شاید خدائے برتر کو بھی مہجور کا اس موروثی گھر میں قید ہو کر رہ جانا منظور نہیں تھا۔ تبھی تو والدِ محترم کے سامنے پیر مریدی کے موروثی پیشے کو اپنانے سے انہوں نے صاف انکار کیا اور گھر کو خیر باد کہہ کر بکھری ہوئی راہوں کے مسافر بن گئے۔ منزل کو پانے کی تلاش جتنے بھی موڑ ملے انہیں گھر سمجھتے رہے اور اپنی ازدواجی زندگی کے آغاز تک صرف اپنی ہی ذات تک محدود رہے زندگی کا یہی دور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شخصیت کی تعمیر میں کافی فایدہ مند ثابت ہوا۔ پیر مریدی کے پیشے سے متعلق ان کے خیالات کو یہاں پر رقم کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ ایک توانا اور تندرست پیرزادے کو صدقہ وخیرات اور نذر نیاز لینے کا کیا حق حاصل ہے۔ پیر کی خدمت انجام دینے سے غریب مرید کو کیا نعم البدل مل سکتا ہے؟ آخر اس آمدنی کا کیا نام ہے جو محنت وشفقت کے بغیر حاصل ہوگی میں ایسی مفت خوری کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہتا ہوں۔ میں خود کما سکتا ہوں خدا نے تندرستی، علم اور عقل دی ہے۔ ایسا ہوتے ہوئے ایک غیرب کے گھر موٹے گھوڑے پر خدمت گار کو ساتھ لیکر بڑے جاہ وحشم سے کباب اور مرغن کھانا پسند نہیں کرتا۔ میں امیر کی نوکری کر کے چار پیسے کمانے کو ایسے طرز معاش پر ترجیح دیتا ہوں۔

مہجورؔ کی والدہ سیدہ بیگم فن خوشنویسی میں ماہر اور پڑھی لکھی خاتون تھیں۔ ابھی مہجورؔ نے دو سال کی عمر بھی نہ پائی تھی کہ ممتا ماں کے دست شفقت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے جو ۱۸۸۸ء میں کالا جیسی مہلک بیماری سے انتقال کر گئیں اور یتیم بچے کی پرورش انکی نانی نے ذمہ لی جو ایک پاکباز اور عبادت گزار خاتون تھیں اور روحانیت میں کمال حاصل کر چکی تھیں۔

مہجورؔ ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت شوخ اور چنچل تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے قرآن پاک کے نو پارے حفظ کر لئے تھے۔ تین سال کے قلیل عرصے میں آپ نے پنج گنج نظامی'' وغیرہ کا درس مکمل کر لیا۔ ابتدائی تعلیم علاقہ ترالؔ میں حاصل کی۔ سکول کے ماسٹر صاحب نے ایک دن مہجورؔ کو گھر سے چند بطخ لانے کو کہا۔ مہجورؔ نے رات کے سناٹے میں پانچ چھ بطخوں کا تھیلا ماسٹر جی کے حوالے کر دیا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ کو پڑھنے کا بہت شوق تھا چونکہ آپ کے والدِ محترم خود بھی اچھے خاصے پڑھے لکھے اور انسان دوست شخص تھے۔ انہوں نے ہر طرح کی آسایش مہیا کر کے مہجورؔ کو پڑھنے کا موقع فراہم کیا۔ مہجورؔ نے اپنی زندگی میں یہ بات اپنے نواسے رشید احمد سے کہی ہے کہ ایکدن والدِ محترم سے اصرار کر کے پکھرپورہ کی زیات گاہ پر گیا۔ انہوں نے خرچے کیلئے دو آنے بھی دیئے زیارت گاہ پر یہی خیال ستاتا رہا کہ کیا کیا چیزیں خریدی جائیں تو جلد ہی خیال آیا کہ گھر والوں کے لئے کچھ تبرک اور اپنے لئے پنسل اور کاغذ خریدوں چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد برابر تین مہینے تک خواجہ سعدیؒ کی گلستان بوستان''، نقل کرتا رہا۔ کیونکہ والد محترم سے اکثر سنا کرتے تھے کہ کوئی چیز نقل کرنے سے ہاتھ اچھا ہو جاتا ہے۔ مہجورؔ کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنیکا بے حد شوق تھا۔ لیکن ان دنوں ریاست میں تعلیم کے زیادہ مواقع اور وسائل میسر نہ تھے اس لئے نصرت الاسلام سرینگر میں اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ مزید تعلیم حاصل نہ کر سکے چونکہ ان کی طبیعت بچپن ہی سے باغی تھی لہذا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ان کی تقدیر میں لکھا تھا اعلیٰ تعلیم کی غرض سے والد بزرگوار کی اجازت کے بغیر پنجاب چلے گئے۔ خوشنویسی میں دستگاہ حاصل کرنیکا شوق ہوا۔ ادبیات میں بھی کافی دلچسپی پیدا ہوئی۔ بعد میں مشہور خطاط غلام علی کے پاس جا کر چھ مہینے باضابطہ اُجرت پر کام کرنے لگے۔ اسی دوران اردو اور فارسی کے مشہور و معروف شاعر مولوی عبداللہ بسمل سے ملاقات ہوئی خط و کتابت کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ ان ہی کی بدولت آپ اخبار البدر میں لکھتے رہے۔

دو سال بعد آپ کشمیر واپس آ گئے تو یہاں آپ کا نکاح ہوا۔ گھریلو حادثات میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کی تخیلی دُنیا مسمار کردی اور تلاش روزگار زندگی کا معمول بن گیا بہت تگ ودو کے بعد لداخ میں نوکری مل گئی۔ اقارب واحباب وہاں جانے کیلئے راضی نہ ہوئے جس کی وجہ سے آپ بے سروسامانی کی حالت میں سفر لداخ پر چل پڑے۔ دوسال وہاں رہ کر آپ کو والد صاحب کے انتقال کی خبر ملی اور نوکری کو خیر باد کہہ کر پھر کشمیر آگئے۔ گھریلو زندگی کی ذمہ داریوں نے آپ کو جیسے اپنی زنجیروں میں جکڑ لیا اور آپ ایک زخمی پنچھی کی طرح پھڑا پھڑاتے رہے۔ بہت عرصے کے بعد محکمہ بندوبست میں ملازمت مل گئی۔

مانہٕ ہتھ درویشِ کامل آسہکھ نے حلقہٕ دار

مانا کہ آپ خود زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن دوسروں کی تعلیم میں آپ بہت زیادہ دلچسپی لیتے تھے خصوصاً اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے وہ اپنی تمام تر مصروفیات ترک کردیتے تھے جس کی مثال اس واقعہ سے مل سکتی ہے۔

انکے پوتے رشید صاحب نے چھٹی کا امتحان دیا تھا لیکن پرچے معیار کے مطابق نہیں کر پایا تھا۔ نتیجہ نکلا مہجورؔ خود اسکے سکول گئے جہاں انکی بہت قدر ومنزلت ہوا کرتی تھی۔ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ مہجورؔ بغل میں کچھ چھپائے ہوئے گھر کی طرف لوٹ رہے تھے، رشید نتیجے کے لئے بیتاب ہورہا تھا۔ لیکن مہجورؔ کے چہرے پر متانت اور ٹھہراؤ دیکھ کر کچھ نہ بول سکا۔ انہوں نے چار پانچ قسم کے کپڑے رشید کے سامنے رکھے اور پسند کرنے کو کہا۔ لیکن اسکی بے تابی بڑھتی ہی جارہی تھی۔ وہ بار بار مہجورؔ کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا کہ شاید وہ کچھ بتادیں بڑے ہی مدبرانہ انداز میں مہجورؔ صاحب نے اسے یہی صلاح دی کہ پرانی کتابیں دوبارہ پڑھنے سے انسان ذہین اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عاقل بن جاتا ہے۔ رشید نے مہجور صاحب کے چہرے پر ذرا سی خفگی نہ پا کر اطمیان کا سانس لیا اور دو مہینے تک مستی کی حالت میں رہا ایک دن مہجور صاحب اس پر برس پڑے اور اسکو پھر سے سکول میں داخل کروایا۔ اس طرح وہ تخیل کی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا کو سنوارتے اور اپنی زندگی کی سانسوں کو دوسروں کو بنانے سنوارنے میں صرف کرتے گئے۔

مہجور اساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ اپنا وہ وقت ان ہی کی صحبت میں رہ کر گزارا کرتے۔ ایک دن رشید احمد سکول سے ہاتھوں میں مُنہ چُھپائے ہوئے گھر آرہا تھا۔ پلکوں پر آنسو بھی لرزاں تھے۔ پوچھ تاچھ کر کے رونے کی وجہ معلوم ہوئی کہ اسے سبق یاد نہ کرنے کے لئے دو تین تھپڑ بطور سزا کھانے پڑے ہیں۔ اسی بہانے اس نے تین دن سکول نہ جانے سے انکار کر دیا۔ چند روز بعد سکول کے ہیڈ ماسٹر مہجور صاحب کے ہاں آنے کا سبب دریافت کیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے رشید احمد کی ساری کرتوت ان کے لئے سامنے رکھی مہجور کے چہرے پر مایوسی اور غصے کے ملے جلے تاثرات واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔ وہ ان سے مخاطب ہوئے۔

''کاش آپ نے مجھے ہی سکول میں بلالیا ہوتا تاکہ میرے بچے کے دل میں اساتذہ کی قدر و منزلت کا احساس پیدا ہوتا۔ آپ نے ایسی چھوٹی سی بات کے لئے یہاں آکر اسے بہکا دیا۔ اور گمراہی کے عالم میں دھکیل دیا۔ بچوں میں اساتذہ کیلئے عزت واحترام کا جذبہ پیدا کرنا اساتذہ کا ہی فرض ہے'' اور ہیڈ ماسٹر بنا کچھ کہے وہاں سے چل پڑا۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ بچپن میں مہجور کو والد محترم کی طرف سے یہ حکم ملا تھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ وہ پیری مریدی کا موروثی پیشہ اپنائیں۔لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ان کی منزل نامعلوم اور راستہ دشوار تھا۔اور اس پر جذبات واحساسات کا لا اُبالی پن۔اسی کشمکش میں محلّہ تاشوان سے گزر رہے تھے کہ وہ ان پر بیٹھی دو جوان و حسین عورتیں آپ میں محو گفتگو تھیں۔گفتگو کا مفہوم یہ تھا کہ وہ کل کسی فقیر کے پاس جائیں گی۔مہجور کے دل کا اشتیاق بڑھنے لگا اور ان سے فقیر کے بارے میں پوچھا۔انہوں نے حضرت رحیم صاحب صفاپوری کا نام بتایا۔اسی وقت وہ رحیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اپنی حالت بیان کر کے ان سے اپنے حق میں دعا کی درخواست کی۔

تلاش روزگار کرو۔خدا تمکو کامیاب کرے گا۔اگر چہ ابتداء میں تکلیف اٹھاؤ گے مگر گھبرانا نہیں استقلال سے مصائب کا مقابلہ کرنا۔ضرور کامیاب ہو جاؤ گے جو لوگ آج تمہارے مخالف ہیں ایک دن تمہارے ہم خیال ہوں گے۔بلکہ تمہاری شہرت وعزت پر رشک کریں گے۔"

وہ اکثر کشمیریوں کے توہمات دیکھ کر بھڑک اٹھتے تھے۔ہمیشہ گاؤں والوں کو سمجھاتے تھے۔کہ اپنے آپ پر مکمل اعتماد رکھو اور خالق حقیقی کی تلاش کرو۔مہجور کے گھر کے باہر ایک چھوٹی سی ندی بہتی ہے جس کے بیچ میں انہوں نے چھوٹے چھوٹے جزیزے سے بنائے تھے۔اور جو آج بھی بہت ہی خراب حالت میں وہاں موجود ہیں۔ندی سے انہوں نے چھوٹا سا آبشار بنایا تھا۔جسکے نیچے لکڑی کے ٹکڑے پر جلتا ہوا دیا رکھا تھا۔روکے ہوئے پانی کو اس کے اوپر سے گزرنے دیا جاتا تھا۔گاؤں والے یہ دیکھ کر دنگ رہ جاتے اور مہجور کو جادوئی پیر ماننے لگے تھے۔ان کی سادہ لوحی کو دیکھ کر مہجور اندر ہی اندر تڑپ اٹھتے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

متری گام پلوامہ میں حضرت شاہمدان کی ایک زیارت ہے۔ مہجور کے گھر سے جو چند گز کے فاصلے پر ہے مہجور کی سکونت سے پہلے وہاں یہ روایت تھی کہ وہاں رہنے والے ہر کنبے کے لئے لازمی تھا کہ تقریباً ۵ سیر چاول اور ایک مرغ زیارت گاہ لے جائے اور اس چاول اور مرغوں کو بھنڈار کیلئے استعمال کیا تھا لیکن اس جبری بھنڈار سے گاؤں والے خوش نہیں تھے اور وہ بھنڈار کے لئے نذر و نیاز دینے سے ہچکچاتے تھے مہجور نے اس روایت کو توڑ کر گاؤں والوں کو اپنی مرضی کے مطابق نذر و نیاز دینے کو کہا اور جو کچھ بھی حاصل ہوتا۔ اسے بھنڈار کے لئے خرچ کیا جاتا۔

۱۹۴۶ء میں مہجور متری گام پلوامہ میں مستقل طور پر سکونت کرنے لگے، ان دنوں گاؤں کی حالات ابتر تھی۔ ظلم و ستم کا بول بالا تھا۔ خوف و ہراس سے لوگوں کی آوازیں دب گئیں تھیں۔ مہجور کے وہاں رہنے سے گاؤں کی حالت میں سدھار آ گیا وہ اکثر گاؤں والوں کے ساتھ شام کا وقت گزارا کرتے اور ان کے مسائل میں کافی دلچسپی دیکھا کر انہیں حل کرینکی کوشش کرتے۔ ان دنوں اس گاؤں میں کم عمر جوڑوں کی شادیوں کا رواج عام تھا۔ ایسی ہی ایک شادی میں گاؤں کی عورتیں ایک ڈھلوان کو ٹھہار پر روایتی انداز میں گا رہی اور روف کر رہی تھیں۔ کوٹھہار پر زیادہ دباؤ پڑ جانے سے نیچے سے زمین کھسک گئی اور ایک کہرام مچ گیا۔ چند عورتیں زمین کے نیچے دب گئیں۔ ملبہ ہٹا کر دیکھا تو تین عورتیں ہلاک ہو چکی تھیں۔ سارے گاؤں میں صفِ ماتم بچھ گئی مہجور کی اطلاع ملتے ہی عجیب قسم کی بے چینی نے گھیر لیا۔ کیونکہ تحقیقات کے دوران احتمال تھا کہ پولیس اس راز سے واقف ہو جائے جو کہ قانوناً جرم ہے اس لئے مہجور چند گاؤں والوں کیساتھ پولیس چوکی میں گئے اور رپوٹ درج کروائی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ کے خیالات سیکولر قسم کے تھے۔ غیر مسلموں سے بھی ان کے روابط برادرانہ تھے۔ ان کے گھر میں مُرن پلوامہ کے پنڈت ہمیشہ صلاح ومشورہ کے لئے آتے رہتے۔ متری گام میں مہجورؔ صاحب کے گھر میں آج بھی ایسے برتن موجود ہیں جو پنڈتوں کے لئے ہی رکھے گئے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں جب برصغیر سے انگریزوں کا سایہ دور ہوا اور ہندوستان پاکستان وجود میں آئے تو پورے ملک کی طرح کشمیر میں بھی فرقہ وارانہ تصادم کے کچھ واقعات رونما ہوئے چونکہ پلوامہ میں مختلف فرقوں کے لوگ رہتے تھے۔ اس لئے وہاں بھی امن وامان برہم ہونے کا اندیشہ تھا لیکن مہجورؔ نے وہاں کی پنڈت پرداری پر آنچ نہ آنے دی۔ اور انہوں نے اپنے مراسم کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو بھی مستحکم کیا ایک موقعہ پر اپنے ایک غیر مسلم کو لکھتے ہیں۔

۲۹ بھادوں

مائی ڈیئر پنڈت دامجو صاحب

بندگی

رسول بٹ متری گام زخمی ہوا ہے۔ خون جاری ہے۔ بند نہیں ہوتا۔ اس وقت اس کا پلوامہ پہنچنا یا ڈاکٹر صاحب کا یہاں پہنچنا مشکل ہے۔ کیونکہ غیر وقت ہے اس لے قلمی تحریر ہے کہ آپ برائے مہربانی یہاں تک آجائیں، تاکید ہے

مہجورؔ کاشمیری

جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی مہجورؔ کا لاابالی پن تقریباً ڈھائی تین سال میں ختم ہو کر رہ گیا۔ خوبصورت ذہین اور حساس طبیعت رکھنے والا مہجورؔ ہندواڑہ کی پُر فضا ہواؤں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں کھو گیا۔ عیش وعشرت کی زندگی اپنے جوبن پر تھی لیکن نہ جانے کس کی چشم بد سے نوکری سے معطل ہونے کا آرڈر ملا۔ افلاس کی دیواریں نمودار ہو گئیں اور وہ ایک ایک پیسے کیلئے محتاج ہو گئے۔ خدا کی خدائی پھر سے جلوہ گر ہوئی اور زندہ رہنے کے کئی وسایل پیدا ہوئے۔ اس طرح مہجورؔ کی زندگی کا ایک ایک دن ایک ایک داستان کی صورت اختیار کر گیا۔

ہندواڑہ سے بچھڑنے کے تقریباً تین سال بعد مہجورؔ ایک دن ان دنوں کے ڈائرکٹر ایجوکیشن جناب اسد اللہ کاظمی کے ہمراہ تعلیمی دورے پر سوپور گئے تو وہاں چند طلبا نے مہجورؔ سے ہندواڑہ میں گزرے ہوئے ایام کے بارے میں پوچھا مہجورؔ کے چہرے پر عجیب سی رونق پھیل گئی ڈھائی سال کا عرصہ آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا اور انہوں نے یہ شعر کہہ دیا

فیضانِ عیش وراحت اب تو گزرے چکے ہیں
بکتا ہے حُسنِ ماضی بازار ہندوارہ[1]

ملازمت کے چکر نے مہجورؔ کو ہمیشہ ہی اکثر وبیشتر گھر سے دور رکھا اور انہوں نے مختلف مقامات پر اپنی زندگی کے دن گزارے۔ آپ آری گام میں بھی ملازمت کرتے رہے یہاں آج بھی وہ چنار استادہ ہیں جن کی آبیاری خود مہجورؔ نے کی ہے۔ مہجورؔ دور بین اور ہوشیار تھے اس سے بڑھ کر آپ کے کارندے (نوکر وغیرہ) کافی چالاک تھے اس سلسلے میں آری گام کے ایک واقعے کا ذکر کرنا یہاں نامناسب نہ ہوگا۔ ایک دفعہ آری گام میں تحصیلدار کا زمین کے انتقال کے سلسلے میں آنا ہوا تین چار دن وہ مہجورؔ کے

---

[1] فیض (فضی) اور راحت کشمیر میں عورتوں کے نام بھی ہیں اور اس لئے حیات مہجور کا استفارہ بھی ہیں۔ (ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ساتھ ہی ان کے ڈیرے پر رہے تحصیلدار نے خواہش ظاہر کی کہ چند مرغے اور کچھ اچھے قسم کے چاول ان کے گھر بھیج دیئے جائیں۔ مہجورؔ نے ان چیزوں کے علاوہ شہد کا ایک برتن بھی اچھی طرح ڈھانپ کے اپنے نوکر رمضان منگرو کے حوالے کیا اور تحصیلدار کے گھر چھوڑ آنے کی ہدایت دی اسے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ برتن میں زہر رکھا گیا ہے جسے کھولنے کی زحمت نہ کرنا چند روز بعد مہجورؔ نے رمضان منگرو بلا وا بھیجا۔ تا کہ ان چیزوں کے بارے میں دریافت کرلیں۔ رمضان منگرو کے سر پر ہلدی لگی ہوئی تھی اور اسکی بیوی سر ہانے بیٹھے سینہ کوبی کر رہی تھی۔ مہجورؔ نے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ اسے اسی حالت میں پیش کریں۔ رمضان منگرو کو مہجورؔ کے سامنے لایا گیا۔ تحصیلدار بھی وہیں موجود تھا۔ پوچھ گچھ شروع ہوئی تو اس نے جواباً کہا جناب کچھ سامان دکان پر لینے کیلئے آ گیا کہ تھیلے میں سے مرغے نکل پڑے میں نے چاول کی بوری سے چاول نکال کر ان کے سامنے ڈالے۔ لیکن وہ بھاگتے ہی رہے یہاں تک کہ چاول ختم ہو گیا۔ اور مرغے بھی واپس نہ آئے اور آپ نے جو زہر کا برتن دیا تھا۔ اسے کھا کر میری یہ حالت ہوگئی ہے تحصیلدار بنا کچھ کہے ہی وہاں سے چل دیا۔

۱۹۴۷ء کی بہار کی ایک شام تھی۔ پروفیسر دیویندر ستیارتھی سیاحت کے لئے کشمیر تشریف لائے تھے اور ویری ناگ کے گھنے جنگلوں میں گھوم رہے تھے۔ ان کے کانوں سے پھول کی ملی جلی سُریلی آوازیں ٹکرائیں بچوں کو کچھ پیسے دے کر یہی گیت گانے کو کہا بچوں نے فرط مسرت سے مہجور کا پوشہ متہ جانانو'' والا گیت سنایا پروفیسر پر سکتہ طاری ہو گیا اور شاعر کے بارے میں دریافت کرنے لگا سرینگر پہنچ کر اس گیت کا ایک ماہر زبان سے انگریزی ترجمہ کروایا جو بعد میں انگریزی اخبار MODERN

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

REVIW میں شائع ہوا۔ یہ مضمون رابندرناتھ ٹیگور کی نظروں سے گزرا۔ تو وہ پھڑک اٹھے پروفیسر صاحب (جوان کے شاگردہ تھے) کو کشمیر روانہ کیا۔ یہاں پہنچ کر بہت تگ ودو کے بعد بھی مہجورؔ کا کہیں پتہ نہ ملا۔ ایک شام ناامید ہوکر وہ ٹانگے پر اپنے ڈیرے کی طرف جارہے تھے کہ اسی ٹانگے پر مہجورؔ بھی سوار تھے۔ دونوں میں باتوں کا سلسلہ چلا۔ باتوں باتوں میں پروفیسر صاحب نے کشمیر آنے کی وجہ بتائی۔ دل ہی دل میں مہجورؔ بہت خوش ہوئے اور انہیں اپنے گھر لاکر ان کی خوب خاطر تواضع کی جب خود کو متعارف کیا تو پروفیسر صاحب خوشی سے اُچھل پڑے اور انہیں گلے لگایا۔ اس کے بعد برابر اپندرہ دن مہجورؔ کے ساتھ رہے اس طرح مہجورؔ کا نام اور ان کی شاعری ملک کے کونے کونے میں پھیل گئی جس کیلئے انہیں ٹیگور کی طرف سے کشمیر کے WORDS WORTH کا خطاب ملا۔

مشہور فلم ایکٹر بلواج ساہنی جو مہجورؔ کی شاعری کے مداح تھے نے ۱۹۳۹۔۱۹۳۸ میں وشنو بھارتی (شانتی نکتین کے انگریزی رسالہ) میں مہجور پر دو مضمون لکھے شمیم احمد شمیم سے اپنے ایک خط میں ایک جگہ یوں رقمطراز ہیں۔

''بطور ایکٹر میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا ہے کہ ایک دن مہجورؔ کی زندگی کو فلما سکوں شاید یہ خواب کبھی پورا بھی ہوجائے۔''

بیگم مہجورؔ کے مطابق مہجورؔ باہری دنیا کے ساتھ ساتھ گھر کے مسائیل میں بھی کافی دلچسپی لیتے تھے بلکہ الجھے رہتے تھے اور ان کی حل کرنے میں بڑی ہی دلچسپی لیتے تھے۔ اختلاف کی صورت میں افراد خانہ کی رائے بھی لیتے تھے اور اختلاف کی جڑ کو کاٹ کر رکھ دیتے۔ شاعری کو ترجیح دے کر گھر کی ذمہ داریوں سے کبھی خایف نہ رہتے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تھے۔ بلکہ گھر میں تو تخیل کی دنیا چھوڑ کر ایک عام گھریلو مرد کی طرح گھر کے کام میں لگے رہتے۔

کبھی کبھی اگر رات کے وقت شاعری کا موڑ ہوتا تو گوشہ خلوت میں رہنا پسند کرتے اور زیادہ مناظر قدرت کا لطف اٹھانے کی عرض سے بہت دور نکل جاتے اور انہیں الفاظ کا جامہ پہنا کر پیش کرتے۔

آنکھ نرگس کی کھلی سنبل نے زلفیں کھول دیں
ہے گل بادام مست لذتِ جام نشاط
سبزۂ نوخیز پر رقصِ عروسِ نوبہار
جھومتا پھرتا ہے گویا بادہ آشام نشاط!

وہ اگر چہ زیادہ تر وقت گھر سے باہر گزارتے لیکن افراد خانہ کی فکر انہیں ہمیشہ ہی دامن گیر رہتی۔ ان کے ایک ہی اولاد نرینہ، محمد امین..... جو ابن مہجور کے نام سے مشہور تھے امین صاحب بھی ہمیشہ گھریلو ذمہ داریوں سے دور بھاگ کر تنہایوں میں پناہ لینا زیادہ پسند کرتے تھے ایک خط میں امین صاحب کو لکھتے ہیں۔

سری نگر

۶/ماگھ

عزیز سلم اللہ

ہم سب یہاں بخیریت ہیں میں نے عزیز رشید کو چند یوم یہاں اس لئے روکا تھا کہ میرا ارادہ تھا کہ ہم اکھٹے گاؤں چلیں، مگر بدقسمتی کہ ایسا بعمل نہیں آیا۔ آپ نے تحریر کیا ہے کہ ماگھ پھاگن چیت تین ماہ کی رسد یکمشت وصول کرنی چاہے۔ آپ نے صرف چالیس روپے بھیج دیئے۔ سہ ماہ رسد پر ۶۳ روپے خرچ آتے ہیں روپے کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تلاش ہے۔نہیں ہیں۔اب ریڈیو والوں کے مگر ہوں۔انہوں نے سوموار وعدہ کیا ہے۔امید ہے کہ روپے لے کر رسد وصول کرینگے۔اس کے علاوہ جموں میں کام تھا۔مگر دس یوم سے ڈاک بند ہے۔فون بھی خراب رہا۔اس لئے کام میں درنگی رہی مفصل عزیز رشید زبانی سنائیگا۔آج صبح آپ کا تار بھی موصول ہوا۔اس لئے عزیز مذکورہ روانہ کیا گیا۔کل دن میں دینا ناتھ دریوہ بھی ملا۔انشاءاللہ تعالیٰ جموں کا کام مکمل ہونے پر اور باقی کام درست کر کے ہم بھی روانہ متری گام ہوں گے۔عزیز رشید کے ہاتھ سنگترہ ساگ، پھری[1] ہا ہوگاڑہ[2]، قلوچہ ہا، قبضہ ہا اور وغیرہ اشیا ارسال ہیں۔۸ عدد باقی چیزیں ہم ساتھ لائینگے۔رشید احمد کا کوئی قصور نہیں۔یہ ہر وقت گاؤں جانے کے لئے مضطرب تھا۔مگر میں نے جبراً اس کو روکا تھا۔

مہجور کاشمیری

ایک اور خط میں رشید احمد (امین صاحب کے بڑے صاجزادے) کو لکھتے ہیں

عزیزی رشید احمد

میں ہوائی جہاز پر صرف ۴۵ منت کے اندر اندر سری نگر سے جموں پہنچا، جہاز میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔آرام سے سفر طے ہوا۔جموں میں کاظمی صاحب کے بنگلے پر ٹھہرا ہوں خدا کے فضل سے ہر طرح کا آرام ہے روزانہ اس کے ساتھ موٹر کار میں دفتر جاتا ہوں۔

ان باتوں کے متعلق جواب تحریر کریں،

[1] بھنی ہوئی مچھلیاں۔ [2] سکھائی ہوئی مچھلیاں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(۱) گھر کا کیا حال ہے بچوں کا حال جدا جدا لکھو۔ کیا ماسٹر روزانہ آتا ہے اور کیا بچے اچھی طرح پڑھتے ہیں؟

(۲) کیا قصر مولہ سے تیل سیاہ پہونچا اور کیا احمد بٹ نمبردار نے گھاس اور کھل دی ہے یا نہیں؟

(۳) عزیز ڈار کا کیا حال ہے۔ کیا وہ کبھی آتا ہے قطب شاہ کا کیا حال ہے

(۴) محمد امین شاہ سرینگر سے آیا تھا۔ آج کل وہ کہاں پر ہے اور س کا کیا حال ہے؟

(۵) گھر میں کسی چیز کی نایابی تو نہیں۔ اگر ہے تو کس چیز کی۔ مفصل لکھو۔

(۶) گاؤں کا کون کون شخص تمہارے پاس آتا ہے کیا دونوں احد بٹ آتے ہیں یا ایک بھی نہیں۔

(۷) گایوں، مرغوں اور بطخوں کا کیا حال ہے۔ کیا برف موجود ہے۔ کتنی برف پڑی تھی۔

(۸) اگر ماسٹر دینا ناتھ تحریر کریں گے کہ رشید احمد اس سال ضرور پاس ہوگا تو میں رشید احمد کے لئے یہاں سے کوئی خاص تحفہ لیکر آؤں گا یا وہ چیز لاؤں گا۔ جس کے لئے رشید احمد چٹھی میں شوق ظاہر کرینگے۔

(۹) اپنی نانی صاحبہ، والدہ صاحبہ، طاہرہ بیگم، عبدالباری اور زبیدہ بیگم کو سلام پہنچاؤ۔ عزیز وانی کو سلام۔

راقم

مہجور کاشمیری معرفت جناب کاظمی صاحب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چارٹرٹیکرا یجوکیشن جے اینڈ کے، جموں (توی)

مہجور نہ صرف اپنے عزیز واقارب سے بلکہ ہمسایوں اور شناساؤں کے بارے میں بھی جانکاری حاصل کرتے اوران کا رویہ ان سے ہمیشہ ہی مشفقانہ رہا۔

بیگم مہجور کے کہنے کے مطابق وہ ان کی بہت عزت کرتے اوران کا کافی خیال رکھتے تھے ایک دن میں نے باتوں میں بیگم مہجور سے پوچھا کہ مہجور صاحب کے انتقال کے بعد کیا آپ نے کبھی کوئی کمی محسوس کی۔ان کے چہرے پر متانت اور پس ماندگی کے ملے جلے تاثرات نمودار ہوئے اور چند لمحوں کے بعد انہوں نے کہا۔

مہجور صاحب مجھ سے کبھی جدا نہیں ہوئے ہمیشہ سائے کی طرح میرے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔میں نے کبھی ان کے جانے کا غم نہیں کیا کیونکہ ہم دونوں کا رشتہ روحوں کا رشتہ تھا۔جہاں روحیں آپس میں ملی ہوں وہاں تن کا ملنا بے کار معلوم ہوتا ہے انہوں نے میرے سامنے اللہ کے فیض و برکت سے ایک بڑی دنیا تعمیر کی جس کے لئے انہوں نے ساری زندگی وقف کردی۔اس سے زیادہ مجھے اور کس چیز کی تمنا ہونی چاہے تھی کہ میں نے اپنے بیٹے کے بچوں کی پرورش کی وہ میری دیکھ بال کرتے ہیں۔

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مہجور صاحب زیادہ تر گوشت پکانے کی فرمایش کرتے۔چاول تو وہ بالکل کم کھایا کرتے تھے۔اسکے بعد زندگی کے آخری ایام میں مہجور کافی لاغر دکھائی دیئے افلاس اور بھوک سے کئی بار دامن جھٹکنا چاہا لیکن وہ ہمیشہ سائے کی طرح ان کے ساتھ ساتھ ہولئے۔خانگی حالت جب زیادہ ہی ابتر ہوتی جارہی تھی تو آپ عزیز واقارب رشتہ داروں سے ادھار مانگ کر گھر کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔آخری ایام میں ایک بار بیماری نے شدت اختیار کی کھانے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے لئے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی۔ دوائی کی بات ہی نہیں۔ اپنے عزیز دوست کو پرچی لکھکر اپنی بے بسی اس طرح عیاں کردی۔

ٹنکی کدل

۴ ماگھ

برادرم خواجہ علی محمد بک سیلر صاحب

اسلام

دو چار یوم سے آپ کی ملاقات نہیں ہوئی، کل میں ڈاکٹر علی جان صاحب سے ملا۔ انہوں نے بعد ملاحظ کچھ عرصہ کے لئے گاؤں جانے کا مشورہ دیا۔ اس لئے اب کل پرسوں تک متری گام جانا چاہتا ہوں۔ رسد شالی ماہ ماگھ، پھاگن آج وصول کرنا چاہتا ہوں مگر روپے موجود نہیں۔ اس لئے عرض ہے کہ براہ کرم عزیز رشید احمد کے ہاتھ مبلغ ۴۰ روپے بطور قرضہ حسنہ ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک یہ قرضہ کو یکمشت واپس کردوں گا۔ یہ رقم سابقہ حساب کے ساتھ نہیں رہیگا۔ یہ خاص طور پر ادا کروں گا۔ اندیشہ نہ فرمائیں۔ کیونکہ وقت بہت نازک ہے اور یہ رزق کا معاملہ۔ ممکن ہے کہ گاؤں جا کر جلد واپسی ہوگی۔ ماہ رواں کی رسد ضائع ہوگی۔ اس لئے تکلیف دی جاتی ہے کہ درنگی نہ کریں۔

عزیز رشید احمد کے ہاتھ ڈاکٹر علی جان صاحب کا نسخہ بھی ہے ایک دو درجن ٹکیہ ہا انگریزی دوافروشوں سے خرید کر ارسال کریں باقی شکریہ۔

مہجور کاشمیری

اس طرح سے مہجور زندگی کی تلخ حقیقتوں کو جام صُبو کی طرح پیتے رہے۔ زندگی سے لڑتے رہے اور جیتے رہے۔ حالانکہ نہیں آرام ہے زندگی بسر کرنے کے مواقع بھی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میسر تھے۔اگر انہوں نے والد بزگوار کے پیشے کو اپنایا ہوتا تو بھی وہ آرام سے زندگی کے دن بسر کر سکتے تھے۔جن کی آمدنی اس زمانے میں سالانہ ایک ہزار سے زاید تھی لیکن وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہتے تھے خود کمانا اور دوسروں کو کھلانا چاہتے تھے۔اس لئے تنگدستی میں بھی خوش تھے۔انہیں زندگی کا یہ روپ بھی پسند تھا۔

0

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سید رسول پونپر

مہجورؔ کے خطوط

اسے مہجورؔ کی خوش بختی ہی سمجھے کہ اس کی شخصیت کے پروان چڑھانے میں تاریخ کشمیر کے پرآشوب دور کا ہاتھ رہا۔ مہجورؔ خود بھی زمانے کا نبض شناس تھا جو فنی تقاضوں کو عوامی مزاج کے مطابق ڈالنے کو اولیت دیتا تھا اور سیاسی مزاج کو اپنے شعری آہنگ سے ہم آہنگ کرنے کی نزاکت کو سمجھتا تھا۔ یہاں ہمیں مہجورؔ کی شخصیت اور اُس کے فن کو موضوع بحث نہیں بنانا ہے بلکہ چند ایک مکتوبات کے تعلق سے اسکی زندگی کے باطنی پہلوں کو اجاگر کرنا ہے۔ جو بیشتر اسکے معاصرین نے اسے لکھے تھے، غالب کے خطوط سے اردو ادب میں جدید خطوط نگاری کی شروعات ہوئیں۔ یہ خطوط غالب کی بلند قامت شخصیت کے اندرون کو بلا تردُد و تامُل ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔ غالبؔ نے کسی تکلف کو روا نہیں رکھا، جس سے اسکے اسلوبِ نگارش کا حسن دوبالا ہوگیا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے جیل سے اپنی بیٹی اندرا گاندھی کے نام خطوط میں ہندوستان کی تہذیب وثقافت کے گراں قدر ورثہ کی نشاندہی کی۔ اقبالؔ حالی سرسید اور سب سے بڑھ کر مولانا ابوالکلام آزادؔ کے خطوط کو غبار خاطر کی صورت میں مدنظر رکھیئے تو خطوط نگاری کا جادو سر چڑھ کے بولنے لگتا ہے ان ممتاز ادبی وسیاسی اور ہمہ جہت شخصیات

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے خطوط کا ذکر کر ضمناً اس لئے کیا گیا تا کہ یہ امر واضح ہو جائے کہ ان کا اسلوب نگارش بھی تحریک حُریت ہند کا مرہونِ منت ہے یہ تھیک ہے کہ ایسے حالت کی عدم موجودگی میں ان کے خطوط کا معنوی حُسن اگر چہ زیادہ مختلف تو نہیں لیکن اتنا جاذب نظر نہ آتا۔

مہجورؔ کو اپنے دور کے متعلق سے اس حیثیت سے بھی اولیت حاصل ہے کہ اس نے ۱۵ ستمبر ۱۹۳۴ء کو نمایش گاہ سرینگر میں ایک کل ہند مشاعرے میں پہلی بار کشمیری نظم پڑھی اس مشاعرے میں ہندوستان بھر کے صفِ اول کے شعراء کے علاوہ اُس وقت کی کابینہ کے سبھی ارکان اور ریاستی انتظامیہ کے اعلیٰ حکام موجود تھے اس ضمن میں سیکریڑی مشاعرہ کمیٹی نمایش گاہ سرینگر کا مہجور کے نام لکھا ہوا یہ دعوتی مکتوب تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

مہجورؔ کو جن ممتاز شخصیات سے سلسلہ مراسلت رہا ان میں علامہ اقبالؒ مولانا جیب الرحمان خان شیروانی ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی ڈاکٹر مفتی محمد صادق (قادیان) عرش ملسیانی اسد اللہ کاظمی اور عبدالاحد آزاد وغیرہ شامل ہیں۔ رابندر ناتھ ٹیگور سے مہجورؔ کے سلسلہ مراسلت کا ابھی تک کوئی ثبوت فراہم نہیں ہوا ہے مجھے دسمبر ۸۲ء میں ساہتیا اکادمی کی وساطت سے مغربی بنگال جانے کا موقعہ ملا۔ مجھے وہاں تقریباً سبھی ثقافتی اداروں اور ان کے سربراہوں سے ملنے کا موقعہ بھی ملا۔ بنگالی ایک صاحب بصیرت قوم کے ناتے ٹیگور کی زندگی کے ہر حرف وسط کو محفوظ کر چکے ہیں۔ میں نے کلکتہ میں ٹیگور سے منسوب ہر ادارہ دیکھا شانتی نکیتن بھی گیا۔ کافی تلاش وجستجو کے باوصف مجھے ٹیگور۔ مہجورؔ خط وکتابت کا سراغ لگانے میں کامیابی نہیں ہوئی پھر میں نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹیگور میوزیم کی مطبوعہ یادگاری فہرستیں بھی دیکھیں۔ یہاں بھی میں اس رشتہ کی لو لگانے میں ناکام ہی رہا۔

مہجور صاحب نے کئی جگہ تاریخ ادبیات کشمیر لکھنے کا ذکر کیا ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے جناب شیخ محمد عبداللہ وزیر اعظم جموں وکشمیر کے ہمراہ دلی کا سفر بھی کیا تاکہ وہاں کے کتب خانوں میں جا کر بھی اس کتاب کے لئے مواد اکٹھا کر سکیں۔ اس سلسلے میں ملک کی سرکردہ شخصیتوں کے ساتھ انکی خط وکتابت تھی۔ یہ مناسب نہ ہوگا کہ اس تذکرے سے متعلق خطوط کے بارے میں یہاں بات کی جائے اس سلسلے میں ڈاکٹر علامہ اقبال کے اس خط کا حوالہ دینا غیر ضروری نہیں ہوگا۔ جو کہ علامہ نے مہجور کو ۱۲ مارچ ۹۳۴ء کو لکھا ہے اور جس میں انہوں نے مہجور کے اس منصوبے پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ (اقبال) کئی سالوں سے اسے لکھنے کی تحریک کر رہے تھے لیکن افسوس کہ کسی نے اس طرف توجہ نہ کی۔ ساتھ ہی مہجور کو یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ تذکرہ شعرائے کشمیر لکھتے وقت انہیں چاہیے کہ مولینا شبلی کا شعر العجم پیشِ نظر رکھیں۔ اس خط کا عکس ماہنامہ تعمیر کے مہجور نمبر (۱۹۵۷ء) میں چھپ چکا ہے۔

جناب محمد یوسف ٹینگ کلیاتِ مہجور کے ایک باب مہجور کے تصنیفات وتالیفات کے آخر میں یوں رقمطراز ہیں وہ مہجور تاریخ کا مسودہ ترتیب دے رہے تھے اس سلسلہ میں وہ خاکہ (SYNOPSES) کا ذکر بھی کرتے ہیں مہجور اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ شیخ محمد عبداللہ اور بخشی غلام محمد وزیر اعظم ونائب وزیر اعظم جموں وکشمیر دونوں نے یہ مسودہ دیکھا انہوں نے اس میں گہری دلچسپی دکھائی شاید شیخ محمد عبداللہ نے ۱۹۵۰ء میں انہیں اسی سلسلہ میں دہلی اپنے ساتھ لیا جہاں مہجور نے بہارستانِ شاہی کا مسودہ نقل

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا۔ شیخ صاحب نے انہیں کچھ اہم کتب بھی مہیا کیں جنکا ذکر مہجورؔ کرتے ہیں نہ معلوم پھر یہ تالیف کیا ہوئی۔

اس سلسلے میں اُس اشتہار کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا جو مرحوم مہجورؔ مقامی اخبارات میں بغرض اشاعت بھیجنا چاہتے تھے اشتہار کے سلسلے میں اخبارات کے مدیر صاحبان کے نام ایک خط بھی قلم بند کیا گیا ہے جو یوں ہے۔

محترمی ومکرمی

السلام علیکم ورحمته الله مزاج شریف

نصب ہذا ایک قلمی مضمون ارسال خدمت ہے۔ آپ کی ادبی علمی اور ملکی خدمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے متوقع ہوں کہ آپ اپنے موقر روزنامہ اخبار کی کسی قریبی اشاعت میں اسے درج فرما کر مجھے سپاہی گزاری کا موقعہ بخشیں گے۔

والسلام

(۱) خدمت خالد (۲) مویگ (۳)) (۴ دیش (۵) مارتنڈ

اور اشتہار، جسے مہجورؔ علمی مضمون قرار دیتے ہیں کا متن درج ذیل ہے۔

جدید تاریخ کشمیر

میرے خاندانی کتب خانہ میں خطہ کشمیر کے متعلق چند پرانے مودات قدیم تاریخیں بزبان فارسی، قلمی موجود تھیں، ان کے مطالعہ سے عہد طفولیت سے ہی مجھے اپنے وطن کی تاریخ کے ساتھ ایک خاص انس اور دل چسپی پیدا ہوئی۔ ۳۰ سال عہد ملازمت میں مجھے کشمیر کے اطراف واکناف میں پھرنے کا موقع ملا۔ اس دوران میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جہاں جہاں تاریخ کشمیر کے متعلق کچھ ریکارڈ میسر آیا میں اسکو فراہم کرتا رہا۔ سرزمین کشمیر کے بعض تاریخی مقامات کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا وہاں بھی اپنی وسعت کے مطابق تفقد و تحقیق کے بعد حالات قلم بند کرتا رہا، مورخان کشمیر کی فارسی اور سنسکرت زبانوں میں لکھی ہوئی تاریخوں کے علاوہ میں نے بیرون کشمیر کے مورخان کی لکھی ہوئی وہ فارسی، عربی، اردو، انگریزی کتابیں بھی فراہم کیں۔ جن میں کشمیر کا تذکرہ آیا ہے۔ اس طرح کشمیر کی تاریخ کے متعلق ایک اچھا خاصہ ذخیرہ میرے پاس جمع ہوگا۔

سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہونے کے دن سے میرے دِل میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی۔ کہ میں اپنے اندوختہ اور سال ہا سال کی محنت و کدہ کاوش کو ایک کتابی صورت میں ترتیب دیکر اہل ملک کے سامنے پیش کروں۔ مگر اقتصادی کمزوری نے میرے اس تمنا کو پورا نہ ہونے دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ کشمیر کے ایک قدیمی علمی وادبی خاندان کے ایک روشن خیال اور علم دوست ممبر نے اس کام کیلئے اخراجات کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اب میں اردو زبان میں کشمیر کی ایک مستند مکمل جدید تاریخ آفرینش کشمیر سے لیکر اب تک مرتب کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔

کشمیر کا تعلیمیافتہ طبقہ یوں تو تاریخ عالم سے واقف ہے تاریخ انگلستان تو ان کو زبانی یاد ہے۔ مگر تاریخ کشمیر سے مطلق نا آشنا ہیں۔ حالانکہ اس ملک کے ماضی کی تاریخ ہر لحاظ سے دلچسپ حوصلہ افزا نا قابل فراموش اور قابل فخر ہے۔ مگر جب ملک میں کوئی جامع اور مکمل تاریخ ہی موجود نہیں تو وہ کہاں سے واقفیت حاصل کرینگے۔ سال ۱۹۴۸ء کے غیر متوقع انقلاب نے اہل عالم کو تاریخ کشمیر کی طرف خاص طور پر متوجہ کر دیا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

قبل اسکے کہ میں اس کتاب کا مسودہ لکھنا شروع کروں۔ میں اپنے وطن کے علم اور حق پسند حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی تاریخ یاداشت، ماضی بعید یا ماضی قریب کی موجود ہو۔ تو وہ مجھے دکھائیں۔ بعد ملاحظہ بشرط ضرورت بعد اندراج اصل کتاب یا یاداشت شکریہ کے ساتھ واپس کرونگا۔ اور تاریخ شائع ہونے پر ایسے حضرات کو ایک ایک کاپی مفت پیش کی جائیگی۔ اس سلسلہ میں شاہی فرویں۔ پروانہ جات۔ قبالہ خاصہ جات۔ خطوط۔ سکہ جات بعض اشیاء عبد قدیم بھی تاریخی حیثیت رکھتے ہیں ان سے بھی استفادہ حاصل ہوگا۔

مہجور کاشمیری۔ متری گام۔ ڈاک خانہ پلوامہ کشمیر

اسی طرح شری موتی لال دھر کا انگریزی میں جوابی خط اس بات کا غماز ہے کہ مہجور تاریخ کشمیر مرتب کرنے کا منصوبہ باندھ چکے تھے۔ خط کا ترجمہ حاضر ہے!

شری ایم، ایل، دھر

ایم، ایس، سی، پی، ایچ، ڈی۔ ایف، آر، آئی، سی۔

چٹان منزل، لکھنو

۵/ مارچ ۱۹۵۱ء

آپ کے عنایت نامہ کا شکریہ۔ کاش! مجھے اردو، لکھنا آتی، لکھنے کو تو لکھ سکتا ہوں، لیکن ایسا نہیں کہ آپ کو پسند آجائے۔ مجھے ان غلطیوں کا بھرپور احساس ہے جو مجھ سے اردو میں سرزد ہو سکتی ہیں۔

مجھے بلاشبہ جانکر انتہائی مسرت ہوئی کہ آپ کشمیر کی تاریخ مرتب کر رہے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے یہ ایک عظیم کام ہوگا۔ آپ نے لکھا ہے کہ آپ لکھنو آرہے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

برائے کرم تشریف لائیے اور میرے ہاں قیام کیجئے۔

آپ کو اپنے درمیان پا کر ہمیں بے حد شادمانی ہوگی۔ لکھئے کہ آپ کب اور کس تاریخ کو آرہے ہیں تا کہ میں سٹیشن جا کر آپکا استقبال کر سکوں۔

بصد احترام واکرام!

آپ کا مخلص

موتی لال دھر

اس سے قبل موتی لال ساقی کے ترتیب دئے گئے مہجور کے دس پندرہ خطوط جو انہوں نے عبدالاحد آزاد کو مختلف موقعوں پر لکھے ہیں، رسالہ ''نیب'' کے اپریل ۱۹۷۱ء کے شمارہ نمبر ۱۴، اور شیرازہ اردو، اسی طرح کچھ خطوط ماہنامہ ''تعمیر'' میں چھپ چکے ہیں لیکن میں نے تاریخ ''ادبیات کشمیر'' سے متعلق ہی بات کی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ مہجور کی مراسلت کو یکجا کیا جائے تا کہ ان کی شخصیت کے مختلف پہلو، کسی حد تک ہمارے سامنے آسکیں۔ ہم خطوط کی روزن سے ان کے اندرون کو جھانکیں اور اپنی ثقافتی تحریک کے مختلف مراحل سے آشنا ہو سکیں۔

0

شیرازہ میں چھپنے والی نگارشات

0..... ہر نگارش کا معاوضہ پیش کیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ غیر مطبوعہ اور غیر نشر شدہ ہو۔

0..... ہندوستانی تاریخ و تمدنی اور ثقافت و ادب کے مختلف پہلوؤں پر معیاری و تحقیقی مضامین قبول کئے جاتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

0.....ریاست کے تمدن اور فنی ورثے کے بارے میں تحقیقی اور تنقیدی مقالات ترجیحی طور پر شائع کئے جاتے ہیں۔

0.....فن تعمیر، آرٹ اور مصوری سے متعلق مضامین کے ساتھ آنیوالی نادر تصاویر کا الگ سے معاوضہ دیا جاسکتا ہے۔

0.....منظومات، بشرطیکہ معیاری ہوں، قبول کی جاتی ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سروانند کول پریمی

یادوں کے چند نقوش

موجودہ صدی کے تیسری دہائی کی بات ہے۔ میں ساتویں آٹھویں میں پڑھتا تھا۔ میرے چچیرے بھائی تاراچند گانے بجانے کی محفلوں مین چوری چھپے شرکت کیا کرتے تھے اُن کی آواز بڑی سُریلی تھی اور جب کبھی وہ سُر تال سے کوئی کشمیری غزل کسی محفل میں گاتے تو محفل خوب جمتی۔ اُن دنوں کسی خاندانی پنڈت گھرانے کے کسی بھی چھوٹے یا بڑے فرد کا ایسی محفلوں میں شرکت کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مگر تاراچند کو ایسی لت پڑی تھی اور ایسا شوق تھا کہ وہ کسی نہ کسی بہانے گھر سے غیر حاضر رہتا اور راتیں ان محفلوں میں گذارا کرتا۔ میری زندگی کے اولین دنوں میں تاراچند کا کافی دخل رہا۔ وہ مجھے کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھ ان محفلوں میں لے جایا کرتا، تاراچند کے پاس مہجورؔ اور احد زرگر کی غزلوں کے چند مجموعے تھے جو اُن دِنوں کلام مہجورؔ اور کلام احد زرگر کے نام سے بازار میں آئے تھے میں بھی یہ کلام پڑھنے کی طرف مائل ہوگیا۔ اور دھیرے دھیرے نہ صرف یہ غزلیں زبانی یاد کرنے لگا بلکہ ''تک بندی بھی کرنے لگا، اور دو تین سال بعد یعنی میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد میں'' شاعری '' کرنے لگا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۹۴۰ء کی بات ہے میں کھادی بھنڈار میں کوئی پندرہ برس کی عمر میں ملازم ہوگیا۔ پڑھائی جاری رکھنے کا از حد شوق تھا۔ مگر گھر کی حالت مانع ہوئی اور مجبوراً ملازمت کرنا پڑی۔ کھادی بھنڈار کو اُن دِنوں ''چرخہ سنگ'' اور آل انڈیا سپنرس ایسوسی ایشن All India spinners Association کہا کرتے تھے۔ ملازمت کے دوران میرا تبادلہ کھدر بھنڈار کے پیداواری اور سپلائی سنٹر پانپور میں ہوا جہاں سینکڑوں کاری گر اور دوسرے ملازم کام کرتے تھے۔ تعلیمی اداروں کی طرح اس سنٹر میں معمول کا کام شروع ہونے سے پہلے پرائر'' پڑھا جاتا تھا اور سارے چھوٹے بڑے کارکن ایک بڑے ہال میں جمع ہوا کرتے اور حمد وثنا کرتے۔ کئی بار مہجورؔ کی شہرہ آفاق نظم

ولوہا باغوانو نوبہارک شان پیدا کر
پھولن گُل گتھ کرن بلبل تتھی سامان پیدا کر

بڑی سُریلی اور اونچی آواز میں روزانہ پڑھی جاتی۔ مہجورؔ کی قومی نظموں خاص کر .....وُلو ہا باغوانو..... اور صُبح چھم، باگ چھم، مستانہ دِل چھُم، تازہ یاون چھُم۔ بہارس دادہیون چھُم شوقہ سان گلزار چھاؤن چھُم، نے مجھ پر جادو کا اثر کیا۔ اور میں بھی نظم اور غزلیں لکھنے لگا۔

یہاں ۱۹۴۰ء کا ایک واقعہ تحریر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ میرا تبادلہ کھدر بھنڈار کی نوکری میں چند مہینے بعد ہندواڑہ ہوا۔ وہاں مرحوم مہجورؔ کچھ برس پہلے پٹواری رہ چکے تھے اُن کی شاعری اور اُن کی غزلیں ہندواڑہ کے عوام کی زبان پر تھیں۔ میں ان غزلوں کو دوسروں کی زبانی سن کر بہت ہی اُتاولا ہوتا تھا۔ اور ایک روز ایک موسیقی کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مجلس میں شامل ہوکر جب رات بھر صرف مہجورؔ کی غزلیں سُنتا رہا تو میرے دِل میں مہجورؔ سے ملاقات کرنے کی خواہش روز بروز بڑھنے لگی۔ میں نے پانپور سے اپنی ایک ابتدائی نظم ؎

کیا سنا درشن سُہ دِیہ نابوزِ ننامیأنی زأرِ یے
داغ ہاوس سینہ کی بود آدِ ہاوس سأرِ یے

لِکھ کران کی خدمت میں ڈاک سے بغرض درستی ارسال کی مہینوں کے انتظار کے باوجود اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ ان دِنوں مہجورؔ بڈگام کے کسی گاؤں میں پٹواری تھے۔ مجھے لگا کہ شاید ایڈریس غلط ہوا۔ اس لئے جواب نہیں ملا۔ بعد میں پتہ چلا کہ مہجورؔ پلوامہ علاقے میں مورن گاؤں کے نزدیک متری گام میں رہتے ہیں۔ اِتفاقاً ۱۹۴۴ء میں میرا تبادلہ پُلوامہ ہوگیا۔ یہاں پہنچکر میں نے مہجورؔ صاحب کا اتہ پتا معلوم کیا۔ اور پھر یہ جان کر کہ مہجورؔ آج کل اپنے آبائی گاؤں متری گام میں رہتے ہیں میں نے ان کے پاس جا کر ملاقات کا اِرادہ کیا۔

پہلی ملاقات:۔

یہ نومبر ۱۹۴۴ء کے دِن تھے۔ ہم (میرے ساتھ ارجن دیو مجبور بھی تھے) بڑے چاؤ اور خوشی کے ساتھ کوئی گیارہ بجے متری گام پہنچے۔ ہم دونوں نوجوان آدابِ مجلس سے ناواقف تھے اور نہ ہمیں اس عظیم شاعرِ سے ملنے کا شعور تھا کسی نے اندر جا کر مہجورؔ سے کہا کہ کوئی دو ہندو مہمان آئے ہیں۔ مہجورؔ جلدی جلدی باہر آئے۔ قد آور شخصیت، سر پر ایک کنٹوپ رکھے (سردی کے دِن تھے) اور ایک اُونی پھیرن پہنے ہنس مکھ مہجورؔ ہماری طرف قدم بڑھا رہے تھے ہم دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے مہجورؔ نے ہم دونوں سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شفقت اور پیار بھرا مصافحہ کرتے ہوئے بیٹھنے کو کہا۔ وہ بھی ایک آسن پر بیٹھ گئے سب سے پہلا جملہ جو مہجور کی زبان سے نکلا آپ کی تعریف .....؟ نا تجربہ کاری اور آداب مجلس سے ناواقفیت کی وجہ سے میں حیران رہا کہ مہجور کیا پوچھتے ہیں۔ میں نے یوں ہی جواب دیا۔ جناب میں سروانند کول پریمی ہوں میں نے آج سے چندہ ماہ قبل آپ کی خدمت میں ایک خط بھیجا تھا..... مہجور جھٹ سے بول اٹھے اچھا آپ پریمی صاحب ہیں۔ ہاں ہاں بہت پہلے مجھے آپ کا خط اور آپ کی ایک غزل موصول ہوئی تھی۔ اسی بیچ مہجور نے اپنے ایک آدمی کو اندر سے کاغذات لانے کو کہا۔ کاغذات آئے اور مہجور نے ایک فائل سے میری بھیجی ہوئی غزل نکال کر کہا یہ ہے آپ کی غزل میں نے اس کی درستی شروع کی تھی مگر بعد میں خیال آیا کہ آپ سے آمنے سامنے بات ہوتی اور پھر دُرستی کی جاتی تو زیادہ بہتر رہتا۔ اس لئے دو چار لفظ کاٹ چھانٹ کر کے ہی رکھ دی..... مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ مہجور نے مجھ جیسے نوآموز اور گُمنام شاعری کی غزل پر سُرخ سیاہی سے ایک دو جگہ درستی فرمائی ہے اور غزل محفوظ رکھی ہے۔ میں اندر ہی اندر اپنے آپ کو از حد خوش قسمت سمجھنے لگا۔ اس کے بعد بہت سی باتیں ہوئیں۔ مہجور صاحب نے میری اس ابتدائی غزل کے علاوہ اور بھی بہت ساری غزلوں اور نظموں کی درستی اور نظر ثانی فرما کر مجھے عُمر بھر کے لئے مرہون منت رکھا اور مجھ جیسے ناچیز اور نوآموز شاعر کی حوصلہ افزائی فرما کر مجھے اور بھی حوصلہ دیا۔ وہ تمام کی تمام غزلیں اور نظمیں جن پر مہجور کے دستخط ثبت ہیں۔ چالیس سال گذرنے پر بھی ایک انمول خزینہ کے طور پر میرے پاس محفوظ ہیں میری ابتدائی غزلوں اور نظموں کی دُرستی اور نظر ثانی فرما کر مہجور نے شری بندھو جی کے نام اپنے خط میں جس کے ساتھ میری نظم بغرض

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اِشاعت بھیجی[1]۔ اور میرے حق میں حوصلی افزائی کے چند کلمات بھی لکھے۔ یہ انمول خط میرا ابتدائی اثاثہ بنا۔

کشمیر کا وڑزورتھ:۔

مہجورؔ کے ساتھ اکثر ملاقاتیں کرنے کا شرف مجھے پُلوامہ میں رہتے ہوا۔ کھادی بھنڈار کی نوکری اور پھر گاؤں جا کر پرچار اور اس کے ساتھ ہندوستان کی آزادی کی جنگ کی داستانیں سُنانا اور پھر کشمیر کی تحریک حُریت کی باتیں سُنا سُنا کر عوام میں جوش بڑھانا ہماری نوکری کا ایک حصہ تھا اور اُن ایام میں مہجورؔ کی حُب وطن سے بھرپور نظمیں سونے پر سُہاگہ۔ مجھ پر اس سب کا بے حد اثر پڑا اور میں بھی اس طرح کی نظمیں لکھنے لگا۔ تحریک کے ساتھ لگاؤ اور چمٹاؤ دِن بہ دن بڑھتا گیا۔ ان ہی ایام میں میں نے ایک اردو نظم.....ہل والے پیارے جھنڈے تجھ کو میرا اسلام قلمبند کی مہجورؔ صاحب یہ نظم پڑھ کر از حد خوش ہوئے اس ملاقات میں انہوں نے مجھے ایک انگریزی چھٹی دکھائی جس کی ابتدائی خطابیہ سطریوں تھی..... Mahgoor the Words worth of Kashmir) مہجورؔ کشمیر کا وڑزورتھ۔ یہ چھٹی رابندر ناتھ ٹیگور نے مہجورؔ کے نام لکھی تھی۔ اور مہجورؔ کو کشمیر کا وڑزورتھ قرار دے کر نہ صرف مہجورؔ بلکہ ساری کشمیری قوم کی عزت افزائی کی تھی۔ مہجورؔ کے پاس ٹیگور کی (اُن کے کہنے کے مطابق) دو[2] اور ایسی انمول چھٹیاں تھیں جن کو ٹیگور کے مرنے کے بعد بنگال سے آئے ہوئے دو دوستوں نے اس وقت ان دو خطوط کے لئے تین تین سو روپے پیش کئے تھے مگر مہجورؔ نے اُن کو یہ کہہ کر چھٹیاں فروخت کرنے سے انکار کیا تھا کہ: میرے پاس روپے پیسے کی کوئی قیمت نہیں

[1] اندو جی اُن دنوں ہفتہ وار ''دیش نکالا کرتے تھے''۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔اگر قیمت ہے تو وہ ہے عظیم ہندوستانی کیا عالمی ٹیگور کے ان دو خطوط کی یہ میرا ادبی اور ازلی سرمایہ ہے۔مہجور کے ان بلند مفکرانہ خیالات کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

شودھان سنگھ چرھان سے ملاقات:۔

سارے ہندوستان میں ترقی پسند ادب کی تحریک جاری تھی۔بمبئی سے ایک سہ ماہی یا دو ماہی (پوری طرح یاد نہیں) ہندی جریدہ شودھان سنگھ چوہان کی اِدارت میں نکلا کرتا تھا۔چوہان صاحب مہجور سے ملنے کشمیر آئے تھے اور اس وقت کے گورنر کشمیر مہاراج کرشن در کے مہمان تھے۔ایک روز ۳۴ء کی پہلی چوتھائی میں مہجور صبح سویرے پلوامہ پہنچے اور مجھے بلا کر کہا کہ میرے ساتھ آنا ہے کپڑے بدل لو۔اور جلدی کرو۔میرے پوچھنے پر انہوں نے کشمیری میں کہا کہ ''بمبئی سے کوئی پأریم آیا ہے''۔پأریم، عام کشمیری کشمیر سے باہر والوں کو کہا کرتے تھے۔اور یہ لفظ (پأریم) مہجور کا pet لفظ تھا۔اپنی شاعری میں انہوں نے یہ لفظ کئی بار اور کئی جگہوں پر استعمال کیا ہے مہجور نے آگے چل کر کہا کہ گورنر کی ارجنٹ چھٹی آئی۔اُن سے ملنا ضروری ہے اب آپ کی ضرورت اس لئے ہے کہ وہ انگریزی یا ہندی میں بات کریں گے تو آپ میرے کام آئیں گے۔ان کا مطلب Interpretey سے تھا میں بھی خوشی خوشی ساتھ ہولیا۔

سری نگر میں ہم گورنر کے مکان میں ایک کمرے میں چوہان صاحب سے ملے۔میں اس وقت کوئی بیس اکیس سال کا میٹرک پاس نوجوان تھا انگریزی پڑھی تھی۔ان کی بہت باتیں ہوئیں۔چوہان نے مہجور سے ایک لمبا چوڑا اِنٹرویو لیا۔بہت کچھ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پوچھا۔ زندگی کے بارے میں، ادب اور کشمیری شاعری کے بارے میں مہجورؔ کی اپنی شاعری کے بارے میں اور خاص کر کشمیر کی تحریک قوت کے بارے میں۔ میں نے انٹرپرٹر کا کام کیا۔ چوہان کے سوالات اکثر ہندی میں تھے۔ اس میں اتنی دِقت مہجورؔ کو سمجھنے میں نہیں ہوئی۔ البتہ مہجورؔ کے کشمیری خیالات کو چوہان تک پہنچانے میں میرا حصہ رہا۔ ان کی نظموں اور غزلوں کا ترجمہ کر کے سنانا وغیرہ وغیرہ چوہان مہجور سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اسی دوران مہجور کے دو اظہار اب تک میری یادداشت کی سطحوں میں گونجتے ہیں۔ چوہان کے ایک سوال کے پوچھنے پر مہجورؔ نے کہا۔ اس سیلاب کو روکنے کے لئے خدا نے مجھے پیدا کیا۔ یہ الفاظ جو لافانی ہیں۔ مہجورؔ نے چوہان پر واضح کرنے کے لئے کہے کہ جب میں نے اپنی شاعری کا آغاز کیا تو میں نے بھی کشمیری سے باہر کے الفاظ فارسی وغیرہ کا استعمال کیا۔ مگر رفتہ رفتہ مجھے احساس ہوا کہ اس طرح سے کشمیری زبان اپنی انفرادِیت کو کھودے گی۔ اور جب میں نے دیکھا کہ کشمیری زبان کسم پرسی کی حالت میں ہے اور میں دوسری زبانوں کے الفاظ کا بوجھ آو بوجھے گا اور یہ ایک ایسا سیلاب ہوگا جس سے ہماری کشمیری زبان بہہ جائے گی تو میں نے یہ پتہ کرلیا کہ کشمیری زبان اور کشمیری ادب اور شاعری کو اگر زندہ رہنا ہے اور رکھنا ہے تو اس زبان کو اس آنے والے سیلاب سے بچانا ہوگا۔ اور اس سیلاب کو روکنے کے لئے خدا نے مجھے پیدا کیا۔

میں اپنے آپ کو از حد خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مہجورؔ کی زبان مبارک سے نکلے یہ الفاظ میرے سامنے چوہان تک پہنچنے اور پھر آگے جا کر ادبی دنیا میں گھونجے۔

چوہان کے پوچھنے پر کہ کشمیری کا رسم الخط کیا ہے؟ مہجورؔ نے جھٹ سے جواب دیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ ''شاردا'' اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر کشمیری پر شاردا کے بغیر کوئی دوسرا رسم الخط ٹھونسا گیا تو یہ کشمیری زبان کے ساتھ بے انصافی ہی نہیں بلکہ سب سے بڑا ظلم ہوگا۔

چوہان کے واپس جانے کے چند مہینوں بعد مہجورؔ کو ''نیا ساہیتہ'' ہندی جریدے کی ایک کاپی ڈاک سے موصول ہوئی۔ چوہان کا مضمون ''کشمیر کا جن کوی'' اس میں چھپا تھا۔ مہجورؔ نے مجھے بُلوایا اور متری گام میں ہی یہ کتاب دِکھائی اور پڑھ کر سنانے کو کہا۔

میں نے مہجورؔ کے ساتھ چند قیمتی سال گذارے ہیں۔ ۴۴ء سے لے کر ۵۰ء تک مستقل طور ٹنکی پورہ کے آبائی مکان میں میں نے اُن کی صحبت میں کئی کئی گھنٹے گذارے ہیں اور بیتی ہوئی ان ملاقاتوں کی یادیں میرے لئے انمول خزانے کی حیثیت رکھتی ہیں

شیرازہ میں چھپنے والی تخلیقات کا حق
اشاعت اکادی کے نام محفوظ ہوتا ہے
اگر کوئی رسالہ یا اخبار انہیں نقل کرنا چاہے
تو اس کیلئے خاص اجازت اور حوالہ ضروری ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کلیم اختر

مہجورؔ۔ اقبالؔ کا کشمیری ترجمان

(کلیم اختر کا یہ مضمون پاکستانی اخبارات میں چھپا تھا۔ اسے ہم انہی کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ کلیم اختر صاحب دراصل جموں کے رہنے والے ہیں اور میاں غلام علی صاحب کے صاحبزادے۔ وہ پاکستانی اخبارات میں کشمیر کی سیاسیات تواریخ اور ادبیات سے متعلق لکھتے رہتے ہیں اور انکی کشمیریت ہی مسلہ ہے۔ وہ آج کل ماڈل ٹاون لاہور میں رہتے ہیں..... (ادارہ)

علامہ اقبالؔ کی شخصیت اور فکر وفن نے کشمیری زبان کے جن شعرائے کرام کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔ ان میں پیرزادہ غلام احمد مہجورؔ سرفہرست ہیں جنہیں کشمیری شاعری کے چوتھے دور کا امام اور نئے دور کا نقیب مانا جاتا ہے۔ مہجورؔ ممتاز ومعروف کشمیری شاعر ملا اشرف دانا کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو سترہویں صدی کے آخر میں ہوئے ہیں اور فارسی زبان کے اعلیٰ درجہ کے شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس طرح گویا شاعری مہجورؔ کو ورثے میں ملی۔ مہجورؔ عبدالعلیٰ عاشق ترالی کے شاگرد تھے جو فارسی اور کشمیری دونوں زبانوں کے مانے ہوئے شاعر اور اعلیٰ خیالات کے مالک تھے حقیقت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ ہے کہ مہجور نے اپنی شاعری میں ماضی کی شاعری روایات اور صوفیانہ خیالات سے احتراز کیا اور اپنے فکر و شعر کو عہد حاضر کے تابع بنا کر عظمت انسان اور وطن کی محبت کے گیت گائے اور بقول تابش صدیقی۔

''کشمیری شاعری کا چوتھا دور جدید دور کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس دور کا سب سے بڑا شاعر پیرزادہ غلام احمد مہجور ہے، اس دور میں شعرا نے خاص کر غلام احمد مہجور نے نئے نئے موضوعات پر قلم اٹھایا ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے حُب الوطنی کے موضوعات کو کشمیری شاعری میں داخل کیا۔ وطن کی مظلومیت پر آنسو بہائے وطن کے پہاڑوں ندیوں چشموں، مرغزاروں کے گیت گائے اور ان کے حسن کا ذکر کر کے اہل وطن کو وطن سے محبت کرنے کی تلقین کی''۔

مہجور کا شمیری کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے الفاظ سخن سے کشمیری شاعری کو سیاست اور قنوطیت کی آب جو سے نکال کر امید اور روشنی کا محیط بیکراں بنا دیا۔ کشمیری شاعری میں یاسیت اور قنوطیت کی سب سے بڑی وجہ صدیوں پر پھیلی ہوئی غلامی اور محکومی تھی۔ جس نے اہل کشمیر کی صلاحیتوں اور خوبیوں کی منجمد اور ساکت بنا کر رکھ دیا تھا۔ مہجور نے اپنی ''عید مسلم'' میں انسانی۔ سماجی و سیاسی اور معاشی مسایل و معاملات پر قلم اٹھایا اور اپنے ہم وطنوں کو آزادی و حریت کے نغمے سنائے اور ان کے مردہ دلوں میں زندگی اور توانائی پیدا کی۔

مہجور نے نہ صرف شعر و سخن میں ایک نئے مکتب فکر کی بنیاد رکھی بلکہ اس نے پرانی اور فرسودہ قدروں سے منہ موڑا اور خاندانی روایات سے بھی بغاوت کی۔ بقول مورخ کشمیر منشی محمد الدین فوق:

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''سرینگر کے پیرزادگان میں ٹنکی کدل کے پیرزادہ منشی غلام احمد مہجورؔ پیری مریدی کا سلسلہ ترک کر کے ایک عرصہ سے محکمہ بندوبست میں نامور پٹواری کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ نہایت علم دوست اور ذی علم ہیں۔ فارسی شاعری کے علاوہ اردو شاعری میں بھی بہت اچھا شعر کہتے ہیں[1]۔''

پیرزادہ غلام احمد مہجورؔ کا شمیری ۱۸۸۸ء کو تحصیل پلوامہ کے گاؤں متری گاؤں میں پیدا ہوئے اور یہاں یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ علامہ اقبالؔ کے آباواجداد کا مسکن بھی اسی تحصیل کا گاؤں لاجوار ہے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم والدہ محترم کی زیر نگرانی حاصل کی جو نہایت دردمند دل رکھنے والی خاتون اور بہترین خوشنویس بھی تھیں۔ آپ کے والد محترم کا نام پیر اسد اللہ شاہ ہے جو اپنے حلقے میں اپنی بزرگی اور پرہیز گاری کی وجہ سے بہت ممتاز تھے۔ مگر غلام احمد مہجور نے پیری مریدی کا شغل اختیار نہ کیا بلکہ ذریعہ معاش کے لئے ملازمت اختیار کر لی۔ حالانکہ وہ ملازمت آپ کے منصب اور علم وفضل کے سامنے ہیچ تھی۔ لیکن آپ کی خوددار اور غیرت مند طبیعت نے نہ تو کسی کے سامنے دست سوال دراز کیا اور نہ ہی ایسی کمائی پر تکیہ کیا جس میں ان کا خون پسینہ شامل نہ تھا۔

آپ نے اپنے شاعرانہ کمالات سے اپنے ہم عصروں کو بے حد متاثر کیا جس میں عبدالاحد ڈار آزادؔ قابلِ ذکر ہیں جن کو کشمیری شاعری میں شاعر انسانیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے مہجورؔ کا شمیر اہل قلم ہی نہ تھے بلکہ اہل علم بھی تھے۔ آپ کو علوم جدیدہ سیاسیات اور اقتصادیات سے واقفیت تھی، سیاسی تاریخ کا ادراک بھی رکھتے تھے اس

---

[1] تاریخ اقوام کشمیر صفحہ ۳۴۷

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ضمن میں منشی محمد الدین فوق تاریخ اقوام کشمیر میں لکھتے ہیں

''ذوق سخن کے علاوہ فن تاریخ سے بھی آپ کو بے حد دلچسپی ہے کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں ''حیات رحم'' چھپ چکی ہے۔ ایک کتاب پٹواریوں کے لئے ''پٹواری'' کے نام سے لکھی ہے جو ابھی غیر مطبوعہ ہے لیکن ان سب سے لایق اور مفید تر کتاب جو آپ نے ترتیب دی ہے وہ شعرائے کشمیر کا تذکرہ ہے جس کی دو تین جلد یں راقم کی نظر سے گزر چکی ہیں۔ افسوس کہ یہ کتاب ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوسکیں۔ آپ کے پاس لکھی کتابوں کا بھی کافی ذخیرہ ہے۔ اپنی قدیم کتب اور اس تذکرہ کے سلسلہ میں ترجمان حقیقت ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ۔ لاہور اور نواب حبیب الرحمان شیروانی سابق صدر الصدور امور مذہبی حیدر آباد دکن سے بھی خط کتابت رہی بلکہ علامہ سر اقبال نے آپ کو ایک مرتبہ لاہور بلوایا بھی تھا لیکن آپ بوجہ عدیم الفرصتی آنہ سکتے تھے۔''

علامہ اقبالؒ پیرزادہ غلام احمد مہجور کی شخصیت سے واقف تھے اور سچی بات تو یہ ہے کہ علامہ اقبال کی شاعری اور پیام سے بھی مہجور کی زندگی اور شاعری میں انقلاب پیدا ہوا جس نے اپنے فکر و فن سے کشمیریوں کو ایک نیا راستہ دیا اور تحریک آزادی میں جوش وولولہ پیدا کیا۔ مہجور کا شمیری کو علامہ اقبال سے متعارف کرانے کا شرف چوہدری خوشی محمد ناظر کو حاصل ہے جو علامہ اقبال کے دیرینہ رفیق اور حکومت جموں و کشمیر کے مشیر مال تھے چنانچہ جموں و کشمیر میں ۱۹۰۲ء کے بعد جن شعری و ادبی محفلوں کا آغاز ہوا ان میں علامہ اقبال کے دو پرانے ساتھی منشی سراج الدین احمد میر منشی کشمیر رزیڈنسی اور چوہدری خوشی محمد ناظر پیش پیش تھے۔ ان علمی و ادبی محفلوں نے کشمیری عوام کی بیداری میں اہم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کردار انجام دیا اور نوجوان کشمیران سے متاثر ہوئے بغیرہ نہ رہ سکے ان نوجوانوں میں غلام احمد مہجورؔ بھی تھے چنانچہ مہجورؔ پیری مریدی کا دھندا نہیں کرنا چاہتے تھے محکمہ مال میں ملازم ہوگئے اس سے پیشتر وہ ہندوستان کے مختلف شہروں سے گھوم آئے تھے اور اس غیرب وادی میں ان کی ملاقات علامہ شبلی نعمانی سے ہوئی تھی جنہوں نے ان کے تخلص مہجورؔ کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا تھا مہجورؔ وہ ہوتا ہے جو کسی سے دور ہو۔'' شبلی نے پوچھا کہ تم کس سے دور ہو تو مہجورؔ نے کہا اپنے وطن (کشمیر) سے۔

بہرنوع مہجور واپس وطن آئے ملازم ہوکے ان کے انقلابی خیالات کی وجہ جب حکومت کیطرف سے کوئی آفت آن پڑتی تو چوہدری خوشی محمد ناظر ان کی امداد کرتے اور وہ اس شاعر کو حکومتی دباؤ سے آزاد کردیتے تھے۔

مہجورؔ کے کلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ علامہ اقبال کے فکر وشعر سے بے حد متاثر و مستفید ہوئے اور بقول ڈاکٹر محمد صابر آفاقی مہجورؔ علامہ کے فن اور شاعری کے ساتھ ساتھ ان سیاسی افکار اور انقلابی نظریات سے بھی بے حد متاثر تھے اور انہیں کے نقش قدم پر چل کر کشمیر قوم کی امداد کرنا چاہتے تھے (اقبالؔ اور کشمیر صفحہ ۷۵) اس سلسلہ میں علامہ اقبال اور مہجورؔ کے مابین مراسلت کا سلسلہ بھی قائم تھا اور بقول عبدالاحد ڈار آزادؔ علامہ اقبال کے خطوط کے مجموعوں میں مہجورؔ کے نام خط ملتے ہیں (کشمیری زبان اور شاعری) چنانچہ اقبالؔ نامہ اور انوارِ اقبال میں علامہ اقبال کا حسب ذیل خط مہجورؔ کاشمیری کے نام ملتا ہے۔

''مجھے یہ معلوم کرکے کمال مسرت ہوئی کہ آپ تذکرہ شعرائے کشمیر لکھنے والے ہیں میں کئی سالوں سے اس کے لکھنے کی تحریک کررہا ہوں مگر افسوس کسی نے ادھر توجہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نہیں دی آپ کے ارادوں کو اللہ تعالیٰ برکت دے افسوس کہ کشمیر کا لڑیچر تباہ ہوگیا۔اس تباہی کا باعث زیادہ تر سکھوں کی حکومت اور موجودہ حکومت کی لاپرواہی ہے۔نیز مسلمانان کشمیر کی غفلت سے کیا ممکن نہیں کہ وادی کشمیر کے تعلیم یافتہ مسلمان اب بھی موجودہ لڑیچر کی تلاش وحفاظت کے لئے ایک سوسائٹی بنائیں۔ہاں تذکرہ شعرائے کشمیر لکھتے وقت مولانا شبلی کی شعرالعجم آپ کے پیش نظر ہونی چاہے محض حروف تہجی کی حیثیت سے شعرا کا حال لکھ دینا کافی نہیں ہوگا۔کام کی چیز یہ ہے کہ آپ کشمیر میں فارسی شعر کی تاریخ لکھیں مجھے یقین ہے کہ ایسی تصنیف نہایت بارآور ہوگئی اور اگر خود کبھی کشمیر میں یونیورسٹی بن گئی تو فارسی زبان کے نصاب میں اسکا کورس میں ہونا یقینی ہے۔میرا عقیدہ ہے کہ کشمیر کی قسمت عنقریب پلٹا کھانے والی ہے۔'' علامہ اقبالؔ نے یہ خط ۱۹۲۲ء میں تحریر کیا۔اس سے پیشتر جون ۱۹۲۱ء میں علامہ اقبالؔ خود کشمیر گئے تھے اوران سے مہجورؔ بھی ملے تھے۔چنانچہ علامہ اقبالؔ نے مہجورؔ کو بزم ادیبان کشمیر بنانے کا مشورہ دیا تھا۔مقصد یہ تھا کہ مہجور کشمیری زبان کے شعراء کرام کی ایک مجلس بنائیں اورانہیں زندگی آمیز اور زندگی آموز مسایل ومعاملات پر لکھنے کی تحریک کریں۔ چوں کہ اہل کشمیر کی اکثریت کشمیری زبان کو سمجھتی تھی اس لئے علامہ اقبال نے مہجورؔ کو کشمیری زبان میں اظہار خیال کرنے کا مشورہ دیا تھا کہ کشمیری زبان کے شاعر وادیب نئے نئے رجحانات اور خیالات سے واقف ہوکر اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کریں۔

۱۹۲۱ء میں کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی میں بے حد اہمیت وافادیت رکھتا ہے اس سال ماہ جون کے آغاز میں علامہ اقبالؔ کشمیر تشریف لے گئے تھے۔وہاں پر اپنی قانونی وعدالتی مصروفیات کے علاہ انہوں نے ادبی شعری سرگرمی بھی کی اور نشاط باغ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں بیٹھ کر یہ کہا تھا۔

.....ثمر کوہ و وتل و دمن نگر سبزہ جہان جہان بین لالہ چمن نگر

اس سفر کے دوران علامہ اقبال نے ساقی نامہ جیسی معرکتہ الارا نظمیں لکھی جو بعد میں پیام مشرق میں شائع ہوئیں۔ان نظموں کا سب سے زیادہ اثر مہجور کشمیری نے قبول کیا۔اور بقول عبدالاحد ڈار آزاد اس دور میں مہجور کے دل میں کشمیری زبان میں شعر کہنے کا جذبہ پیدا ہوا اور مہجور نے فکر اقبال کی روشنی میں اشعار کہنے شروع کر دیئے جن میں ''باغ نشاط کے گلو'' ناز کران کران ''ولو''۔خاص مقبول ہوئی۔اور جو ہر جلسہ کے آغاز میں پڑھی جاتی تھی۔

کلام اقبال میں جو اہمیت وافادیت شاہین کو حاصل ہے وہ اس سے بھی آگاہ ہیں علامہ اقبال کے ہاں یہ علامت ایک عظیم کردار کی ہے اور علامہ اقبال نے شاہین کی حفاظت اس کی بلند پروازی درویشی آزادی سے محبت اور کار آشیاں بندی سے نفرت کا جابجا ذکر کیا ہے۔بعض نے اقبال کے شاہین کے حوالہ سے انسانوں میں جذبہ عمل پیدا کیا اس طرح کلام مہجور بھی پرندہ آزادی کی ایک علامت بن کر سامنے آتا ہے مہجور اپنی ایک نظم میں لکھتے ہیں

''پہاڑوں کے اس پار
مجھے زندگی نے آواز دی
مست ہواؤں نے مجھے گیت سنائے
میں والہانہ انداز میں آگے بڑھتا گیا
یکا یک ایک پہرہ دار نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مجھے روک لیا.....

''تم اس سرحد کو پار نہیں کر سکتے

''پروانہ راہ داری دکھاؤ''

''میں جہاں چاہوں جا سکتا ہوں

میں اس زمین کا وارث ہوں

میں اس دھرتی کا وارث ہوں

مجھے ہواؤں نے زندگی کا پیغام سنایا ہے

مجھے آگے بڑھنے دو۔''

پہرہ دار نے اپنے ایک ساتھی سے کہا

''اس پاگل سے کہو

دور بیٹھے

ورنہ کال کوٹھری میں ڈال دیا جائے گا''

''نہیں نہیں

میں آگے بڑھوں گا

مجھے مت روکو

''چلے جاو یہاں سے''

اس نے غصّے میں کہا

میں سوچتا رہ گیا

کیوں.....!

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اتنے میں ایک خوبصورت پرندہ
اپنے چمکیلے پروں کو
پھڑ پھڑاتا ہوا
زور زور سے تالیاں بجاتا
ہمارے سروں پر نیچے گر گیا
اور دیکھتے ہی دیکھتے
سرحد کے اس پار
نگاہوں سے اوجھل ہو گیا..... اب علامہ اقبالؔ کا یہ شعر پڑھیئے
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

علامہ اقبالؔ نے اپنی شاعری میں وطن سے محبت کا جو معیار قائم کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ کچھ ان کے پیشرو نہ کہہ سکتے تھے۔ اقبالؔ کا جذبہ طینت ان کے حریت انسان ہی کا ایک حصہ رہا ہے۔ البتہ انہوں نے وطنیت کی دہاں مخالفت کی ہے جہاں وطینت کا نظریہ اجتماعی انسانیت کے تصور سے متصادم ہوتا ہے۔ مہجورؔ نے اقبال کے اس طرز فکر کو اپنایا جس طرح اقبال وطن سے دوری یا غریب الوطنی پر نوحہ خوان رہے اس طرح مہجورؔ بھی وطن کی غربت اور محکومی پر تڑپتے رہتے اور جیسا کہ خود ان کے تخلص سے عیاں ہے مہجور ایک باغیرت اور حساس انسان تھا اس نے اپنے آباد اجداد کی روش اور خانقاہ پرستی پر چلنے سے انکار کر دیا۔ اس کے سامنے افکار اقبال ایک مشعل کی طرح روشن تھے اور یہ جان لیا تھا کہ مسلمان کہاں کہاں جا کر آباد ہوئے یہ قدرت کی عجیب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ستم ظریفی ہے کہ.....چھوڑ کر ملازمت میں آیا تھا یہ اسے بعد میں ایسے کام سے واسطہ پڑا جو پہلے سے بھی زیادہ دردناک تھا۔ایک پٹواری کی حیثیت سے اس نے کاشتکاروں مزدوری اور مزارعوں کو زمینداروں اور جاگیرداروں کے ہاتھوں لٹتے دیکھا۔اس نے سرسبز کھیتوں میں بھونک اُگی ہوئی دیکھی چنانچہ اس نے نظام کے خلاف بھی بغاوت کردی اور اپنے قلم کو مزدوروں اور کسانوں کے لئے وقف کردیا جس پر حکومت کشمیر نے اسے لداخ کے دور افتادہ علاقہ میں تبدیل کردیا۔کیونکہ اس نے اپنے مرشد سے اس شعر۔

جس کھیت کے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلادو

کی تقلید میں کشمیری زبان میں ایسے ہی پُر جوش شعر کہتے تھے جو حکوت وقت کے لئے ایک خطرہ سے کم نہ تھے علامہ اقبال مرشد کامل کی طرح اس کے سامنے کھڑے تھے مہجورؔ اپنے مرشد سے رہنمائی حاصل کرتا اور ان کے افکار واشارہ کو کشمیری زبان کے سانچے میں ڈال دیتا جب علامہ اقبال کی نظم خطاب بہ نوجوان اسلام چھپی تو مہجورؔ نے بھی اسکی تقلید کی اور خطاب بہ مسلم کشمیر کے عنوان سے ایک دردناک نظم لکھی جو ۶ جون ۱۹۲۴ء کے اخبار کشمیر میں شائع ہوئی اس کے چند اشعار یہ ہیں

بنا اے مسلم کشمیر کبھی سوچا بھی ہے تونے
تو ہے کس گلشن رنگین کا برگ شاخِ عریانی
شکستہ حالی بغداد پر تھا نوحہ خوان سعدی
پے اسپین ہے اقبالِ محو مرثیہ خوانی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مگر کشمیر میں ویران ہوا اسلام کا گلشن کوئی کرتا نہیں جز آب شبنم اشک افشانی

مہجور نے صرف آزادی وحریت اور وطن سے محبت کا درس ہی اقبال سے نہ سیکھا۔ بلکہ علامہ اقبال نے جس جس موضوع پر لکھا مہجور نے بھی کشمیری زبان میں اس کی ترجمانی کی کوشش کی۔ اس اعتبار سے اگر یہ کہا جائے کہ مہجور علامہ اقبال کے کلام و پیام کے کشمیری زبان میں ترجمان بنے تو کوئی مبالغہ نہیں ہے علامہ اقبال نے احترام نسواں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ اعلیٰ انسان اقدار اور عظمت انسان کا مظہرہ ہے اقبال نے عورت کے وجود کو عظیم وجلیل قرار دیا ہے اور یہاں تک کہا ہے۔

وجود زن سے ہے تصویر کائینات میں رنگ
اسکے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

اور پھر اقبال نے ماں کی عظمت وبلندی بیان کی ہے وہ اسلامی تعلیم وافکار کی آئینہ دار ہے کہ ماں کے قدموں کے تلے جنت ہے۔ مہجور نے اس خیال کو یوں کہا ہے۔

اَولیاء تہٕ دیوتامےٚ کُن آئے

ترجمہ:۔ ''میں نے اس دنیا کو رونق بخشی اور اولیا دیوتا میرے ہی بطن سے جنم لیتے ہیں'' اقبال کے ہاں اقوام مشرق کو بیدار کرنے کا درس بدرجہ اتم ملتا ہے اور سچی بات تو یہ کہ دنیا میں یہ شرف صرف علامہ اقبال ہی کو حاصل ہے کہ جس نے اپنے فکر شعر کو صرف اپنی ہی قوم یا خطے تک محدود نہیں رکھا بلکہ ان کا کلام آفاقی اور عالمگیر ہے مہجور کی شاعری کا مرکزہ محور اس کی قوم اور وطن ہے اور وہ اپنے تمام بھائیوں کو آزادی وحریت کا درس دیتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

Balraj Sahni

TURNER ROYAL LANE,
JUHU, BOMBAY-54.

29/7/70

محترمی -

مجھے افسوس ہے کہ ہمارے فلم شاہر مہجور کی زہنمائی پر بنائی گئی فلم کے ریلیز کیلئے آپکی کافی انتظار کرنا پڑا - آپکو شاید معلوم ہوگا کہ مہجور میرے بہت ہی قریبی دوست تھے اور انکی ہمہ گیر شخصیت کا ریاست اور ریاست سے باہر کے عوام تک پہنچانا میرا دیرینہ خواب تھا - آج وہ خواب پورا ہوا ہے اور اب جبکہ فلم تیار ہوا ہے مجھے پوری امید ہے آپ اسے دیکھیں گے اور مجھے اپنی رائے سے نوازیں گے -

آپکا مخلص

بلراج ساہنی

فلم مہجور ریلیز ہونے پر بلراج ساہنی کا خط -

روئیں ہے رخش عمر ..... مہجور کو گھوڑا سواری کا شوق تھا -

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

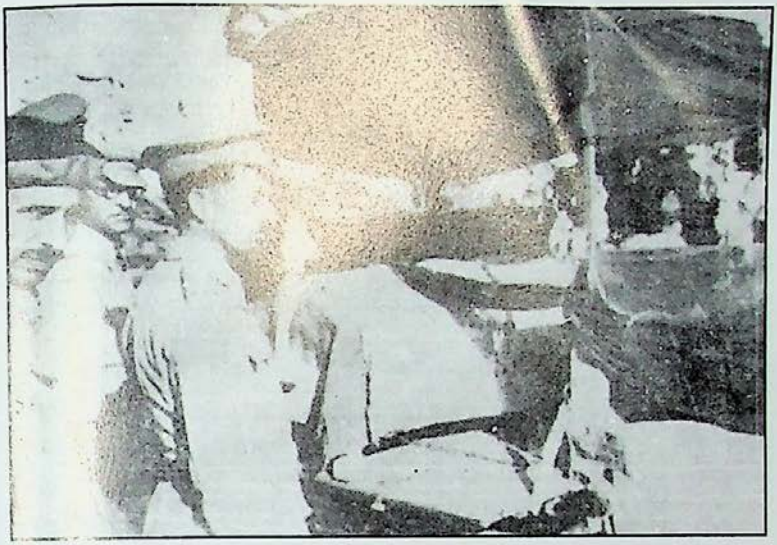

سوئے مدفن رواں ....

ہنجور کے بنانے کا ایک منظر۔ بخشی غلام محمد، مولینا مسعودی اور فریدہ بیدی اکوائی کر رہے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

قلم کاروں سے گزارش

0 مضامین وغیرہ صفحے کے ایک طرف خوش خط لکھ کر روانہ کیا کریں۔

0 شیرازہ کے لئے روانہ کردہ تخلیقات بغیر اطلاع دیئے کسی دوسرے رسالے کو نہ بھیجیں۔ تکرار اشاعت پر ادارہ معاوضہ دینے سے معذور ہوگا۔

0 صرف غیر مطبوعہ اور غیر نشر شدہ تخلیقات ہی بغرض اشاعت روانہ کیا کریں

0 اپنا نام اور پورا پتہ لکھنے کے علاوہ غیر مطبوعہ'' لکھنا نہ بھولیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پران کشور

فلم شاعر کشمیر مہجور

آشاڑھ کی ۲۸ تاریخ کی گرم شام کے سائے ڈھل رہے تھے بھوک اور پیاس سے نڈھال امر سنگھ کالج کے تین طلبا متری گام کو جانے والی کچی سڑک پر سائیکل لئے قدرے اونچائی پر واقع نئی طرز کی ایک چھوٹی سی ہٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ بکرمی سن تو یاد نہیں۔ عیسوی سن تھا ۱۹۴۵۔ ایک بزرگ ہٹ سے باہر آئے۔ بزرگ نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ شہر سے آئے ہو؟ تینوں ایک ساتھ بول اُٹھے۔ بس آپ ہی کو ڈھونڈنے نکلے ہیں۔ بزرگ نے ہٹ کا دروازہ جو ادھر کھلا تھا پوری طرح کھولا اور ان طلباء کو اندر لے گئے۔ یہ میری اور میرے دوستوں قیصر قلندر اور صلاح الدین کی پہلی تلاش تھی، شاعر کشمیر مہجور کی تلاش اس عتبار سے کہ ہم اس حسین و جمیل شخصیت کے دردل خانوں کو کھوجنے نکلے تھے۔ جس کے چہرے پر یوں تو ہر وقت ایک شفیق مگر شوخ مسکراہٹ کھلی رہتی۔ جس کے اشعار اس وقت کے کشمیر کے حزن و ملال کو اپنے اندر سموے ہوئے۔ جو بچپن ہی سے باغی تھا لیکن جس کے باہری وجود میں ایک ٹھہراؤ، ایک سکون تھا، جس کا نام جس کا کلام بچے بچے کی زبان پر تھا۔ لیکن جسے بہت کم لوگوں نے دیکھا تھا۔ جب ہم صحن کے اندر گئے مہجور صاحب ہمیں ایک عجیب انداز سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گھور رہے تھے۔ شاید ہماری پرکھ ہو رہی تھی۔ ہم کچھ جھینپ سے گئے۔ قیصر نے کہا ہمیں بلراج جی (بلراج ساہنی) نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ دراصل ہم نے یہاں کشمیر میں IPTA کی شاخ کھولی ہے اور انہوں نے مشورہ دیا ہے کہ ہم پہلا ڈرامہ آپ کی زندگی پر لکھیں اور پھر اسے سٹیج کریں۔

وہ مسکرائے بولے۔ میں تو کچھ پوچھا ہی نہیں؟ تم لوگ سب کچھ خود ہی کہہ اُٹھے۔ تھکے ہوئے آؤ کچھ کھا پی لو۔ آرام کرو پھر ایک دوسرے کو پہچاننے کی کوشش کریں گے۔ دو ایک پتھر کے زینے چڑھ کر برامدے میں آئے۔ برامدے پر عشق پیچان کے پھولوں سے اٹی بیلیں سائے کئے ہوئے تھیں۔ دائیں کونے میں ان بیلوں کے بیچ میں قرینے سے ایک دریچہ سا بنا ہوا تھا۔ جس میں دور تاحدِ نظر دھان کے کھیتوں کی ہریالی پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ مہجور صاحب وہیں ٹیک نما صندوق کے سامنے بیٹھ گئے پتوں سے ڈھکے دریچے میں سے ان کی نگاہ چند لمحوں میں دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں میں کھو گئی۔ دھان کی کھیتوں میں گڑائی کرتے کسانوں کی ایک لمبی لکیر ڈوبتے سورج کی کرنوں میں نہلا اٹھی تھی۔ اور مہجور کا ہی مقبول گیت، ''نند بانہ دلبر میانہ'' نیندہ بأتھ کی صورت میں ان کے لبوں سے پھوٹ کر سارے ماحول میں بکھر رہا تھا۔ مہجور صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ پوری طرح کھل اٹھی اور وہ ہماری طرف دیکھ کر بولے۔ میرا گیت ہے۔ میری کیفیت کا عجیب عالم تھا۔ میں سوچ رہا تھا۔ شاید ہی کسی اور شاعر کو اتنا بڑا معاوضہ ملا ہوا اپنی ہی زندگی میں اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے۔ کہ تخلیق کار کو اپنی ہی تخلیق اس طرح کا انعام دے، اپنی ہی تخلیق ان میں جذب کر لے۔ خیر گئے تھے ہم ایک دن کیلئے لیکن مہجور صاحب کی بے پناہ محبت اور خلوص

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے تین دن رو کے رکھا۔ صلاح الدین اور میں مہجور صاحب سے سوال کرتے رہے اور قیصر کالج کی ڈائری میں ان کے جوابات کو نوٹ کرتے رہے۔ مہجور صاحب اپنی زندگی کے اوراق الٹ رہے تھے اور ہم انہیں سمیٹ رہے تھے وہ لمحے میری زندگی کے بہترین لمحات میں سے ہیں۔ جو مجھے ہمیشہ دھان کی بھیگی بھیگی مہک کی یاد دلاتے ہیں جو مہجور کے قرب میں مہجور کے گیتوں کی گونج میں رچی بسی متری گام کے کھیتوں سے آئی تھی اور جسے میں سال کے بعد ہم نے فلم شاعرِ کشمیر میں سمونے کی کوشش کی۔ مہجور کی زندگی پر بہر حال ڈرامہ ہم نہیں لکھ سکے۔ ولولہ تھا، لیکن شاید ہنر مندی نہ تھی۔ یہ بلراج ساہنی مرحوم کا ہی صدقہ تھا کہ میں حقیقی مہجور سے متعارف ہوا تھا اس کے بعد مہجور صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ۱۹۴۷ء میں ملا جب کلچرل فرنٹ قائم ہو چکا تھا۔ مرحوم پریم ناتھ پردیسی نے شہید شیروانی کی زندگی پر کشمیری زبان میں ڈرامہ لکھا تھا اور ہم روایتی تھیٹر کے انداز میں اس میں گانے بھی شامل کرنا چاہتے تھے۔ مہجور صاحب کبھی کبھی فرنٹ آتے تھے، چنانچہ ان سے اس معاملے میں بات چیت ہوئی اور پرانے ریجنا ہوٹل میں، جو ٹرانسپورٹ آفس کے عقب میں تھا، مہجور صاحب نے رات کو ڈرامہ سنا اور چند دنوں میں واقعات سے مطابقت کھاتے ہوئے گانے لکھے۔ جنہیں موہن لال ایمہ نے موسیقی میں ڈالا۔ یہ گانے بہت ہی مشہور ہوئے۔ ان میں خاص طور سے قابل ذکر ''کم آیہ یم کم میون گرِ بو ربادکرِ تھ درایہ'' وولوتارکر بوز میأنی آہ وزأری'' چنانچہ ۱۹۵۲ء تک جب مہجور صاحب اس دار فانی سے رحلت کر گئے جب جب بھی مہجور صاحب ملتے وہ کہتے اس سال بھی ۲۸ راشاڑہ کو میں متری گام میں آپ لوگوں کا انتظار کرتا رہا۔ یہ ان کا خلوص اور محبت تھا، جسکی وجہ سے انہیں ہماری پہلی ملاقات کی تاریخ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یادرہی تھی اور جس کی وجہ سے یہ تاریخ مجھے آجتک یاد ہے۔اور آخری دم تک یادرہے گی۔ یہ واقعات گوذاتی قسم کے ہیں۔لیکن ان کا تعلق فلم شاعر کشمیر مہجور کے ساتھ گہرا ہے۔بلراج ساہنی کے ساتھ میری دوستی کی بنیاد بھی انہی دنوں پڑی جوان کی زندگی کے آخری دن تک شگفتہ وشاداب رہی۔ بلراج یہاں دیوندر سیارتھی کے ساتھ لوک گیت جمع کرنے آئے تھے اور بلراج جی کا کہنا تھا کہ وہ دیکھ کر حیران ہوئے تھے اس دورے میں یہاں کے گاؤں گاؤں اور شہر کے کوچے کوچے میں صرف مہجور کے گیت گائے جاتے تھے۔ان کے گیتوں کی بے پناہ مقبولیت دیکھ کر بلراج کی مہجور صاحب سے ملنے کا اشتیاق بڑھا اور جب وہ ان سے ملے تو ایک مستحکم دوستی کی بنیاد پڑ گئی۔ چنانچہ بلراج جی نے ہی مہجور کی شاعری سے بیرون ریاست کے لوگوں کو متعارف کرایا۔انہوں نے ہی رابندر ناتھ ٹیگور کو ان کی شاعری کے ترجمے پڑھ کر سنائے۔ بلراج جی مہجور صاحب کی شخصیت اور ان کے کلام سے اتنے متاثر ہوئے تھے کہ وہ ان کے اور ان کے خاندان کیلئے کچھ بھی کرنے کو تیار تھے۔

بلراج کو کشمیر کی مٹی سے والہانہ پیار تھا۔ یہ اسی پیار کا نتیجہ تھا کہ کشمیری زبان کی پہلی فلم ''مائنزی راتھ'' وجود میں آئی۔ایک فلم پرڈیوسر تھے ایم آر سیٹھ جو ہندی میں ''دو بہنیں'' اور ''آنچل کے پھول'' جیسی فلمیں بنا چکے تھے۔سیٹھ صاحب نے بلراج جی سے ذکر کیا کہ میں کسی علاقائی زبان میں فلم بنانا چاہتا ہوں تو بلراج جی نے جھٹ سے کہہ دیا کشمیری زبان میں اس وقت تک کوئی فلم نہیں بنی ہے۔اسی زبان میں کیوں نہیں بنالیتے مہجور صاحب کی زندگی پر فلم بنانے کی تڑپ تو بلراج صاحب جی کے دل میں تھی لیکن سیٹھ صاحب پچاس ساٹھ ہزار روپے میں فلم مکمل کرنا چاہتے تھے۔ اور مہجور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صاحب کی زندگی پر بلراج جی عظیم شاعر کے شایانِ شان فلم بنانا چاہتے تھے جس کے لئے پچاس ساٹھ ہزار روپے بالکل ہی ناکافی تھے اس لئے انہوں نے صرف کشمیری زبان پر فلم بنانے کی تجویز دی ایک تعارفی خط انہوں نے ایم، آر سیٹھ کو دیا اور میرے پاس بھیجا۔ میں حیران تھا کہ ایک آدمی جسے کشمیر سے دور کا واسطہ نہیں، کشمیری زبان سے کوئی لگن نہیں اس پسماندہ زبان میں کیوں کوئی فلم بنانا چاہتا ہے۔ آپ یقین مانئے میں آجتک یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ایم آر سیٹھ ایسا کرنے کیلئے کیوں راضی ہوئے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے ایسا کچھ بلیک منی کھپانے کیلئے کیا۔ لیکن جب بھی کشمیر ملک کے باقی حصوں کی طرح فلم کی دنیا میں اُبھرے گا، ایم آر، سیٹھ کا نام فلم کے تاریخ داں ضرور رقم کریں گے۔ میں نے اپنے ساتھی کلاکاروں، علی محمد لون، موہن لا ایمہ اور غلام رسول سنتوش سے ذکر کیا کہ بھئی کشمیری زبان میں فلم بنانے کا منصوبہ تیار ہورہا ہے۔ تو وہ ہنس پڑے۔ بہرحال ''مأنزی راتھ'' ایک تجربے کے طور پر سو فیصدی یہاں کے ماحول میں ہیں۔ کوئی سیٹ بنایا نہیں گیا اور ان ڈور شوٹنگ تک ہمارے دیہات کے آنگنوں میں کوٹھاروں پرتنگ وتاریخ کمروں میں ہوئی سبھی کلاکاروں میں ایک جوش تھا ایک لگن یہ فلم نہ صرف ساٹھ ہزار روپیوں میں تیار ہوئی بلکہ اسے ۱۹۷۵ء میں بہترین علاقائی فلم قرار دیا گیا اور صدر جمہوریہ نے اسے چاندی کے تحفے سے نوازا ہم سبھی اس وقت فلم کی تکنیک سے بے بہرہ تھے تکنیکی مہارت کے لئے اس وقت کے ایک کہنہ مشق ایڈیٹر شام اور ایک ساتھی ہدایت کار جگی رام پال کو پرڈیوسر بمبئی سے بلایا۔ چنانچہ اس فلم کی ہدایت کی ذمہ داری جگی رام پال اور میرے سپرد کی گئی۔ سینریو اور مکالمے علی محمد لون کے تھے، گیت سنتوش کے موسیقی موہن لال ایمہ کی تھی۔ کلاکار سبھی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہاں کے تھے جن میں پشکر بھان، مکھن لال صرافؔ، راجہ حمیدؔ، اومکار ائمہؔ، شامل تھے۔ جب اس فلم کو صدر جمہوریہ کا اعزاز ملا بلراج جیؔ کا خط مجھے ملا جس میں انہوں نے لکھا تھا۔ ''تمہارا فلم دیکھا' یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ نہ صرف کشمیر کی مہک لئے ہوئے ہے بلکہ اسے کشمیر کے کلاکاروں نے کوئی تجربہ نہ ہوتے ہوئے بھی خوش اسلوبی سے تخلیق کیا۔ اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری زندگی کا وہ خواب پورا ہوگا جس میں تم بھی شریک ہو میں کشمیر آرہا ہوں۔ صادق صاحب سے بات ہوئی ہے، تم سے تفصیل سے بات ہوگی'' اس کے علاوہ انہوں نے کچھ نہیں لکھا تھا اور جب وہ یہاں آئے ان کے ساتھ بنگالی فلموں کے مشہور ہدایت کار اور مصنف پربھات مکرجی تھے۔ وہ سیدھے میرے پاس آئے اور آتے ہی میرے اضطراب کو ختم کیا۔ بولے۔ لو۔ اب مہجورؔ صاحب پر فلم بنے گی تم نے کیا ارادہ لگایا تھا۔ میرا اندازہ بھی یہی تھا، کیونکہ جب جب ہم یہاں یا بمبئی میں ملے مہجورؔ صاحب کی زندگی پر فلم، کی بات کسی نہ کسی طرح چل پڑتی۔ ان دنوں یہاں شیراز سینما میں ''مأنزی راتھ'' دکھائی جارہی تھی۔ چنانچہ بلراجؔ جی نے کہا پربھارت نے ''مأنزی راتھ'' نہیں دیکھی ہے، چل کے دکھا دیں۔ چنانچہ مقامی فنکاروں کی اداکاری دیکھ کر پربھات کا بھی حوصلہ بڑھا۔ اس کے بعد صادق صاحب سے مفصل طور بات چیت ہوئی انہی دنوں پاکستانی اور انداز کشمیر کی وادی میں داخل ہوئے اپنی بے پناہ مصروفیت کے باوجود صادق صاحب نے ابتدائی میٹنگوں میں باقاعدگی سے حصہ لیا ''مأنزی راتھ'' کے بنانے میں دو شخصوں کا مرہون منت ہوں ایک صادق صاحب کا اور ایک نصر اللہ کا۔ اگر اُن کی سرپرستی اور تعاون نہ ملتا تو وہ فلم نہ بنتی، صادق صاحب کا ایک خواب تھا کہ کشمیر میں اعلیٰ پائے کی فلمیں بنیں۔ اس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سلسلے میں انہیں بلراج ساہنی پر بے پناہ بھروسہ تھا۔ چنانچہ ان کی سرکار نے فلم بنانے کیلئے منظوری دے دی۔ طے پایا کہ فلم رنگین ہو اور دو زبانوں میں ساتھ ساتھ بنائی جائے۔ ایک کشمیری میں، دوسری ہندستانی میں۔ چنانچہ پربھارت مکرجی اور میں مہجور کی زندگی کے مکمل حالات کھوجنے میں لگ گئے جس میں ہماری رہبری مہجور صاحب کے بیٹے مرحوم محمد امین ابن مہجور نے کی۔ لگ بھگ دو مہینے کے اندر ہم قریباً پانچسو افراد سے ملے جن کا تعلق مہجور صاحب سے رہا تھا۔ اس کے علاوہ مہجور صاحب کے اپنے خطوط کا بھی مشاہدہ کیا گیا۔ بچپن کے واقعات کے بارے میں ریڈیو کشمیر سرینگر کی آرکایوز میں محفوظ بچوں کے ساتھ مہجور صاحب کی ایک محفل کا پہلا حصہ بہت ہی مددگار ثابت ہوا۔ بدقسمتی سے دوسرا حصہ نہیں ملا۔ اس کے علاوہ اپنی زندگی کے جو حالات مہجور صاحب نے ۱۹۴۵ء میں قیصر قلندر، صلاح الدین اور مجھے متری گام میں بتائے تھے ان کا ایک ڈھانچہ تیار کیا گیا۔ خوش قسمتی سے مہجور صاحب کی بیگم صاحبہ! بھی ہم میں موجود تھیں، ان کی دعائیں بھی لیں گئیں اور ہم نے اس نیک کام کا آغاز کیا۔ اس کے بعد بلراج جی، پربھارت اور میری بہت سی میٹنگیں ہوئیں جن میں امین صاحب بھی شریک رہتے۔ چنانچہ ساری معلومات اور دستاویزوں کا جائزہ لینے کے بعد ہم نے مہجور صاحب کی زندگی کے اہم واقعات کو ایک کڑی میں پرویا اور کوشش یہ کی کہ ہم ان کی زندگی کو نہایت ہی ایمانداری سے پیش کریں اور کسی بھی صورت میں باکس آفس کا خیال نہ رکھیں۔ نہ ہی کوئی فرضی، من گھڑت قصہ زیبِ داستان کیلئے ایجاد کریں۔ چنانچہ کشمیری روپ ریلیز ہونے پر جو مالی فایدہ ڈسٹری بیوٹر کو نہیں ملا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے بمبئی کے انداز میں فلم بنانے سے احتراز کیا۔ لیکن اگر فنی نکتہ نظر سے دیکھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جائے تو یہی اس فلم کی سب سے بڑی خوبی ہے بہر حال مرکزی ڈھانچہ تیار کرنے کے بعد بنیادی سکرین پلے لکھنے کی ذمہ داری پر بھارت مکرجی کو سونپی گئی۔ اس کے بعد بمبئی میں کوئی ایک مہینہ محنت کرنے کے بعد بلراج جی اور میں نے مل کر مکالموں سمیت مکمل سکرین پلے اور سینریو لکھا۔ ہمیں ہر لمحہ محسوس ہو رہا تھا کہ ہم ایک مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ایک مقدس مشن پورا کر رہے ہیں یہ ایک عظیم فنکار کا خواب تھا ایک عظیم فنکار کے بارے میں۔ میں بھی ایک فرض نبھا رہا تھا ایک عقید تمند کے ناطے۔ ایک ایسے کشمیری کے ناطے، جس کے ولولوں کو مہجور کے نغموں نے جلا بخشی تھی۔ بمبئی میں بلراج نے دو اور بڑے فنکاروں کو اس نیک کام میں ہاتھ بٹانے کی دعوت دی جو انہوں نے احتراماً قبول کی۔ ایک کیفی اعظمی اور دوسری پریم دھون۔ ہم نے سارا مسودہ کیفی صاحب کو سنایا۔ ان گیتوں کا ترجمہ کیفی صاحب کو دیا جو ہم نے فلم میں شامل ہونے کیلئے چن لئے تھے۔ کیفی صاحب کشمیری نظم کو اردو نظم میں ڈالنے کیلئے رضامند ہوئے۔ ہندی روپ کا سنگیت دینے کیلئے پریم دھون تیار ہوئے۔ چنانچہ چند گیتوں کو انہوں نے بھی ہندوستانی جامہ پہنایا۔ اسطرح ابتدائی مرحلے طے کرنے کے بعد فلم سازی کا کام شروع ہوا۔ حکومت جموں و کشمیر نے ایک گزٹ نوٹفکیشن کے ذریعے آرڈر نمبر ۱۰۔۱۳۸۔۱۴۶۵ کے تحت تین لاکھ بیس ہزار روپے منظور کئے۔ انہی دنوں ہندوستانی روپے کی قیمت کم کر دی گئی۔ چنانچہ حکومت نے بیس مارچ ۱۹۶۶ء کو اس رقم میں ایک لاکھ بیس ہزار کا اضافہ کیا جو چھ قسطوں میں ریلیز کیا جانا قرار پایا۔ چونکہ اس فلم کے بارے میں شاید پہلا اور آخری مقالہ لکھا جا رہا ہے۔ اس لئے میں اس حکم کے ہر گوشے پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ لوگوں تک حقایق پہنچ جائیں۔ چار لاکھ چالیس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہزار روپے میں دو الگ فلمیں بنانا اس وقت کے بازار کو نظر میں رکھتے ہوئے کسی کے خواب وخیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا جب کہ کلر نگیٹو کا ایک فٹ ایک روپے پچاس پیسے میں پرمٹ پر ملتا تھا گو مالیات کیساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن فلم کے ایک ڈائریکٹر کے ناطے مجھے اس بات کا علم ہے کہ کس طرح کشمیر کے اداکاروں، کلکتہ کے فنکاروں اور بمبئی کے دانشوروں اور موسیقاروں کے بھرپور تعاون اور قریباً رضا کارانہ طور پر کام کرنے کی وجہ سے یہ دونوں فلمیں بن کر تیار ہوئیں۔ بلراج ساہنی اب ہم میں نہیں، لیکن مجھے وہ وقت کبھی نہیں بولے گا جب انہوں نے اپنی موت سے چند مہینے پہلے اپنی جیب سے چالیس ہزار روپیہ دئے فلم کا ہندوستانی روپ تیار کروا کر CENSOR کروا کے حکومت کے حوالے کروایا۔ فلم شاعر کشمیر فلم سازی میں ایک سنگِ میل ہے۔ لیکن یہ بدقسمتی ہے کہ یہاں کی ہر تحریک، ہر نیک کام کو سیاست اور مصلحتوں کے دیمک چاٹ جاتے ہیں۔ انہی مصلحتوں کا شکار یہ فلم ہوئی جو مہجورؔ ہی کو نہیں بلکہ کشمیر کے دل کی دھڑکنوں کو دنیا کے سامنے رکھتی۔ یہ بدقسمتی ہے کہ کسی کو اس بات کی فکر نہیں کہ اس فلم کو جو ہر لحاظ سے مکمل ہے، عوام کے سامنے رکھے۔ اور غالباً ایک وقت آئے گا جب آنے والی پیڑھیاں کشمیری زبان کی ان دو واحد فلموں کے پرنٹ کیلئے اسی طرح تڑپیں گے جیسے آجکل دادا صاحب پھڑکے کی ''پرار کی ماش'' کیلئے ہاتھ پیر مارے جا رہے ہیں۔

مسودہ تیار ہونے کے بعد کلاکاروں کے ساتھ انصاف کرنے والے اداکاروں کی تلاش شروع ہوئی۔ اس فلم میں چونکہ ہم نے بچپن سے لے کر مہجورؔ صاحب کی بندگی کی شام تک کے وہ واقعات لوگوں کے سامنے رکھنے کا فیصلہ کیا تھا جنہوں نے ان کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شخصیت اور شعری قوتوں کو جلا بخشی تھی۔ اسلئے بلراج کا خود یہ رول ادا کرنا ممکن نہیں تھا۔ جس کا ذکر انہوں نے ابن مہجور کو لکھے گئے ایک خطوط میں بھی کیا تھا۔ اقتباس ملا حظہ فرمایئے۔

''اس بات کی مجھے بڑی مسرت ہوئی اور بڑا اطمینان ہوا کہ پر بھارت نے مہجور کا روال پر یکشیت سے کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسکی کئی وجوہات تھیں۔ بوجہ عمر میں یہ رول کرنے سے قاصر تھا کیونکہ ہمیں حضرت مہجور کی جوانی کے دن بھی دکھانے ہیں، کسی فلم سٹار کے حوالے بھی یہ رول نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ ایک تو اس کا معاوضہ دینے کی ہمارے بجٹ میں قطعاً گنجائش نہ تھی، دوسرے وہ لوگ کثیر تعداد میں فلموں میں کام کرتے ہیں۔ اور کسی حالت میں اتنی توجہ اور وقت نہیں دے سکتے جو اس کردار کو کھیلنے کیلئے دینا ضروری ہے۔ کسی اناڑی نوجوان کے حوالے اس کردار کو دینا بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ غیر آزمودہ آدمی کیمرہ سے بہت گھبراتا ہے۔ اور اکثر اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے پریکشت کو منتخب کیا کیونکہ اس نے روس میں بہت ہی اچھے INSTITUTE میں پورے چھ سال TRAINING حاصل کی تھی..... التماس ہے کہ پریکشت کو حضرتِ مہجور کی ذات سے کشمیری تمدن سے اُٹھنے بیٹھنے' کھانے پینے اور دیگر گھریلو اور سماجی رسومات سے بخوبی واقف کرانا'' (بمبئی 31-5-66)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پریکشت کو میں بچپن سے جانتا تھا۔ لیکن روس جا کر پریکشت کی شخصیت میں ایک بہت ہی حساس فنکار جاگ اٹھے گا اس بات کا مجھے بہت کم قیاس تھا۔ شاید اس وجہ سے کہ کافی عرصے سے ہم ملے نہیں تھے اور نہ ایک ہی سطح پر بیٹھ کر بات کر سکتے تھے۔ چنانچہ ہمارے کئی خطوط کے بعد وہ روس سے واپس لوٹے اور پہلی جون ۱۹۶۶ء کو انہوں نے بمبئی سے مجھے خط لکھا۔

''میں روس میں کئی سال قیام کے بعد واپس وطن لوٹا ہوں۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو کئی مہینے انتظار میں رکھا..... میں نے بمبئی آ کر ہندی کے تین چار گانے سے جن کی موسیقی پریم دھون نے دی ہے۔ وہ گانے مجھے بے حد اچھے لگے، لیکن دوا چھے نہیں لگے.....؟ میں محسوس کرتا ہوں کہ مہجور کے گانوں میں بمبئی کے فلمی گانوں کی کسی طرح کی پرچھائیں بھی نہ ہو اور جب ان میں سے کوئی فلمی گانوں کی یاد دلاتا ہے تو میری ریڑھ کی ہڈی میں ایک سرد لہر دوڑ جاتی ہے۔ بہر حال ہم جب ملیں گے۔ اس بات پر بحث ہوگی۔ انشاء اللہ، مہجور بہت جلد پھر زندہ ہونگیں اور وہ پھر اُسی طرح سب کو اپنے گیتوں میں باندھ کے رکھیں گے.....۔

(انگریزی خط سے ترجمہ)

فلم کے بارے میں آگے بات کرنے سے قبل میں چند خطوط سے اقتباس پیش کرتا ہوں تا کہ ان صفحات میں یہ محفوظ رہے کہ یہ فلم بنانے کا خواب اور اس فلم کا بنانے کے منصوبے کب سے بن رہے تھے۔ اور اس عظیم شخصیت کے تئیں جلدی عقیدت اور اس منصوبہ کو کسطرح چند کرم فرماؤں نے پوری طرح پروان چڑھنے نہیں دیا۔ جس کی وجہ سے اس فلم کا ہندی روپ مکمل ہونے کے باوجود بہترین تعلیمی اور معلوماتی فلم قرار

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دیئے جانے کے ہوتے ہوئے بھی ابھی تک ڈبوں میں بند پڑا ہے۔

یہ خط ۲۲ فروری؟..... کا ہے۔

''بلراج ساہنی

تھیوسافیکل کالونی بمبئی

پیارے امین۔ بعد از پیار اور تسلیم کے واضح ہو کہ میں نے اپنے ایک عزیز دوست کو جو تہذیبی فلموں میں صفِ اول کے پروڈیوسر اور ڈائریکٹر میں اس بات پر رجوع کیا ہے کہ شاعر کشمیر مہجورؔ کی زندگی پر ایک معیاری فلم بنایا جائے۔ فی الحال اس بات کو بالکل اپنے تک رکھنا لازم ہے ورنہ قبل از وقت بات کے نشر ہو جانے اور بگڑ جانے کا خطرہ ہوگا۔ شاعر کی زندگی کے حالات تفصیل سے اور ان کی زندگی کے دلچسپ واقعات، جذباتی واقعات، چٹکلے، سچائی کے ساتھ ساتھ مگر تفریحی انداز بیان یکجا کر کے براہ کرم جتنی جلدی ہو سکے میرے پاس بھیجنے کی کوشش کرنا۔ مصالحہ ایسا ہونا چاہیے جسے پڑھ کر یا پڑھوا کر اس پروڈیوسر کو فلم بنانے میں دلچسپی ہو جائے جب انہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھا لیا اور پکا فیصلہ کر لیا تو میں تمہارا براہ راست ان سے تعارف کراؤں گا بس اس کے بعد میرا فرض پورا ہو جائے گا''

اس کے بعد بلراج جی نے اُسی سال ۲۹ مئی ابن مہجورؔ کو لکھا۔

''امید ہے میرا پچھلا خط ملا ہوگا۔ جس پروڈیوسر کا میں نے ذکر کیا تھا، ان کا نام

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پرساد ہے۔ یہ مدراس کے بہت ہی نامور پروڈیوسر ڈائریکٹر ہیں۔ حال ہی میں ان کی پکچر چھوٹی بہن جس میں، میں نے بھی کام کیا ہے، شاندار کامیابی کے ساتھ سارے ہندوستان میں چل رہی ہے اس سے پہلے انہوں نے شاردا بنائی تھی اور وہ بھی پچھلے سال کی ایک اعلیٰ درجے کی فلم تھی۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ وہ قریب ایک ماہ کیلئے چھٹی منانے کیلئے کشمیر تشریف لے جا رہے ہیں۔ پانچ جون کو وہ بذریعہ ہوائی جہاز سرینگر پہنچ گئے ہیں۔ میں نے انکو مہجورؔ کے بارے میں اور آپ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے..... آپ سے درخواست ہے کہ ان کے ساتھ وقت مقرر کر کے مہجورؔ کی زندگی کے پورے واقعات اُنہیں سنائیں۔ پرساد صاحب اتنے ہی اچھے ہیں جتنے آپ یا میرے مہجور تھے۔ اس لئے کسی قسم کے تکلف یا اندیشے کی ضرورت نہیں''

پرساد صاحب کو شاید مہجورؔ فلم کا پروجیکٹ کمرشل اعتبار سے فایدہ بخش نہیں لگا۔ اس لئے یہ منصوبہ پروان نہ چڑھ سکا۔ اس طرح چھ سال گذر گئے۔ لیکن بلراج جی نے ہمت نہ ہاری۔ اس سلسلے میں ۱۲/اگست ۱۹۶۵ء کو امین ابن مہجورؔ کو لکھا گیا یہ خط قابل ذکر ہے۔

''تم جانتے ہو کہ گاہے بگاہے میں مہجورؔ کی زندگی پر فلم بنوانے کیلئے ہاتھ پیر مارتا رہا ہوں۔ اس سے مراد اُن کی ذات پر کوئی احسان کرنا نہیں ہے۔ نہ انہیں جہاں وہ اب ہیں اس سے کوئی فرق پڑتا ہے کہ ان کی شہرت بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے۔ یا کون کون سے ملک میں پہنچتی ہے۔ مجھے انہوں نے آخری ملاقات میں ایک بات کہی تھی۔ جو شاید تمہیں بتا بھی چکا ہوں میں نے ان سے عرض کیا (یہ مئی ۱۹۴۷ء کی بات ہے) کہ اب آئندہ انہیں صرف گیت نہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بلکہ ٹیگور اور اقبال کی طرح عمیق اور گہرے قسم کا ادب تخلیق کرنا چاہئے کیوں کہ اب ان کا درجہ بطور شاعر بہت اونچا تسلیم کیا جا چکا ہے'' ہنس پڑے کہنے لگے ''بلراج صاحب جب تک میرے کشمیری عوام کے پاس کتاب خریدنے اور پڑھنے کی توفیق نہیں ہے۔ مجھے تو ٹیگور بننے کی اور نہ اقبال بننے کی خواہش ہے اور نہ انکی طرح کتابیں چھپوانے کی۔ میرے عوام تک میرے گیت ہی پہنچ سکتے ہیں۔ اسلئے مجھے انہیں پر اکتفا کرنا ہے۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے''

''جن حالات میں ہندی فلمیں بنتی ہیں، کسی معیاری فلم کا تصور بھی کرنا، میں نے دیکھا کہ خیال خام ہے۔ چنانچہ میں نے ہندی فلموں کے باہر نگاہ دوڑانی شروع کی اور میری اچھی قسمت مجھے پربھات (پربھات مکرجی) تک لے آئی۔ اتفاق سے صادق صاحب کشمیر کے چیف منسٹر ہیں میں انہیں اس زمانے سے جانتا ہوں، جبکہ مہجور سے میری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ DHAR (ڈی پی در) بھی اسی زمانے میں دوست بنے۔ صادق صاحب کو کابلی والا جیسی فلموں میں میرا کام پسند آیا جب بھی بمبئی آتے، ملتے، اور پچھلے بڑے چناؤ میں ہم کرشنا مینن کیلئے اکٹھے لڑے۔ جب دوستی کا رشتہ مضبوط ہوا اور پربھارت کی طرف امیدیں قائم ہوئیں تو صادق صاحب سے دل کی بات کہی۔ خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے تجویز کو پسند کیا۔ اب بتاؤ میں اس کے بجائے اور کیا کر سکتا ہوں؟ محبوب صاحب مرحوم نے ایک بار حبہ خاتون بنانے کا اعلان کیا۔ اسی دن سے میں دل میں جو دعائیں کرنے لگا کہ خدارا یہ فلم نہ بنے۔ کشمیر کے کلچر سے کھلواڑ بند ہو۔ محبوب صاحب بذاتِ خود ایک بیدار اور حب الوطنی شخصیت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے مالک تھے اِسی لئے اُنہوں نے اِرادہ ملتوی کردیا اور اس کے بجائے SON OF INDIA بنائی..... کیا یہ تمہیں یا مجھے کبھی برداشت ہوسکتا ہے کہ مہجور کی زندگی پر ایک ضروری قسم کا لغو فلم بنادیا جائے اور اس کی زندگی کی تمام سچائی کو نظر انداز کرکے ایک قیمتی جگ مگ کرتا ہے مگر بے جان ڈھانچہ تیار کرکے پبلک میں ایک عظیم شخصیت کا مذاق اڑادیا جائے ۳۱ مئی ۱۹۶۶ء کے ایک خط کا یہ اقتباس پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ مرحوم بلراج ساہنی کو مہجور کی شخصیت اور اِس فلم سے کتنی گہری وابستگی تھی..... لکھتے ہیں۔

> ایک بات کا خاطر جمع رکھو امین۔ آج تک کسی ظلم کے ساتھ میرے جذبات اس قدر وابستہ نہیں ہوئے جتنے اس کے ساتھ ہیں۔ یہ فلم میرا تیرتھ ہے، میرا مندر۔ اس کے ساتھ میں حتی الوسع کوئی بھی بے انصافی برداشت نہیں کرسکتا۔ سکرپٹ بہت اچھا لکھا گیا ہے۔ گانے بھی بہت اچھے ریکارڈ ہوئے ہیں۔ مجھے اطمینان ہے کہ اس سے تمہیں اور تمہاری والدہ کو بھی، پورا اطمینان ہوگا۔ ماہِ جون کے آخر میں، خود بھی اپنی آنکھوں سے دیکھوں''

جیسا کہ میں نے پہلے لکھا کہ فلم کی کاسٹ میں مہجور کے رول کے لئے پریکشت کو منتخب کیا گیا اور طے پایا کہ بلراج ساہنی مہجور کے والد کا رول ادا کریں گے۔ ان دو اہم کرداروں کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ بیشتر اداکار کشمیر سے ہی لئے جائیں۔ ایک تو اس سے فلم میں حقیقت کا ماحول پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ اور دوسری ان اداکاروں کو ملک کے باقی حصوں میں متعارف کرانے کا ایک اہم مقصد بھی پورا ہوگا۔ وادی میں جو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اداکار سٹیج یا ریڈیو سے وابستہ ہیں۔ان کی مکمل فہرست بنائی گئی۔اور یہ دیکھا گیا کہ ان میں سے کون مہجورؔ کی زندگی سے وابستہ کس کردار کیلئے موزون ہوگا۔ان اداکاروں کے فوٹو گرافس دیکھے گئے۔فلم کے کیمرہ مین اجےؔ مترا اور میک اپ کے شعبے کے سربراہ سیتن درؔ سے مشورہ کیا گیا۔ چنانچہ دیگر اہم کرداروں کے لئے سداماجی، پشکر بھان، مکھن لال صراف، محمد سلطان، راجہ حمید، اومکار خزانچی، محمد سلطان پنڈت، محمد عبداللہ، بشیر بٹ، موتی لال خزانچی، اومکار ائمہ، سومناتھ سادھو، محمد یوسف قریشی، عاشق حسین، پیارے لال رازدانؔ، شاہد بڈگامیؔ، حکیم حبیب، عبدالمجید بٹ، کرشن لنگو وغیرہ کا انتخاب ہوا۔اس کے علاوہ بیسیوں نئے چہروں کو بھی فلم میں شامل کیا گیا جن میں شہری کے رول کیلئے پشکر رینہ، جو کہ بعد میں فلم فنیر کے نئے اداکاروں کے مقابلے میں اول آئے اِن کا سکرین ٹیسٹ لیا گیا جو نہایت ہی تسلی بخش نکلا۔ چھوٹے شہریؔ کے رول کیلئے فلم ''مأنزی راتھ'' کی ہیروین کے بیٹے کنول اور چھوٹے مہجورؔ کے لئے سٹیج اور ریڈیو کی مشہور اداکارہ نبلہؔ بیگم کے لڑکے قیوم کو چُنا گیا۔ اس کے علاوہ نادمؔ صاحب کے لڑکے شانتی ویر کو بھی مہجورؔ کے بچپن کے دور میں ایک نو عمر کردار کا رول دیا گیا۔فلم میں اور بھی کتنے ہی کردار ہیں۔ یہاں سب کے نام گنونا ممکن نہیں۔ البتہ بنگال کے دو مشہور مزاحیہ اداکاروں کا ذکر ضرور آنا چاہیئے۔ جنہوں نے بھارتؔ نومکرجی، چنانچہ جنہوں نے فلم دیکھی ہوگی انہوں نے بھانو مکرجیؔ کو ایک مہمان کلاکار کے رول میں دیکھا ہوگا۔فلم کا ایک مشہور گانا جو آزادی کے بعد کے مہجورؔ کی نمایندگی کرتا ہے۔ جو ہر رائے پر فلمایا گیا تھا۔ یہ گانا تھا ''شاسأری پُڑی تو سانبن گھرن منز آیہ آزأدی''، لیکن بدقسمتی ہے سنسر بورڈ نے اسے فلم سے کٹوا دیا۔اس وقت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہمارے سنسر بورڈ کو حقایق کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔ ممکن ہے اب جبکہ ''اردھ ستہ'' جیسی حقیقت پر مبنی فلمیں پاس ہوتی ہیں اگر یہ گانا سنسر بورڈ پھر دیکھے تو شاید اسے فلم میں شامل کرنے کی اجازت دے۔ بہر حال ذکر چل رہا تھا اداکاروں کے سلیکشن کا .....مرد اداکاروں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ لیکن سب سے بڑا مسلہ تھا زنانہ اداکاروں کا اس سلسلے میں ہم ''مآنزی راتھ'' بناتے وقت بھی بہت ہی پریشان ہوئے تھے۔ غالباً ٹیلی ویژن کے قیام کے باوجود اب بھی یہ مسئلہ ویسا ہی مشکل ہے جیسا اُس وقت تھا۔ کئی چہرے دیکھے، کئی لوگوں سے ملے، لیکن مناسب TALENT نہ مل سکا۔ ایک دو کی بات ہوتی تو کسی نہ کسی طرح کام چل جاتا لیکن ہمیں درجنوں زنانہ اداکاروں اور کھیتوں میں کام کرنے والی عورتوں کی ضرورت تھی۔ اس سلسلے میں سبھی کو تشویش ہوئی۔ چنانچہ بلراج جی نے ۲۱ر مارچ ۱۹۶۶ء کو صادق صاحب کو اس سلسلے میں لکھا۔

''فلم کی شوٹنگ جون کے مہینے سے شروع ہونے والی ہے، لیکن ہم بے بس ہیں کیونکہ ہمیں مناسب کشمیری خواتین اداکار ائیں نہیں مل رہیں۔ فلم میں کام کرنے سے ابھی وہ جھجک رہی ہیں۔ یہ مسئلہ تب تک حل نہیں ہوسکتا جب تک نہ زینب جی، ساجدہ جی، اور محمودہ جی ہماری مدد کریں۔ میں ان کو بھی الگ سے خط لکھ رہا ہوں لیکن آپ انہیں اس کاز کے بارے میں مجھ سے زیادہ مطمئن کر سکتے ہیں۔ میں نے قاسم صاحب کو بھی لکھا ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کی اس سلسلے میں مدد فراہم کریں۔ مہجور کی ساری زندگی گاؤں میں گزری ہے۔ اور فلم کا نوے فیصدی حصہ گاؤں میں ہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شوٹ ہوگا۔اس لئے شہر سے زیادہ ہمیں گاؤں میں تعاون چاہیے''

قاسم صاحب نے بلراج جی کے خط کا جواب فوراً ہی دیا۔تاریخ تھی اٹھائیس مارچ سن ۱۹۶۶ء ''مکرمی ساہنی صاحب۔آپ کا خط ملا۔یادآوری کا شکریہ۔میں نے بہت دلچسپی سے پڑھا کہ مہجور فلم کے بارے میں آپ کو کسقدر ذاتی دلچسپی ہے اور آپ کئی وقتوں کا مقابلہ کررہے ہیں۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس قدر نیک کام میں آپ کو مجھ جیسے ناچیز کی خدمات درکار ہوں گی، آپ کو ضرور حاصل ہوں گی۔تفاصیل کیلئے جب آپ سرینگر میں ہوں گے آپ سے بات ہوگی۔مئی کے دوسرے ہفتے میں ہم انشاءاللہ سرینگر میں ہوں گے کیونکہ اپریل کا مہینہ جموں صوبے میں ہی صادق صاحب کا بھی اور میرا بھی صرف ہورہا ہے۔ہمارے کارکن کشمیر میں حتی الامکان ضرور مددگار ثابت ہوں گے'

چنانچہ مئی کے مہینے میں ہی زنانہ کرداروں کا مسئلہ بھی حل ہوا جس کا سہرا ساجدہ جی (بیگم ساجدہ ضمیر احمد) کے سر ہے۔انہوں نے سب سے پہلے اپنی خدمات پیش کیں۔اس سے فلم کو ایک اور وقار ملا۔اور ان خواتین کی جھجک دور ہوئی جو اس فلم کو بھی بمبئی کی عام فلم تصور کرتی تھیں۔ساجدہ جی کو مہجور کی نانی کا رول دیا گیا۔جن کے سائے میں پلکر مہجور جوان ہوئے۔اور جنہوں نے ان میں علم وادب کا شوق پیدا کیا۔اس کے ساتھ ہی ہماری مشہور مصور کشوری کول بھی میدان میں آئیں۔مہجور کی شریک حیات کے رول کیلئے کئی لڑکیوں کا ٹیسٹ لیا گیا۔آخر گیتا نجلی کا انتخاب ہوا۔جو گو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیری نہیں تھیں لیکن یہیں بلی پڑھی تھیں۔ گیتا نجلی کشمیری بھی بول سکتی تھیں۔ گوان کا لب ولہجہ خالص کشمیری کا سا نہیں تھا۔ وہ رقص بھی جانتی تھیں، اداکاری بھی اور سنگیت بھی (گینا نجلی اس وقت ہمارے ملک کی ماہر اور مشہور کتھک رقاصاؤں میں صف اول کی فنکار ہیں) فلم میں ایک اہم کردار ہے گریس کور (گاؤں کی الیھڑ دوشیزہ کا) جس کو فلم میں گاؤں کی سادگی، بے باکی معصومیت اور تازگی کے سمبل کے طور پر استعمال کیا گیا۔ یہ لڑکی کوئی بات نہیں کرتی۔ نڈر، بے باک اپنے کام میں مست، کھیتوں ،کھلیانوں میں ایک جنگلی ہرنی کی طرح کلیاں مارتی رہتی ہے۔ اور مہجورؔ کو اتنا متاثر کرتی ہے کہ وہ گریس کور عنوان کے امرگیت کی تخلیق کرتا ہے۔ اس کردار کیلئے ہندی کے مشہور ادیب اور بلراج ساہنیؔ کے چھوٹے بھائی بھیشم ساہنیؔ کی لڑکی کلپنا کا انتخاب ہوا جو اُس وقت روسی زبان میں ریسرچ کر رہی تھیں۔ اس طرح سے فلم کی کاسٹنگ مکمل ہوئی۔

اس بیچ میں ہندی اور کشمیری دونوں روپوں کے گانوں کی ریکاڈنگ مکمل ہو چکی تھی ۔ ہندی گانوں کی ریکاڈنگ بمبئی میں ہوئی اور کشمیری گانوں کی ریڈیو کشمیر سرینگر کے سٹوڈیوز میں۔ ہندی گانوں کی موسیقی پریم دھونؔ کی تھی اور کشمیری گانوں کی موہن لال ائمہ کی، پریم دھون دھنیں بنانے سے پہلے یہاں آئے تھے اور انہوں نے وہ ساری لوک دھنیں ریکارڈ کر لی تھیں جن میں محمود شہری اور یہاں کے لاکھوں عوام نے مہجورؔ کے گانے گائے تھے اور ان کی اساس پر اپنی دھنیں بنائیں۔ مہجور کے گیتوں کو ہندی جامہ پہنانا اور ان میں کشمیری روح کو برقرار رکھنا بھی ایک بڑا کام تھا۔ اس سلسلے میں پریم دھونؔ کے ایک خط کا اقتباس ملاحظہ ہو جو انہوں نے میرے نام ۲۱/اپریل ۱۹۶۶ء کو لکھا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

باقی گیت مئی میں ریکارڈ کرنے ہیں۔ کیفی صاحب کے پاس جو SCRIPT ہے اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ کس گیت کے کون کون سے اشعار استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ایک اور SCRIPT مجھے بھیجدیں جسمیں واضح طور پر لکھیں کہ باقی گیتوں میں کون سے اشعار شامل ہوں گے۔ اور گیت کتنے منٹ کا ہوگا۔ حبہ خاتون کے پہلے گیت کے بعد جو ہم نے ریکارڈ کیا مہجور کے گیت کے کون سے اشعار ہوں گے اور اس کے بعد وہ مختلف جگہوں پر مہجور کے جو گیت ہوں گے وہ مختلف ہوں گے یا ایک ہی گیت کے دو حصے فی الحال ہم لوگ دہقان زادی اور حبہ خاتوں کے دوسرے گیت پر کام کر رہے ہیں''

ہندی روپ کے گیت مناڈے نے مہندر کپور، سمن کلیانپور، اوشا منگیشکر، طلعت محمود اور کرشنا کلے نے بہت ہی خوبصورت انداز میں گائے جن میں سے ''آجا پھولوں کے شہزادے''، چمن والے چمن کی کوئی شان پیدا کر'' کھیتوں کی شہزادی ریڈیو سے بہت ہی مقبول ہوئے۔ پریم دھون نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ ہر گانے سے کشمیریت جھلکے لیکن فلم لاین میں ہونے کی وجہ سے بمبئی کی فلموں کے اثر کو پوری طرح وہ نکال نہیں پائے۔ چنانچہ پریکشت ساہنی نے جب روس سے لوٹنے پر یہ گانے سُنے انہوں نے مجھے اپنے تاثرات بھیجے اور لکھا۔

''مجھے روس سے لوٹے تین دن ہوئے۔ اور یہ تینوں دن میں نے بمبئی میں اس جدوجہد کیلئے تیاری میں گزارے جو مہجور فلم بنانے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے سلسلے میں ہمارے سامنے ہے۔ میں جلد ہی آپ کے پاس پہنچنا چاہتا ہوں تا کہ ہم ساتھ بیٹھ کے مسودے پر کام کر سکیں۔ سنیریو کے بغیر میں اندھے کی طرح محسوس کر رہا ہوں یا اس شخص کی طرح جسے بینائی لوٹائی گئی ہو۔ لیکن جس کی آنکھوں سے ابھی پٹی ہٹائی نہیں گئی ہو..... میں نے فلم کے تین چار گانے سن لئے ہیں جو پریم دھون نے ریکارڈ کئے ہیں۔ مجھے دو اچھے لگے۔ دو اچھے نہیں لگے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ مہجور کے گانوں میں بمبئی کی فلموں کے گانوں کے ساتھ کسی طرح کی مطابقت نہیں ہونی چاہئے۔ میں اس سلسلے میں آپ سے ملنے پر تفصیل سے بات کروں گا۔ انشاء اللہ مہجور پھر زندہ ہوگا۔ پھر کشمیر کی مہک کو اپنے گیتوں میں سموئے گا اور دنیا سے اُسے نہارے گی''

کشمیری روپ کی موسیقی میں موہن لال ایمہ نے کوشش کی ان کی دھنوں کو سجانے سنوارنے کی جن میں مہجور کی مقبولیت کے دنوں میں ان کے گیت یہاں کے بچے بچے کی زبان پر تھے چنانچہ ہم نے پرانے گراما فون ریکاڈوں اور بزرگ لوگوں کا سہارا لیا اور اس طرح ان دھنوں کو ایک نئی زندگی ملی۔

سارے گانے کی عکس بندی کیلئے کشمیر چھوڑ دو تحریک کے جلسوں اور جلوسوں کی آراستگی ضروری تھی۔ چنانچہ بڈگام کے علاقے میں شاہد بڈگامی اور دوسرے با اثر فنکاروں کی مدد سے ایک بڑے اجتماع کیلئے لوگوں کا تعاون حاصل کیا گیا۔ سینکڑوں ہل والے جھنڈے بنائے گئے تا کہ ایک بھاری جلوس کا اہتمام کیا جائے۔ شوٹنگ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے سارے انتظامات طے ہو چکے تھے۔لیکن حکام نے شوٹنگ سے ایک دن قبل ہمیں اطلاع دی کہ چونکہ اس طرح کے جلوس سے لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوگا اس لئے شوٹنگ کو منسوخ کیا جائے۔ ہم حیران ہوئے کہ فلم گورنمنٹ کی ہے اور حکومت ہی شوٹنگ میں رخنہ ڈال رہی ہے۔ جب ہم نے وجہ دریافت کی تو ہمیں کہا گیا کہ اسمیں چونکہ نیشنل کانفرنس کے جھنڈے ہونگے اس لئے غلط فہمی کا خدشہ ہے۔ چنانچہ ہمیں کشمیر چھوڑ دو تحریک کے جلوس کلکتہ کے ٹیکنیشن سٹوڈیوز کے احاطے میں کشمیر کے اہم بازار کھڑا کر کے اور جمشید پور ٹاٹا نگر کے قریب پہاڑوں میں کافی رقم خرچ کر کے شوٹ کرنے پڑے۔ سیاسی مصلحتوں کی بناء پر تخلیقی عمل کو کس طرح اثر انداز ہونا پڑتا ہے۔ یہ اس طرح کی مثالوں سے واضح ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو تاثر کشمیر کے بازاروں میں اور یہاں کے دیہات کے لوگوں کی شرکت سے پیدا ہوسکتا تھا وہ کلکتہ کے اکٹراز اور مصنوعی سپاٹس لگا کر پیدا نہیں کیا جا سکتا تھا۔

بہرحال یہ سب مرحلے طے کر کے جب فلم کا کشمیری روپ تیار ہوکر CENSOR نے پاس کیا تو اسکی ڈسٹری بیوشن کا مسئلہ سامنے آیا۔ اس میں بیورکریسی نے لاپرواہی برتی۔ ایک وقت وہ تھا جب کہ آل انڈیا رائٹس کے لئے صرف ہندی روپ کیلئے سات لاکھ روپے کی MINUM گارنٹی کا آفر تھا۔ جسکا مطلب یہ تھا کہ فلم سے حکومت کو اڑھائی لاکھ روپے کا فائدہ ہوتا اور ساتھ ہی کشمیری روپ مفت میں مل جاتا۔ بہرحال کافی تگ ودو کے بعد کشمیری روپ اگست ۱۹۷۰ء میں ریلیز ہوا پرائمیر سرینگر کے ریگل سینما میں بڑی شان وشوکت سے ہوا جس میں مہجور صاحب کی اہلیہ محترمہ مہمان خصوصی تھیں شو کے بعد ریگل سینما کے آفس میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صادق صاحب مرحوم نے بیگم مہجور سے پوچھا ''ہم نے مہجور صاحب کی شان میں کوئی گستاخی تو نہیں کی ہے'' بیگم مہجور کی آنکھیں آنسوؤں سے نم تھیں۔ انہوں نے کہا ''بس من وعن یہی کچھ ہوا تھا'' ان کے دل سے نکلا ہوا فقرہ ہمارے لئے سب سے بڑا انعام تھا۔ اسکے بعد وزیر اعلیٰ جناب غلام محمد صادق کی طرف سے فلم کے مکمل ہونے کی خوشی میں انکے پرائیویٹ پبلک آفس پر شاندار عصرانہ دیا گیا جس میں بلراج ساہنی، پریم دھون، اجے مترا اور باہر کے دیگر فنکاروں کے علاوہ فلم میں کام کرنے والے کئی کلاکار اور موسیقار مدعو تھے۔ اسکے علاوہ وادی کے کئی ادیب اور دیگر فن کار بھی اس تقریب میں شریک ہوئے۔

فلم کے ریلیز پر ریاست کے اس وقت کے گورنر شری بھگوان سہائے مہمان خصوصی تھے۔ فلم دیکھ کر وہ بے ساختہ کہہ اُٹھے کہ یہ فلم نہیں حقیقت رکھتی ہے۔ بالکل اطالوی فلموں کی طرح شو ختم ہونے کے بعد وہ باہر دوسرے شو کے لئے جمع ہوئے لوگوں میں گئے اور ان سے کہا کہ ''یہ فلم یہاں کے بچے بچے کو دیکھنی چاہئے۔ بہت ہی خوبصورت فلم ہے''

یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ابھی بھی ہمارے ملک میں فلم کی کامیابی باکس آفس پر اسکی مالی فتح پر ہی متعین کی جاتی ہے۔ اور چونکہ اس فلم میں کاروباری فلم کا مصالحہ نہیں تھا۔ اسوجہ سے یہ شاید باکس آفس ہٹ نہ ہوسکی۔ لیکن اگر فنی اعتبار اور خلوص اور ایمانداری کی کہوٹی پر اس فلم کو پرکھا جائے تو سخت سے سخت نقاد بھی اس کو پسند کئے بنا نہیں رہ سکتا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اس فلم کو عوام کے سامنے پوری طرح سے پیش نہیں کیا گیا۔ یہ صرف چند ہفتوں کیلئے سرینگر کے ایک سینما ہال میں دکھائی گئی اور چند ہفتوں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے بعد اس امر کے باوجود کہ ہر شو میں ہاؤس فل ہوتا اسے اتار گیا میں یہاں ان وجوہات کا ذکر نہیں کروں گا جن کی بناء پر سے اتارا گیا۔ یہ فلم سوپور میں ہفتہ بھر دکھائی گئی باقی کسی اور قصبے میں اسے دکھانے کی کوشش تک نہیں کی گئی۔ لیکن اتنا ضروری کہوں گا کہ اس میں ان لوگوں کا بھی ہاتھ تھا جو یہاں پر ہر قسم کی ترقی کے دشمن ہیں۔ اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہوگی۔ کہ اس فلم کا اردو روپ تیار ہو کر حکومت کے پاس بند ڈبوں میں پڑا ہے۔ جبکہ اس فلم کے لئے ڈسٹری بیوٹر بھی تیار ہیں۔ ایک ایسی تخلیق جس پر ہمیں فخر ہونا چاہئے تھا۔ جو ہمارے بہت ہی محبوب و مقبول شاعر کو زندگی دیتی ہے۔ جسے ہم نے انتقال کے بعد قومی شاعر تک کا درجہ دیا، جو یہاں کے لوگوں کے غم، انکی خوشی میں لمحہ لمحہ شریک رہا، جس نے یہاں کے لوگوں کے دلوں کی دھڑکنوں میں خود کو جذب کر لیا تھا۔ جس نے اس وقت حکومت اور جور و استبداد کے خلاف قلم اٹھایا۔ جب کہ گردن اٹھا کر چلنا بھی گردن زنی سمجھا جاتا تھا۔ یہ سوال بار بار ذہن میں ابھرتا ہے۔ کہ حکومت کی جائیداد ہونے کے باوجود اس فلم کو تہہ خانوں میں کیوں بند رکھا گیا ہے؟

ساری ریاستیں فلم کے قوتِ اظہار کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی ریاستوں میں فلم سازی کی صنعت کو کھلے دل سے سرپرستی فراہم کر رہی ہیں۔ لیکن ہماری ریاست ہی شاید واحد ریاست ہے جہاں اس طرف کسی طرح کا دھیان نہیں دیا جاتا۔ نہ جانے کب کوئی مسیحا آئے گا۔ اور مہجور کی شخصیت کو تہہ خانوں میں پڑے بند ڈبوں سے نکال کر آزاد کرے گا.....!

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

برج پریمی

مہجور اور منٹو

مہجور کشمیری زبان کے عہد ساز شاعر ہیں۔ انہوں نے کشمیری شاعری کی غنائیہ روایات کو ایک نئی جہت دیکر نئی منزلوں سے آشنا کیا۔ مہجور کی ابتدائی شاعری میں موضوع اور ہیت کے اعتبار سے روایت کی چھاپ ہے۔ لیکن وہ بہت جلد اس دور کی شاعری کی ان دیکھی دنیاؤں سے زینہ بہ زینہ اس دنیا میں اترتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور ان کے یہاں ان کے گرد و پیش کی دنیا مچلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ وہ پرچھائیوں کا تعاقب کرنے کے بجائے انسانوں کی دنیا میں خاک چھانتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ روایت کی حدود میں رہکر بھی ایک نئے شعری مزاج کا تجربہ کرتے ہیں اور اپنے عہد کے تقاضوں کو شعر کی زبان دیکر ایک مجتہدانہ رول ادا کرتے ہیں۔ مہجور گل اور بلبل کے عشق اور حسن میں انسانی زندگی کی تب و تاب کا فسوں جگاتے ہیں اور اپنی قوم کی نسل در نسل غلامی ان کے احساس کمتری، ان کی ناداری اور افلاس اور جاگیردارانہ نظام کے داؤ پر چڑھی ہوئی ان کی آرزومندیوں کو انہیں استعاروں میں ڈھال کر اپنے تنفس کے شعلوں سے سلگا دیتے ہیں۔ ایک بلند، واضح اور نوکیلی آواز کشمیر کے در و دیوار میں لہراتی ہے۔ اور جاگیر شاہی نظام کے ایوانوں کو ہلا دیتی ہے۔ مہجور کی یہ آواز

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس تحریک کو قوت اور تراوت بخشتی ہے جو صدیوں کی غلامی کے خلاف کشمیر میں بلند ہوئی تھی۔ لیکن مہجور نعرہ باز نہیں تھے۔ ان کی آواز میں آگ ہے۔ لیکن وہ فن کے حسن اور اس کی خوشبو کا سودا نہیں کرتے وہ مشالیت اور مزیت کے حسن سے اپنے اشعار میں نئی معنویت پیدا کرتے ہیں۔ وہ غم اور غصے کو شعور اور فن کی خراد پر چڑھا کر کھری بات کہنے کے قائل ہیں۔ یہ مہجور کا شاعرانہ اعجاز تھا کہ وہ عوام کے دل کی دھڑکنوں کی آواز بن گئے اور انہیں اپنی حیات میں بھی بقائے دوام حاصل ہوا۔

بیسویں صدی کے تیسرے دہے کے آس پاس مہجور کی دو نظمیں ''پوشے مِتہ جانانو'' اور میرے پھولوں کے شہزادے اور ''گریس کور'' (دہقان دوشیزہ) انگریزی ترجمے کے توسط سے مہاکوی ٹیگور تک پہنچیں۔ ان نظموں کے سحر نے مہاکوی کو موہ لیا۔ لفظوں میں چھپے ہوئے قوس قزح کے رنگ، جنگلی ہرنوں کی مست خرامی، نیلی جھیلوں کے گہرے سایے اور برہ کی آگ میں جھلسی ہوئی برہن کی پتھروں کو پگھلا دینے والی لے .....مہاکوی کو دور پہاڑوں کی پنہایوں میں چھپے ہوئے ایک غیر معروف شاعر کی آواز کے رس میں قدرت کی مہانتا روح کی آسودگی اور ازلی حسن کے تقدس کا احساس ہوا تھا جس کا وہ خود عاشق تھا۔ اسی احساس نے اسے مہجور کو ''کشمیر کا ورڈس ورتھ'' کہلوایا.....مہاکوی ٹیگور کے اس تاثر میں مہجور شناخت کا احساس ہوتا ہے۔ .....اس کے بعد آہستہ آہستہ مہجور کے جنیس کا احساس کشمیر کے پڑھے لکھے لوگوں کے دلوں میں جاگ اُٹھا۔

یہ مہجور کی کشمیری شاعری کا آغاز تھا!

برسوں بیت گئے مہجور کی شاعری جغرافیائی حصاروں کو توڑ کر پورے برصغیر کو اپنی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خوشبو سے معطر کرنے لگی۔ ان گیتوں میں نئے کشمیر کے ان خوابوں کی تفسیر تھی جنہیں مہجور نے احساس اور شعور کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ یہ ایک نئی آواز تھی جس میں کتنی ہی نا آسودگیوں کی تپش تھی کتنے ہی زخموں کی ٹیس تھیں اور غم اور ملال اور غصے کی آنچ تھی۔ اس نظام کے خلاف جس نے کشمیریوں کے ارمانوں کو خاکستر کیا تھا۔ اور انہیں نسل در نسل غلامی کا طوق پہنایا تھا۔ حتیٰ کہ پاکستان میں رہنے والا بدنام اور معتوب افسانہ نگار، جسے شاعری کے شعبے سے کوئی واسطہ نہیں تھا، اس آواز کی جدت سے پگھل گیا۔ یہ حساس شخص ایک اور کشمیری تھا..... سعادت حسن منٹو! جسے شاعر کشمیر مہجور کو ساری عمر نہ دیکھنے کی محرومی نے اظہار ملال پر مجبور کیا تھا۔

''کشمیر میں نے نہیں دیکھا ہے۔ لیکن کشمیری دیکھے ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ میں نے مہجور کو نہیں دیکھا ہے.....''

منٹو کی سب سے بڑی کمزوری کشمیر تھا۔ اسے زندگی بھر یہ احساس تڑپاتا رہا کہ اس نے کبھی کھلی آنکھ سے اپنا آبائی وطن کشمیر نہیں دیکھا تھا۔ وہ صرف ایک بار بٹوت تک ہو آیا تھا۔ جب اسے دق کا مریض قرار دے کر علی گڈھ یونیورسٹی سے نکال دیا گیا تھا کشمیر سے اس کی دلچسپی کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ وہ کشمیری الانسل تھا۔ کوئی پانچ پشت پہلے اس کے جد امجد خواجہ رحمت اللہ سکھوں کی عملداری میں اپنے دوسرے بہت سے اہل وطن کی طرح کشمیر سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں آکر مقیم ہو گئے تھے۔ ان کے پوتے خواجہ جمال الدین کچھ عرصہ کے بعد امرتسر چلے آئے تھے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے لیکن وہ منٹو ذات کو بھول نہیں سکے جو ان کے کشمیری پن پر داں تھا منٹو..... ڈیڑھ سیر کا بٹہ!..... اس لئے کشمیر کے تعلق

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سے جب بھی کوئی بات ہوتی تو منٹو کہتا تھا.....

''میں کشمیری ہوں.....ایک بات تو''

''میں بھی کشمیری ہوں، مجھے کشمیریوں سے بہت محبت ہے''

''میں کشمیری ہوں' بہت عرصہ ہوا ہمارے آباد اجداد کشمیر سے ہجرت کر کے پنجاب آئے''

یہی سبب ہے کہ کشمیر کا ذکر آتے ہی منٹو جذباتی ہو جاتا تھا۔ اس سرزمین کے ساتھ یہی تعلق اسے ''بیگو''، ''ایک خط'' مصری کی ڈلی'' ''لالٹین''، جیسی کہانیوں کے بعد ٹیٹوال کا کتا'' اور'' آخری سلیوٹ''، جیسی کہانیاں لکھواتا ہے۔

ذکر ہو چکا ہے۔ کہ منٹو کے بزرگ سکھ عہد میں، سکھوں کے مظالم سے تنگ آ کر ترکِ وطن پر آمادہ ہوئے تھے۔ منٹو اس واقع کو بھول نہیں سکا تھا۔ اس کے تحت الشعور میں یہ بات محفوظ تھی کہ مہجور نے ایسا نہیں کیا تھا۔ ظلم و ستم کو برداشت کیا تھا اور اس کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ مہجور کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے منٹو رقم طراز ہے!

''مجھے ندامت ہے کہ میرے آبا و اجداد نے ہجرت کو جور ستم سہنا بڑی بات ہے۔ لیکن ہجرت بہت بڑا مزا ہے۔ مہجور نے قلم و ستم سہے۔ اس نے سب سے بڑی اذیت جو ذہنی خصوصیت ہے، برداشت کی مگر وہ ڈٹا رہا۔ ہجرت کا خیال تک بھی اس کے دماغ میں نہ آیا.....وہیں رہا جہاں کا وہ تھا.....''

(شاعر کشمیر۔ مہجور کاشمیری)

تقسیم منٹو کے لئے ایک بہت بڑا المیہ تھی۔ اس نے ہندوستان اور پاکستان کی مصنوعی تقسیم کو دل سے کبھی قبول نہیں کیا۔ اس کا ایمان تھا کہ مذہب اور سیاست کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نام پر کھینچی ہوئی کوئی لکیر دلوں کا بٹوارہ نہیں کر سکتی۔

'اب اس خطۂ زمیں کو نئے نام نے کیا بنا دیا تھا۔ اس کا مجھے علم نہیں تھا۔ اپنی حکومت کیا ہوتی ہے۔ اس کی تصویر بھی کوشش کے باوجود میرے ذہن میں نہیں آتی تھی''

(گنجے فرشتے)

اس لئے جب ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تعلقات کشیدہ ہوئے۔ تو منٹو بے چین ہو اٹھا اور دور کی بعض کہانیوں میں منٹو نے اپنا غم انڈیل دیا ہے۔ اس کے پس پشت ایک انسان دوست افسانہ نگار کا درد اور ملال ملتا ہے۔

''سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ہندوستان اپنا وطن ہے یا پاکستان''

(گنجے فرشتے)

اس لئے جب تقسیم ملک کے بعد ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تناؤ بڑھتا ہی گیا تو منٹو اپنے جذبات پر پہرہ نہ بٹھا سکا۔ وہ شاعر کشمیر مہجور کو یاد کرنے لگا۔ اِسے یقین تھا کہ مہجور کے نغمے زخموں پر پھاہا رکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ان کے نغموں کا رس نفرت اور کدورت کے زہر پر تریاق رکھ دیتا۔

''کاش مہجور زندہ ہوتا!

اگر وہ زندہ ہوتا تو میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر گراہم کو ضرورت پیش نہ آتی۔ وہ اپنے قلندرانہ انداز میں جواہر لال نہرو اور خواجہ ناظم الدین کو یہ بھی کشمیری ہیں سمجھا دیتا کہ دیکھو انسان کا خون پانی سے ارزاں نہیں ہے۔ کشمیری خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو ہو ہر حالت میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیری ہے۔تم جواہر لال ہو..... یہ ناظم الدین ہے۔دونوں کشمیری ہو۔حالانکہ تم کشمیر کے باشندے نہیں ہو لیکن تمہاری روح کشمیری ہے۔تم گوجہ اور بھتہ (شلغم اور چاول) کو ایسے دسترخواں سے کبھی نکال نہیں سکتے۔پھر تم کیوں لڑتے ہو۔شلغم اور بھات کی قسم کھاؤ..... کیا تم ایک دوسرے کے گریباں میں ہاتھ ڈال سکتے ہو؟

(شاعر کشمیر۔مہجور کاشمیری)

یہ مضموں منٹو نے ۱۹ر نومبر ۱۹۵۲ء کو لکھا تھا۔

مہجور اور منٹو میں بظاہر کوئی مماثلت نہیں۔ان میں مماثلت کی تلاش دور کی کوڑی لانے کے مترادف ہے۔لیکن اس بات میں کوئی باک نہیں کہ دونوں کے یہاں آزادی وطن کی آرزو ہے دونوں کے یہاں جبر اور ظلم کے خلاف بغاوت کی آگ ہے دونوں کے یہاں انسان دوستی اور فرقہ واریت کا پیغام ہے۔دونوں مذہب کے نام پہ ہوئے مظالم کی قلعی کھول دیتے ہیں۔اور سب سے بڑھ کر دونوں کا وطن کشمیر ہے۔

آزادی کے بعد مہجور کا لہجہ کچھ ناقدانہ ہو جاتا ہے۔وہ ''آزادی'' لالو لالو ہا گل لالہ'' ''پوشہ نولو'' وغیرہ نظموں میں طنز آمیز لہجہ اختیار کرتا ہے اور منٹو پاکستان جا کر آنکھیں ملتے ہوئے رہ جاتا ہے۔اور ''چچا سام کے نام خطوط'' کی سیریز میں اپنی تمام بصارت کے ساتھ اپنے غم اور ملال کا اظہار کرتا ہے۔اس کا لہجہ بے حد زہرناک ہو جاتا ہے۔اور اپنے شعور کی تمام بالیدگیوں کے ساتھ اس نظام پر وار کرتا ہے جو مغربی سامراج کی کٹھ پتلی بن چکا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

منٹو کے یہاں رومان نہیں ملتا۔ زندگی کے تلخ حقایق ملتے ہیں لیکن مہجورؔ کے کلام میں جو رومانیت اسے نظر آتی تھی اس سے محظوظ ہوا تھا۔ اس لئے کہ مہجورؔ میں اسے وصل کا خط ملا تھا اپنے اسی مضمون میں وہ لکھتا ہے۔

''ہجر ہماری رومانوی شاعری کا ایک اہم جزو ہے معلوم نہیں یہ کیا بلا ہے۔ کیونکہ اس سے مجھے آجتک واسطہ نہیں پڑا۔ لیکن مہجورؔ کے کلام کا ترجمہ پڑھنے کے بعد میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا ہجر ہی اس کا وصال تھا.....''

منٹو نے مہجور کا مکمل طور سے مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اس کا مطالعہ ناقص ترجموں کے توسط سے نامکمل مطالعہ تھا۔ اگر اسے مہجورؔ کی حقیقی (GENUINE) شاعری کا راست یا اچھے ترجموں کے ذریعے مطالعہ ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ اختصار پسند سعادت حسن منٹو اپنے مخصوص اور منفرد اسلوب میں اپنے مخصوص استعاروں کی تمام صباحتیں اور تمام دوشیزہ گیاں مہجورؔ پر نچھاور کرتا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجور کا شہری مکان (طنکی کدل۔ سری نگر)

مزار مہجور۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ملک الشعراء عالم جناب ٹیگور کو ادبی نابت کرنوالا کشمیری اینڈیٹر۔

از قلم ۔ ابو رشید کاشمیری۔

میرا ایک مضمون بعنوان "پرتاب ٹیگورین پر ایک سرسری نظر" ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء

جس میں میں نے پرتاب ٹیگورین بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۶ء کے کشمیری حصہ پر ریویو لکھتے ہوئے بنیت

ریویو نگار ایڈیٹر کشمیری حصہ کو چند ادبی نقائص سے آگاہ کرکے ہندیانہ لب ولہجہ اور

آئندہ احتیاط کا دستاویز فوٹو دیا تھا۔ ٹیگورین ماہ پرتاب بابت ماہ جون ۱۹۳۷ء کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ایڈیٹر

صاحب نے میری حق گوئی کی کوئی قدر نہ کی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ بے باکانہ غیر مہذب۔ اور گستاخ

ہوگیا ہے اور گنوار جاہلانہ آداب ضرور ہے۔ البتہ ایک بجائے پانچ عنوانوں کے اپنی لیاقت

کا ایک ہی فضل وجہ برقرار کردی ہے۔ جو کہ صاحب نے ٹیگورین میں عالمانہ، اردو اور

کشمیری زبان لکھا ہے۔ اور یہ تو کچھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

محمد یوسف ٹینگ

مہجورؔ کی چند تلخیاں

مہجورؔ کے کلام میں جگہ جگہ تواریخ کشمیر کے کرداروں اور تلمیحات کا استعمال ملتا ہے جو اس کے قومی شعور کے ساتھ ساتھ اس کے وسیع مطالعے کا سراغ بھی دیتے ہیں۔ ''وولو ہاباغوانو.....'' نامی نظم میں مہجور نے ایسے ہی محاکات اور کرداروں کے نام لئے ہیں اور حاشیے میں اُن کی طرف اشارے کئے ہیں لیکن اس کے باوجود اس کے کلام میں ایسی محاکات کی کمی نہیں ہے جن کی اس نے کوئی تشریح نہیں کی ہے۔ اور جن سے عام قاری واقف نہیں ہے۔ ذیل میں ایسی ہی کچھ تلخیاں اور کرداروں کے متعلق واقفیت بہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جن سے مہجور کے اُن اشعار جن میں ان کا استعمال ہوا ہے، کا مفہوم اور تناظر کہیں سے کہیں کا پہونچ جاتا ہے۔

لالہٕ گو پالس کرٕ یاہ زانہہ مال ودولت تولہٕ بار
ژٕتہٕ ستی بھامایہٕ ہندٕ پأٹھ کرٕ لال ترأوتھ لول توٚل

(ترجمہ! کیا گل لالہ (کشمیری میں اس کا ایک Shade کرشن کنہیا یعنی گوپال بھی ہے) کو مال ودولت سے تولا جاسکتا ہے تو بھی ستیہ بھاما کی طرح ہیروں کو چھوڑ کر محبت کا پیمانہ استعمال کر)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ستی بھاما۔ کرشن کنہیا کے متعلق ایک اسطور کا رمز:۔

ایک دفعہ سورج کا پجاری ستر جیب کرشن کے پاس ایک لعل آبِ دار پہن کر آیا۔ اس ہیرے کا نام 'سائمنتکا' تھا۔ جب ستر جیت دوارکا میں کرشن کے پاس پہنچا تو یہ ہیرا اتنا دمکنے لگا کہ وہاں بیٹھے ہوئے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ خود سورج طلوع ہوا ہے۔ یہ ہیرا بڑا بابرکت تھا اور جس کسی کے قبضے میں ہوتا اس کو خود بہ خود ہر دن سونے کے آٹھ تھیلے مل جاتے۔ اس پر کسی علت کا بھی اثر نہ ہوتا۔ نہ اس کا جنگلی درندے کچھ بگاڑ سکتے۔ نہ آگ، رہزن یا قحط۔ لیکن اس کو اپنے پاس رکھنے کے ایک عجیب شرط کا پالن ضروری تھا۔ وہ یہ تھی کہ اگر چہ یہ نیک سیرت انسان کیلئے بے شمار سعادتوں کا گنج تھا۔ لیکن اگر اسے کوئی بدچلن پہن لیتا تو اس کی موت واقع ہو جاتی۔ یہ سوچ کر اگر کرشن اس ہیرے کی خوبی سے واقف ہو تو وہ اُسے حاصل کرنے کیلئے مچل اُٹھے گا۔ ستر جیت نے اس ہیرے کو اپنے بھائی پرسنا کے ہاتھ دے دیا۔ پرسنا ہیرے کو لے کر شکار کھیلنے کیلئے جنگل میں گیا۔ جہاں وہ ایک شیر سے جھڑپ کے دوران مارا گیا۔ ریچھوں کے بادشاہ جمباوت نے جب شیر کے منہ میں ہیرے کو دیکھا تو اس نے شیر کو ہلاک کر کے ہیرا خود رکھ لیا۔ جب پرسنا واپس نہ آیا تو کرشن کے قبائلی ہم رفیقوں۔ یادوؤں نے خیال کیا کہ شاید کرشن نے اس کو ہلاک کر دیا ہے۔ اپنی بے گناہی ثابت کرنے کیلئے کرشن نے اس گھوڑے کو تلاش کیا جس پر سوار ہو کر پرسنا شکار کو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ جمباوت کی تلاش میں اس کے غار تک گیا۔ اور وہاں ریچھوں کے شہزادے سورکمار کو ہیرے کے ساتھ کھیلتے دیکھا۔ کرشن غار کے اندر داخل ہو کر جمباوت کے ساتھ اکیس دن تک لڑتا رہا۔ چونکہ اس کی کوئی خبر دواسکا نہ پہونچی۔ اس کے دوست سمجھنے لگے کہ شاید وہ کام

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آ گیا ہے۔ انہوں نے اس کے اِنتم سنسکار کیلئے اناج اور پانی کا دان دیا۔ یہ چیزیں کرشن تک پہونچتی رہیں اور اسے قوت دیتی رہیں۔ آخر کار جمباوت نے اپنی بیٹی جمبارتی اس کے بیاہ میں دے دی۔ وہ جمباوتی اور ہیرے کے ساتھ واپس گھر پہونچا۔ اس نے ہیرا ستر جیت کو واپس کر دیا۔ ستر جیت اس ادا سے اتنا خوش ہوا کہ اس نے اپنی پیاری بیٹی ستیہ بھاما اس کے ساتھ بیاہ دی۔ کرشن نے اس ہیرے کو اس لئے رکھنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کے اپنے اعتراف کے مطابق اس کی سولہ ہزار بیویاں تھیں۔ ہیرے کو واپس کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ستیہ بھاما نہیں چاہتی تھی کہ اُس کا دُلارا کرشن کنہیا یہ ہیرا پہن لے اور اس کے آسیب کا شکار ہو یا اس کے پیار کے کھیل میں اس ہیرے کے رکھنے کی عجیب شرط حائل ہو جائے۔

ستی بھاما، ستیہ بھاما کا کشمیری روپ ہے، ستیہ بھاما کرشن کی آٹھ بیویوں میں شمار کی جاتی ہے جن کے ساتھ اس کی شادی ہوئی۔ ورنہ اس کی پریمیکائیں تو ہزاروں تھیں جن میں سب سے مشہور راجا ہے۔

شاہ بأدی میر کیاز اوس ژھاران قندِ ہارِ چ زون
تس کونہِ ژنبس اُس پیوان ژندِ ہارِ چ زون

(ترجمہ) میر شاہ آبادی کیوں ماہِ قندہار کو ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ اسے ژندہ ہار کے چاند کا کیوں خیال نہ آتا تھا۔)

ماہ قندہار یعنی ماہ نخشب۔

ماہِ نخشب مہجور کے شعری مُرشد رسول میر شاہ آبادی کی مرغوب تلمیح ہے اور اس نے اسے کئی انداز سے باندھا ہے۔ مہجور کے محولہ بالا شعر میں میر شاہ آبادی کے اسی شغف

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کی طرف اشارہ ہے۔ اور مہجور حیرانی ظاہر کرتا ہے کہ اسے ژندہ ہار کے چاند کیوں خیال نہ آتا تھا۔ ژندہ ہار حبہ خاتون، کا گاؤں بتلایا جاتا ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق حبہ خاتون کا مائیکے کا نام ''زون'' (چاند) ہی تھا۔

نخشب روسی وسط ایشیا میں قندہار سے چند ہی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس لئے اس سے متعلق چاند کو قندہار کا چاند بھی کہا جاتا ہے۔ نخشب کے نزدیک تیرہویں صدی عیسوی میں کمپک خان نامی ایک شخص نے اپنے لئے محل بنوایا تھا۔ چونکہ مغلوں کی زبان میں محل کو قرشی کہا جاتا تھا۔ اس لئے نخشب شہر کا نام بھی اسی مناسبت سے قرشی پڑ گیا۔ اب نخشب نام سے کوئی شہر نقشہ پر موجود نہیں۔

ایک روایت کے مطابق آٹھویں صدی ہجری میں اس جگہ ابن اطقع یا حکیم ابن عطا نام کا شعبدہ باز نمودار ہوا۔ اسنے اپنی کیمیا گری سے ایک مصنوعی چاند تخلیق کیا جس کی روشنی کئی میل تک پہونچی تھی۔ یہ چاند ہر روز شام ڈھلے نخشب سے چند میل دور کوہ سیام کے ایک کنویں سے برآمد ہوتا اور صبح کو پھر اسی کنویں میں ڈھوب جاتا۔ لیکن تین مہینوں کے بعد اس کے نظام کے بگڑ جانے سے اس کی روشنی جاتی رہی۔ اسی طرح سے شعبدہ تو ختم ہو گیا لیکن یہ تلمیح اُردو فارسی ادب میں در آئی۔ مرزا غالبؔ کا مشہور شعر ہے۔ ع

چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دست قضا نے
خورشید ہنوز اس کے برابر نہ ہوا تھا

اس سلسلے میں ''لغت نامہ دہ خدہ'' میں یہ بیان قابل ذکر ہے۔

''ماہے کہ حکیم بن عطا بہ سحر و شعبدہ از سیماب و دیگر اشیا و ساختہ بود۔ وآں ماتا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مدت وہ ماہ ہر شب از چاہتی کہ در پائین کوہ سیام بود برمی آمد و تا چہار فرسنگ نورش مے رسید۔ ونخشب شہری است در ملک، ماورالنہر، از نخشب تا سمرقند سہ روز راہ است واز اں چاہ تا نخشب دو فرسنگ''

مےٚ تہِ پاٚدہ کریاے واریاہ یوسف تہٕ دلا رام
کیہٕہ اندمزارن رٛو دی کیہٕہ شروپٕ رازہ بلن منز

ترجمہ: میں نے بہت سے یوسف اور دلا رام پیدا کئے تھے۔ کچھ دور مزاروں میں گاڑے گئے اور کچھ شمشان گھاٹوں کی خوراک بنے۔

مہجور کے اس شعر کو عام طور پر اس معنی میں لیا گیا ہے کہ میں نے بہت سے یوسف جیسے اور دلا رام صفت فرزند پیدا کئے تھے۔ لیکن وہ بھی راہی عدم ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یوسف اور دلا رام دونوں کا عام مفہوم یہی ہے۔ یوسف سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال مراد لیا گیا ہے۔ اور دلا رام معشوق یا عاشق کی ایک صفت یا خطاب ہے۔

لیکن دراصل یہ کشمیر کی تواریخ کی دو تلمیحات ہیں مہجور کشمیر کی تاریخ کے دانا اے راز اور کشمیر کے شیفتہ تھے۔ اس شعر میں بھی یہی کیفیت جھلکتی ہے۔ یوسف سے مراد یوسف شاہ چک اور دلا رام سے مراد دلا رام تلی ہے۔

(۱) یوسف شاہ چک: ۱۶۸۰ء میں محمد نصیر الدین یوسف شاہ کے نام سے کشمیر کے تخت پر بیٹھا۔ اور کشمیر کا آخری آزاد اور خود مختار بادشاہ ثابت ہوا۔ حبہ خاتون کے ساتھ اس کے رومانی تعلق کے تواریخ میں بڑے چرچے ہیں محبّ الحسن کے مطابق اس نے حبہ خاتون کے ساتھ معاشقہ لڑاتے ہوئے سب سے پہلے گلمرگ کی دلفریبیوں کا سراغ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لگایا'' بامزئی کے مطابق اس نے ''غیر مسلموں پر عائد کئے گئے ٹیکس معاف کر لئے۔ وہ عہد سلاطین کے مہذب ترین بادشاہ ہوں میں سے تھا'' حضرت مخدوم حمزہؒ کشمیری کے خلیفہ اول حضرت بابا داؤد خاکی (وفات ۱۶۸۷ء) جو یوسف شاہ کا ہم عصر تھا۔ اس کی شان میں ایک قصیدہ غلبہ لکھا۔ جس میں اس کے علم و فضل کے مطاق بتایا گیا ہے۔

برلغت ہا واقفِ است و بر ہنر ہا ذو فنون
جس خطے نیز دار و ایں شہہ فرخندہ فال
علم موسیقی رسانیندہ بہ حسد انتہاء
ہر مقامے نیک داند چوں حسینی و غزال
ہست شاہے نرم خوش شیرین زبان و برد بار
باز در فہم وظانت بے نظیرو بے مثال

ملک حیدر چاڈورہ جو اس کا ہم عصر تھا، کے مطابق آگرہ میں اکبر بادشاہ کے دربار میں تان سین گا رہا تھا۔ اس کے الاپ میں کوئی لغزش ہوئی۔ یوسف شاہ چک وہاں موجود تھا اس نے یہ غلطی انگشت نما کی اور تان سین نے سرِ تسلیم خم کر لیا۔

۱۶۸۶ء اور اس سے قبل اکبر بادشاہ نے کشمیر پر فوج کشی کی کوششیں کیں۔ جو یوسف شاہ نے ناکام بنا دیں۔ اسی سال اس نے راجہ بھگوان داس کی قیادت میں اکبری فوجوں کو اوڈی کے قریب روک لیا۔ جب اکبری فوج کی کمک میں رخنہ پڑ گیا۔ تو بھگوان داس نے اس کے ساتھ سمجھوتے کی پیش کش کی۔ یوسف شاہ کو اکبر نے عزت کے ساتھ بات چیت کیلئے اپنے دربار میں طلب کر لیا۔ یوسف شاہ چک کے مشیروں نے اسے وطن نہ چھوڑنے کی تلقین کی لیکن وہ نہ مانا۔ وہ اکبر کے پاس پہنچ گیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تو اسے کشمیر میں دوبارہ داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ کشمیری شاعر نے تاریخ کہی:

''اینوؤ، گرفتار گو''

راجہ بھگوان داس نے اس پیمان شکنی کو اپنی غیرت کیلئے چیلنج سمجھا اور اپنے پیٹ میں خنجر ٹھونک دیا لیکن وہ حسن اتفاق سے بچ گیا۔ بعد میں یوسف شاہ چک کو بسوک بہار کا گاؤں جاگیر میں دے کر پانچ سو گھوڑ سواروں کا سردار مقرر کر دیا گیا۔ اس طرح سے وہ جلاوطن کر دیا گیا اس نے ۲۲ ستمبر ۱۶۹۲ء کو جگن ناتھ پوری (اڑیسہ) میں وفات پائی اور اسی سال ۲۵ ستمبر کو بسوک میں دفن کر دیا گیا۔

۱۹ر جنوری ۱۹۷۷ء کو کشمیر کے مرحوم وزیر اعلیٰ شیخ محمد عبداللہ کی قیادت میں کلچرل اکیڈیمی کا وفد بسوک گیا جہاں یوسف شاہ کا مقبرہ تعمیر کیا گیا۔ اور اس پر ایک یادگاری لوح نصب کی گئی۔ ''آکسفورڈ ہسٹری آف دی ورلڈ'' میں اس کے مصنف ونسٹ سمتھ نے اکبر اور یوسف شاہ کے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اکبر نے یوسف شاہ کے ساتھ جو برتاو کیا اسکی وجہ سے اکبر کا دامن بری طرح داغدار ہے۔

تواریخوں میں یوسف شاہ کا یہ فارسی شعر تکرار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

لیلیٰ جمازۂ سوئے مجنون بہ خود نہ راند
زورِ کمند جذبہ معجز نمائے اوست

(کتابیات) تاریخ شایق۔ قصیدہ غلبہ از بابا خاکیؒ۔ تاریخ حسن کشمیر انڈر سلطانز از محبّ الحسن آکسفورڈ ہسٹری آف دی ورلڈ'' از ونسٹ سمتھ۔ تاریخ کشمیر از پی۔ این کے بامزئی وغیرہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(ب) دِلا رام: دلا رام رینہ وادی کے ایک غریب کشمیری پنڈت گھر میں پیدا ہوا ۔وہ بچپن میں ہی باپ کے سایہ سے محروم ہو گیا تھا اس کی ماں مشکل سے دو وقت پیٹ بھرنے کا سامان پیدا کر سکتی تھی۔ ایک دن وہ کہیں سے تقریباً آدھ سیر ٹوٹے چاول حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ اس نے اسکو پیس کر اس آٹے سے تین روٹیاں تیار کر لیں اور تھوڑی سی خشک مچھلی پکائی۔ اس نے ایک روٹی اور کچھ مچھلی دلا رام کے سامنے رکھ دی۔ جسے وہ فوراً چٹ کر گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ تینوں روٹیاں کھا گیا اور ساری مچھلی بھی لیکن اسکے باوجود مزید طلب کرتا رہا۔ اس پر اس کی ماں کو تاؤ آ گیا۔ اس نے غصے میں اُس سے کہا ''تم بھوکے کُتے ہو'' دلا رام کے دل کو یہ بات سخت لگی۔ وہ زیارت میشا صاحبؒ پہونچا جہاں اُسے روایت کے مطابق ایک سادھو جیون شاہ نام کا ملا۔ جیون شاہ نے اس پر نظر ڈالی اور کہا کہ میرے پاؤں دباؤ۔ دلا رام نے اس کے پاؤں دبائے جیون شاہ خوش ہوا۔ اور اس سے پوچھا کہ ''حکیم بنو گے یا حاکم کا سالا''۔ دلا رام سمجھا کہ درویش ٹھٹھول کر رہا ہے۔ جواب دیا ''حاکم کا سالا'' جیون شاہ نے اپنے پاؤں سمیٹے اور اس سے کہا ''جا ٹھیک ہے'' دلا رام اٹھ کر ہری پربت کی طرف چلا۔ وہاں اس وقت افغانی موبیدار کریم داد خان کا (۸۳-۱۷۷۶ء) دربار لگا یا ہوا تھا۔ صوبیدار کا سالا تارقلی خان اس کو ایک منظوم عرضی سنا رہا تھا۔ جو کسی دل جلے ستم رسیدہ نے لکھی تھی۔ اس میں ہر مصرع اس تکرار پر ختم ہوتا تھا ''سگ شوی۔ سگ شوی'' صوبیدار کو تاؤ آیا اور اس سے کہا کہ بند کر دو۔ اتنے میں صوبیدار کی نظر پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک پنڈت لڑکے پر پڑی۔ اسنے اس کو اشارے سے بلا کر کہا ''اب عرضی تم پڑھ کر سناؤ'' دلا رام نے عرضی پڑھنا شروع کی۔ مگر مصرع کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آخر میں ''سگ شوی۔ سگ شوی'' کے بجائے ''سگ شوم۔ سگ شوم'' پڑھا۔ صوبیدار نے کہا عرضی کے دو حصوں میں یہ فرق کیوں ہے؟ دلا رام نے جواب دیا'' لکھا تو وہی ہے جو پہلے صاحب نے پڑھا تھا۔ لیکن میں اس کو پڑھتا تو آپ کی شان میں بے ادبی ہوتی۔ کریم داد خان خوش ہوا اور اسے اپنی ملازمت میں لے لیا۔ بعد میں اس سے اس کی لیاقت دیکھ کر اپنا پیش کار (مشیر مال) بنا دیا اور اُس سے اس کے پیشرو کا لقب ''قلی خان'' بخشا۔ اس طرح سے ماں کا کہنا'' کتے بن جاؤ'' اور جیون شاہ کی دعا'' حاکم کا سالار'' بن جاؤ۔ دونوں قبول ہو گئے۔ جب کریم داد خان مر گیا تو اس کے بیٹے آزاد خان (۸۶۔۱۷۸۳ء) نے اُسے اپنا مدار المہام مقرر کر لیا۔ میر داد خان (۸۸۔۱۷۸۶ء) نے دلا رام کو اپنا دیوان بنایا۔ بہر کیف میر ہزار خان (۹۴۔۱۷۹۳ء) صوبیدار بنا تو اس نے دلا رام کو خانیار کی سڑک پر قتل کروا دیا۔ جارج فورسٹر (۱۷۸۳ء) کے مطابق اس کا قتل آزاد خان کے ہی زمانے میں ہوا۔

دلا رام قلی سے جارج فورسٹر نے اپنے دورہ کشمیر میں ملاقات کی۔ وہ اس کی شاندار شخصیت کا ذکر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ سرخ رنگ کا پُر کشش انسان تھا۔ دلا رام کے متعلق فوسٹر رقمطراز ہے۔

''وہ ایک ایسا آزاد مزاج انسان تھا جس کی نظر ہندوستان میں عام طور پر نظر نہیں آتی۔ وہ ہر طبقے کے لوگوں سے یکساں طور دریا دلی اور فیاضی کا سلوک کرتا۔ اپنے ساتھیوں میں وہ بہت شگفتہ اور خلیق نظر آتا اور اپنے گھر میں بہت ہی ہمدرد اور انسان نواز۔ وہ ایک معقولیت پسند طریقے سے اپنے فرائض منصبی ادا کرتا تھا''

جارج فورسٹر ''سفر نامہ''.....۱۷۸۳ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جارج فوسٹر کیلئے دلا رام نے رہائش کا انتظام کیا تھا۔

(کتابیات) ''دی کشمیر پنڈتس'' آنند کول بامزئی ''اے ہسٹری آف کشمیری پنڈتس'' جیالال کلم، ''اے ہسٹری آف کشمیر'' پی این کے بامزئی'' تاریخ حسن ''کشمیر'' از محی الدین صوفی۔ سفرنامہ از جارج فوسٹر)

مہجور کے اس شعر میں یوسف شاہ کیلئے 'اندمزار' (دور کا مزار) اور دلا رام کیلئے رازہ بل (شمشان گھاٹ) کی ترکیبیں استعمال کی گئی ہیں۔ جوان کے مذہب کے ساتھ ساتھ اُن کے آخری انجام کا صحیح سراغ دیتی ہیں۔

ویشوٗژھ آب کوثر ہتھ پکان اُس لولہٕ کُے مسِ چیتھ
دوان ژٕے کُن گژھ مدہوش بہ لاگے پوش دامانس

(ترجمہ: ویشو آب کوثر لے کے اُتری۔ جیسے شراب عشق نوش کر کے محوِ خرام ہو۔ تمہاری طرف مدہوشی کے عالم میں دوڑ رہی ہے)

یہ مہجور کی ناتمام نظم ''ویتھ'' وتستا کا بند ہے وتستا کی ایک معاون مذہبی ویشو کونسر ناگ سے نکلتی ہے لیکن مہجور نے تجنیس نفلی کے تحت سے ''آب کوثر'' قرار دیا ہے۔ دونوں اصطلاحوں کے مفہوم درج ذیل ہیں۔

کوثر: یہ ایک قرآنی تلمیح ہے۔ یہ تلمیح قرآن کے سورہ ''الکوثر'' میں استعمال ہوئی ہے۔ مفسرین میں اس کی تشریح کے متعلق اختلاف ہے۔ البیضوی کا خیال ہے۔ کہ ''کوثر'' کا لفظ سورۃ میں ''کثرت'' اور فراوانی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جبکہ بہت سے دوسرے مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے جنت کے ''حوض کوثر'' کی طرف اشارہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مقصود ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ کا قول ہے کہ حضرت سرور کونینؐ فرمایا کرتے تھے کہ ''جب میں معراج کی شب کو آسمانوں کی زیارت کیلئے گیا تو میں نے کوثر کو دیکھا ''الکوثر'' پانی کا ایک ایسا دریا ہے جس کے دونوں ساحلوں پر دو کھلے موتیوں کے گنبد ہیں''

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ''الکوثر'' اتنا لمبا ہے کہ اس کے طے کرنے کیلئے ایک ماہ کی مسافت درکار ہے۔ یہ مربع شکل کا ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ چٹا اور شفاف ہے۔ اس کی مہک مشک نافہ سے زیادہ جانفزاء ہے اور جن پیالوں میں یہ پانی بھر دیا جاتا ہے وہ آسمانی ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ جو شخص اس پانی کو نوش کرے اس کو پھر کبھی تشنگی محسوس نہ ہوگی''

مشکوٰۃ کتاب ۲۳ باب ۴)

کونسر ناگ: شوپیاں سے اوپر پیر پنچال کے سلسلہ کوہ میں شمالی مغربی سرے پر واقع ٹھنڈے پانی کی مشہور جھیل، اس کی لمبائی دو میل ہے اور چوڑے سے چوڑے پاٹ پر ڈیڑھ میل چوڑائی۔ اس کا پانی شفاف نیلے رنگ کا ہے۔ اور جس پہاڑ پر یہ واقع ہے اس کے دامن سے ایک گونجتی گرجتی ندی ویشو نکلتی ہے جو آگے چل کر آبشار اہرہ بل کا روپ بھی اختیار کرتی ہے۔ اور پھر سنگم (بجبہاڑہ) کے نزدیک وتستا کے ساتھ مل جاتی ہے۔ چونکہ اس جھیل کی شکل ایک پاؤں کے نشان کی سی ہے اس لئے ہندو واسے ''ویشنو پد'' بھی کہتے ہیں۔ ان کی دیومالا کے مطابق یہ جھیل بھگوان ویشنو کے پاؤں رکھنے سے اُبھری تھی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پنڈت جواہر لال نہرو اور شیخ محمد عبداللہ ۱۹۴۵ء میں اس جھیل کو دیکھنے کے لئے گئے تھے لل دید نے بھی اپنے ایک واکھ میں اس جھیل کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے مرتب جیالال کول نے متن میں ''کونسر ناگ کی جگہ'' کوثر'' ہی لکھا ہے۔

ترٚیٚہ نیٚگہِ سراہ بھری سرس
اکہِ نیٚنگہ سرسس عرشس جائے
ہرموکھ کوثر اکھ سُم سرس
ستہِ نِشنگہِ شنیا کار

(میں نے دیکھی جھیل اک سیلاب سے پُر تین بار۔ اک دفعہ دیکھا فقط تھی عرش پر جائے قیام۔ اک دفعہ ہرمکھ سے کوثر تک بھی دیکھا ایک پل۔ جھیل یہ نابود ہوتے دیکھ لی پھر سات بار)

اس میں کشمیر کے ''ستی سر'' جھیل ہونے کی طرف بھی اشارہ موجود ہے، جب کونسر ناگ سے ہرموکھ پہاڑ تک ساری وادی ایک بھاری جھیل تھی۔

راوُن چھُ لَبُن پام زونم رام سپدُم دِل
ادہ نار گوٚنڈنم خوفہِ چے لنکایہِ ونے کیاہ

راوُن۔ رام۔ لنکا۔ رعایت لفظی کا ایک نمونہ ہے

راوُن لفظ کے معنی کشمیری میں کھوجانیکے ہیں لیکن مہجور نے اسے کھوجانے اور راون (لنکا کا راجہ) کے دونوں معنوں میں استعمال کیا ہے اسی طرح ''رام سپدُن'' کشمیری میں بھگوان رام کے علاوہ رام ہونے کے اسی معنی میں آتا ہے جس میں اسے میر تقی میر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے اس مصرعے میں استعمال کیا ہے ع

سحر کیا، اعجاز کیا، جن لوگوں نے تُم کو رام کیا

مہجورؔ نے یہ محاورہ بھی دو معنی طور استعمال کیا ہے۔ اُردو میں شعر کے مفہوم اس طرح ہو جاتے ہیں۔

(ترجمہ: کھونا (راؤن) ہی دراصل پالینا ہے جب میں نے یہ سچائی قبول کی تو میرا دل رام ہو گیا اور میرے خوف کی لنکا میں آگ لگ گئی)

ساتھاہ ژ روزتو ولہٕ زار بوزتو

شِلہٕ پدمانے دلبر میانے

(ترجمہ: ذرا گھڑی بھر کے لئے ٹھہر۔ میری آہ و زاری سُن او ''شالہ پدمان'' میرے محبوب)

شِلہ پدمان:- پاک سیرت، پاکباز

مہجورؔ نے ''پدمانے'' کی جو اصطلاح برتی ہے اگر چہ اس کے لفظی معنی کنول کے ہیں لیکن دراصل یہ عورتوں کی اس سب سے شاندار ذات کی تلمیح ہے جسے کام شاستر کے مصنف واتسائن نے ''پدمنی'' کہہ کر پکارا ہے۔ س کا چہرہ ''چودھویں کے چاند جیسا اور بدن کنول جیسا ہوتا ہے۔ اس کا جسم گداز ہوتا ہے اور اس کی ساغر جیسی آنکھوں میں لال ڈورے ہوتے ہیں۔ وہ ہنسنی کی طرح خرام کرتی ہے۔ اور اس کی چھاتیاں بھری بھری۔ اُبھری اُبھری اور سخت ہوتی ہیں۔ اسے اچھی پوشاک اور زیور پہننے کا شوق ہوتا ہے'' لیکن اس کے باوجود پاک سیرت اور صاف من کی سرشت رکھتی ہے۔

جہاں رسول میرؔ نے اس تلمیح کو اس کے کلاسیکی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مہجورؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے اصل مفہوم سے انحراف کیاہ۔ ''یہ وژن'' عورت کی زبان سے ادا ہوا ہے جیسا اس کی مقطع سے ظاہر ہے۔

ستی ہتھ مہجور مے تہِ کوٚر وعدِ پور
درایس بو کرانے دلبرِ میانے

(ترجمہ: مہجورؔ کے ساتھ میں نے اپنا وعدہ نبھایا اور اس میں اپنے خانوادے کو چھوڑ بیٹھی)۔

''پدمنی'' مرد کی طرف سے ''عورت'' کیلئے بولا جاتا ہے لیکن مہجورؔ نے اسے عورت کی طرف سے ''مرد'' کیلئے استعمال کیاہ اور اس سے اس انحراف کو کلاسیکی مفہوم کی روشنی میں چوک ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن کشمیری ''وژن'' صنف میں ایک ہی گیت اگرچہ غالب لہجہ زنانہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن ایسی صورتیں بھی نظر آتی ہیں۔ جب ایک ہی وژن میں ایک بند زنانہ لہجے میں ہے اور اس کے بعد دوسرا مردانہ لہجے میں ایسا لگتا ہے کہ کشمیری شاعروں نے ''اودھنا ریشور'' کے اس تصور کو اپنی سائیکی میں جاگزیں کیا ہے جس کے مطابق شیو اور پاروتی ایک ہی جسم میں اکٹھے ہوسکتے ہیں۔ اس جسم کا آدھا حصہ نر کا ہوتا ہے اور آدھا ناری کا۔ اور ایسے سینکڑوں سال پرانے دلچسپ سنگی مجسمے سری پرتاپ میوزیم سرینگر میں نمائش پر ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان ''وژنوں'' میں ایک ہی گیت میں نر اور ناری اسی طرح جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ مہجورؔ کا یہ بند بھی اسی عجیب ادبی روایت کا شگوفہ معلوم ہوتا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مرغوب بانہالی

کشمیریت کی ترجمانی اور مہجورؔ

مہجورؔ کشمیری زبان کے اُن چند خوش نصیب اور نامور شاعروں میں بڑے امتیاز کے مالک ہیں جن کے کلام نے کشمیریوں کے ذوقِ جمال کی تسکین و تربیت کا سامان بھی بہم پہنچایا ہے۔ اور ان میں کردار سازی کے احساس اور شعور کو بھی بیدار کیا ہے۔ مہجور کی کشمیریت سرائی کے پس منظر پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے کیلئے دو باتوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے ایک یہ کہ عرفان پرور کشمیر کی گود میں احساسِ جمال کی آبیاری اور انسان دوستی کی ترجمانی کا کام مہجور کو جن عظیم المرتبت کشمیری شاعروں سے ورثے میں ملا تھا ان میں للہٖ عارف اور نند ریشی المعروف شیخ العالمؒ شیخ نورالدین کشمیری کے نام سے سرفہرست ہیں۔ خاص طور پر حضرت نند ریشی نے اپنی قوم کے احساسات و جذبات اور کشمیری سماج کے عقائد و خرافات میں غوطہ زن ہو کر کشمیریت کو موتیوں سے دامن بھرنے کے جو آداب سکھاتے ہیں وہ ہر عہد کے خلاق ذہن کی خاطر اُس راہ کا تعین کرتے ہیں جس پر چل کر ایک شاعرِ رنگین نوا دیدہ بینائے قوم بن جاتا ہے اور قوم کے کسی بھی طبقے کو مبتلائے درد دیکھ کر ایک چشم بینا کی مانند ہی رو پڑتا ہے بمصداق ؎

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مبتلائے درد ہو کوئی عضو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم سے ہوتی ہے آنکھ

دوسری بات جو ذہن میں رکھنی ضروری ہے یہ ہے کہ حضرت نندہ ریشی اور مہجور کے درمیان صدیوں میں تاریخی شعور کے ساتھ کشمیر کے ثقافتی امور پر گہری نظر رکھنے والے کسی قابل توجہ شاعر کا کشمیری زبان میں وجود ہی نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ نندو ریشی کے والہانہ اور ناقدانہ اظہار کی صدائے بازگشت بھی دور دور تک سنائی نہیں پڑتی۔ لے دے کے کشمیریت کا ایک دھُندلا سا عکس مغل دور کی مصیبت زدہ شاعرہ حبہ خاتون کے اشعار میں ملتا ہے۔، وہ بھی مغلوں کے دور میں کشمیریوں پر شروع کئے گئے مظالم کے خلاف انفرادی ردِعمل کی حد تک ایسی نسوانی آہنگ کی شکل ہیں۔ لیکن ایک پس منظر کے طور پر بھی کیا کم تھا کہ اپنے سماج کے استحصالی عناصر کو بے نقاب کرنے میں نندو ریشی نے طنز کے تیر پورے مردانہ جلال سے چلائے ہیں اور اپنے پرآشوب عہد کا پورا اور حبہ خاتون نے ایک ملائم نسوانی لہجے میں سمیٹ رکھا ہے۔ مہجور نے ایک حساس اور بالغ نظر کشمیری کی حیثیت سے ان راکھ کے ڈھیروں میں چھپی چنگاریوں کو اپنے نہاں خانہ دل میں جگہ دیدی اور بمصداق

شبنمستانا ڈوتھ افتاب سومبران چھ صفن

چنانچہ کشمیر کے صوفی شاعروں کی زبان سازی کے عمل سے محرم اور فیضیاب ہوجانے کے بعد مہجور نے زبردست فنکارانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک غیر محسوس باز آفرینی کے عمل کو بروئے کار لایا جس کی بدولت وہ نندریشی کی طنزیہ شاعری کے مردانہ جلال اور حبہ خاتون کی درد بھری لے کے نسوانی آہنگ میں حسین

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

امتزاج پیدا کر کے کشمیریت کی ایسی ممتاز ترجمانی انجام دے سکے جس کی کشمیری زبان میں کوئی اور مثال پیش نہیں کی جاسکتی، یہاں تک کہ ان کے نقش قدم پر چل کر بڑی جولانی طبع دکھانے والے عبدالاحد آزاد زبردست فنی چابکدستی کے باوجود کشمیریت سرائی کا وہ معیار قائم نہ رکھ سکے جس میں مردانہ جلال کا شعلہ بھی اپنا کمال دکھاتا ہو اور نسوانی ملائمت کی شبنم بھی لوچ اور موسیقیت میں ڈوبی معلوم ہوتی ہو۔ مہجور کے بعد کی ترقی پسند شاعری میں حب الوطنی اور کسان مزدور دوستی کے بلند بانگ مظاہروں میں جمال وجلال کے ان پہلوؤں کو تلاش کرنے کی بات ہی نہیں کیونکہ ان اظہارات کا بیشتر حصہ فنی تقاضوں سے دور ہو کر نعرہ بازی کی نذر ہو گیا ہے۔

کشمیری زبان کے مختلف کشمیریت نواز ماخذوں کا محرم ہونے کے علاوہ ایک ذہین وفہیم پیرنادہ اور تاریخ کشمیر کے دلدادہ کی حیثیت سے کئی اور ماخذوں سے بھی کشمیریت سرائی کے معاملے میں اکتساب فیض کیا ہے۔ جن میں کلہن پنڈت کی راج ترنگنی، غنی کشمیری کے دیوان اور اقبال کے ارمغان حجاز کو خاص اہمیت حاصل ہے، عربی، فارسی اور اردو پر استادانہ دسترس کی بدولت مہجور نے اپنے بلند قامت کشمیریت نواز شاعروں سے نہ صرف واقف تھے۔ بلکہ بڑی حد تک متاثر بھی۔ کلہن اپنے ماضی قریب کی دو صدیوں کے دوران کشمیر پر طاری ہو گئے ہوئے ذہنی جمود اور اخلاقی تنزل کا نوحہ گر تھا۔ غنی کو ہوائے ہند سے دلگیر ہو کر روح کشمیریت سے صرف طباشیر لینے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی تھی بلکہ اسے مغلیہ دربار کے کسی فرشتہ صفت حاکم کے پاس بھی جانا گوارا نہ تھا کیونکہ وہ ان کی شفقتوں اور کشمیر آرائیوں کے کشمیریت پر پڑنے والے دوررس اثرات سے چونک اٹھتا تھا یہاں تک کہ اسے دل کی آگ میں بھسم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو جانے کی نوبت آنے لگتی تھی ۔

جمع کر دم مشتِ خاشا کی کہ سوزم خویش را
گل گمان دارد کہ بندم آشیان در گلستان
روزی ما میشود آخر نصیب دیگران !!
طالع بر گشتہ ہمچو آسیا داریم ما !!

مہجور کے ماضی قریب کا محرم راز اقبال بھی غنی کی طرح اُن ہتھکنڈوں سے نالاں تھا جو کشمیریوں میں روحِ آزادی کو کچلنے کے لئے صدیوں سے غلامی در غلامی کے دور میں یہاں آزمائے جاتے رہے تھے اور جن کو یاد کر کے اقبال کا دل پکار اُٹھتا تھا ۔

توڑ اس دستِ جفا کش کو یارب جس نے
روحِ آزادی کشمیر کو پامال کیا!

اس آتشیں پس منظر کے ساتھ کشمیریت کی ترجمانی اپنی مادری زبان میں شروع کرنے والے مہجور کی بڑی خوش نصیبی یہ تھی کہ اس کا دورِ پر آشوب پورے برصغیر کیلئے بڑی آزمایشوں کا دور ہونے کے باوجود کشمیریوں کیلئے اپنے تشخص کو بحال رکھنے کا ایک ولولہ انگیز دور بھی تھا۔ جو برصغیر کے کسی دوسرے حصے والے لوگوں سے بہت مختلف تھا کیونکہ دل اور دماغ کے دوراہے پر کھڑے ہو کر کشمیریوں نے قومی بیداری کا مظاہرہ جس ڈھنگ سے کیا اسکی مثال ملنا دشوار ہے۔ چنانچہ کشمیریوں کی لیڈر شپ سے ایک طرف مسلم اکثریت والے پاکستان کے لیڈر مایوس ہو کر ہو گئے تو دوسری طرف ہندوستان کے عظیم لیڈر گاندھی جی کو کشمیریوں کے سچے نعرے ''ہندو مسلم سکھ اتحاد'' میں انسان دوستی کی بے مثال روشنی نظر آنے لگی۔ نظریات کے اس ٹکراؤ میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دونوں طرف کے لیڈروں کو قوم اور وطن کی مخصوص توجیہہ اور ترجمانی کرانے والے شاعروں، مقرروں اور مبلغوں کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ کشمیر کے اس حصے میں قومی جذبات اور وطن پرستانہ خیالات کو مذہب سے الگ رکھ کر کام کرنے کا جو تقاضا یہاں کی لیڈر شپ کو سب سے زیادہ پریشان کئے ہوئے تھا وہ بڑی حد تک مہجور نے پورا کر دیا بلکہ مسلم کانفرنس کے شیخ محمد عبداللہ کو شیر کشمیر بنا کر پیش کرنے اور کشمیریوں میں ہیروشپ کے نئے رجحان کو پیدا کرنے میں بھی مہجور کا رول سب سے زیادہ موثر ثابت ہو گیا۔ اس خدمت نے ایسی مہجور کو صرف شاعرِ کشمیر ہی تسلیم نہ کروایا بلکہ کشمیریوں کے احساس جمال کے اپنے فکر وفن سے بیدار کر دینے والا ایک دیدہ بینا بھی کیونکہ اس کے پیشرو کشمیری شاعری چند بزرگ صوفی شاعروں کی تقلید میں اب ایک موہوم تصوف کے روایتی موضوعات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتے ہوئے مست خواب تھے۔ اور انہیں آس پاس کے حالات و واقعات سے عدم توجہی کی حد تک کوئی سروکار نہ تھا۔ دوسرے ہمعصر شاعروں کے مقابلے میں مہجور زیادہ حقیقت پسند اور معاملہ شناس تھے۔ ورنہ کشمیریوں کے دل و دماغ پر سے صدیوں کی چھائی ہوئی غنودگی اور افیونی کیفیت کو توڑ کر انہیں نئے دور کے تقاضوں سے آشنا کرانے کا بیڑا اٹھانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن مہجور کی شفیق شخصیت نے ادب کی سرحد پر اس سمت میں وہی ذمہ داری سنبھال لی جو سیاسی سرحد پر بیباک رہنما شیر کشمیر کی مخلصانہ شخصیت انجام دے رہی تھی۔ حالانکہ اس عمل میں مہجور بہت سے مقامات پر بری طرح مورد الزام ہوتے رہے لیکن وہ اپنے کم شاعرانہ اور خطیبانہ اظہار کو بھی اتنا ہی سچا سمجھتے تھے جتنا وہ کشمیر کے روح افزا مقامات اور کشمیر کی تاریخ کے فراموش کر کے تمدن ساز کرداروں کو متعارف

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کرانے میں سچے تھے۔ مہجورؔ نے حقائق سے آنکھیں ملانے کا بڑا حوصلہ پایا تھا۔ انہوں نے قومی تحریک کے ہر موڑ پر اپنے ردِ عمل کا اظہار کیا۔ بڑا سچا اور بے رنگ اظہار۔ مثال کے طور پر پاکستان کے قبایلیوں نے حملہ کر کے کشمیریوں کو للکارا تو مہجورؔ بمصداق ''مارگزیدہ از ریسمان می ترسد'' اس طرح کشمیریوں کو اپنے قبضے میں کرنے والوں کو ان مغلوں اور پٹھانوں سے مختلف سمجھنے پر آمادہ نہ ہو سکے۔ جنہوں نے مسلمان ہونے کے باوجود کشمیری مسلمانوں کو سیاسی اور اقتصادی طور پر کچل کے رکھ دیا تھا۔ اور جن کا جبر و استبداد کشمیر پر مسلط رہیے ہوئے سکھ اور ڈوگرہ حکمرانوں سے زیادہ مختلف نہ تھا۔ یہ صحیح ہے کہ بھولے بھالے جذبات والے کشمیری بھائیوں کو یہ سب کچھ منوانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس کے لئے شیر کی گرج اور عندلیب کی لغا؟ کو ہم آہنگ کرنے کا عجوبہ درکار تھا۔ یہ عجوبہ شیخ محمد عبداللہ کی تقریروں اور مہجورؔ کے نغموں نے ہم آہنگ ہو کر دکھا دیا۔ البتہ صدیوں تک غفلت اور جہالت میں رکھے گئے کشمیریوں کو اب خود شناسی اور خود اعتمادی کے آداب سکھانے مطلوب تھے تو مہجورؔ نے کشمیر کے بے مثال مناظر قدرت کی طرف متوجہ ہونے کی مخصوص دعوت رومان پرور گیتوں کی شکل میں دینا شروع کر دی چنانچہ ''پوشے متہِ جانانو'' شیرین کلام ییہ کر'' مدنوارہ اتی روز'' اور ''باغ نشاط کے گلو'' جیسے نغمے دو باتوں کی طرف خاص توجہ دلاتے ہیں۔ ایک یہ کہ مہجورؔ نے فنی طور پر مقامی برگزیدہ صوفی شاعروں سے زبان سازی کے معاملے میں اکتساب فیض کر کے کشمیری شاعری کو زبان کے نئے تخلیقی تجربوں کی بوقلمونی سے روشناس کرایا اور یہ کہ انہوں نے اظہار کی بے ساختگی اور جذبات کے والہانہ پن کو اپنانے کے عمل میں لوک گیتوں کی رس بھری موسیقیت اور سہل ممتنع کو رگِ جان کا درجہ بخشا۔ یہ دونوں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

باتیں مہجورؔ کے فکر وفن کو محمود شہری جیسے آتش نواؤں کی آوازیں میسر ہو جانے پر یکھتے ہی دیکھتے قبول عام کے اونچے چبوتروں پر پہنچا دیتی ہیں اب مہجورؔ خارج پرستی اور مناظر کشمیر کے علاوہ حسینان کشمیر کے موضوعِ شعر بنانے لگتے ہیں۔ گویا اب وہ اپنے محبوب کو گلشن کشمیر کے پھولوں کا پرستار دکھا کر اپنے نرگسی مقصد کی تلاش میں بھنورے کی طرح اس وادی کے گوشے گوشے میں نئی زندگی کو بیدار دیکھنے کے ممتنی ہو جاتے ہیں اور خود شناسی کے اس مرحلے پر وہ برف پوش پہاڑوں میں گھرے ہوئے وطن کے دُر بے بہا کو نئے زاویوں سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

أندی أندی سفید سنگر　　دیوارِ سنگ مرمر
منز باگ سبز گوہر　　گلشن وطن چھُ سونے

اب مہجورؔ امراء کی وضعداری پر خندہ زن ہو کر دیہاتیوں کی محنت پسندی کو حقیقی غیرت اور شرم وحیا کا آئینہ دار قرار دیتے ہیں۔ مثلاً ایک دیہاتی دوشیزہ سے مخاطب ہو کر ان کا یہ بے لوث اظہار۔

حیہِ ہکہِ آبہ چھےَ چشمہِ بُڑی بُڑی یے　　غیر تہِ چھے دلاؤ ریئے
شرمہِ چانہِ حورو تعریف کُریے　　گریسی کوٗری نازنین سوندریئے
ژٕے تہِ خوجہِ باین چھا برابر یے　　ژٕے گلُن ستی دلبریئے
خوجہِ بابیہِ ترٕ وپرتھ دارِ تے بُریے　　گریسی کوٗری نازنین سوندریئے

دنیادارانہ سوچ اور امیرانہ وضعداری پر چوٹ کر کے مہجورؔ کشمیر کے مرد وزن کو سر گرم عمل ہو جانے کی تحریک دینا شروع کر دیتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یاہوٗ پران نیری کو ژٗری یے　　باغن پھیری رنگہٕ ژٗریئے
ناگہٕ سبزارٕچ باغہٕ ببریے　　گریسی کوٗری نازنین سوندریئے

یہ اسلئے ہے کہ مہجورؔ اپنے خوابوں کے نئے کشمیر کو اقتصادی طور پر خود کفیل دیکھنے کے متمنی تھے۔ یہ خوش فکر شاعر اس میں بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کرتا نظر آتا ہے۔ چنانچہ ساز گار تبدیلی حالات کا والہانہ اظہار ''سنگر مالن پیو پراگاش'' کرنے سے پہلے وہ نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔

وونہٕ ژلہٕ شین گلہٕ ہیٖہٕ یی بہار　　مہجورؔ لولک ساز تھو تیار
گل پھولن پانے ژٗ ذرا بہانہٕ بن　　جان بن.....''

رجائیت میں ڈوب کر وہ نیا کشمیر کو باضابطہ ایک عنوان ''نو کشمیر'' بنا لیتے ہیں اور یہاں کی تباہ کی گئی اقتصادیات کیلئے ٹھوس اقدامات کی توقع یوں ظاہر کرتے ہیں۔

تار سرمار سر بنہٕ امرت سر　　توسہٕ مأدان بنہٕ سورت بندر
کونگہٕ وٹن لگہٕ کار خانا　　گلشن بنہٕ وأرانا

یہاں ایک بات بڑی غور طلب ہے، وہ یہ کہ صرف چند برس پہلے مسلم کانفرنس کا ترجمان بن کر مہجورؔ بڑے جذباتی انداز میں ''خطاب بہ مسلم کشمیر'' عنوان کے تحت عبرت کے تازیانے لگانے کا روادار نظر آرہا تھا ۔

بتا اے مسلم کشمیر کبھی سوچا بھی ہے تونے　　کہ ہے کس باغِ رنگین کا تو برگ شاخِ عریانی
ترے اسلاف وہ تھے جنکے علم و فضل کے آگے　　ادب سے جھکتے تھے دانشورانِ ہندو ایرانی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شہنشاہ معظم شاہ زین العابدین بڈشاہ
کیا اکبر نے جس سے کسب آئین جہانبانی!!
نظیر اسکی دکھا سکتا نہیں یہ چرخِ دولابی
اگر لاکھوں برس کرتا رہے گا چرخ گردانی
بخوبی یاد ہے اب تک سخن سنجان عالم کو
غنی کی خوش بیانی اور صرفی کی سخندانی
وہ شہنشاہ باتقویٰ وہ فخرِ تاج جغتائی
وہ جسکی زندگی کا شغل تھا دین کی نگہبانی
ترے پیارے وطن کو قبۂ اسلام کہتا تھا
گواہی کیلئے موجود ہیں احکام سلطانی!
شکستہ حالئ بغداد پر تھا نوحہ خوان سعدی
پے اسپین ہے اقبال محو مرثیہ خوانی
مگر صد حیف اجڑا گلشنِ اسلام کشمیر میں
کوئی کرتا نہیں جز آب شبنم اشک افشانی
مٹایا ملت بیضا نے جس باطل پرستی کو
تعجب ''قبۂ اسلام'' میں اسکی فراوانی

گویا مہجور کو قبۂ اسلام میں باطل پرستی عام ہو جانے پر تعجب ہو رہا تھا اور لوگوں کو چند ہی برس بعد مہجور کے نئے خیالات پر تعجب ہو رہا تھا کہ اب اقتصادی خوشحالی کے خوابوں میں ہمارا خوش فکر شاعر کن فضاؤں میں محو پرواز ہو رہا ہے انہیں اکثر وہ ارشاد باری یاد آتا تھا جس میں واضح طور کہا گیا ہے کہ شاعر لوگ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ لیکن کشمیریت کے پرستار جلد ہی کئی تاویلوں سے کام کے سمجھوتے کی راہ تلاش کر لیتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ وقت کا بڑا لیڈر قوم کا نباض ہوتا ہے اور وقت کا بڑا شاعر قومی لیڈر کا بیاض۔ اسی لئے قبہ اسلام کا مرثیہ لکھتے وقت مہجور ''بڈ شاہ'' جیسے کسی قومی ہیرو کو یاد دلانے کا پابند نظر آتے ہیں۔ کشمیریوں کے ذہن سے جو علیحدہ گی پسندی کا رجحان منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل کشمیر کے صدیوں تک ایک الگ اور آزاد ملک رہنے کا قدرتی اثر ہے۔ اور اب یہی المیہ کشمیریوں کے تحت الشعور کا ایک حصہ بن گیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ مہجورؔ بھی اس رجحان سے مجبور تھے مثلاً وہ آزادی کے نغمے گاتے ہوئے تمام دکھوں کا مداوا شیر کشمیر کی لیڈر شپ میں ملی ہوئی آزادی کو سمجھتے ہیں کہتے ہیں۔

بابیہ میانہٕ غم تراوتہٕ مناو شادی اسہٕ وُچھ یژ کأکی آزأدی

یا یہ امید رکھنا کہ:

ووٚنی یہ کمناووتی روزِ پانس نوقصان واتہٕ نہٕ أکس دانس
شیر کشمیر بنیو سون ہأدی اسہٕ وُچھ یژ کأکی آزأدی

بلکہ مہجورؔ شخصی راج میں ڈھائے گئے مظالم کی تلافی اب نئے عوامی راج میں ہو جانے کے خواب کتنی معصومیت سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اس کا اندازہ ۱۹۴۹ء میں شیر کشمیر اور ان کی سیاسی تنظیم سے وابستہ اراکین کے پھاٹے پڑ گئے مہجورؔ کے سپاسنامے کی ان سطروں سے لگایا جا سکتا ہے۔

نیشنل کانفرنس کے گوہران آبدار علاقہ ہٰذا کے رہنے والے نجات دہندہ ملک، فخر روزگار قاید اعظم جناب شیر کشمیر اور ان کے پر خلوص و بہادر مشیران کار کے زیادہ ممنون اور سپاس گذار ہیں کہ انہوں نے اس بہشت ارضی سرزمین کو حملہ آوروں کی خوفناک جھڑپ سے بچایا اور نازک وقت پر اس ملک کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہمیں۔ ۱۵۸۶ء کا ماہِ اکتوبر یاد ہے جبکہ ہندوستان کے حریص اور لالچی مغل شہنشاہ اکبر نے قوتِ بازو سے نہیں بلکہ کشمیریوں کے مذہبی جنون سے ناجائز فایدہ اٹھا کر ہمارے ملک پر قبضہ کیا اور جبر و تشدد سے ہمارے ہاتھ سے تلوار چھین کر ہمیں نہتا کر دیا۔ اور یوں ہماری صدیوں کی قومی حکومت کا خاتمہ کر کے ہمیں نامعلوم عرصے کیلئے غلام بنا کر چھوڑا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

۳۶۱ سال کی پشت با پشت کی کامل غلامی کے بعد ۱۹۴۷ء کے ماہ اکتوبر نے ہمیں نہ صرف چھینی ہوئی تلوار واپس دلا دی بلکہ قومی حکومت کی بے نظیر دولت سے بھی مالا مال کر دیا۔ یقیناً تاریخ عالم میں یہ واقع زرین حروف سے لکھا جائے گا اور جب تک یہ دنیا قائم ہے۔ آسمان رفعت پر آپ کا نام مہر و ماہ کی طرح چمکتا رہیگا۔..... (روزنامہ آفتاب ۱۰/۱۹ جولائی ۸۳ء)

مہجور کی اِس خوش فکری کا دور بھی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا چنانچہ قومی حکومت سے وابستہ اراکین میں اقتدار کی رسہ کشی شروع ہو جانے کے آثار پیدا ہونے لگے تو شاعرِ کشمیر کا ذہن چند ہی تلخ حقایق سے دوچار ہونے لگا اور بمصداق ؎

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ　　پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

اب بڑی تھکن کے ساتھ وہ اس ادھیڑ بن میں پڑ جاتے ہیں کہ مختلف لیڈران قوم کے حق میں ان کے تراشے ہوئے القاب کس قدر انکی توقعات سے بعید یا نزدیک ہیں ۔ چنانچہ اب رجائیت پر تھوڑی سی قنوطیت کے بادل چھا جانے لگتے ہیں اور مہجور محسوس کرتے ہیں ؎

سبٹھاہ پکٔی پکٔی تہٕ تھکٔی تھکٔی کاروان　　چھٹہٕ منزلس واتان
خرٲبی قسمتچ چھا کنہٕ چھٕے خامی رہبرن اندر!

وہ حیران ہیں کہ نئی صورتحال کو وہ کشمیری قوم کی شومئی قسمت سے تعبیر کرے یا کہ رہبران قوم کی خامکاری سمجھیں وہ کبھی اس پر یوں طنز کرتے ہیں ؎

''بلبلو صورت آکھ بدلأوِتھ　　یہ کتیوٚ ژھوگ راوہ رأوِتھ آکھ''

اور کبھی شیخ العالم ورحبہ خاتون کے آہنگوں میں ربط پیدا کرنے والا یہ شاعر رنگین

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نواب غنی اور اقبال کے تاثرات کو ہم آہنگ کرنے لگتا ہے مثلاً غنی کا یہ شعر ؎

ہر کہ پابندِ وطن شدمی کشد آزار ہا　　پای گُل اندر چمن دایم پر است از خار ہا

اور اقبال کے یہ شعر ؎

اے طایر لا ہوتی اس رزق سے موت اچھی　　جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

گزر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ بیابان میں　　کہ شاہین کیلئے ذلت ہے کارِ آشیان بندی

تو ان تاثرات کا امتزاج مہجور کے ہاں بے لوث لیڈر دیکھنے کی تمنا بن کر یہ صورت اختیار کرتا ہے ؎

پابندِ چمن گل چھُ توے کُنڈ ز چھِ تُمس لاَ ر ز　　آزاد بُلبل بوشہٕ کران پوشہٕ ڈلن منز

تاہم مہجور شیر کشمیر کے مقابلے میں کسی اور کی لیڈر شپ تسلیم کرنے پر دل سے آمادہ نظر نہیں آتے وہ کشمیر کو بڈ شاہ کے انسان نواز مشن کا حامی اور کشمیریت کی علامت گردانتے ہوئے اپنے متزلزل اور متذبذب دل کو پھر سنبھالا دیتے ہیں اور کشمیر کے محبوب سے ہم آواز ہو جانے کی بدولت مہجور جلدی ہی شاعر کشمیر کہلانے کی سعادت کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ نہ صرف اسلئے کہ اگر شیر کشمیر سادہ زندگی اختیار کرنے کا درس دینے کیلئے کشمیریوں کو کم خوری کا مشورہ دیتے ہوئے مقروض بنانے والے گوشت اور دیگر ضیافتوں پر آلو اور ساگ پات کو ترجیح دینے کی بات کرتے ہیں تو مہجور بھی اس مشورے کی پذیرائی یوں کرنے لگتے ہیں:

بُلبُلا آزاد گرژھنس چاو بر　　پوشن کراو کر چھا و گلزار

پنجرس منز خوراک اوسی میسر　　پھیر سبزارن ووں پھُلو دانہٕ ژار

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آزاد روٗزِتھ کم کھیوٗن چھُ بہتر　　پوشن کزاو کر چھاو گلزار

بلکہ اب وہ سچے دل سے کشمیر کے ہل والے جھنڈے کو کشمیریوں کی انفرادیت، خودمختاری اور تشخص کی علامت قرار دیتے ہوئے باضابطہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ ہندوستان جو قبائلی حملے کے وقت کشمیریوں کی انفرادیت کا بچاؤ کرنے یہاں آیا ہے اسکی دوستی کشمیریوں کے تشخص کو ہر حال میں قائم رکھنے کی ضامن بن جائیگی۔

ولہٕ ویر کاشرٕ تہٕ ہندوستانی　　ویرہ چانہٕ آہ لارٲنیے
برقرار تھاوٗکھ چاوٗ سُلطانی　　مارٕ منزٕ سازٕ البٲنیے

یہ امر مسلم ہے کہ خوشی کے جشن منانے کے وقت سے زیادہ جس وقت ایک قوم کے افراد ایک دوسرے کے قریب نظر آتے ہیں اور جس وقت ان کے تمام آپسی تفرقے وقتی طور پر مٹ جاتے ہیں وہ دراصل اس قوم پر کوئی مصیبت ٹوٹنے کا وقت ہوتا ہے ۱۹۴۷ء کی بحرانی کیفیت نے بھی کشمیریوں کو غیر یقینی حالات سے دوچار کر کے ایک ایسی مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا جسکے مقابلے میں کشمیریوں کو تمام آپسی اختلافات ختم کر کے ایک ہو جانے کی ضرورت تھی مہجورؔ نے نیشنل کانفرنس کے ترجمان شاعر کی حیثیت سے اس موقعہ پر کشمیریوں کو یہ پیغام سنایا کہ کشمیر کے ہندو اور مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان کو اپنے وطنِ عزیز کی حفاظت کیلئے آپس میں شیر وشکر ہو جانے کی سخت ضرورت ہے۔

ذات بُتراتھ کاشرٕ بن ہند چھوٗکنی　　خواہ مخواہ دوٗر بر مہٕ پاوِد پانہٕ وآنی
دود چھُ مُسلِم ہیوٗ ند چھُ شکر صاف صاف　　دودتہٕ شکر رلاوِد پانہٕ وآنی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا گیا کہ مہجور کشمیر کی تاریخ سے بخوبی واقف تھے۔ اُن کی نظر میں کشمیریوں کے زوال پذیر ہوکر غلام بن جانے کے اسباب پوری طرح نمایاں رہتے تھے۔ ان میں بنیادی سبب کشمیریوں کا آپس میں لڑ کر کسی تیسرے فریق کو اپنے پر مسلط کرنے کا المیہ رہا ہے۔ مہجور جلد ہی اس المیے کے احساس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ وہ حسین خواب جو انہوں نے کشمیریوں کے ماضی میں جھانک کر اور کشمیریوں کے اس مارشل کریکٹر کی یاد تازہ کر کے دیکھا تھا۔ جس کے تحت انہوں نے محمود غزنوی جیسے بہادر حملہ آور کو لوہر کوٹ راجوری سے ہی واپس چلے جانے پر مجبور کر دیا تھا اب مہجور کو ٹوٹتا دکھائی دینے لگتا ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے محبت بھرے ترانے ایک طرفہ ہیں اور جس آزادی کے ترانے انہوں نے شروع کر دیئے تھے وہ ابھی ان کی سرزمین سے بہت دور ہے کیونکہ انکی دیکھی ہوئی آزادی کی نیلم پری آہستہ آہستہ بے نقاب ہوکر دیو استبداد کی شکل میں رونما ہونے لگی تھی اور شاعر کشمیر اپنے اظہار کی سچائی کو بحال کرتے ہوئے کہہ اُٹھتا ہے کہ کشمیریوں کی کردار کشی کے جو ہتھکنڈے شخصی دور میں آزمائے جاتے تھے اب وہی نئے رنگ چڑھا کر پھر آزمائے جانے لگے ہیں۔

یمے چیز اسہِ غُلا من اُسی ظالم زورِ مُلکِ ہیناوان
کنان تی بازرن اندر کُرتھ مُلمایہِ آزادی

بلکہ بڑے معصومانہ توقعات وابستہ کر کے کشمیریوں نے جن کو اپنے ننگ و ناموس کا محافظ گروانا ہے اگر وہی ان کیلئے خطرے کا باعث بنیں تو شخصی راج اور عوامی راج میں فرق ہی کیا رہے گا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دراے وارِ لکِ باغہٕ منزٕ جاناورن پھیر زندگی ژٚتہِ اگر واز یُل بنکھ پس گو برابر آو جاد
چانہِ باغُک خارِ جگرس نبرِ مبن جاناوارن ژاے باغس منزٕ دپان چھُکھ یم کرن صوٗفی بچاؤ

عوامی راج میں آزادی کے نام پر ہونیوالے بعض کام انہیں دور غلامی کی یاد تازہ کرنے لگے تو شاعرانہ اظہار کی صداقت نتائج کی پرواہ کئے بغیر طنز کے تیر پھینکنے پر تُل گئی۔ چنانچہ بددیانتی اور چور بازاری کے ننگے ناچ کی آزادی فقط چند گھروں کی داشتہ بن جانے لگی۔ غنڈہ گردی عام نظر آنے لگی اور سچ کے اظہار کو روکنے کیلئے زبانوں پر تالے ڈالے جانے لگے تو مہجور فنکارانہ آداب کو بالائے طاق رکھکر محض عوامی زبان میں چلانے لگے۔

یہ آزٲدی چھےٚ سور چُچ حور پھیر یا خانہِ پتہِ خانے
فقط کینژٕن گرن اندر ماران گرایہ آزٲدی

بلکہ ''لالہ'' کے داغدار سینے کو کشمیریوں کا آئینہ دار سمجھ کر اور زیر زمین دنیا کے متلاشی بن کر اس کی جانب یوں مخاطب ہونے لگے۔

تتہِ چھا کنٹرول انتظام گول مول تتہِ تہِ چھا چور بازار
تتہِ تہِ چھا رایہِ رایہِ نون تیل بٲگران تتہِ تہِ چھا تتھی خانہِ دار
تتہِ تہِ چھا تُس تھُوان پنجرس اندر پوٚز لیس آسہِ گفتار
تتہِ تہِ چھا زیٖوہ زٚتھٕ بتہِ سازندر دورہ وان موٹر کار

اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہی مہجور بڑی قنوطیت اور مایوسی کے عالم میں اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ آس پاس کے کسی ملک کے پاس کشمیریوں کے درد کا درمان ڈھونڈھنا بیکار ہے۔ اس طرح کی کوئی بھی غلط فہمی کشمیریوں کو خود شناسی اور خود اعتمادی و

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خودمختاری سے محروم کردے گی۔ البتہ ہمارا سب سے بڑا ہمدرد وہی ہوگا جو ہمارے تشخص کو بحال ہوتے دیکھنا گوارا بھی کرے اور اسکی آبیاری میں ہماری مدد بھی کرے۔ ایسا اگر مہجورؔ کی نظر میں کوئی ہے تو فقط وہ حساس کشمیری ذہن جو سب کچھ ہونے سے پہلے کشمیری ہوگا اور جو کشمیری ثقافت اور کلچر کے ساتھ جذباتی اور شعوری دونوں طرح کی گہری وابستگیاں رکھتا ہوگا۔ بلکہ وہ سلطان شہاب الدین، مہاراجہ للتادت، اودے رینہ اور تازی بھٹ جیسے بہادروں کی کشمیری اولاد سے اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرکے اُٹھ کھڑے ہونے کیلئے نئے انقلاب کا داعی بن کر یہاں تک کہہ اُٹھتے ہیں۔

اکھ چھُ پأ کستان ونان بیا کھ ونان ہندوستان
اسہِ سپُد فلحال ڈأ کستان یتھ ملکس زبر

اس طرح کے بیانات کو شاعرِ کشمیر کے انتشار ذہنی سے تعبیر کیا جائے یا پامالی توقعات کا ردِعمل سمجھا جائے لیکن یہ امر اپنی جگہ مسلم ہے کہ مہجور اپنے ہر اظہار میں کشمیریت کے سچے پرستار رہے اور وہ تاویلات کی پرواہ کئے بغیر اپنے محسوسات کو شعر کا جامہ پہناتے رہے اور دوسری جانب مہجورؔ ایسے واحد کشمیری شاعر ہیں جو کشمیریوں کے بڑے کٹھن اور فیصلہ کن دور کے درجن بھر ابتدائی پڑاؤں کے چشم دیدہ گواہ بھی رہے ہیں۔ اور ہمدرد و سفر بھی اس حیثیت سے بھی کشمیریت کی ترجمانی میں مہجورؔ کا امتیاز اب تک فکر انگیز اور فیض بخش ہے۔ بلکہ جس طرح اقبال کا ''ترانہ وطن'' ع ہندی ہیں ہم وطن ہیں ہندوستان ہمارا، جیسے بے لاگ اظہار کی بدولت ہر آنے والے زمانے کیلئے روشنی میسر کرتا رہے گا اسی طرح مہجورؔ کا وہ مشہور کشمیریت نواز نغمہ بھی ہمیشہ ضیا پاش رہے گا۔ جس میں بقول عبدالاحد آزاد مہجورؔ نے اپنے حساس دل کے ولولے کو اپنے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اہل وطن کی بزدلی، غلامانہ ذہنیت قدامت پسندی تفرقہ اندازی، دوں ہمتی اور فاقہ مستی سے متاثر ہوکر یوں ظاہر کرتے ہیں۔

ولو ہا باغوانا نو بہارُک شان پیدا کر
پھولن گل گھ کرن بُلبل تتھی سامان پیدا کر
چمن وآران ،روان شبنم ژٹھ جامہِ پریشان گُل
گلُن تے بُلبلن اندر دُبارِ جان پیدا کر
مہِ تھو گلزارس أندر سولے گلن کرٹ سوے خرآبی چھے
یوان سُنبل چھُ پے در پے گُل خندان پیدا کر
کری کسُ بُلبُلا آزاد پنجرس منز ژچھُکھ نالان
ژ پنہِ نے دستہِ پنہِ نبن مشکلن آسان پیدا کر
چھُ باغس جانور بولِان مگر آواز چھکھ بیوٗن بیوٗن
یہندِس آلوس یارب اثر یکسان پیدا کر
اگر وُزناوہن لبستی گلن ہنز تراو زیرو بم
بنیُل کر واو کر گگرابہِ کر طوٗفان پیدا کر
ژمپنس شأیری ہندس کرِتھ مہجور گل پیدا
وون اتھ رنگین باغس بُلبلِ نالان پیدا کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مشعل سلطانپوری

کلامِ مہجورؔ کی مقبولیت کا راز

گلستان فن ادب میں بعض پھول ایسے ہوتے ہیں جو کھلتے ہی آس پاس کی فضا کو اپنی فرحت بخش خوشبو سے مہکا دیتے ہیں لیکن چند لمحات اپنی بہار جانفزا دکھا کر رنگ و بو سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان کی قدر قیمت کلی کی تبسم سے زیادہ پائیدار نہیں ہوتی لیکن بعض پھولوں کا حُسن سدا بہار بھی ہوتا ہے۔ اور جاودان بھی۔ یہاں ایسے چراغ بھی جلتے ہیں جو ہوا کے جھونکوں کی تاب نہیں لا سکتے اور ایسی مشعلیں بھی روشن ہوتی ہیں جنہیں تند و تیز ہوائیں بھی نہیں بجھا سکتیں۔ اس بحر کی تہ سے ایسے موتی بھی اُچھلتے ہیں جن کی چمک دمک چند دنوں میں ماند پڑتی ہے اور ایسے دُرِ شاہوار بھی جن کی قیمت امتداد زمانوں کی سفاکیوں کے باوجود بڑھتی ہی رہتی ہے۔

مہجورؔ کے چمنستان شعر میں یہ دونوں قسم کے پھول اور اس کے دریائے سخن میں یہ دونوں قسم کے موتی ملتے ہیں۔ انکا کلام ان کے دور حیات ہی میں منظر عام پر آ کر مقبولیت کی سند حاصل کر گیا۔ بعض لوگ اس مقبولیت کا سہرا مہجور کی شہرت پسندی، اس زمانے کے ذرائع نشر و اشاعت کے مناسب استعمال اور ان کے کلام کے مشہور گلوکار محمود شہری کے سر باندھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خود اُن کے شاگرد رشید عبدالاحد آزادؔ کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس بیان سے شہہ ملتی ہے ''یوں تو آپ کی ہر غزل شہرت کے پر لگا کر ملک کے گوشے گوشے میں آناً فاناً پھیل جایا کرتی ہے اس کا سبب آپ کی کمال شاعری'' ''خداداد لطف سخن یا آپ کی خوش قسمتی سمجھئے یا محمود شہری کی خوش گلوئی اور آتش نوائی کا فیض و برکت''[1] اس حقیقت کے باوجود کہ فن کی مناسب تشہیر اس کی مقبولیت میں کسی حد تک ضرور معاون ثابت ہوتی ہے۔ یہ بات تاویل حاسدانہ کے ذیل میں آتی ہے۔

مہجور کے اپنے دور میں جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کے کئی وجوہ ہیں۔ ان کے دورِ شعور میں کشمیری شاعروں میں مختلف رجحانات پائے جاتے تھے۔ ایک طرف صوفیانہ رجحان یعنے رحمان ڈار، ''نعمہ صاب اور شمس فقیر کی روایت جس کی آبیاری وہاب کھار، احمد پرے اور وازہ محمود کے بعد رمضان بٹ، احمد بٹہ واری اور اسد میر نے کی تھی اور ان کے ہمعصر صمد میر احد زرگر اور ماسٹر زندہ کول اس کی توسیع کر رہے تھے۔ دوسری طرف قصہ گوئی یعنی زرینہ اور برینہ مثنوی نگاری کی روایت جسے محی الدین مسکین، عزیز اللہ حقانی اور ان کے استاد عاشق ترالی کے ساتھ ساتھ حیرت پاندانی اور نعمت اللہ صفاپوری آگے بڑھا رہے تھے۔ اس کے علاوہ عشقیہ شاعری کا رجحان یعنی حبہ خاتون، محمود گامی، رسول میر اور ناظم کی روایت جس کی توسیع میں اگر چہ مختلف شعرا حصہ لے رہے تھے لیکن اساتذہ کی مقبولیت ابھی تک قائم تھی۔ مہجور کی نوجوانی میں وفات پانے والے مشہور کشمیری شاعر وہاب پرے نے ان سب رجحانات کو یکجا کرنے کی کوشش کی لیکن ان کا چولا نہیں بدل سکے اور یہ برابر روایات کی زنجیروں میں اسیر رہے۔

روایات سے بغاوت کی ہمت تو خیر بڑی بات ہے ان میں ذرا سی تبدیلی لانے

---

[1] کشمیری زبان اور شاعری حصہ سوم صفحہ ۲۱۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کیلئے بھی کچھ کم حوصلہ درکار نہیں ہوتا یہ وجہ ہے کہ مہجور کے دور کے اکثر و بیشتر شعراوہی لکیر پٹتے جارہے تھے جن پر کشمیری شاعری صدیوں سے گامزن تھی ۔مہجور بھی پہلے پہل ان ہی روایات کی پابندیوں میں اُلجھ گئے لیکن آہستہ آہستہ وہ ان زنجیروں کی کڑیاں ڈھیلی کرنے لگے۔ابتدا میں کچھ اُفتادِ طبع کی وجہ سے اور کچھ عنفوان شباب کے تقاضے کی خاطر اُن پر عشقیہ شاعری کا رجحان غالب رہا۔حبہ خاتون کے گیت کے جواب میں گیت لکھنے سے اس کا آغاز ہوا۔یہ دونوں گیت سامنے رکھ کر اس حقیقت کا اندازہ کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی کہ بحر لہجہ اور فضا کے اشتراک کے باوجود نفس مضمون اور شاعرانہ برتاؤ یکسان نہیں جہاں حبہ خاتون کا گیت لذت ،لمس وفشار و بوس وکنار کی دلخراش یادوں کا نوحہ ہے۔اور نا امیدی کا نالہ وشیون وہاں مہجور کا گیت نو واردان بساط عشق کے تلون و بے قراری کا نمونہ ہے۔

مہجور نے اپنے بتکدہ تصورات میں خیالی اصنام کو کوئی جگہ نہ دی۔انہوں نے اسے اپنی دنیا میں پائی جانے والی گوشت و پوست کی محبوباؤں سے آباد کیا۔روزمرہ زندگی میں پائی جانے والی ان حسیناؤں سے محبت کرنے کا انداز لوگوں کو پسند آیا۔اس میں ماورائیت نہیں ارضیت پائی جاتی تھی۔یہ انداز عام لوگوں کے جذبات کو تسکین دیتا تھا اور اُن کا دل موہ لیتا تھا۔ملاحظہ ہو

اتھ نوزک زن چھس پوشہِ دستہِ
کتھ بوزمس مدرِ تہِ آہستہ
دأدی لدِنے بلہِ بیمأری یے

(اس کے ہاتھوں میں گلدستوں کی سی نزاکت ہے اور باتوں میں مٹھاس اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لطافت سے بیمار بھی شفا پا سکتے ہیں)

یارِ سُند مارِ موّت سار چھمنہٕ تھاوان　　یارس لرِ پان ساوان چھُس
کامہٕ دیو یار چھُنہٕ جامہٕ مُژ راوان　　پوشن مالہٕ کرناوان چھُس

(دوست کی محبت سے دل قابو میں نہیں رہتا تو اس کے پہلو میں لیٹ جاتی ہوں لیکن وہ کام دیوا اپنے بند قبا نہیں کھولتا پھول مالائیں تیار کرواتی)

لولہٕ نار پانس گوٚنڈنم ہیرِ بوٚن　　امہٕ نارِ سرتلہٕ سپنُم سون
وبسہٕ کیازِ آسم وبسہٕ راوان　　مارِ متہٕ وارِ وتہٕ لاگ میون پان

(میری رگ رگ میں محبت کی آگ سُلگ اٹھی جس نے مجھے جلا کر کُندن بنا دیا۔ جانے سہیلیاں مجھے کیوں ڈرا رہی تھیں۔ اے میرے محبوب میری لاج رکھ) ارضی حسن سے پیار کا یہ رنگ اس وقت زیادہ شوخ دکھائی دیتا ہے جب ہم ان کی نظم ''دہقان زاری'' کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس نظم میں قدم قدم پر واقفیت اور حقیقت پسندی کے نقوش نظر آتے ہیں۔ اس دوشیزہ کی سادگی، معصومیت، حسن، غیرت، پاکدامنی کوئی چیز خلاف فطرت نہیں، ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

سیوٚ د سادِ جامہٕ چھی شامہٕ سوندرِ یے
نہ چھُ اتھ گوٹہٕ نے زٔرِ یے
کاژ زونہٕ زن چھِ کالہٕ اوٚبرٕ کٹھرِ یے

(اے نازنین، تیرا سیدھا سادہ لباس جس میں کہیں گوٹا کناری نہیں لگی ہے۔ اس مگجے لباس میں تو ایسی لگتی ہے جیسے بادلوں میں روشن چاند) جہاں مہجور جسمانی حسن کی قوس قزح کے رنگوں میں غیر ماورائی عشق کا رقص فرماتے نظر آتے ہیں وہاں انہوں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے صوفیانہ مذاق رکھنے والے لوگوں کی روحانی تسکین کا سامان بھی بہم پہچایا ہے۔لیکن ان کے صوفیانہ تصورات میں قنوطیت کی کوئی جگہ نہیں، یہاں افسردگی کی بجائے علوہمتی، اثبات خودی اور خود بینی ہے۔ یہ شعر ملاحظہ ہو ؎

مشتاق بُلبل اتھ گُلس
گُل پانہٕ ژھاران بُلبُلس
تس گارِ گُل یُس ژھارِ گُل

(بُلبُل گل پر فریفتہ ہے تو گُل کو بھی اسی کی تلاش ہے۔گل اسی کی آرزو کرتا ہے جو گل کی آرزو کرے)۔

مہجور نے تمام جسمانی اعضاء میں دل کی برتری کا اعتراف کیا ہے اور اس کی صفائی اور پاکیزگی پر زور دیا ہے۔فرماتے ہیں ؎

شیشہٕ دلہٕ کُے یس رچھُن توگ سُے چھُ شاہ
سُے چھُ کامِل جام جم تیمی زون دل

(جو اپنے آئینہ قلب کو آلودگیوں سے بچا سکا اُس کو کامل سمجھتا ہوں جو اپنے دل کو جام جم سمجھتا ہے)

تصوف کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے کہ اس کا مدعا ومقصد تصفیہ قلب، تزکیہ باطن، علوہمتی، بیم مرگ سے نجات انسان دوستی اور معرفت الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں لیکن ابتدائی دور کے بعد یہ نہایت افراط وتفریط کا شکار ہوا اور اس نے تہذیب انسانی پر ایسے منفی اثرات ڈالے کہ خدا کی پناہ۔دنیا لایعنی چیز ٹھہری ،تقدیر پرستی نے انسان سے ذوق عمل چھین لیا قنوطیت نے اُس کا دل مرجھا دیا اور بے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عملی نے اس کے اعضاء شل کردئے۔ تصوف کے انہی اثرات کو بھانپ کر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس قسم کے تصوف سے لاتعلقی ظاہر کی اور علامہ اقبال کو اس کے خلاف آواز اٹھانا پڑی۔ مہجور کشمیری بھی اس یغانہ قسم کے تصوف سے دور نظر آتے ہیں۔ اُن کے صوفیانہ خیالات میں اگر چہ گہرائی ہے۔ نہ تجربات کی رنگارنگی لیکن سیدھے سادے انداز میں وہ تصوف کی وہی تعلیم دیتے ہیں جو اس کا مدعا مقصد رہا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں ؎

پوش پھلۍ ہتۍ وارِ کینژن رنگ کینژن رنگ وبو
روزُن گل یُس چھُ باغس سُے گلو منژ ژارِ ہا

(چمن میں مختلف پھول کھلے ہیں، کسی کا رنگ پسند آتا ہے تو کسی کا رنگ و بو دونوں لیکن میں وہی پھول چننا چاہتا ہوں جو مُرجھا نہ سکے)۔

چھیٚنہٕ تأریف سورمس تہٕ سازس یُتھنہٕ مہجور لارکھ محازس
بُلہٕ راوی یِنہٕ مُلہٕ مایے پایہ بڈِ میٚانہٕ یاون رایے

(بناؤ سنگھار کی تعریف بے سود ہے اے مہجور مجاز پر فریفتہ نہ ہونا۔ ایسا نہ ہو کہ تجھے غازہ و مسی لبھاتے، اے میرے عالی مرتبہ محبوب)۔

شوقہٕ سان یہ پٚنٛن پان یأرآومٕ تنہٕ میٚانہٕ آسۍ یوان مُشکینژ دار
تٚمۍ مدنوارن مٚن پر کھوٚمٕ مۍ روشہٕ نوٚمٕ پوشہ مؤت یار

(میں نے انتہائی شوق سے اپنے آپ کو بنا سنوار کر رکھا۔ میرا بدن گرد و پیش کو مہکا رہا تھا۔ لیکن محبوب نے میرے من پر نظریں جمائیں۔ ہائے وہ پھولوں کا متوا!

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کیوں روٹھا)۔

لولہٕ نارٕکس دزٕنس الاوس　　کھسہٕ عاشق تہٕ دَزِتس مَل
اِد روزلیس نہٕ باقٕے ہاوس　　سَر تراوس پادن تل

(آتش محبت کے لاوہ پر چڑھ کر عاشق کا میل جاتا رہے گا اور وہ حرص و ہوا سے پاک ہوگا۔ کاش میں اس کے چرنوں میں سجدہ کروں)

گُل ہرِدٕ ہران سونتہٕ بی دوبارٕ کران دور
مُرٕ مُرٕ چھےٚ پھیران زندگی وسواس مرنٕک تراو

(پھول خزان میں جھڑ جاتے ہیں تو بہار میں پھر کِھل اُٹھتے ہیں۔ یہاں مرنے کے بعد پھر زندگی ملتی ہے، موت کا خوف کیوں کریں)

مہجورؔ کے ان صوفیانہ خیالات نے اُن کی تصور اخلاق پر بھی خوب اثر ڈالا ہے۔ ان کی اخلاقی تعلیم واعظانہ نہیں مفکرانہ ہے ؎

تھدِ پاٹھِ انسانِ کونہٕ بیٚہان ستٚ ناکارن
مٹز باگ کنڈبن گُل چھِ تس کتھٕ پأٹھی قراآو

بلند مرتبہ لوگ بُروں کی صحبت میں بھی زندگی بسر کر سکتے ہیں ورنہ کانٹوں میں رہ کر پھول کو کیسے چین ملتا)

آیہ دردٕ کہ چھ مٹز فرقانس　　دردٕستٚ چھےٚ شوب انسانس
سوے کتھا چھےٚ مٹز گیتایٕے　　پاٹھِ بڈٕ میانہٕ یاون رایے

(انسانی ہمدردی کی باتیں قرآن میں کہی گئی۔ دردمندی انسان کی شان ہے اور یہی باتیں گیتا میں بھی ملتی ہیں)۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اخلاقی تعلیم کے ساتھ ساتھ مہجورؔ حکمت کے ایسے لطیف نکتے بھی بیان کرتا ہے کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے ؎

پوشہِ ٹوٗرِ خاموش پوٗر سامانے ژھوٚپہ چھےٚ روپہ ہنٛز پانے بوز
کتھِ ستی بوے گُل گو پریشانے بلبلہِ ہندِ افسانے بوز

(غنچے ساز وسامان کے باوجود چپ سادھے ہیں خاموشی کی قدر و قیمت کا کیا کہنا، پھول کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اپنی خوشبو سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ذرا بلبل کی باتیں تو سُن)۔

اس شعر میں جہاں انداز بیان کی لطافت اور تشبیہ کی ندرت ہے وہاں کشمیری محاورے کی وہ چاشنی بھی ہے کہ ترجمہ اس سے عہدہ پر آنہیں ہوسکتا۔

مہجورؔ کا زمانہ کشمیر کی تحریک آزادی کا ولولہ انگیز زمانہ تھا۔ لوگ طویل عرصہ کے بعد خواب غفلت سے بیدار ہو رہے تھے۔ لیکن مطلق العنان حکومت کے خلاف منہ کھولنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ صدیوں کی غلامی نے ذہن زنگ آلود کر دیئے تھے۔ صوفیوں اور عالمان دین کی راضی برضا رہنے اور تقدیر پرستی کی تعلیم نے یاسیت کی فضا پیدا کی تھی۔ استحصالی عناصر نے عوام الناس کو اقتصادی بدحالی میں مبتلا کر دیا تھا اور آفات سماوی کے سیلاب نے لوگوں کی ہمت کے بندہ توڑ دیئے تھے۔ امیر مال مست تھے اور فقیر حال مست۔ مذہب کے دعویدار مذہب کو لوٹ کھسوٹ کی آڑ بنائے ہوئے تھے۔ اس کی صحیح روح سے لوگوں کو بے خبر رکھا جا رہا تھا۔ غریبوں کو صبر و رضا اور توکل و قناعت کا درس دیا جاتا تھا۔ اور دولتمندوں کو عنایات الٰہی کا مستحق ٹھہرایا جاتا۔ نوع انسانی سے ہمدردی مفقود تھی اور قومی احساس سے بیگانگی۔ عام اس کا غم علماء کو تھا۔ شعراء کو نوآبادیاتی نظام سے چھٹکارا پانے کی تڑپ نے کئی ملکوں میں آزادی کی تحریکوں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کو جنم دیا تھا۔ ہندوستان میں تحریک آزادی زوروں پر تھی اور وہاں کے ادباء اور شعراء برابر اس تحریک کی ہمنوائی کر رہے تھے روس کے انقلاب نے خود ہندوستان کی تحریک آزادی کو متاثر کیا تھا۔ اس انقلاب نے یقین و عمل کو بھی متحرک کیا تھا اور امید آفرینی کی خوشبو بھی پھیلا دی تھی۔ ان اثرات سے ہمالہ کے چشموں کو اُبلتے کا پیام ملا تھا اور کشمیر کے کئی جانباز مخالف حالات سے متصادم ہونے کا تہیہ کر کے کشمیر کی تحریک آزادی کا آغاز کر چکے تھے۔ لیکن انقلاب کی یہ ہوائیں کشمیری شعر و ادب تک نہیں پہنچ پائی تھیں۔ انہیں مہجور کا انتظار تھا۔ مہجور نے وہ سارا سفر جسے طے کرنے میں اردو شاعری کو موضوعات کے اعتبار سے (۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۰ء تک) اَسی نوے برس لگے تھے اپنی شاعری کے پندرہ سالہ وقفے کی ایک جست میں مکمل کرنے کی کوشش کی۔ حب وطن اتحاد آپسی بھائی چارہ قومی حمیت، دعوت عمل، امید آفرینی، جدو جہد کی کامیابی کا یقین خوش آیند مستقبل کی بشارت، سرمایہ و محنت کی کشمکش اور استحصال کی برائی وغیرہ اُن کے آبگینہ شعر میں جھلکنے لگے۔

مہجور جانتے تھے کہ جب تک لوگوں میں اپنے وطن سے محبت کے جذبات متحرک نہیں ہوتے وہ اس کی حالت پر غور نہیں کر سکتے۔ اسلئے انہوں نے طرح طرح سے یہ جذبات ابھارنے کی کوشش کی کبھی وطن کی خوبصورتی کے بیان سے کبھی اس کے اعلیٰ علمی فنی اور تمدنی پس منظر کی طرف اشارہ کر کے اور کبھی اس کی زبوں حالی سے پردہ اٹھا کر۔ اس سلسلے میں یہ مثالیں دینا کافی ہوگا۔

أندی أندی سفید سنگر دِیوارِ سنگ مَرمَر
مثز باگ سبز گوھر گلشن وطن چھُ سوئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(اردگرد سفید چادر اوڑھے پہاڑ جیسے سنگ مرمر دیواریں اور بیچ میں زمرد جیسی وادی ہمارا وطن ایک پھلواڑی ہے)۔

سوکھ ناگ توسہ مأدان تتہِ وُچھ مے پانہِ بھگوان
بگتن چھُ جلوِ ہاوان گلشن وطن چھُ سونے

(سُکھ ناگ اور توسہ میدان کشمیر کے دلفریب صحت افزا مقامات) میں خود بھگوان جلوہ افروز ہے اور بھگتوں کو درشن دے رہا ہے یہ ایسا گلستان ہے ہمارا وطن۔)

عالمکہ بیمار گرمیون آے واپس گئے بٕلتھ
ترٛیشہِ ہٕتی پیٚمتی وتن پٹھ زودِوان بیمار میٲنی پاٚٹھی

دنیا بھر کے مریض یہاں آ کر شفایاب ہوئے۔ لیکن ہمارے بیمار سرِ راہ گھونٹ گھونٹ پانی کو ترستے ہوئے دم توڑ رہے ہیں۔

حب وطن کے جذبات ابھارنے کے بعد قومی حالت کا احساس دلانا ناگزیر تھا یہ کام ان کی نظم ارے باغبان میری داستان تو سُن'' نے انجام دیا۔ اس نظم میں کشمیریوں کی عہد بہ عہد حالات کا جائزہ لیا گیا ہے اور قومی بے حسی فرقہ دارانہ تعصب، ذہنی پسماندگی جیسی برائیوں کو کشمیر کی بربادی کے وجوہات قرار دیتے ہوئے اپنی بے چارگی کا اظہار ان لفظوں میں کیا گیا ؎

ہیٚرِ واریٚل برٛور بوٚنہِ زاگان یتھ میٲنِس زُوٗوس
پوشہِ لنجن ژھایہِ تھُوٗ تھُوٗ کوٗت کال بچاوِپان

(فضا میں تو باز اور زمین پہ ٹھہروں تو بلی میری جان کے درپے ہیں پھولوں کی ٹہنیوں میں چھپتے رہتے کب تک اپنا بچاؤ کرتا رہوں)۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں کہا گیا مہجورؔ کے زمانے میں انقلاب روس نے دنیا بھر کے اُن ممالک پر اپنے اثرات ڈال دئے تھے جو غیر ملکی سامراج سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے ان آزادی پسند ممالک میں مارکسی فلسفہ سیاسی وسماجی مصائب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ سمجھتا جارہا تھا۔ اس فلسفہ کا خاص نکتہ یہ تھا کہ سرمایہ دارانہ نظام انفرادی اور قومی سطح پر استحصال کی بنیاد پر قائم ہے۔ اس نظام کے تحت مختلف شعبہ ہائے حیات میں استحصال ہوتا رہتا ہے۔ اشتراکیت اس استحصال کا واحد حل ہے اس فلسفہ کے اثرات ہندوستان کے ساتھ ساتھ کشمیر پر بھی پڑے اور مہجورؔ بھی اس سے متاثر ہوئے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار میں اس استحصال کے خلاف آواز بلند کی۔

میانہِ بچہِ ٹُک میانہِ گرِ یوٗ دآسہِ ہے کانہہ انتظام
پھیرِ ہن ماوندِ رأژن درِ بدر بیکار میأنی
کیاونے وٗرِ یس جُکھتھ زٕنتھ بہِ رودس فاقہ مس
بیازو وانوٗتہ سونرو غأب کُرِ انبار میأنی
جنتس منز جائے حأصل کرنہِ باپتھ دن نیاز
بیمہِ کرناوان چھ سورگس پایہِ بٕڈِ دیندار میأنی

(اگر میری گزر اوقات کا اپنی ریاست میں کچھ انتظام ہوتا کہ کڑاکے کی سردیوں میں میرے بے روزگار لوگ مارے مارے کیوں پھرتے۔ سال بھر خون پسینہ ایک کر کے محنت کرنے کے باوجود میں بھوکا ہی رہا اور سود خوروں، بنیون اور مہاجنوں نے میرے ذخیرے ہتھیا لئے میرے وطن کے دیندار جنت حاصل کیلئے خیرات کر کے سورگ کا بیمہ کراتے ہیں)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس استحصال سے چھٹکارا پانے کیلئے سب سے پہلے سیاسی آزادی حاصل کرنے کی ضرورت تھی مہجورؔ نے آزادی کی قدر و قیمت سمجھاتے ہوئے کہا۔

پابند چمن گل چھُ توے کنڈی چھ تمس لأری
آزاد بُلبل باشہِ کران پوشہِ ڈلن منز

(پھول چمن کا چاند ہے اسی لئے کانٹوں میں گھراتی ہے بلبل آزاد ہونے کے باعث پھلواڑیوں کا لطف اٹھا رہی ہے)۔

کسی مقصد کے حصول کے لئے کامیابی کی امید زبردست سہارے کا کام دیتی ہے مہجور سے پہلے کشمیری شاعری رجائیت کے زیر و بم سے نا آشنا تھی مہجورؔ کی مقبولیت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اس نے مایوسی کی تاریک راتوں میں امید کی جوت جگائی کشمیریوں کو اُمید کی پری اپنی گود میں جھولا نہ جھلاتی تو مطلق العنان حکومت سے ٹکرانے کی جرات کون کرتا۔ مہجورؔ نے اپنے اشعار سے کشمیریوں کو اُن کی جدو جہد کی کامیابی کا یقین دلایا فرماتے ہیں۔

یٚلہِ کھسہِ نوِ سمسارُک رَو گوڑِ پیٚہ چانے ڈبہِ پر تو
اِ گژھ روشن باقیِ جہان پأدِ کر پنہِ نے باغچ زان

(جب نئی دنیا کا سورج طلوع ہوگا تو سب سے پہلے تمہارے ڈالان روشن ہوں گے اسکے بعد باقی ممالک میں اجالا ہوگا۔ اپنے باغ کی جانکاری حاصل کر)۔

وارِ وارِ وارِلی گژھن نا بوٗد
بُلبل تہِ کوٗستوٗری واین سرٚوٗرد
باغ کرِ سورگس ستی مان مان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(آہستہ آہستہ باز جیسے خونخوار پرندے غائب ہوں گے اور بلبل اور کستور نغمہ ریزی ہوں گے تمہارا باغ رشک جناں ہوگا)

مہجور کے کلام کی امید آفرینی کا عمدہ نمونہ ہے ان کی نظم ''نیا کشمیر'' نیشنل کانفرس نے ۱۹۴۴ء میں کشمیر کے لئے جو مسودہ آئین پاس کیا تھا اسے نیا کشمیر کا نام دیا گیا۔ اگر کشمیر کے لئے یہ آئین منظور ہوتا اور اس سے عمل میں لایا جاتا تو اُس کے نتیجہ میں کشمیر کی جو نئی تصویر اُبھرتی وہی تصویر مہجور کی یہ نظم پیش کرتی ہے۔ نیشنل کانفرنس نے آزادی کے بعد اسی آئین کے نفاذ کا وعدہ کیا تھا اسی لئے مہجور نے دوسری جگہ اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا ؎

موکلہِ ووٚنی ظلمٕک تہٕ لوٹک دور　　وُڈدار تہٕ چکدار گژھن کمزور
خوش خبر بوز اسہِ گیہِ شأدی　　أسی وُچھو یٚژکأکی آزأدی

(اب لوٹ کھسوٹ کا زمانہ ختم ہوگا۔ وڈدار اور چکدار کمزور ہوں گے۔ یہ خوش خبری سُن کر ہمیں مسرت ہوئی کہ اب ہم جلدی آزاد ہوں گے)۔

مہجور اپنے دور میں اس وجہ سے بھی کافی مقبول رہے کہ انہوں نے ہر موڑ پر تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی کی اور اس کے لئے فضا تیار کرنے میں اپنی شاعری سے ایک وسیلہ کا کام لیا۔ ہندو مسلمانوں میں نفاق کے بیج پڑنے لگے تو اتحاد کا درس دیا۔

ہٕندی رٹن نم کھوری واین اہل دین　　ناو تیمہِ مُلکچ چلاووپانہِ وأنی

(ہندو پتوار سنبھالیں اور مسلمان چپو چلائیں۔ اس طرح اس ملک کی نیا کھیتے رہیں)۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تحریک آزادی کی ضرورت محسوس کرانے کیلئے کشمیر کی پسماندگی اور کشمیریوں کی زبوں حالی کے مرقعے پیش کر کے عوامی رہنماؤں کو شخصی راج کے ظلم کا نشانہ بنا کر کشمیریوں کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی گئیں تو انہیں ڈھارس دی اور ''پہاڑوں کی چوٹیوں پر اُجالا ہو انظم کے ذریعے امید کی قندیلیں روشن کیں۔ نیا کشمیر مسودہ آئین پاس ہوا تو نئے کشمیر کی خیالی جنت کا نقشہ کھینچا۔ شخصی حکومت کے خاتمے پر اقتدار عوامی نمایندوں کے ہاتھ آیا تو آزادی کے گیت گائے۔ عوامی حکومت کے جھنڈے کی تعریف میں نظمیں کہیں۔ ریاست پر قبائلی حملہ ہوا تو اس کا مقابلہ کرنے کیلئے لوگوں کو پکارا اور کشمیر کا مسئلہ سیکورٹی کونسل میں پہنچا تو ان سے انصاف کی درخواست کی اتنا ہی نہیں آزادی کے بعد بھی انہوں نے کشمیر کے سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل پر اپنی توجہ مرکوز رکھی ان کی عظمت کا اس وقت اور بھی زیادہ قائل ہونا پڑتا ہے۔ جب وہ نیا کشمیر کے خواب کی غیر متوقع تعبیر دیکھ کر اظہار بیزاری کرنے سے بھی نہیں چوکتے جب وہ دیکھتے ہیں کہ اس خیالی جنت کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں تو عوامی حکومت کو اپنی نفرت کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس آزادی پر طنز کرتے ہیں۔ کہیں کھلم کھلا تو کہیں اشاروں کنایوں میں۔ اس سلسلے میں ان کی نظمیں آزادی' گل لالہ سے اور پوشنول ہوش میں رہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں ۔

یہ آزآدی چھےٚ تراوان مغربس کُن رحمتک باران
کران سائنس زمینس پیٹھ ژھرے گگرائے آزآدی
یہ آزآدی چھےٚ سورٕچ ہٕور پھیرہا خانہٕ پتہٕ خانے
فقط کیژٕن گرن اندر چھےٚ ماران گرایہ آزآدی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(اِس آزادی سے مغربی ممالک میں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے لیکن ہمیں گرج چمک کے سوااور کچھ نہیں دیتی۔ یہ جنت کی حور جسے دردر پھرنا شوبھا نہیں دیتا۔اس لئے گنے چُنے گھروں میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے) نظم آزادی

تتہِ چھا مُلزِمس وتتُک یہ انصاف ہتھ کران خار
تتہِ چھا عذابس لاگنہِ یوان بے گوناہ تسندی رشتہِ دار
تتہِ چھا کنٹرول انتظام گول مول تتہِ چھا چور بازار
تتہِ چھا رایہ رایہ کھبن چھبن باگران تتہ، چھا تتھی خاندار

(کیاوہاں بھی انصاف کے نام پر ملزم کے بھائی بندوں کوستایا جاتا ہےاوراس کے بے گناہ متعلقین پرستم ڈھائے جاتے ہیں وہاں بھی ضروریات زندگی کنٹرول کی آڑے لے کرمہیانہیں ہوتے؟ بدانتظامی، چور بازاری، اقربا پروری! کیاوہاں بھی یہی برائیاں ہیں اورایسی مثل اندھا بانٹے ریوڑیاں مُڑ مُڑ اپنوں کودے).....نظم گل لالہ سے۔

فاٗض گوسُے واتہِ یُس عامن تہِ خاصن ورنہ کیا
کس نہ رژھراوٕنی تگن بیتہ باٗے بندتے آشناو
درائے وارلے باغہِ منز جاناوَرن پھیر زندگی
ژتہِ اگروارئیل بنکھ بس گوبرابر آوجاو

(فیض وہی فیض کہلائے جوعوام وخواص سب تک پہنچے۔ بھائی بندوں کونوازنا تو بڑی بات نہیں۔ باز جیسے خونخوار پرندے باغ سے چلے گئے۔تو پرندوں کی جان میں جان آئی۔اگرتو بھی باز ثابت ہوگا تو فرق کیا پڑا)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اب تک میں اس بات کا جائزہ لے رہا تھا کہ مہجور کی مقبولیت میں موضوعات کا کس حد تک دخل رہا ہے۔ اب ذرا اس سے ہٹ کر اُن کی مقبولیت کے دوسرے پہلوؤں کی طرف آئے مہجور سے پہلے کشمیری غزل اور وژن کا دامن وسیع کرنے کی چند کوششیں ہو چکی تھیں۔ ان میں عشق و محبت کے علاوہ تصوف کے مضامین بیان کئے جانے لگے تھے۔ وہاب پرے نے ان میں اخلاق حکمت اور اپنے زمانے میں پائے جانے والے سماجی اور سیاسی مسائل داخل کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن جب ان ساری کوششوں پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان موضاعات کے حامل اشعار موزون تو ہونے تھے شعر نہیں بن پاتے تھے مثال کے طور پر یہ شعر لیجئے ؎

غریبس خون ہاژن چھے نہ جأیز
ہتو مسکین مارُن چھے نہ جأیز

(مفلس کا خون بہانا اچھا نہیں سنو بھی مسکین کو قتل کرنا روا نہیں)

مہجور نے وژن کی ہیئت میں مختلف نظمیں کہیں جیسے ''وتستا''، بجلی دہقان زادی، چاند ہل آزادی وغیرہ ان کی باقی نظمیں غزل کی ہیئت میں ملتی ہیں۔ ہیئت میں انہوں نے کچھ خاص تجربات نہیں کئے۔ صرف ''نیا کشمیر'' اور دو ایک جنگی ترانوں میں ایسے تجربات نظر آتے ہیں غزل یا وژن کے کسی شعر میں جب وہ حسن و عشق کی بجائے کوئی دوسرا موضوع برتنے لگتے ہیں تو ان کی کوشش یہ رہتی ہے کہ اس کی شعریت حتی الامکان برقرار رہے۔ ملاحظہ ہو ؎

ہی پوشکہ پأٹھ گزأرم زندگی
لنجہِ أوجہِ گونہِ گوب زانہہ بار میون

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(میں نے چنبیلی کی طرح دن گزارے اور اپنی نازک ٹہنی کے لیے بوجھ نہ بنی)

بُلبلن دوٚپ گلس حسن چھےٚ پور　　کیاونے زبو چھے نہٕ سُے چھُے قصور
بے زبان بیٚتہٕ چھِنہٕ زندٕ روزان　　مارٕمتہٕ وارٕ وتہٕ لاگ میٚون پان

(بلبل نے پھول سے کہا کہ تیرے حسن میں کوئی کمی نہیں بغیر اس کے کہ بول نہیں سکتے اور بے زبانوں کے لئے جینا دشوار ہے)

مہجورؔ نے کشمیری شاعری کے ذخیرہ الفاظ میں خوب اضافہ کیا اور رائج الفاظ کو جواب قریب قریب پامال ہو چکے تھے۔ نئی زندگی بخشی اور انہیں معنی کی نئی جہتوں سے آشنا کیا، انہیں معنویت دی گل، خار، بلبل، باز، باغ، چمن، پھلواڑی، باد صبا، صبح، شام، اندھیرا، روشنی، بجلی، باغبان، سہیلی، سورج، شبنم، تارے اور ایسے بہت سے الفاظ مختلف معنوں میں استعمال کئے۔ ان سے علامتوں کا کام لیا گیا۔ بلبل، عاشق ہی نہیں، کشمیر کا باشندہ بھی "ٹھہرا خار دشمن بھی اور محافظ بھی، باد صبا منچلا عاشق بھی اور بیدار کی نوید بھی۔ اسی طرح تشبیہات واستعارات کی دنیا میں بھی مہجور نے نئے گل کھلائے۔ پرانی تشبیہوں کو نئی آب وتاب دینے کے ساتھ اچھوتی اور نادر تشبیہوں سے کشمیری شاعری کو مالا مال کیا۔ ملاحظہ ہو ؎

گل آفتابن موہر لٕرٕ تھالن　　لولکہٕ اسمانہ ہتھ آوراش
اسبند زولس أمٕ گل لالن　　سنگر مالن پٕوٚ پٕڑاگاش

(سورج مکھی نے اپنے تھالوں میں اشرفیاں سجالیں، پیار کے لگن سے سرمایہ لایا اور گل لالہ نے نظر بد دور کرنے کو اسپند جلایا)۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ کی مقبولیت میں اُن کے کلام کی دلنواز نغمگی اور دلفریب ترنم کا بھی کافی حصہ ہے ان کے بیشتر اشعار جو اکثر وزن سے تعلق رکھتے ہیں۔ سراپا نغمہ ہیں چاہے انہیں محمود شہری گاتا یا کوئی اور وہ ہر حال میں فردوس گوش ہیں اس ترنم کا راز اُن کے اشعار کی بے انتہار وانی میں مضمر ہے۔ جو خود اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور زبان پر قدرت کا نتیجہ ہے۔ انہیں کشمیری روزمرہ اور محاورہ پر پورا عبور ہے عورتوں کی زبان اور محاورہ پر دسترس ہے اور اس کے برتاؤ کا خاص سلیقہ اس سلسلے میں یہ اشعار قابل ذکر ہیں ؎

شبنمن موختہٕ ہار ویرِ حر چانہ کوٗر تیار
کمہِ شوٚژ شانے دلبر میانے

اسمانہٕ پیٚیس تھامہ گیٚس پامہٕ رؤزٕم جاے وتہِ پیٹھ ژلمہ

یارِ ہنٛز کتھ چھَس وارِ یاد تھاوان دون وُٹھن زانہہ تہِ بادان چھس
گل ونہِ بلبلس بوز کیا باغوان پوشن مالہِ کرٕناوان چھس

(شبنم نے تیری محبت میں موتیوں کے ہار پروئے۔ کس نفاست سے، اے میرے محبوب ذرا دیکھ تو)

(آسمان سے گر کر حالات کی جھاڑیوں میں ایسے اٹک گئی کہ طعن و تشنیع کا نہ ہدف بنی۔ سر راہ موتیوں کا ہار بکھر کر رہ گیا)

(دوست ذرا دل پر نقش کر کے ہونٹوں کو بھی ان سے بے خبر رکھتی ہوں گل و بلبل کی باتیں مالی کی سمجھ میں کیسے آئیں)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ محبوب کی سراپا نگاری، عاشق کی بیقراری، ہجر وصل کی باریک لطیف اور نازک کیفیتوں کو بڑی دلفریبی سے موضوع شعر بنانے کے علاوہ ایک اور طرح بھی ڈال دی اس نے عشق کی مجبوری کے ساتھ ساتھ حسن کی نیاز مندی کے تصورات بھی اُبھارے حُسن ہمیشہ محو ناز ہی نہیں رہتا کبھی سراپا نیاز بھی بنتا ہے دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں ملاحظہ ہو ؎

پوشہٕ مال روشہٕ چھس پان پأراوان
مشکہٕ ستی ہی تن ناوان چھس
اوش نے مانم ساز چھُم راوان
کوٗت نہر سیاسر چھس بے پے بے رہبر چھس
أندری ہتھ بوشر چھس لولچ چھم بیمأری

(میں پھول سی نازک پری چپکے چپکے بناؤ سنگھار، کر کے اپنا یاسمین بدن خوشبو میں بسا رہی ہوں لیکن پیانہ مانے تو سب بے سود ہے)

(عورت ذات ہوں، کہاں جاؤں، کیسے جاؤں اور کون رستہ بتائے دل ہی دل میں محبت کی آگ لئے ہوئے ہوں اور یہ درد سہہ رہی ہوں)

مہجورؔ کے اشعار کی روانی فصاحت اور مقتضائے حال سے مناسبت کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں لکھی گئی بیت یا مصرعے زبان زد عوام ہو کر ضرب الامثال بن گئے جیسے۔ ع

جان بن جان بن جانان بن — وندِ ژلہِ شین گلہِ بیّہ یی بہار
خوش چھُ دُنی یا خوش اگر تھاون دل — بوزِ وٗنی بوزان أنہِ أندرِ یے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وغیرہ (اتنا اچھا بن کہ لوگ عزیز رکھیں سرما کے بعد پھر بہار آئیگی دلشاد ہو تو دنیا شادمان نظر آئے۔ سمجھنے والے پردوں میں چھپی بات بھی سمجھتے ہیں)

مہجور نے کشمیری شاعری کے مروجہ لب ولہجہ کو برتنے کے ساتھ ساتھ اسے ایک نیا لب و لہجہ دینے کی بھی کوشش کی۔ اب تک یہ لہجہ بیشتر انفعالی تھا اب اس میں فاعلیت بھی آ گئی یعنی اس لہجہ میں انسانیت کے علاوہ مردانگی کا انداز پیدا ہوا۔ لطافت، نزاکت، بے چارگی، نیازمندی اور انکساری کے ساتھ گھن گرج، زور آوری، ولولہ انگیزی، جوشیلا پن اور خودداری کی مثالیں دیکھنے میں آئیں جمال کے ساتھ جلال کے تیور جگہ پانے لگے۔ یہ وقت کا تقاضا تھا اور مہجور کی خوش قسمتی تھی کہ اس نے اس تقاضے کا ساتھ دیا۔ یہ لہجہ مندرجہ ذیل جیسے اشعار میں خوب نمایاں ہوتا ہے ؎

اگر وزِ ناوہن بستی گلن ہنز تراو زیرو بم
بئیل کرواو کر گگرایہ کر طوٗفان پیدا کر
راتہِ موٗغلس زِرِو کس چمنس اندر
پنجہ دِتھ تس لنجِ کڈِ شہباز میون
منگہِ نٗک تے راز باونٗک وقت گونو دور آو
یس مژھن منز زور آسن روزِ سُے ووٚنی کامیاب

(اگر تو پھولوں کی بستی کو جگانا چاہتا ہے تو طاؤس و رباب کو چھوڑ کر زلزلہ پیدا کر ''آندھی لا' گرج چمک اور طوفان پیدا کر)۔

(داغ و بوم کو چمن میں کون رہنے دے۔ انہیں میرا عقاب پنجہ مار کر پاش پاش

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کرے گا)

(منت وسماجت کرنے کا زمانہ گذر گیا اور نیا دور شروع ہوا۔ اب جس کے دست وبازو طاقتور ہوں گے وہی کامیاب رہے گا)۔

کلام مہجور کے خزانے میں چند ایسے آب دار موتی بھی پائے جاتے ہیں جن کی قدر و قیمت اپنے زمانے کے حدود کو پھلانگتی ہے اور ان کی آب وتاب کبھی ماند نہیں پڑ سکتی۔ ایسی نظمیں یا اشعار ان کی رمزیہ وایمائی شاعری کے جیتے جاگتے نمونے ہیں۔ ان میں مہجور کا فکر وفن بڑی حسن وخوبی سے ہم آہنگ ہوتا نظر آتا ہے۔ اس قسم کے کلام کی مثالیں ہیں اُن کی نظم ''پہاڑوں کی چوٹیاں جگمائیں۔ کسی حد تک ان کی نظم بچپن، اور 'بجلی' اور 'چاند' کے کچھ اشعار سے۔ اُن کی غزلوں میں بھی ایسے اشعار تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں دی گئی ہیں۔

نیہہ گٹہِ گوس بیدار کنن کُتہِ جہِ بولُن گوم
زونُم زِ وندِ موکلیوو پرتو تڑ وو سونتھ کالن
وڈتھ شور یامتھ واو حسنس موج تُلتھ گو
اظہارتی کوٗر زلفہِ چے تھتھرایہ ونے کیا
لَوِ ہژتہِ چھندِر میٚژِ مسول ونان چھے واوس
دامانہِ میون تیمٕ چھوٗل تس زانہہ قرار آسیا
واوصبحٗ سُلہ اوس لاران تنبیلو مُت کُستام ژھاران
خندِ پوشو کُرس جایہِ جاے پایہِ بڈِ میانہِ یاون رایے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(منہ کے اندھیرے آنکھ کھلی تو ابابیلیں چہچہا رہی تھیں۔ سوچا شاید سرما کے دن کٹ گئے اور بہار آنے کو ہے)

(ہوا نے بحرِ حُسن میں تموج پیدا کیا تو اِک شور مچا، مجھے زلفوں کی تھرتھراہٹ سے اس کا اندازہ ہوا)

(اوس پڑی افسردہ مسول (ایک پھول کا نام) ہوا سے کہنے لگی جس نے میری غیبت کی اُسے کبھی سکون حاصل نہیں ہوگا) اس شعر میں جو لطافت فن ہے وہ ترجمہ سے ہوا ہوتی ہے۔

(بادِ صبا منہ اندھیری بڑی عجلت میں گھبرائی ہوئی کسی کو ڈھونڈ رہی تھی، راہ میں جن پھولوں سے گزری وہ اس پر ہنس پڑے۔ اے میرے سربلند محبوب)

مہجور کے کئی اشعار میں دعویٰ و دلیل کی خوبی ہے یہ چیز غنی کشمیری کے کلام کی خاص خصوصیت اور اس دور کے فارسی شعرا کے فن کی خاص پہچان ہے۔ دو ایک شعر ملاحظہ ہوں ؎

چھِنہ عاشہٕ متنہٕ ستۍ رلان دأدی لد غمگین
منز پوشہ چمنن جاے توے رٹھ نہ گلالن
چھا اکثر پاک سیرت دور روزان ژھایہ لوکونش
توے لوٚب کُن چھِ رٹمژ جاے پمپوشوسرن اندر

(دکھی اور غمزدہ لوگ عیش و عشرت والوں سے نہیں ملتے جُلتے اسی لئے پھولوں بھرے چمن میں گل لالہ نہیں کھلتا)۔

(حسن سیرت رکھنے والے لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہا کرتے ہیں۔ اسی لئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جھیلوں میں کنول ہمیشہ چھپے گوشوں میں کھلتے ہیں)۔

مہجورؔ کو خود اپنے کلام کی دو خصوصیات کا خاص طور پر احساس تھا اور ان پر ناز بھی ایک اس کی جدت اور دوسری اس میں لوگوں کو خواب غفلت سے جگانے کی اہلیت انہیں اس بات کا بہت افسوس تھا کہ ان کے کلام کی صحیح روح کے سمجھنے والے ان کے زمانے میں نہیں ملتے لیکن اس بات کا یقین بھی کہ ایسے لوگ بعد میں ضرور پیدا ہونگے۔

مہجورؔ کأشرِ کأنسہِ ژ زونکھ نہِ ونستام
یم زانہِ نے تم وُنہِ چھِ ینے بوز کانہہ کانہہ زاوٚ

(اے مہجورؔ اب تک کوئی کشمیری تجھے نہ پہچان سکا تجھے پہنچاننے والے ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ سنا کہ کسی کسی نے جنم لیا ہے) یہ شعر ۱۹۴۵ء سے پہلے کا ہے جب تک کشمیری زبان وشاعری مصنفہ عبدالاحد آزاد اشاعت پذیر نہ ہوئی تھی۔ ورنہ شاید انہیں یہ شکایت نہ ہوتی۔ رہا سوال انکے بعد انہیں پہچاننے والوں کا، اسکا جواب اسی جیسے مقالے دے سکتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حامدی کشمیری

مہجورؔ کا ایک وژن۔ تجزیاتی مطالعہ

رسول میرؔ سے لے کر مہجورؔ تک کئی نامور شعراء نے اکثر و بیشتر غزل/ وژن کی صنف میں عشقیہ جذبات کا اظہار کیا ہے۔ یہ جذبات بالعموم کرب انتظار، تپش آرزو، شوق وصل اور غم جدائی پر محیط ہیں، تاہم مجموعی طور پر ماضی کی عشقیہ شاعری میں اندوہ، ہجراں ایک پر سوز فریاد (ویداکھ) بن کر اُبھرتا ہے، اور پوری شعری فضا پر چھا تا ہے، فریاد کی یہ لے کبھی شاعر کی نجی آواز بن کر اُبھرتی ہے اور کبھی ایک فراق زدہ فرضی نسوانی کردار کی روح کی چیخ میں ڈھل جاتی ہے۔ اس نوع کی شاعری اردو میں گتیوں یا بارہ ماسہ کی صورت میں ملتی ہے، ایسی شاعری میں شاعر اپنے ذاتی دکھ درد کا بے تکلفانہ اظہار کرتا ہے چونکہ اس کی آواز میں سچائی اور خلوص ہوتا ہے اسلئے وہ تاثیر رکھتی ہے، اور لوگوں کے دلوں کو گداز کرتی ہے، لیکن بغور دیکھا جائے تو ایسی شاعری بعض عمومی شعری اوصاف یعنی موزونیت یا تشبیہہ واستعارہ کے عنصر کے باوجود بین کرنیکے انداز، یا گریہ کاری یا مجلس عزیٰ کے ذاکر کی تقریر سے مختلف نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے اسکی شعری بالیدگی مشتبہ رہے گی۔

کسی شخص سانحے، خواہ وہ مرگ عزیز یا دوری حبیب سے ہی متعلق کیوں نہ ہو،

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سے متاثر ہوکر اپنے زخم خوردہ جذبات کا بیانیہ اظہار شعری ترفع کے حصول سے کوسوں دور رہتا ہے، شاعری شعوری طور پر سوچے گئے یا محسوس کئے گئے خیالات یا جذبات کا اظہار نہیں، شاعر کا ذہن خارجی حالات سے متصادم ہوکر، اپنی پوری آزادی اور زرخیزی کو برقرار رکھ کر، اپنے داخلی ردعمل، جو پوری شخصیت کا جوہر لطف ہے کو سیمیائی نمود میں شناخت کرتا ہے اور اسے حیاتی پیکروں میں سمو دیتا ہے، تخلیق کے اس پیچیدہ اور لاشعوری عمل میں وقتی جذبات کا قطعی اخراج ہوتا ہے اور جو نظم شعر معضرِ وجود میں آتا ہے وہ فوری نوعیت کے محرکات وعوامل ماورئی ہو جاتا ہے، ایسی نظم جذبے کی افراط وتفریط سے نہیں، بلکہ اسکی تنظیم سے علاقہ رکھتی ہے، ورڈس ورتھ کی لوسی نظمیں ہوں یا میر اور غالب کی غزلیں، وہ تخلیقی عمل کے اسی طریقے کی پابند ہیں، اس تناظر میں دیکھئے تو کشمیری کی عشقیہ شاعری کا اکثر حصہ شعراء کا ذاتی نوحہ بنکر رہ جاتا ہے، جو شعری وقار سے محروم ہے، یہ ضروری ہے کہ رسول میر حبہ خاتون، شمس فقیر، صمد میر اور احمد بٹواری کی غزلوں کے بعض اشعار عشقیہ جذبے کے بجائے عشقیہ تجربے کی پیکر تراشی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور کشمیری ذہن کی خلاقی کا ثبوت دیتے ہیں۔ مہجور کے یہاں بھی ایسے اشعار ملتے ہیں۔

اُن کی غزلوں کا بنیادی موضوع بھی عشق ہی ہے، یہ اُن کے یہاں تب وتاب آرزو بن جاتا ہے، لیکن جو خوبی عشق کے برتاؤ میں انہیں متقدمین سے ممیّز کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ ان کے یہاں عشق ذاتی نوحہ فریاد بن کر نہیں رہ جاتا بلکہ یہ اتنی تشکیلی صورت میں جذباتی وفور کی تہذیب کا باعث بن جاتا ہے یعنی اُن کے یہاں یہ جذبہ شاعری میں معروضی پیکر پر ڈھلتا ہے اور جمالیاتی تشخص حاصل کرتا ہے، اس سے بھی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زیادہ معنی خیز ثابت یہ ہے کہ عشق ان کے پورے تخلیقی وجود کو متحرک کرتا ہے اور تخلیق شعر کا بنیادی محرک بن جاتا ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عشقیہ جذبہ مہجور کی داخلی زندگی کی گہرائیوں میں اُتر کر شعور اور لاشعور کی حد فاصل کو پگھلا دیتا ہے، اور تخلیقی سوتوں کو جگاتا ہے، اس طرح سے وہ اس جذبے کا راست اور ایک سطحی اظہار نہیں کرتے، بلکہ ''ماورائے سخن بھی ہے اک بات' کے مصداق اس جذبے سے نہ جانے اور کتنے خوابیدہ یا بیدار جذبوں کو متحرک کرتے ہیں اور ایک وحدت میں سمو دیتے ہیں، یہ کہنا غلط نہیں کہ وہ تخلیق شعر کے عمل میں جذبے کے بجائے وقوعوں اور پیکروں سے زیادہ نسبت رکھتے ہیں جو جذبے کے متنوع رنگوں کی تجسیم کاری کرتے ہیں اور قاری کو حیرت اور مسرت سے ہمکنار کرتے ہیں، غالب نے لکھا ہے،

ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر
ہاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں

مہجور کے بحر تخیل کا جواز بھی 'نمود صور' ہی میں ملتا ہے نہ کہ 'قطرہ موج و حباب میں، ظاہر ہے کہ ان کے یہاں جذبہ عشق اگر کوئی اہمیت رکھتا ہے تو اس بنا پر کہ یہ ان کے یہاں تخیلی پیکروں کی نمود کا باعث بنتا ہے، پیکروں کی جلوہ گری طلسم کا راہ ہے، اور ان کی شخصی زندگی سے لاتعلق ہو کر ایک آزادانہ تخلیقی تفاعل بن جاتی ہے۔ اس کی ایک عمدہ مثال وہ وژن (جو مصرع غزل) ہے جس کا تکراری مصرع ''جاے تمکٕ رٔٹ پرستانن منز ہے پہلا شعر یہ ہے

ویسٕ یے کیا ملالہٕ رؤٹ جانانن جاے تمکٕ رٔٹ پرستانن منز
دلہٕ کٔے حال کیا باوٕ غٲر زانن جاے تمکٕ رٔٹ پرستانن منز

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس شعر میں ایک فراق نصیب عورت سامنے آتی ہے جو اپنی سہیلی سے مضطرب لہجے میں پوچھتی ہے کہ اس کے محبوب نے کس شگفتگی کی بنا پر پرستانوں میں اپنا ٹھکانہ بنایا ہے۔ وہ انجانے لوگوں سے دل کا حال کہنے سے معذور ہے۔ شعر کا نسوانی کردار محبوب کی لاتعلقی کا ذکر عمومی انداز میں نہیں کر رہا ہے بلکہ لفظوں کے سیاق وساق ایک عملی صورت حال کو خلق کرتا ہے۔ عورت تنہائی میں محرم راز سہیلی سے مخاطب ہے اُس کے انداز قافیہ یعنی ویسی کے ساتھ ''یے'' کے اضافے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شکووں سے بھری بیٹھی ہے مگر اغیار سے حال دل کہنے کے بجائے اپنی سہیلی سے خطاب کرتی ہے۔ وہ اس سے بھی کھل کر حال دل نہیں کہتی۔ صرف محبوب کی خفگی کا سبب جاننا چاہتی ہے اسے معلوم ہے کہ اُس کے محبوب نے اپنا مستقر پرستانوں میں بنایا ہے۔ شعر میں پرستانن (پرستانوں) کی معنی خیزی توجہ طلب ہے۔ محبوب گوشت پوست کی عورت کے بجائے کسی پری کی طارے بیٹھا ہے، اور وہ پرستانوں سے جہاں آب وگل میں مراجعت کرنے پر رضامند نہیں، ممکن ہے کہ اس نے انسانوں میں حسن یا وفا کی کمی کی پیش نظر پریوں کا انتخاب کیا ہو، ''پرستانن'' کے استعمال سے شعری صورت حال ماورائی بلندی کو چھوتی ہے اور رومانی سحر کاری کے دروازے کھلتے ہیں۔ شعر کی تخیلی تشکیل میں ''غار زانن'' (انجانوں) کا استعمال بھی تقویت دیتا ہے۔ شعری کردار کے لئے اپنے بھی انجانے ہو گئے ہیں۔ یا وہ ایک ایسی جلاوطنی کی زندگی گذار رہی ہے، جہاں سوائے ایک دوست کے، جو اسکی ہمراز بھی ہو سکتی ہے۔ اس کا کوئی شناسا نہیں ہے۔ وہ اپنے حال دل کو اب اظہار تک نہ لاتے ہوئے بھی محبوب کی بے وفائی سے پیدا شدہ تنہائی، رشک، ذات گزینی، اضطراب اور محرومی کے جذبات کا احساس دلاتی ہے دوسرے شعر ؎

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یار دراو پھیرنہِ پوشہِ مأدانن ساتھاہِ بیٹھ ارغوانن منز
پوشو رنگ رؤٹ آنن فانن جاے تمکِ رٔٹ پرستانن منز

میں محبوب کے گل گشت اور غوانوں کے ساتھ ہم نشینی کا ذکر ہے۔ٹیپ کے مصرعے یعنی جاے تمکِ رٔٹ..... سے وہی فراق زدہ عورت سامنے آتی ہے جو پہلے شعر میں مخاطب ہے اس شعر میں محبوب کی شخصیت کے جادو کا احساس ہوتا ہے وہ گل پوش میدانوں (پوشہ مادان) کی سیر کرتا ہے اور ارغوانوں کی صحبت پسند کرتا ہے۔اس کے سیر گل کا یہ کرشمہ دیدنی ہے کہ پھولوں نے آناً فاناً (آنن فانن) رنگ اختیار کیا یعنی پھولوں کے رنگ بھٹکی اور محبوب ہی کا نتیجہ ہے ورنہ اُسکے آنے سے قبل پھول بے رنگ تھے اور باغ میں ایک رنگی یا بے رنگی کا لگا دینے والا عالم تھا،شعر میں ایک مثالی محبوب اُبھرتا ہے جو جادوئی اثر رکھتا ہے۔

سوندرا مُژ گمژ سازو سامانن سنز کرِان اُس روبہِ خانن منز
یاونکہِ مدِ واُج عشقہِ طوفانن جائے تمکِ رٔٹ پرستانن منز

اس شعر میں داستانوں کی حسینہ سامنے آتی ہے، وہ مست شباب ہے اور تزئین حسن کیلئے آرائشی سامان کی دیوانی ہے وہ حسن کدوں میں تیاری میں مصروف ہے۔آرائش جمال سے جنوں کی حد تک شغفتگی اور غرور شباب اسے کیٹس کے خوابوں کی حسینہ کی دلکشی اور چمک عطا کرتا ہے،لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، داستاں کا انٹی کلائمکس اُس وقت آتا ہے جب وہ عشق کے ہاتھوں بے بس ہو جاتی ہے، شاعر نے ''یاونکہِ مد'' اور عشقہ طوفانن'' کے حیاتی پیکروں سے اسکی مصوری کی ہے۔شعر میں جس داستانوی کردار کو اُبھارا گیا ہے۔وہ خود وژن کے شعری کردار یعنی فراق نصیب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عورت کا معروضی متلازمہ ہوسکتا ہے۔ اس طرح سے یہ وژن روایتی غزل کی منتشر الخیالی کے الزام سے بچ جاتا ہے کیونکہ پہلے شعر کے پس منظر کیلئے بقدر اشعار عقبی زمین کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔ اور فلش بیک کا کام کرتے ہیں اور وژن ایک تجرباتی وحدت سے متصف ہوجاتا ہے۔

اگلے شعر

واٚش یٖلہِ کوٚڈ تٕمی زُلفہٕ پیچانٕن　　گاش ٕرود ژور دُردانٕن منٛز
مُشک دار واو ژاو منٛز گلستانٕن　　جائے تٕمی رٔٹ پُرستانٕن منٛز

میں چند جادوئی لمحے روشن ہوجاتے ہیں شعری کردار کہتا ہے کہ جب اس حسینہ نے زلف پیچان کھولے، تو روشنی ''دُردانوں'' میں مستور ہوگئی۔ یہ موتی بھی ہوسکتے ہیں جو اُس کے کانوں کے جُواؤ بندوں میں لگے ہیں یا زیرآب صدف پوش میں روشنی کا سمٹ کر موتیوں میں چھپ جانا اور فضائے عالم کا تاریک ہونا دلچسپ تخیلی وقوع ہیں، ایک واقعہ یہ بھی ہے یہ زلف پیچاں کے کھلنے اور اس سے مس ہونے کے نتیجے میں ہوا مشکبار ہوگئی ہے اور گلستانوں میں داخل ہوگئی، شاید پھولوں کے جو اپنی خوشبو پر نازاں ہیں، یہ بتانے کیلئے کہ خوشبوئے زلف سے مانوس ہونے کے بعد گلستانوں کے سوا اور کہیں رہنے کو جگہ نہیں رہی، گلستانوں کی معطر فضائیں ہی اب اسکی نازک دماغی کی قدر کرسکتی ہیں۔ بہرحال شعر میں ''ژاو'' (داخل ہوا) کا سادہ سا لفظ تلازمی کیفیات سے معمور ہے۔

روے نازمویہ کنٛ تل سایہ بانٕن　　پاد شاہ دون پاسبانٕن منٛز
گاہ تروو ماہ تابانٕن　　جائے تٕمی رٔٹ پرستانٕن منٛز

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس شعر میں بھی رخ وگیسو کی مثالی خوبصورتی جھلکتی ہے محبوب کے روئے ناز کو ''گیسو کے سائبانوں'' نے ماہ تابان کے استعاراتی پیکر کی مدد سے دکھایا گیا ہے شعر مکمل طور پر استعاراتی ہے، گیسو کے سائبان بادشاہ، پاسبان، نصف شب اور ماہ تابان کے استعاروں نے نور وسایہ میں لپٹی ہوئی الف لیلوی داستان کا منظر نام تخلیق کیا ہے اوراب اس شعر۔

پھیران جنگلن کوہ بیابانن حأران گیس وأرانن منز
کیا کیا یترو تیم میأذ پانن جائے تمی رٹ پرستانن منز

میں مخاطب ہے یہ وہی فراق نصیب عورت ہے جو پہلے شعر میں اپنی سہیلی سے مخاطب ہے اس شعر میں اس کا تخیل وجود زیادہ مستحکم ہوجاتا ہے۔ وہ اپنی سرگزشت سناتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ وہ جنگلوں پہاڑوں اور بیابانوں میں پھرتی رہی۔ وہ ویرانوں میں حیرت زدہ ہوگئی اور کیا کیا دُکھ اُسے جھیلنے نہ پڑے 'حأران گیس'' اور کیا کیا تیرو'' میں ابہام ہے۔ مجموعی طور پر اس شعر میں پیکر تراشی کا عمل علامتی نوعیت میں بدل جاتا ہے اور غزل کی معنویت دو چند ہوجاتی ہے۔ جنگل اور کوہ و بیابان 'ذہنی ویرانی' سماجی جبریت تنہائی، تلاش، بنجر پن اور عذاب کے معانی پر محیط ہوجاتے ہیں۔

ان چند اشعار کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہجور نے اپنے اکثر متقدمین کی مانند جذبہ عشق کی راست ترسیل نہیں کی ہے، یہ اسکی استعاراتی باز آفرینی کو ملحوظ رکھا ہے۔ وہ غالب کی طرح قطرہ وموج حباب کی بے معنویت سے آگاہ ہیں اور ورڈس ورتھ کی طرح وجود کبر سے نمود صور سے ذہنی مناسبت رکھتے ہیں۔ ان کے یہاں حائل عشق رشک وآہ نہیں بلکہ پیکر ہائے جمیل ہیں، اور یہ عمل ایک سچے شاعر کی پہچان ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ ضرور ہے کہ مہجورؔ کے محولہ بالا وژن میں ''عشق'' عورت کی خوبصورتی یا غم جدائی سے بات آگے نہیں بڑھتی، یہ حیات و مرگ کے گمبھیر مسائل سے تعرض نہیں کرتا، لیکن اس سے اسکے فنی وجود کی معنویت ہرگز کم نہیں ہوتی۔ مہجور نے جیسا کہ سطور بالا میں ذکر ہوا فن کے چند ناگزیر مطالبوں کو پورا کر کے وژن کو فنی استحکام عطا کیا ہے۔ انہوں نے فن کی غیر شخصی عنصر استعاراتی عمل، پیکر تراشی اور اجمال پسندی سے کام لے کر ایک عمدہ فن پارہ تخلیق کیا ہے۔ یہ بات کم اہمیت نہیں رکھتی کہ زیر نظر فن پارے میں حسن و عشق کی آویزش انسان کے باطنی تضاد کا استعارہ بن جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ان کا یہ خلاقانہ انداز پوری غزل یا دوسری غزلوں کے اشعار میں تمام و کمال قائم نہیں رہتا۔ ان کے متعدد اشعار ایسے ہیں۔ جو جذبے کا راست اظہار ہیں اور ان کی سطحی اور تعمیم زدہ نظموں کی پست سطح کو چھوتے ہیں۔'' تاہم ان کے بعض اشعار ایسے ضرور ہیں جو اُن کے فنی شعور کی گہرائی کے مظہر ہیں۔

اس وژن کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں مہجورؔ کے رومانی ذہن کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے۔ رومانی فنکار حقیقت کی سنگلاخی سے کنارہ کش ہو کر تخیل کی دور افتادہ گلپوش وادیوں میں گوشہ گزیں ہو جاتا ہے۔ وہ مثالی حسن کا پرستار ہے۔ مہجورؔ نے اس وژن میں پرستانوں، گلپوش میدانوں، آئینہ خانوں، زلف پیچاں، دُردانوں، بادشاہ و پاسباں اور کوہ جنگل کے استعاروں سے ایک رومانی دنیا بسائی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس دنیا میں افسردگی اور اضطراب کے سائے بھی ہیں، مگر یہ سائے روح فرسا تاریکی میں بدل نہیں جاتے۔ مہجور عشق اور رومان کی اس روایت کے شاعر ہیں۔ جو ان کے عہد تک آتے آتے اپنے لفظ آخر کو پہنچ گئی تھی۔ اور ان کی موت کے ساتھ ہی روبہ زوال

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوگئی۔ نتیجے میں وہ اس وہشت ناک شعور سے محروم رہے جو اُن کے بعد آنے والے خود آگاہ شعرا کے وجود کو پارہ پارہ کراتا ہے ؎

یہ پارہ پارہ کرے اور وہ اڑائے جائے
جو فرق ہے تو ہوا و ہنر میں اتنا ہے
(ظفر اقبال)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شفیع شوق

مہجور کی شاعری کا اساطیری ماحول

مہجور اس زمانے میں لکھ رہے تھے جب جدید علوم کی بے رنگ دھوپ میں اساطیر کی تہدار اور رنگ بستہ پرچھائیاں زندگی کے ہر پہلو میں مٹ رہی تھیں۔ ادھر کشمیری شاعری کی صدیوں پرانی روایات اپنی انتہا کو پہنچ کر بانجھ ہو چکی تھیں۔ اور ان کے حدود کے اندر کسی اصلیت (ORIGINALITY) کے امکانات بھی ختم ہو چکے تھے۔ چونکہ مہجور ہر اچھے شاعر کی طرح زمانہ شناس تھے اور زمانے کا تقاضا یہ تھا کہ شاعر مافوق الفطری اور مابعد الطبیعاتی عالم سے نکل کر اپنی آس پاس کی دنیا کی سکونت اختیار کر کے اسی دنیا کے مسائل کو اپنی شاعری میں پیش کرے۔ ایسی حالت اچھے شاعر کو ہمیشہ آزمائش میں ڈالتی ہے کیونکہ آس پاس کی عام حقیقت عام نگاہوں میں بہت ہی عامیانہ اور بے رنگ معلوم ہوتی ہے شاعر کیلئے یہ ایک امتحان سے کم نہیں ہوتا ہے کہ وہ اس عامیانہ اور بے رنگ زندگی کی کس طرح غیر عامیانہ اور رنگبستہ بنا سکے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایسی حالت میں اچھی شاعری وجود میں نہیں آسکتی کیونکہ شاعری ہمیشہ عقلیت کی ضد ہوتی ہے لیکن یہ سراسر ایک وہم ہے ایسا نہیں ہوسکتا کہ سائنس کی ترقی اور مقبولیت کے ساتھ ساتھ شاعری متروک ہونی چاہئے۔ شاعری کا مستقبل ہے اور یہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سائنس کی ترقی کے دوش بدوش اپنی طرحیں بدلتی رہے گی (یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ترقی کرے گی، کیونکہ شاعری میں ترقی نہیں ہوتی) اور انسان کی رنگ بدلتی جمالیات کو پیش کرتی رہے گی۔ البتہ یہ ایک لازمی شرط ہے کہ سائنس عقلی سطح پر مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ جذباتی سطح پر بھی مکمل ہو۔

مہجورؔ ایک اچھا شاعر تھا۔ وہ اس طرح کہ وہ اپنی زبان کی کھوئی ہوئی معنوی قوت کو پھر سے بحال کرسکا اور اسمیں نئی قوتیں تلاش کرسکا۔ گریسی کوٗر (کسان کی بیٹی مہجورؔ کی ایک پیاری نظم ہے اور یہ نظم مہجور کی شاعری کی کئی خصوصیات کی نمایندگی کرتی ہے۔ اس نظم کا واحد اور خاموش کردار کسان کی بیٹی ہے جو ایک طرف کشمیری شاعری کی روایت سے ہٹ کر کوئی شہزادی یا پری نہیں، بلکہ کسی گاؤں کے ایک غریب اور لاچار کسان کی بیٹی ہے جو محنت کش ہے، بناؤ سنگار نہیں جانتی کھیتوں میں مردوں کے ساتھ کام کرکے بھی حیا کا دامن تھامے ہوئے ہے۔ غرض وہ کئی طرح سے ایک آدم زاد مخلوق ہے لیکن مہجور ایک شاعر کی حیثیت سے اس آدم زاد کو انہی عام خاصیتوں میں قید نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں شاعری ہو ہی نہیں سکتی۔ شاعر کی دید آگہی (Vision) اس لڑکی کو عام زندگی سے آزاد کرکے کئی غیر مانوس رنگ بھی بخشتی ہے شاعر اس کسان کی بیٹی کے ماحول کو اسطرح سے پیش کرتا ہے۔

پوشہٕ وٚنہٕ باٚگچ پوشہٕ گوندری یے
گریسی کوٗری نازنین سوندری یے
سورٕچ ہی مألی قاٚفچ پٔری یے
گریسی کوٗری نازنین سوندری یے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آزاد وٹہٕ چی پوٚشے تھٚریے
مشکہٕ ستی ٹوٚری کٔمی بٚریے
ستھ رنگ بخشی کٔمی رنگریے
گریسی کوٚری نازنین سوندریے

(کسان کی بیٹی! تو ایک سدا بہار باغ کا گُل دستہ ہے۔ تو جنت کی ''ہیمال'' یا کوہ قاف کی پری تو ایک آزاد جنگل کی جھاڑی ہے کس نے تیری پھولوں میں یہ خوشبو بھر دی۔ یہ کس رنگ ساز نے تجھے سات رنگ بخشے ہیں؟)

واضح ہے کہ یہ کشمیر کا کوئی منظر نہیں ہے اور کسی دوسرے ملک کا منظر بھی نہیں۔ شاعر کا تخیل باغ جنت اور کوہ قاف کو اپنے داخلی جغرافیہ میں دیکھتا ہے ورڈس ورتھ کی ایک نظم کے کردار Solitary reaper کی طرح مہجور کی ''کسان کی بیٹی'' بھی فطری ہو کر بھی ایک مافوق الفطری کردار بنتی ہے۔ اساطیر کے گھنے رنگ شاعر کے لا شعور میں سے نکل کر آس پاس کی روایتی حقیقت پر چھا جاتے ہیں اور ایک چیز کی رنگ لیتے ہیں۔ اس عمل میں استعارہ بہت کام آتا ہے مہجور کا استعارہ کسان کی بیٹی کو زیادہ سے زیادہ روشنی کی طرف بھی لا سکتا تھا اور اپنے زیادہ سے زیادہ حقیقی بھی بنا سکتا تھا۔ لیکن اس کے برعکس استعارہ اسے زیادہ سے زیادہ حقیقت سے دور لیجا کر پُر اسرار اور مدہم جنگلوں کی طرف کھینچتا ہے وہ پہاڑیوں کے اوپر شادی بیاہ کے گیت گاتے چلتی ہے۔ اور موسیقی کی پریاں اسے مرحبا کہتی ہیں۔ اس نے زیورات کے بدلے اپنے سارے جسم پر پھول سجائے ہیں۔

''گریسی کوٚر'' نظم کی طرح مہجور کے تمام گیتوں اور غزلوں میں یہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

My Thopeiea خاصیت نمایاں ہے یہ اس کی اسطور سازی ہے جو اسکی شاعری کو عصری اور نثری حقیقی زندگی سے وابستہ رکھ کر بھی دائمی اور شاعرانہ جلال بخشتی ہے۔ شاعری تب تک شاعری نہیں ہوسکتی جب تک اس میں اسطور سازی نہ ہوئی ہو۔ Richard Chase نے اس خیال کو اسطرح پیش کیا ہے۔

شاعری کیلئے اسطور ایک ناگزیر زیرین ہیت (Substructure) نہیں ہے۔ اسطور کیلئے شاعری ایک ناگزیر زیرین ہیت ہے[1]۔

بشیریات نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ قدیم لوگوں کی سوچ کس طرح خالص شاعری تھی۔ شاعری انکے لئے سائنس بھی تھی اور مذہب بھی طب بھی اور جادو بھی ۔ بعد میں جوں جوں عام انسان نے شاعری میں سوچنا چھوڑ دیا اور وہ قتل پرست بنتا گیا عام بول چال کی زبان سے بھی اسطوری رنگ جاتا رہا اور پھر اسطور کے اظہار اور ترسیل کیلئے ایک ہی وسیلہ رہا یعنی شاعری۔ شاعری زبان کی اسطوری معنویت محفور رکھتی ہے اور نئے نئے اساطیر کو جنم دیتی ہے البتہ اب یہ بالکل ناممکن ہے کہ کسی شاعر کی اختراع کی ہوئی اساطیر اسطرح سے مقبول ہو جائیں اور اجتماعی عقیدے کا حصہ بن جائیں جس طرح قدیم زمانے میں ہوتا تھا ہمارے زمانے کے شاعروں کی اساطیر انکی ذاتی اساطیر ہی رہتی ہیں اور ان کے معنی انکی شاعری کے اندر ہی ممکن ہیں۔ یہ ایک تیسرے درجے کا شاعر کا کام ہے کہ وہ اجتماعی مروجہ اور معروف اساطیر کو اپنی شاعری میں اس معنی کے ساتھ پیش کرے جس معنی میں وہ عوام میں صدیوں سے مقبول ہوں۔ مثلاً ہمارے کئی شاعروں ''نے اکہ نندُن'' (کشمیر لوک ادب کی ایک مشہور تمثیل) کو

---

[1] Notes on the Study of Myth

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیش کیا ہے مگر اس تمثیل کو پیش کرنے میں شاعروں کا کمال زیادہ سے زیادہ صرف یہ رہا ہے کہ کس شاعر نے کسی بحر اور کن الفاظ کو استعمال کیا ہے شاعری صرف بحر قافیہ اور الفاظ کا استعمال نہیں ہے۔ اسطرح کچھ شاعروں نے ''ہی مال'' اور ''ناگ رائے'' کی کہانی کو پیش کیا ہے۔ اسطور کے اسطرح استعمال کرنے میں شاعر کیلئے اپنی انفرادی صلاحیت کو کام میں لانے کی زیادہ گنجائش ہی نہیں اور پھر کسی مروجہ اسطور کو بار بار پیش کرنے سے اس کی جاذبیت اور معنی آفرینی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس مروجہ اور معروف اسطور کو ذاتی تجربے میں ڈھال کر بھی پیش کیا جاسکتا ہے مثلاً ULYSSESS کی تمثیل کو سب سے پہلے ہومر نے اور پھر مشہور انگریزی شاعر شیلے نے اور ہمارے عہد میں عظیم ناول نگار جیمز جوایس نے ناول کی صورت میں پیش کیا ہے ان سب تخلیقات میں یولسز کی تمثیل محض ایک وسیلہ یا VEHICLE رہتی ہے نہ کہ کہانی برائے کہانی۔ جب تک کوئی تمثیل ذاتی تجربے میں ڈھل نہیں جاتی تب تک ادب میں اس تمثیل کی کوئی قیمت ہی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی فن پارہ اسطور کا نتیجہ ہو اور اسطور خود فن پارے کا تجربہ نہیں ہم فن پارے کو نظر انداز کر کے اسطور میں ہی دلچسپی لینے لگتے ہیں اور یہ شاعری کی ناکامی ہے

مہجور نے اپنی شاعری میں کئی جگہ مروجہ اور معروف اساطیر کو پیش کیا ہے مثلاً۔

کامہِ دِو کرِ سأَلِ ڈل بوزم شبس گڑھ تیل بل
درشنس آبس اندر پمپوش لأ گتھ پڑار ھا

(کہتے ہیں کہ کام دیو یعنی (Cupid) آج رات کو جھیل ڈل کی سیر کیلئے جا رہا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ میں اسے دیکھنے کیلئے کنول کا پھول بن کر پانی میں محوِ انتظار رہوں گا)

اجہِ رأ ژبوگرِ درایس ونہِ ونہِ نأ گ رایس

لأنی زالہِ ولئے آیس

پوشے متہِ جانانو

(میں آدھی رات کو گھر سے نکلتی تا کہ میں ''نأ گ رائے'' یعنی سانپوں کے دیوتا کے گیت گاؤں۔ مجھے قسمت کے جال نے گھیر لیا ہے پھولوں کے دیوانے سن)

چھس زلیخا وتہِ پیٹھ لأ گتھ مائے

شاہ یوسف ییہ نایاون رائے

ییہ اکہِ لٹہِ گژھ ملہِ ژارو ہو

نو بہارو میانہِ لوکچارو ہو

(میں زلیخا کی مانند راستے میں ان کی راہ دیکھ رہی ہوں۔ کاش حُسن کا بادشاہ یوسف میری طرف آئے پھر ایک بار ہم ایک دوسرے سے مل جاتے۔

ویسی ییے کیا ملالہِ رؤٹ جانانن

جاے تمی رٹ پُرستانن منز

(سکھی میرا جانِ جانان پریوں کے دیس میں جا بسا کیوں وہ مجھ سے روٹھ کے چلا گیا)

ان سب مثالوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ اساطیر فن پارے پر غالب ہو کر خود ہی دلچسپ کا باعث نہیں بنتیں بلکہ یہ اشعار کے معنی میں کسی نہ کسی طرح سے اضافہ کرتی ہیں چنانچہ مہجور ایک نغماتی LYRICAL شاعر تھا'' لہٰذا اسکی شاعری میں ہم معنی کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیچیدگی اور کثیر الجہتی کی امید نہیں کر سکتے۔

روایتی اور معروف اساطیر کو اپنے ذاتی تجربوں کا وسیلہ بنانے کے علاوہ مہجور عام طور پر اساطیر کی مدد ایک اور طریقے سے بھی حاصل کرتے ہیں۔ جسکی طرف میں پہلے ہی اشارہ کر چکا ہوں۔ یعنی وہ ذاتی اساطیر وضع کرتا ہے۔ وہ آس پاس کی عام اور معروف اشیاء کے رنگ و بو اور سائز میں نہ الجھ کر اشیاء میں پوشیدہ قوت کو محسوس کرتا ہے۔ یہ قوت درحقیقت شاعر کے ذہن میں ہوتی ہے۔ لیکن شاعری اسطرح سے اسے اشیاء کے اندر دریافت کرتا ہے یہ قوت ان اشیاء کی ایک لازمی خاصیت معلوم ہوتی ہے۔ اسکے نتیجے میں غیر فطری چیزیں بھی فطری محسوس ہونے لگتے ہیں۔ عام لوگ جہاں چیزوں کی قریبی خاصیتوں مثلاً رنگ، بو، جسامت، حرکت اور ہیئت پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ایک اسطور ساز شاعران خاصیتوں سے پرے بھی دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ان کی پوشیدہ روح کو سامنے لا کر انہیں ایک قریبی خاصیت کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ یہ پوشیدہ روح کولرج کی اصطلاح میں ''NATURA NATURANS'' ایک شے کی شاعرانہ حقیقت ہے۔ جو عام لوگ محسوس نہیں کر سکتے کیونکہ یہ اشیاء زیادہ مشاہدے کی وجہ سے مردہ اور بے کشش بن جاتی ہیں۔ شاعر ان ہی معروف اور عام مشاہدے کی چیزوں کو اسطرح پیش کرتا ہے کہ پڑھنے والا محسوس کرنے لگتا ہے کہ جیسے اس نے ان چیزوں کو پہلی دفعہ دیکھ لیا ہو۔

تھزِ پیٹھ چھس نظراہ ترٚاوان
باغس کُن وُچھتھ راوان چھس
روشہِ روشہِ نیران وُچھ مےٚ پوشہِ کاروان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(میں نے جب اونچائی سے باغ کی طرف دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران و پریشان ہوا کہ پھولوں کا کارواں دھیرے دھیرے رخصت ہو رہا تھا)

گلالہٕ لولچہٕ مشالہٕ زالن تمہٕ نورٕ روشن گژھ آکاش
مس ول شبنمٕک مَس پھرٕ پیالن سنگر مالن پھٕ پراگاش

(گل لالہ اپنی مشعلیں روشن کریگا جنکے نور سے سارا آکاش چمک اٹھے گا نرگس شبنم کی شراب پیالوں میں بھرے گی کوہساروں کی چوٹیاں منور ہو چکی ہیں)

نیٖہہ گٹہٕ گوس بیدار کنن کُتی جہٕ بولُن گوم
زۄنم مےٚ وندٕ سوریوو پرتوتروو سونت کالن[۲]

(صبح کی مدہم روشنی میں جب میری آنکھ کھلی تو میں نے ابابیل کی چہک سنی میں نے یہ جان لیا کہ سرمابیت گیا ہے اور بہار آچکی ہے)

ایک سچے شاعر کے سامنے چیزوں کی اس فلسفیانہ تقسیم کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی جسکے مطابق فطری دنیا الگ ہے اور مافوق الفطری دنیا الگ مثلاً پھول، پتھر، پودے پہاڑ دریا، گھاس وغیرہ الگ ہیں اور بھوت پریت، جن، پری، وغیرہ الگ.....
شاعری میں یہ تقسیم وتفریق مٹ جاتی ہے۔ حال ہی میں مشہور ماہر اسطوریات اور بشریات جوزف کیمپ بیل (Josheph Campbell) نے اپنے ایک انٹرویو میں اسطوریات کی جامع اور خوبصورت تعریف پیش کی ہے، جسکا حوالہ دے کر بات اور واضح ہوسکتی ہے۔ اس نے کہا ہے۔

"A MYTHOLOGY IS A SYSTEM OF IMAGES THAT

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

INCROPORATES A CONCEPT OF THE UNIVER AS A DIVINELY ENERGISED AND ENERGISING AMBIENCE WITHIN WHCIH WE LIVE" (SPAN, MAY 1983)

ایک اسطور ساز شاعر کے سامنے پھری دنیا ساکن اور مروجہ چیزوں کا عجائب گھر نہیں رہتی ہے بلکہ متحرک مظہرات کا ایک تھیٹر، لہٰذا وہ صرف بھوتوں اور پریوں کی کہانیاں نہیں لکھتا۔ صرف Super Natural کی تلاش میں نہیں رہتا۔ Preternatural کی تلاش میں بھی جسکو اب منا Mana بھی کہا جاتا ہے چیزوں کی یہ خاصیت دراصل شاعر خود ہی چیزوں کو بخشتا ہے اسلئے کولرج نے کہا ہے۔

''سوچنے کے دوران جب میں فطرت کی چیزوں کی طرف دیکھتا ہوں مثلاً شبنم سے آلودہ مدہم کھڑکی کے شیشے میں سے دور چمکتے ہوئے چاند کی طرف مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میں تلاش کرتا ہوں یا جیسے چاند مجھ سے مانگتا ہو۔ اس بات کیلئے ایک علامتی زبان جو پہلے ہی اور ہمیشہ کیلئے موجود ہے، اسکے بجائے کہ میں کسی نئی چیز کا مشاہدہ کروں۔ اگر بعد کی صورت بھی ہو تو مجھے ایک مبہم احساس ہوتا ہے کہ جیسے وہ نیا مظہرہ دھیرے دھیرے کوئی بھولی بسری اور پوشیدہ سچائی میری داخلی فطرت میں جاگ رہی ہو[۱]

یا شاعری میں کولرج نے کہا ہے:

O Lady! we recieve but what we give and in our life alone does nature live:

یہی وجہ ہے کہ مہجورؔ کی شاعری میں اکثر ہمیں Personification ملتی ہے وہ فطرت کی چیزوں کو انسانی خاصیتیں بخش کر ان کو کرداروں کی صورت میں پیش کرتا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ چیزیں محسوس کرنے لگتے ہیں۔ چیزیں جذباتی بنتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو بھی کرتی ہیں۔

واو صبحک سُلہ اوس لاران
تنبہِ لیومُت کس تام ژھاران
خندِ پوشو کُرس جایہ جاے
پایہِ بٹہ میانہِ یاون راے

(صبح کی ہوا بہت سویرے بھاگ رہی تھی اور ہانپتے ہوئے کسی کی متلاشی تھی لیکن پھول اس پر خندہ زن تھے اے میرے بلند مرتبہ محبوب) ''وُزمل'' نظم میں بجلی کو ہو بہو ایک انسانی کردار کی صورت میں پہچان لیا گیا ہے۔

شامہِ ژھایہ اوبر دار جامہِ وُلی وُلی یے
وآرِ ویتھ چھکھ پھیرتھ گژھان
بیّہ چھکھ مالیُن گژھان ژُلی ژُلی یے
نوُرِ وُزمُلی یے پوُرِ ھاو پان
درشُنا ہووُتھ پردِ تلی تلی یے
نظرِ اکہِ وُچھتن سورُے جہان
پان ژھایہِ تھووُتھ بیّہ وُلی وُلی یے
نوُرِ وُزمُلی یے پوُرھاو پان
جان نے یہ عالم زونتھ رنگہِ وُلی یے
پھیرِ پھیرِ کیازِ چھکھ یورکُن وُچھان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

درسہٕ کُس لوٗب چھُے کران مسؤلی یے
نوٗرِ وُزمُلی یے پوٗرِ ھاو پان

(شام کی پرچھائیوں میں تو نے بادلوں کے لباس اوڑھ لئے ہیں۔ تو سسرال سے گھڑی بھر کیلئے آتی ہے۔ اور پھر سے واپس میکے آجاتی ہے۔ اے پیکر نور (بجلی) ذرا اپنا پورا جلوہ تو دکھا۔ تو نے ہمیں پس پردہ درشن دئے اور ایک نظر میں سارا جہاں دیکھ لیا۔ اور پھر جلدی سے تن کو ڈھانپ لیا۔ اے بجلی ذرا اپنا پورا جلوہ تو دکھاؤ اگر تو نے ہماری اس دنیا کو اچھا نہ جانا تو کیوں بار بار اسکی طرف دیکھتی ہے۔ یہ کون سی کامنا ہے جو تجھے کھینچ لاتی ہے، اے بجلی ذرا اپنا پورا جلوہ تو دکھا۔

مہجور پھولوں، دریاؤں، بجلیوں، بہاروں اور جانوروں سے ہمکلام ہو کر ان سے انسان کے حالات معلوم کرنا چاہتا ہے۔ انسانی مسائل کا حل بھی وہ انہی غیر انسانی اشیاء سے پوچھتا ہے اور آخر میں فطرت کی سادگی اور ہارمنی میں ہی انسانی سماج کا حل ڈھونڈ لیتا ہے۔ مہجور کے اساطیر نظام میں مرکزی حیثیت محبوب کی شخصیت کو ہے جسے وہ کئی رنگوں اور کئی صورتوں میں دیکھ لیتا ہے۔ لیکن عام طور پر محبوب کی پیکر تراشی میں وہ ماضی پرست ہے اور اپنے محبوب کو اس صورت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ جو صرف روایتی قصوں کہانیوں میں ہمیں ملتی ہے۔ مثلاً ان اشعار میں ہمیں محبوب کا ایک دلکش الف لیلوی سراپا ملتا ہے۔

بالہٕ پٹھ لایے نادو
پوٗت پُھیرو ہا شہزادو
موزل گوڈٕ پال وعدو
پوشے متہ جانانو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(اس پہاڑ پر چڑھ کر تجھے زور زور سے پکارونگی ''اے شہزادے واپس آ۔ اسطرح مجھے چھوڑ کر نہ جانا، پہلے اپنا وعدہ تو نبھالے۔ اے پھولوں کے متوالے مت جا)

پوٚت زوٚنہٕ درا یکھ یارٕ بل
چسنچ کمنڈ ہتھ در بغل
فندٕ اکہ بندگوو لولہٕ ژوٚر
دُردانہٕ موہبم دوٚر دوٚر

(رات کے پچھلے پہر تو پنگھٹ پر اتری بغل میں حُسن کی کمند تھی۔ ایک ہی چال سے یہ محبت کا چور گرفتار ہوگیا۔ میری موتی جیسی محبوبہ مجھے چھوڑ کے نہ جانا)

کاوٕ نکھنا گرٕاوٕ تس بے عارس
کیا سأ خبر یز ہے بیمارس
رشہٕ کأژاہ دأرٕ یے
سوزِ دل میٚون بوزِ وَن ہأرٕ یے

(کاگا اس بے رحم (محبوب) تک میرا یہ پیغام تو لے جا کہ وہ بیماری کی عیادت کو آئے۔ ایسی بھی کیا دشمنی ہم سے مینا! ذرا میرا سوزِ دل تو سُن)

مہجور کی شاعری کی اساطیر عام اساطیر کی طرح بے ساختہ، سادہ اور نامیاتی ہیں۔ ان کی اختراع میں کسی شعوری کوشش کا دخل نہیں ہے۔ چونکہ مہجور کی شاعری میں ہمیں پیچیدہ اور فکری سطح پر گہرے موضوعات نہیں ملتے بلکہ اسمیں لوک گیتوں کی سی شیرینی، روانی اور سادگی ہے۔ اسلئے شاعر نے کسی پیچیدہ اور SYSTEMATIC اسطور کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی ہوگی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بشیر بشیر

مہجورؔ کا جمالیاتی شعور

شاعری کو بہترین اور مسرور ترین لمحات کی دستاویز'' کہہ کر شبلی نے شاعری کے جمالیاتی اصل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شاعری کی اس تعریف کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بیجا نہیں کہ ہر کوئی جینوین (Genuine) فنکار فطرتاً جمال پسند ہوتا ہے۔ مہجور کے منفرد جمالیاتی شعور کا تجزیہ کرتے ہوئے ہمیں مہجور سے قبل کشمیری شاعری کی روایت کے پس منظر میں ان کے انفرادی اسلوب کو ایک مختلف زاویہ نگاہ سے پرکھنا ہوگا تاکہ ان کے ذاتی تخلیقی شعور کی جلوہ گری میں ان کے مختلف النوع ایوان شاعری میں جمالیاتی عناصر کی نشاندہی کی جائے۔ موضوع کی گیرائی کو ہم یہاں چند اہم عنوانات کی روشنی میں مطالعے کیلئے سمیٹنے کی کوشش کریں گے۔

(ا) مہجورؔ کی شاعر کی ہیئت

(ب) مہجورؔ کا شاعرانہ آہنگ

(ج) مہجورؔ کی شاعری میں غالب موضوعی رجحانات

(د) مہجورؔ کی شاعری میں مناظر فطرت کے حسن کا اظہار

جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا گیا کہ مہجور سے قبل کشمیری شاعری کی ایک عظیم روایت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے جسمیں ہیئت کے اعتبار سے پد، واکھ، شُرک، وژن، غزل، مثنوی اور نظم جیسی شاعرانہ اصناف بہت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔ مہجورؔ کا کلام بھی ہمیں وژن، غزل اور نظم کی صورت میں ہی ملتا ہے جبکہ بقول عبدالاحد آزادؔ مہجورؔ نے مثنوی کی صنف میں بھی طبع آزمائی کی ہے اس طرح سے یہ کہنا بے جا نہیں کہ مہجورؔ نے صنفوں کے لحاظ سے روایات سے کوئی انحراف نہیں کیا ہے تاہم اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو روایات کی حدود میں رہ کر ہی مہجور کے ہاں ہمیں ہیتی اعتبار سے تبدیلیاں نظر آئیں گی۔ چنانچہ مہجور کی شاعری میں موسیقی اور لے کا باقاعدہ اہتمام ملتا ہے۔ جس کا براہ راست اثر ہیت پر ناگزیر بن گیا ہے اور بقول محمد یوسف ٹینگ ''مہجورؔ سماع کا کافی شوقین تھا۔ مہجور نے کئی ابیات کے ساتھ یہ خود ہی تحریر کیا ہے۔ کہ یہ ابیات کن مختلف زبانوں کے ابیات کی طرز پر اس نے تحریر کئے ہیں۔ کئی صورتوں میں اس نے ہم قافیہ الفاظ کو پہلے ہی ترتیب دیکر پھر انہیں شاعری میں استعمال کیا ہے۔ اس طرح اس نے کشمیری شاعری کی ہیئت میں نئے تجربے کر کے اسے ایسی وسعت اور کشادگی عطا کی جو مہجور کی شاعری کی مقبولیت کا سبب بن گئی۔ چنانچہ بقول ٹینگ صاحب یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ مہجور پہلے یہ دیکھ لیتے تھ کہ آیا اس کا مطلع ''تمبکھ ناری'' کی دھُن پر پورا اترتا ہے کہ نہیں کہ پھر پوری غزل تحریر کرتے تھے کئی ابیات مہجور نے ان نظموں کی طرز سے متاثر ہو کر تحریر کئے ہیں جو عوامی مقبولیت کے حامل رہے تھے۔ چنانچہ عبدالاحد آزاد مہجور کی شاعری کی ابتداء کے متعلق رقمطراز ہیں:

''مہجور ۱۹۳۶ء کے موسم بہار میں ایک صبح کے وقت نالہ دودھ
گنگا کے کنارے کنارے پانی کی روانی اور لہلہاتے ہوئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کناروں کے دلکش نظارے کا لطف اٹھاتے چلے جارہے تھے۔اس وقت کچھ دیہاتی عورتیں لکڑی لانے کو جنگل جارہی تھیں اور حبہ خاتون کی غزل۔ ع

''گوشن منز ہاوِتھ راوے وولومیانہ پوشہِ مدنو

سریلی اور لطیف آواز میں گارہی تھیں۔جنگل میں یہ غزل انکی سریلی آواز اور لطیف طرز ادا سے مل کر ایک عجیب ہی کیفیت پیدا کر رہی تھی۔ بہار کا موسم، نالہ دودھ گنگا کا لہلہاتا کنارہ حبہ خاتون کی ولولہ انگیز غزل، عورتوں کی سریلی آواز جنگل، مہجور کا عالم تنہائی میں کمال انبساط کے عالم میں ٹہلتے ٹہلتے اس غزل کا پُر کیف اور شیرین آواز میں سننا گویا قسام ازل نے ملکہ حبہ خاتون، مسز بھوانی داس اور میر شاہ آبادی کے کشمیری غزل کی چوتھی بار جنم لینے کا یہی موقع مقدر کر رکھا تھا''

(کشمیری زبان اور شاعری۔جلد سوم)

پھر مہجور نے حبہ خاتون کا کلام حاصل کر کے اسکا مطالعہ شروع کیا اور اسی کیفیت و مستی میں مہجور نے اسی غزل کی طرز پر یہ مشہور غزل موزوں کی ع

''ژۆلہمار وشے روشے پوشے متہِ جانانو''

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مہجور نے بہت ہی مقبول دھنوں اور طرزوں پر غزلیں لکھیں اور کئی ایسی طرزوں کے متعلق خود بھی اشارات فراہم کئے ہیں۔جنمیں کشمیری غزلیات کے علاوہ اردو غزلیات اور فلمی طرز میں بھی شامل ہیں۔مثلاً احمد بٹہ واری کی غزل ع

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''ہنہِ ہنہِ تنہِ گام ینگار مدنو زأ جتھس تہٕ اوے ناعار مدنو''

(''میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے انگارے بن گئے۔ مجھے بھسم کر ڈالا اور تمہیں رحم بھی نہ آیا'') کی طرز پر اپنی یہ مقبول و مشہور غزل لکھی۔ ع

روز وروز وبوز میأنٛی زار مدنو دادِ چا نہ گیہِ سا بیمار مدنو

(میرے محبوب از راٹھہر اور میری حلات زار سن۔ تیرے عشق میں، میں بیمار ہو گئی) ٹینگ صاحب نے کلیات مہجور کے دیباچے میں اس ضمن میں کئی مثالیں فراہم کی ہیں۔ مثلاً

''بأکٛی ژون تے دلبرس''.....(سکھی تو دلبر کو کہدے)

بطرز ''جس نے دیا ہے دردِ دل''

ازروز سانے دلبر میانے (میرے محبوب آج ہمارے ہاں قیام کر

بطرز 'انکھیاں ملا کے جیا برما کے چلے نہیں جانا'' (فلم.....رتن)

موسیقی اور لے مہجورؔ کی شاعری کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ اگر چہ اولاً مہجورؔ نے شعوری طور اپنی شاعری کو موسیقی سے آراستہ کیا ہے لیکن یہی خصوصیت بعد میں مہجور کی تمام تر شاعری پر چھائی رہی جسے مہجور کی جمال پسندی سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ مختلف بحروں اور اوزاں کا استعمال جس خوش اسلوبی سے مہجورؔ نے کیا ہے کشمیری شاعری میں شاید ہی اسکی نظیر مل سکتی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ مہجور کی کسی بھی غزل میں لے پر گاتے ہوئے الفاظ کی ہیئت شاذ ہی بگڑ جاتی ہے یعنی الفاظ کو اپنا مشخص آواز کے اعتبار سے طول دیکر مختصر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجور کی دوسرے دور کی شاعری میں موضوعی تقاضوں کے پیش نظر ہیتی اعتبار سے نظم پر زیادہ زور ہے جسمیں روانی تو ضرور ملتی ہے لیکن موسیقیت کسی حد تک اثر انداز ہوئی ہے۔ کشمیری شاعری کی روایت میں ہیتی اور موضوعی اعتبار سے یہ ایک اہم تبدیلی مہجور کے ہاتھوں ہوئی کشمیری میں نظمیں مہجور سے پہلے بھی کئی صوفی شعرا نے تخلیق کی تھیں لیکن مہجور کے ہاتھوں یہ صنف پروان چڑھی۔ مہجور نے نظم کے قالب میں نہ صرف ترقی پسند خیالات اور موضوعات کو موزوں کیا بلکہ ''باغ نشاط کے گلو'' اور گریس کوٗر'' جیسی نظموں میں فطرت کی رعنائیوں اور جلوہ گری کی خوشنما عکاسی کی کشمیری نظموں میں پہلی بار مہجور کے ہاں ایک فطری اور تخلیقی ارتقا ملتا ہے۔

عام طور پر فنکار کی جدت پسندی اور تجربہ شناسی اسے اپنے عہد کیلئے اجنبی بنا دیتی ہے۔ لیکن مہجور کشمیری ادب کی تاریخ میں غالباً پہلے شاعر ہیں جنہیں کافی حد تک اپنے ہی عہد میں شہرت نصیب ہوئی۔ اسکی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ مہجور کا تخلیقی اور جمالیاتی شعور دوسرے کشمیری شعرا کی نسبت فطرت اور عوام کے زیادہ قریب ہے۔ مہجور کی جمالیات اور جمال پسندی کی متعدد قسموں کے اظہار ملتے ہیں۔ اگر ایک طرف رومانی طرز اظہار ہے۔ تو دوسری طرف زندگی کی کھردُری حقیقتوں کی عکاسی بھی اور دونوں میں جمال کا تصور بالکل جداگانہ انداز اور ڈھنگ سے واضح ہے۔ گویا شاعر کا اپروچ اپنے الگ اور منفرد انداز سے مختلف تصورات اور حقیقتوں سے حسن یا بدصورتی کے پہلو کو اجاگر کر کے عام روشن اور روایات سے جداگانہ ہے تبھی تو مہجور کے ہاں باقی کشمیری شعرا کے برعکس پہلی بار ''تل پاتال'' اور ''بیت الامان'' کی پریوں اور حسیناؤں کے بجائے ایک الھڑ دیہاتی لڑکی (گریسی کوٗر) اپنی تمام رعنائیوں اور فطری حسن کے سمیت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جاذب توجہ بن جاتی ہے۔ اور آزادی کا حسین تصور ایک حقیقت کی صورت میں ڈھل کر مزید سوچ کا متقاضی بن جاتا ہے۔ یہ تصور مہجور کی نگاہ میں کبھی خوشحالی کی صورت میں اور کبھی محض ایک کھوکھلی داستان کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔

بابیہ میانہِ غم تراو مناو شادی　　أسی وُچھو یژ کألی آزادی
آزادی چھے سانی آبادی　　أسی وُچھو یژ کألی آزادی
موکلہِ ووٚنی ظلمک تہٕ لوٹک دور　　وُڈدار تہٕ چکدار گژھن کمزور
خوشخبری بوز اسہِ گیہ شادی　　أسی وُچھو یژ کألی آزادی

ترجمہ (ا)

میری بھائی غم نہ کر خوشیاں منا　　ہم بہت دیر بعد آزادی دیکھیں گے
آزادی ہی ہماری خوشحالی ہے　　ہم بہت دیر بعد آزادی دیکھیں گے
اب ظلم اور لوٹ کا دور ختم ہو جائیگا　　سود خور اور چکدار کمزور ہو جائیں گے
خوش خبری سنی اور ہمیں خوشی ہوئی　　کہ ہم بہت دیر بعد آزادی دیکھیں گے

(ب)

لڈان یٚلہِ ہألی تے چکدار چھِ والان اکھ أکس رتھ تم
تماشا چھکھ وُچھان لوتہٕ پأٹھی رؤزتھ ژھایہِ آزأدی
غریبی مفلسی بے بوج ٔستھ ہتھ خانہِ وأرأنی
امی ٖرژِ ترٲیہِ اسہِ پٹھ آیہ ترٲوان سایہ آزأدی

(ب)

(کسان اور چکدار ایک دوسرے سے لڑتے ہیں تو ایک دوسرے کو لہو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ کی دوسرے دور کی شاعری میں موضوعی تقاضوں کے پیش نظر ہیتی اعتبار سے نظم پر زیادہ زور ہے جسمیں روانی تو ضرور ملتی ہے لیکن موسیقیت کسی حد تک اثر انداز ہوئی ہے۔ کشمیری شاعری کی روایت میں ہیتی اور موضوعی اعتبار سے یہ ایک اہم تبدیلی مہجور کے ہاتھوں ہوئی کشمیری میں نظمیں مہجور سے پہلے بھی کئی صوفی شعرا نے تخلیق کی تھیں لیکن مہجور کے ہاتھوں یہ صنف پروان چڑھی۔ مہجور نے نظم کے قالب میں نہ صرف ترقی پسند خیالات اور موضوعات کو موزوں کیا بلکہ ''باغ نشاط کے گلو'' اور گریس کوٗر'' جیسی نظموں میں فطرت کی رعنائیوں اور جلوہ گری کی خوشنما عکاسی کی کشمیری نظموں میں پہلی بار مہجور کے ہاں ایک فطری اور تخلیقی ارتقا ملتا ہے۔

عام طور پر فنکار کی جدت پسندی اور تجربہ شناسی اسے اپنے عہد کیلئے اجنبی بنا دیتی ہے۔ لیکن مہجور کشمیری ادب کی تاریخ میں غالباً پہلے شاعر ہیں جنہیں کافی حد تک اپنے ہی عہد میں شہرت نصیب ہوئی۔ اسکی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ مہجور کا تخلیقی اور جمالیاتی شعور دوسرے کشمیری شعرا کی نسبت فطرت اور عوام کے زیادہ قریب ہے۔ مہجور کی جمالیات اور جمال پسندی کی متعدد قسموں کے اظہار ملتے ہیں۔ اگر ایک طرف رومانی طرز اظہار ہے۔ تو دوسری طرف زندگی کی کھردُری حقیقتوں کی عکاسی بھی اور دونوں میں جمال کا تصور بالکل جداگانہ انداز اور ڈھنگ سے واضح ہے۔ گویا شاعر کا اپروچ اپنے الگ اور منفرد انداز سے مختلف تصورات اور حقیقتوں سے حسن یا بدصورتی کے پہلو کو اجاگر کر کے عام روشن اور روایات سے جداگانہ ہے تبھی تو مہجور کے ہاں باقی کشمیری شعرا کے برعکس پہلی بار ''تل پاتال'' اور ''بیت الامان'' کی پریوں اور حسیناؤں کے بجائے ایک الھڑ دیہاتی لڑکی (گریسی کوٗر) اپنی تمام رعنائیوں اور فطری حسن کے سمیت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جاذب توجہ بن جاتی ہے۔ اور آزادی کا حسین تصور ایک حقیقت کی صورت میں ڈھل کر مزید سوچ کا متقاضی بن جاتا ہے۔ یہ تصور مہجور کی نگاہ میں کبھی خوشحالی کی صورت میں اور کبھی محض ایک کھوکھلی داستان کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔

بابیہ میانہِ غم تراو مناو شادی أسی وُچھو یژ کأکی آزادی
آزادی چھے سأنی آبادی أسی وُچھو یژ کأکی آزادی
موکلہِ ووٚنی ظلمک تہٕ لوٹک دور وُڈدار تہٕ چکدار گژھن کمزور
خوشخبری بوز اسہِ گیہ شادی أسی وُچھو یژ کأکی آزادی

ترجمہ (ا)

میری بھائی غم نہ کر خوشیاں منا ہم بہت دیر بعد آزادی دیکھیں گے
آزادی ہی ہماری خوشحالی ہے ہم بہت دیر بعد آزادی دیکھیں گے
اب ظلم اور لوٹ کا دور ختم ہو جائیگا سود خور اور چکدار کمزور ہو جائیں گے
خوش خبری سنی اور ہمیں خوشی ہوئی کہ ہم بہت دیر بعد آزادی دیکھیں گے

(ب)

لڈان یٚلہِ ہألی تے چکدار چھِ والان اکھ أکس رتھ تم
تماشا چھکھ وُچھان لوتہٕ پأٹھی رۄزتھ ژھایہِ آزآدی
غریبی مفلسی بے بوج ستھ ہتھ خانہِ وأرأنی
امی ہٕژِ تراِیہِ اسہِ پٹھ آیہ تراوان سایہ آزأدی

(ب)

(کسان اور چکدار ایک دوسرے سے لڑتے ہیں تو ایک دوسرے کو لہو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لہان کر دیتے ہیں اور آزادی چوری چھپے خاموشی سے انکا تماشاہ دیکھ
رہی ہے غریبی مفلسی بے پرسش اور ساتھ میں خانہ ویرانی اسی اچھے
ڈھنگ سے ہم پر سایہ بکھیرتی آزادی آ گئی)

مہجور کی مقبولیت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس کے جذبات اور تاثرات محض فرد کی حیثیت نہیں رکھتے چنانچہ ''گریسی کور'' ''آزادی'' یا باغ نشاط کے گلو مہجور کے لئے حسین ہو یا نہ ہو لیکن عام لوگ جو کچھ بھی ان چیزوں کو در حقیقت محسوس کرتے ہوں وہی اُن کے لئے پر کشش ہے۔ گویا یہاں پر فنکار مہجور ذاتی وابستگیوں کو ایک عوامی شعور عطا کرتا ہے اسکے منفرد جذبات اور احساسات اجتماعی اور غیر شخصی جذبات و احساسات میں ڈھل کر ایک آفاقی یا عوامی دلچسپی کا باعث بن جاتے ہیں اور یہی وہ فنی قدر ہے جو فن میں عوام وخواص کیلئے جمالیاتی حظِ حاصل کرنے کا جواز فراہم کرتی ہے۔ مہجور کے ہاں ایسے اشعار کی کافی تعداد ملتی ہے۔ جو عصری شعور بیان کی سطح سے اُوپر اٹھ کر ماورائی تجربات کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

تخلیقی عمل محض ذہنی یا عقلی کاوشوں کا نتیجہ نہیں بلکہ تخلیق کار خارجی حالات سے متاثر ہو کر اپنے تاثر کو تجربے کی صورت میں بیان کرتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ خارجی محرکات شاعر کے احساسات اور تخیل کو متحرک کریں جن سے کہ تجربہ تخلیقی منازل سے گذر کر تخلیق کی ہیئت میں ڈھل جاتا ہے۔ خارجی محرکات تخلیق کار کو ہمارے گردوپیش سے ہی ملتے ہیں پھر اسکے ذاتی تخلیقی شعور کی بدولت تجربات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، لہٰذا فنکار کی تخلیق اسکی شعوری یا غیر شعوری احساساتی قوتوں کی مظہر بن جاتی ہے۔ جسمیں اسکی جمال پسندی کا براہ راست دخل ہوتا ہے۔ اس نقطہ نگاہ سے دیکھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جائے تو مہجور ایک جمال پسند شاعر کی حیثیت سے کشمیری قوم کا ایک مکمل ترجمان نظر آتا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس نے ان جذبات کو پہلی بار زبان دی جو صدیوں تک اظہار نہ پانے کی وجہ سے دب کر رہ چکے تھے۔ اور جب مہجور نے ان دبے جذبات کو ظاہر کیا تو پوری قوم نے اسے اپنی ترجمانی محسوس کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس قسم کی تخلیقی بغاوتوں کو یہاں کے عوام نے گلے لگایا کیونکہ بقول شاعر ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

غور سے دیکھا جائے تو مہجور کا شاعرانہ آہنگ حبہ خاتون اور رسول میر کی غزل اور مقبول شاہ کرالہ واری کی ''گلریز'' کے تین الگ منفرد شاعرانہ رنگوں کی ترتیب سے ایک منفرد رنگ اور آہنگ ہے۔ کہ جو حبہ خاتون کے نسوانی لہجہ معصوم احساسات، سہل اور آسان انداز بیان، مقبول شاہ کرالہ واری کے لطیف جذبات اور منظر نگاری اور رسل میر کے البیلے پن سے ٹکرا کر اسکے ذاتی اور جمالیاتی شعور کو ترتیب دیتا ہے۔ چنانچہ حبہ خاتون کا اظہار تخاطب اگر چہ فطری ہے۔ لیکن مہجور نے دیگر کشمیری شعراء کی طرح جذبات کو عورت کی طرف سے بیان کیا ہے اور اکثر کشمیری مثنویوں میں بھی موقعہ محل کو زیر نظر رکھتے ہوئے شعرا نے یہ انداز اپنایا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مہجور نسوانی لہجے کو کردار کی تمام خصائل اور نزاکتوں سمیت فن کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے مکمل طور پر کامیاب ہوئے ہیں۔ یہی وہ خصائل ہیں جنکی بدولت ایک پژمردہ نسوانی کردار کسی ہم جنس کردار کی بربادی کو دیکھ کر یوں لوٹ پوٹ جاتی ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لوٗ ہُژ تہٕ چھُنٛدٕ ریمژ مسول ونان چھٕے واوس
دامانہٕ میون تیمٕ چھوٗل تس زانہہ قرار آسیا

(بھیگی بھیگی پُژمردہ چنبیلی ہوا سے کہتی ہے کہ جس نے میری عیب جوئی کی کیا اسے کبھی سکون مل سکتا ہے)

یہ ایک نفسیاتی رجحان ہے کہ مقابل کے جنس اور کردار میں ہی حسن اور جمال کی تابناکیوں کا بھرپور نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ مہجور کا معصوم احساسِ محبت غیر شعوری اور غیر اندازی طور پر خلوص جذبات اور البیلے عشق کے ساتھ محبوب کی راہوں میں یوں بازی لگانے پر آمادہ ہے۔

کامہٕ دوکرِ سأل ڈل بوزُم شبس گژھ تیل بل
درشُنس آبس اندرِ ریمپوش لأ گتھ پزٕارٕ ہا

(سنا ہے کہ کامہ دیو (محبوب) ڈل کی سیر کریگا اور رات کو تیل بل جائے گا۔ میں اسکے درشن کیلئے پانی میں پمپوش (کنول) بن کر انتظار کرنا چاہوں)

نسیمہٕ بوزُم ژٕ بالہٕ دامنٕ کمند ہتھ چھُکھ شکار ژھاران
بہٕ شوقہٕ چانے شکارِ اندر پٹُن یہ سر ہتھ ترنے ہا لالو

(نسیم (باغ) میں سنا کہ پہاڑ کے دامن میں کمند لیکر شکار ڈھونڈ رہا ہے۔
(میرے محبوب) میں تمہارے شوق کی خاطر کشتی میں اپنا سر لے کر آؤں گا)

تجربے کے حصول کیلئے مشاہدہ کی وسعت ایک اہم ضرورت ہے۔ مہجور کی شاعری کو عوامی مقبولیت اور جمالیات کے قومی اور مجموعی شعور سے ہم کنار کرنے میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انکے گہرے مشاہدے کو کافی دخل ہے۔ چنانچہ کشمیر اور کشمیر کی خوبصورتی کا انکی شاعری میں اکثر اور بر ملا اظہار ہے۔ اس حسن کے اظہار میں مہجور کا مشاہدہ انہیں تخیل کی موشگافیوں کے ساتھ اپنی نیرنگیوں کی طرف ہی مرکوز کرتا ہے۔ جس سے کہ مہجور کی شاعری میں ایک منفرد خاصیت پیدا ہوئی ہے۔ منظر نگاری کا منفرد انداز مہجور کو اسی خارجی مشاہدے اور ذاتی داخلی کیفیات کی وجہ سے نصیب ہوا ہے۔ میں یہاں پر مقبول شاہ جیسے کامیاب منظر نگار اور جذبات نگار کشمیری شاعر کی اس کوتاہی کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ کس طرح مشاہدے کی کمی کہ وجہ سے انہوں نے ''بہار نامہ'' میں بہار کا ذکر کرتے ہوئے خزان میں کھلنے والے پھولوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن مہجور کے ہاں اس قسم کی کوئی کوتاہی شاید ہی نظر آتی ہے۔ تبھی تو وہ باغ نسیم سے گزر کر ڈل جھیل کے پرے محبوب کو کمند لئے ہوئے کشتی میں سر لے کر اسکے پاس جانے کی آرزو کرتے ہیں۔ ایک طرف اگر چہ تخیل کی بلند پروازی ایک مبالغہ یا قول محال کو جنم دیتی ہے تو دوسری طرف اسے عشق کے البیلے پن اور جذبہ محبت سے تعبیر کر کے ایک تخلیقی یا فنی حقیقت کا جواز پیدا کیا جا سکتا ہے۔

ہر فنکار کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے گہرے احساس اور قوتوں کی بنا پر زندگی کی نیرنگیوں، المناکیوں اور بوالعجبیوں کا بھرپور سامان کر کے تخلیقی تحریک حاصل کر پائے جو اسکی داخلی زندگی جذباتی ردعمل کے سلسلے میں وقوع پذیر ہوئی ہے۔ تحریک اور ردعمل کا نتیجہ تخیل ہوتا ہے۔ اور تخیل ابھر کر علامتوں، تشبیہات اور استعارات کی صورت میں ہی اظہار پاتا ہے۔ چونکہ ردعمل ذاتی ہوتا ہے اسلئے فن میں علامت تشبیہات اور استعارات جیسے صنائع کسی بھی فنکار کی ذات اور شخصیت کے داخلی جذباتی رویے کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ترجمان ہوتے ہیں۔اس طرح دیکھا جائے تو مہجور بحیثیت فطری عاشق، حسن پسند اور رومانی شاعر کے ایسی موجودات کو ہی اپنی شاعری میں ان صنایع کے طور استعمال کرتے ہیں کہ جو عام حالات میں بھی پُرکشش ہیں مثلاً۔شمم پھول، چمن، بلبل، موتی، بہار وغیرہ

جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا گیا ہے۔کہ مہجور کی شاعری میں موسیقیت کا باقاعدہ اہتمام ملتا ہے چنانچہ اس ضمن میں مہجور نے کشمیری لوگ گیتوں کی طرز استفادہ کیا ہے۔علاوہ ازیں آسان الفاظ کا استعمال وتکرار ان کی شاعری میں داخلی موسیقیت کو جنم دیتا ہے۔

دل میون تھوٗی تون منز پھولدانن	یہ میلیو و سنبلستانن منز
أمی کُر بندگی غونچہِ دہانن	جائے تمی رٹ پُرستانن منز
اے میرے دل کو پھولدانوں میں رکھدو	اسنے سنبل کے چمن میں پرورش پائی ہے
اسنے غنچہ دہنوں کی بندگی کی	اسنے (محبوب نے) پرستانوں میں قیام کیا

اس بند میں ''ن'' کا سولہ بار بہ تکرار استعمال اور باتوں کے علاوہ شعر میں موسیقیت اور آہنگ کا ایک ایسا جادو جگا دیتا ہے کہ ایسا شخص بھی اس سے محفوظ ہو پاتا ہے جو اس کے معنی بھی سمجھ نہ سکے۔اسکے علاوہ موضوع ہیئت اور تجربہ بجایہ خود شعر کی داخلی فضا کو ایک حسین تصور کی صورت میں ابھارتے ہیں۔یہاں پر میں ایک اہم نکتے کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہوں گا کہ وژن کی صنف میں اکثر کشمیری شعرا کے ہاں ایک عام قسم کی کوتاہی نظر آتی ہے۔کہ ہر بند کا آخری مصرعہ جو پورے وژن میں دہرایا جاتا ہے عام طور پر پہلے تین مصرعوں سے معنی کے اعتبار سے ربط نہیں رکھتا۔لیکن مہجور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے ہاں نہ صرف ان مصرعوں میں داخلی ربط ہے بلکہ اکثر صورتوں میں پہلے تین مصرعے بھی آخری مصرعے کے معنی سے ترتیب وتہذیب پاتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کی مثال سے واضح ہے کہ دل کی بے قراری کو شدت سے بیان کیا گیا ہے لیکن بے قراری کا سبب صرف اسی تکرار کے مصرعے سے ہی واضح ہو جاتا ہے۔

موضوعی اعتبار سے مہجور کی شاعری کو بہ آسانی دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے دور میں مہجور محض ایک رومانی شاعر کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔ جسمیں حبہ خاتون رسول میر، اور مقبول شاہ کرالہ واری کے تین منفرد رنگوں کی آمیزش نظر آتی ہے۔ لیکن دوسرے دور میں مہجور ترقی پسند خیالات کے ترجمان کی حیثیت سے ابھرتے ہیں۔ حالانکہ اس قسم کی شاعری میں پہلے پہل مہجور کا علامہ اقبالؔ کی طرف کافی حد تک جھکاؤ ہے۔ اولاً تو مہجور نے اردو میں بھی شعر کہنے کی کوشش کی تھی اور اس دور کی اولین کوششوں میں بھی انکا میلان کشمیری تمدن اور قومیت کی طرف تھا۔ چنانچہ بقول محمد یوسف ٹینگ ''مہجور کی اردو نظم'' خطاب بہ مسلم کشمیر'' کشمیری تاریخ کا محاکات سے پُر ہے۔

ترے اسلاف وہ تھے جن کے علم وفضل کے آگے
ادب کے جھکے تھے دانشورانِ ہندو ایرانی
شہنشاہ معظم شاہ زین لعابدین بڈشاہ کیا
اکبر نے جس سے کسبِ آئین جہان بانی
بخوبی یاد ہے اب تک سخن سنجان عالم کو
غنی کی خوش بیانی اور صرفی کی سخندانی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جیسا کہ پہلے ہی بتایا گیا ہے کہ موضوعی تقاضوں کے پیش نظر مہجورؔ نے اس دور میں زیادہ تر نظم جیسی صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ لیکن شعوری یا غیر شعوری طور انہوں نے اس منفرد شاعرانہ آہنگ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ جسکی بنا پر کشمیری ادب کی تاریخ میں مہجور کی ایک مسلمہ انفرادی حیثیت ہے حالانکہ اس منفرد آہنگ کو کئی تنگ نظر ناقدین نے انکی فنی کوتاہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ روایتی (وژن نما) آہنگ جو کہ مہجور کی شاعری کا ایک ہم عنصر ہے، اسے بھی مہجور کی کوتاہیوں میں شمار کیا گیا ہے اسی ضمن میں مہجور کی حقیقت پسندی کو یہ دلیل دیکر چلینج کیا گیا ہے کہ ''گریس کوٗر'' جیسی نظم میں مہجور (گریس کوٗر) کے متعلق اپنی رائے دیتے ہیں اور کردار اپنے عمل سے اپنی انفرادیت کو روشن نہیں کر پاتے۔ اسپر ستم ظریفی یہ کہ بلا سوچے سمجھے اس نظم کی فنی صورت کو یہ دلیل دیکر کم پایہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ کہ جدید شاعری میں ذاتی تجربہ کو الگ کر کے صداقت بیان کی جاتی ہے۔ اور اس طرح اسمیں حقیقت نگاری اور کردار کی انفرادیت عیاں ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے۔ کہ انسان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ حقیقت بیان کر سکے لیکن آج تک کوئی بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی ہے۔ اور شاید ہو بھی نہیں سکتی۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس قسم کی تنقیدی کوتاہیوں میں تخلیقی عمل کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ ایسے ناقدین جدیدیت کے ناداں دوستوں کی حیثیت سے ایک طرف اس بات سے متفق ہیں کہ جدید نہج حقیقت بیان کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی تو دوسری طرف یہ دعوا کرتے ہیں کہ اس قسم کی شاعری میں معنی کے مختلف امکانات صرف اس لئے روشن ہو جاتے ہیں کہ شاعر اپنے رسمی جذبات کو الگ کر کے حقیقت بیان کرتا ہے۔ اس بحث سے قطع نظر کر کے صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجور کی دوسرے دور کی شاعری میں اگر چہ قومیت اور وطن پرستی کا زبردست احساس ملتا ہے۔ لیکن اس قسم کی شاعری میں بھی انہوں نے فنی قدروں کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور اپنی شاعری کو محض نعرہ بازی نہیں بننے دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ انکے زبردست قومی شعور نے انہیں گلیوں، بازاروں، کھیتوں یہاں تک کہ ''ولوہا باغوانو'' کہہ کر سیاسی سٹیجوں تک کی شہرت دلائی۔ غور سے دیکھا جائے تو مہجور کی شاعری میں علامتی پیکریت کا نمایاں، عنصر اس دور کی شاعری میں زیادہ تر ملتا ہے:

چمن وآران روانِ شبنم ژٹھ جامہٕ پریشان گُل
گُلن تے بُلبلن اندر دُبارِ جان پیدا کر
زمینس شأیری ہندس کُرتھ مہجور گل پیدا
ووں اتھ رنگین باغس بلبل نالاں پیدا کر

(چمن ویراں ہے شبنم زار زار رو رہی ہے گل پیراہن چاک کر کے پریشان ہیں۔

گلوں اور بلبلوں میں دوبارہ جان ڈال دے
شاعری کی زمین میں مہجور تو نے نئے گل پیدا کئے
اب اس رنگین باغ کیلئے بلبل نالان پیدا کر)

مہجور کی قومی شاعری میں اس سلامتی پیکریت اور داخلی موسیقیت کی وجہ انکا ذاتی جمالیاتی شعور ہے جسکی بنا پر وہ مختلف تصورات کو اپنی ذاتی سوجھ بوجھ سے پرکھ کر اپنی احساساتی قوتوں اور صلاحیتوں سے رنگ کر یوں پیش کرتے ہیں کہ پیچیدہ اور کھردرے تجربات بھی مانوس اور شریں لگتے ہیں۔ گوناگوں تجربوں اور مشاہدے کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گہرائی کسی بھی فنکار کا مختلف موجودات یا تصورات کے متعلق اپروچ متعین کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں چنانچہ کسی بھی تصور کے متعلق مثبت یا منفی رویہ ایک ذاتی اور شخصی پسند یا ناپسندیدگی پر انحصار رکھتا ہے لیکن ایسے تصورات جب غیر متوقع طور بدلتے ہیں تو انسان کی شخصیت تضاد (Contradiction) کا شکار ہوتی ہے۔ تاہم مہجور کی ندرت بیانی اس قسم کی تضاد کی شدت کو اپنے طنزیہ لہجے سے زائل کر دیتی ہے۔ چنانچہ ''گلالس کُن'' عنوان کی نظم میں مہجور نے گلِ لالہ کی وساطت سے بلواسطہ طور ان سماجی پسماندگیوں کا اظہار کیا ہے۔ جو مہجور کے زمانے میں اپنے عروج پر تھیں۔

نوزُک وأنجہِ کُمُ وأرِ داتن واتہِ نووُے ژنے آزار
تتہِ تہِ چھایتہِ چی ہِش بے رأہی تتہِ تہِ چھا تھُے گٹھِ کار
تتہِ تہِ چھا گونماتھ صبس ونان راتھ ار کھُلس ونان دیودار
تتہِ تہِ چھا مہجور تنہا ہتھ کوکرن چھکان مونتہِ ہار

(تمہارے نازک دل کو کس واردات نے اذیت پہنچائی کیا وہاں بھی ایسی ہی بے راہ روی اور ایسی ہی اندھیر نگری کا عالم ہے؟ کیا وہاں بھی شعراء صبح کو رات اور 'ارکھل' (ایک جھاڑی) کو دیودار کہتے ہیں؟ کیا وہاں بھی مہجور تنہا رہ کر نا اہلوں کو بات سمجھانے کی کوشش کرتا ہے)

مہجور کی اس دور کی شاعری کا بنیادی محرک قومی اور وطنی شعور ہے جسکی بنا پر ان کی شاعری میں بلواسطہ یا بلاواسطہ کشمیر کا ہار بار ذکر آیا ہے۔ اگر چہ انہوں نے اس سلسلے میں مختلف علامات کا استعمال کیا ہے۔ تاہم ان کی علامات جانی پہچانی ہیں اور ان سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہمارے حسین تصورات وابستہ ہیں ۔ عام طور پر مختلف علامات کو انکی ضد کے ساتھ استعمال کرتے ہوئے انہوں نے اپنے مثالی وطن کے تصور کو واضح کر دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ مہجور کے پہلے دور کی شاعری میں بھی محبت کے حسین تصورات کو بیان کرنے کیلئے فطرت سے مختلف مناظر مستعار لینے کی قابل تحسین کوششیں ملتی ہیں۔ ایک طرف مہجور نے مختلف مقامات کو بحیثیت مجموعی انکے تمام حسن اور آرائش سمیت اپنی شاعری میں جگہ دی ہے تو دوسری طرف قدرت کو ایک منفرد انداز میں ترتیب دیکر مجرد اور مابعد الطبعیاتی تاثرات قائم کرنے کی کوشش کی ہے جسمیں وہ کامیاب بھی رہے ہیں۔

پڑاران چمن چھُ گل ہتھ کریہ سُہ لالہِ مس چیتھ
ینبرِ زلن اتھن کیتھ بُڑی بُڑی چھِ جام یہ کر

(چمن پھولوں کو لئے انتظار میں ہیں کہ کب وہ لاڈلا (محبوب) نے نوش کر کے آگے نرگس (کے پھول) ہاتھوں میں بھرے بھرے جام لئے ہیں۔ کہ کب وہ آپائے)

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر فنکار اپنے جذبات بیان کرنے کیلئے مختلف وسائل سے کام لیتا ہے زبان انہی اہم وسائل میں سے ایک ہے لیکن مہجور کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ جن معروضات کو انہوں نے اپنی شاعری میں استعمال کیا ہے یا جو الفاظ انہوں نے شاعری میں برتے ہیں، وہ اُن معروضات کی ''ترجمانی کرتے ہیں جنکے متعلق ہمارے حسین تصورات وابستہ ہیں اور جسے مہجور کی جمال پسندی سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹی، این، کول

مہجور اور اُن کا فن

مہجور کأشرِ کأنسہِ ژٕ زونٛکھ نہٕ وِنستام
یِم زانہٕ نے تِم وُنہِ چھِ یِنے بوز کانہہ کانہہ زاو

مہجور کا کلام اُن کے ایک عظیم شاعر، محبِ وطن اور انسان دوست ہونے کا ضامن ہے۔ غیر ضروری الجھاؤ پیدا کرنے سے اجتناب اور اسلوب کی سادگی کے موجب ایک عام آدمی بھی اُن کے فن سے لطف اندوز ہوسکتا ہے۔ لیکن اس سادگی میں رچی بسی فنی نزاکتوں اور باریکیوں کو سمجھنے کیلئے اور ان کے فن سے پوری طرح فیض یاب ہونے کیلئے اُن کے فن وفلسفہ اور اس کے محرکات کی تہہ تک جانا ناگزیر ہے۔ وہ کشمیر کے واحد شاعر ہیں جنہوں نے انگریزی کے نامور شعراء ورڈس ورتھ، شیلے اور کیٹس (Keats) کی طرح عشق ومحبت، فطرت اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے اسرار ورموز کو نہایت ہنر مندی اور خوبصورتی سے اُجاگر کیا ہے۔ ان کی مشہور نظم ''گریس کوٗر'' کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر رابندر ناتھ ٹیگور اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے مہجور کو کشمیر کا ورڈس ورتھ قرار دیا۔ (اس نظم کا انگریزی ترجمہ ٹیگور کو ان کے شاگرد اور نامور ہندوستانی ادیب دیویندر ستیارتھی نے پیش کیا تھا) ٹیگو نے مہجور کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گریس کوٗ راور ورڈس ورتھ کی سولٹری ریپر''(Solitary Reaper) میں بہت زیادہ یکسان محسوس کی۔ دونظموں میں تخیل کی جامعیت اور انداز بیان کی خوبصورتی و چابکدستی دیکھ کر کچھ دیر کیلئے لگتا ہے۔ کہ ان کا تخلیق کار ایک ہی ہے۔

اس سے پہلے کہ مہجور کے فن کا تفصیلی تجزیہ کیا جائے، یہ مناسب ہوگا کہ ہم اُن سے پہلے کہ حالات اور کشمیر کے ادبی وتمدنی پس منظر کا ادراک حاصل کریں تا کہ ہم واضح طور جان لیں کہ انہوں نے کن روایات کو اپنایا اور انفرادی طور پر کشمیری ادب کو کیا دیا۔

کشمیر کے نامور نظم گو جیسے لل دید (۱۴صدی) حبہ خاتون اَرکہ نہِ مال (۱۷رصدی) محمود گامی اور پرمانند (۱۹صدی) اپنے اپنے عہد کے روحِ رواں تھے۔ ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ان کے کلام سے انفرادی اور اجتماعی طور پر ایک ہم آہنگی کا احساس ملتا ہے۔ انسان کی ازلی بے چارگی اور بے بسی کی کیفیت کے تاثر کے علاوہ ان کی شاعری میں اس بے چارگی اور بے بسی کا ازالہ کرنے کیلئے خدا کی ذات پر کابل بھروسہ اور قانونِ قدرت کی لامحدود وسعتوں میں ضم ہونے کے خواہش بھی ان کی شاعری کا ایک اہم اور مرکزی جُز ہے۔ یہاں ہمیں جوش، ولولہ اور خوشی ومسرت کے تیز رنگ نہیں ملتے ہیں۔ اس کی وجہ شاید اُس وقت کے غیر مستحکم سماجی وسیاسی حالات ہیں۔ حالانکہ موضوع اور اسلوب کے لحاظ سے انیسویں صدی تک کشمیری شاعری میں کوئی خاص تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ پھر بھی مشاہدے سے پتہ چلتا ہے کہ اٹھارویں صدی ہی میں یہاں کی شاعری میں کچھ نیا پن ظہور پذیر ہو رہا تھا۔ شعراء کی سوچ دنیاوی طور زیادہ حقیقت پسند ہوگئی تھی اور شاعری تصوف کے دایرے سے نکل کر انسانی زندگی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے روزمرہ کے مسائل او پیچیدگیوں کو اپنے اندر سمونے کی سعی میں مصروف نظر آنے لگی تھی۔اس دور کے شعراء نے ایسے گیت اور نظمیں مرتب کرنا شروع کیں جن میں عام لوگوں کو اپنے دل کی دھڑکنوں کی بازگشت سنائی دینے لگی۔اس شاعری میں انہیں ایک خوشگوار اور درخشان مستقبل کی کرنیں پھوٹتی ہوئی دکھائی دیں۔

جب مہجور کشمیری ادب کے اُفق پر نمودار ہوئے اس وقت کشمیری شاعری دو حصوں میں بٹ کر رہ گئی تھی۔ایک مسلم شعراء کی فارسی آمیز صوفی شاعری، دوم ہندو شعراء کی بھکتی بھاونا پر مشتمل سنسکرت آمیز شاعری۔اس وقت کی یہ شاعری موضوع اور اسلوب دونوں کے لحاظ سے اتنی مبہم تھی کہ اس تک عام قاری کی رسائی ناممکن تھی۔ ان دنوں کشمیری ادب کے ساتھ یہاں کے لوگوں کا لگاؤ نفی کے برابر تھا۔کشمیری زبان بھی کسی اہمیت کی حامل تھی۔سکولوں اور کالجوں میں بھی اس زبان کی درس و تدریس نہیں ہوتی تھی پڑھے لکھے کشمیریوں کو اپنی مادری زبان کو روزمرہ کی بول چال میں بھی استعمال کرنا ناگوار گذرتا تھا۔کشمیری عوام بہت ابتری کی حالت میں گذر بسر کر رہے تھے۔اور لوگ اپنی ریاست سے باہر رہنے کو ترجیح دیتے تھے، جہاں وہ مقابلتاً بہتر محسوس کرتے تھے۔ ناساز گار حالات کے اسی ماحول میں مہجور کشمیری زبان میں نظمیں لکھ کر فضا میں ایک خوشبوسی بکھیرنے لگے۔انہوں نے ایک عام فہم اور سلیس زبان اپنا کر کشمیر کے فطری حسن کو لفظی پیکر عطا کئے۔اسکے ساتھ ہی انہوں نے یہاں کے صابر اور حلیم لوگوں کے درد و غم کی بھی عکاسی کی۔انہوں نے اپنی شاعری میں عام لوگوں کی زبان اور کشمیری تہذیب و تمدن کی جس شاندار روایات کا ایک حسین امتزاج پیدا کیا وہ قابلِ ستائش بھی ہے اور قابل تحسین بھی۔انہوں نے اپنے کلام میں لوگوں کے نازک سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نازک جذبات و احساس کی ایک عام فہم زبان میں ترجمانی کر کے کشمیری شاعری کو ایک نئی جہت، جدت اور رعنائی بخشی۔

شروع میں مہجور نے عشق و محبت کے موضوع پر بہت ساری نظمیں لکھیں۔ ایسی نظمیں اُن سے پہلے کے شعراء نے بھی لکھی تھیں۔ لیکن جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے۔ کہ مہجور کے اسلوب کی جیسی سادگی، طرز بیان کی شگفتگی اور عاشق کے جذبات کی پُر خلوص ترجمانی اُن شعراء کے یہاں نہیں ملتی ہے۔ (کشمیری شاعری میں ''عاشق'' عموماً عورت ہوتی ہے) اپنے محبوب کے حسن پر فریفتہ ہو کر ایک دوشیزہ کہتی ہے۔

یٚلہِ چانہِ حسنٛک شوہرِ پیٚو ہٚزِتھ یہ دل دیوانہِ گو
لاران بہٕ آسے درحوٚضور
دُردانہِ موہبم دوٚر دوٚر

اور اس کے بعد دُکھ سُکھ کی کیفیت سے بے نیاز ہو کر اپنے محبوب پر نچھاور ہو جاتی ہے۔

أسس نٚیندرے ہٚژیے وأژس چانہِ خُدمُژے
لولہِ چانہِ راوبم رأژیے
پوشے متہِ جانانو

اپنی ایک نظم ''اژ ولولہِ باغس'' میں مہجور کہتے ہیں کہ عشق دنیا کی ساری نقل و حرکت اور رونق کا محرک ہے۔ اس نظم سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے۔ کہ انہیں فطرت کے مناظر اور دیگر پہلوؤں کا بھرپور اور گہرا مشاہدہ تھا:

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لولچہِ پوشہِ تھرِ لولہِ چہِ رنگہِ ژرِ لولکی ونان اسرار
لولک واو ووت نِش لولہِ پوشن لولس کران وبوہار

وہ اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ عشق ومحبت کے مقدس جذبے کی آبیاری صرف قربانی اور تیاگ سے ہوسکتی ہے۔

گل مولہِ ناوان پان تھر پیٹھ دِل چھُ پردس تل
گُل ژھارِ بلبل لولہِ ہوٚت دل ژھارِ محبت
تتہِ پادشاہن تان پُنن بخش فقیرس
بڈکھوتہِ واراہ بوٚڈ وچھُم دربارِ محبت

(محبوب کے بے مثال حسن کی پیکر تراشی کتنے لطیف اور شاندار انداز میں کی گئی ہے)۔

چون خطِ وخال شوٗبہِ وُن چال تے ڈھال
حورِ سورگچہِ وچھ وچھ گیہِ بے حال
سورِسے عالم لَوِ چاٗنی ژھاے مدنو
ولو کرِ یو لولہِ متہِ لائے مدنو

(محبوب کے ناز وانداز اور عاشق کی ناز برداری اور یاس وامید کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں)۔

شامن انیوم سالے کوٚرمس مےٚ حوالے
پھیرِتھ سُہ دراوکالے بیٚہ لول آم پیہ کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گاہ چھُم سورگس سأر کرناوان ہٗورن دۄرِکن یہ ہاوان چھس
گاہ چھُم خاکس ستۍ ملہٕ نادان پوشن مالہٕ کرناوان چھس

قندتے نابد اَلہٕ سُپأری تھاوس چندِ بُرُ بأرُ یے
یِیہ نابہٕ کرس بندِ یزأری
لگہٕ یو بال پأرُ پأرُ یے

مہجور کی عشقیہ شاعری میں فراق کی حالت کا بیان بہت دلگداز اور موثر انداز میں کیا گیا ہے۔ اپنے محبوب کی جدائی میں عاشق کے دل و دماغ میں جو خیالات و جذبات موجزن ہوتے ہیں اور اسے جن جن کیفیات سے دوچار ہونا پڑتا ہے شاعرِ کا قصور ان خیالات و جذبات اور کیفیات کی تہہ تک جا کر قاری کے سامنے ایک جامع تاثر و تصویر پیش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے معشوق کے سامنے آہ وزاری کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہے

موروش متے مو روش یہ نو ژالہٕ جُدأیی
کرِ جان فدا پان پنُنے مارِ أتی روز

بالہٕ پٹھ لایے نادو پتھ پھیر ہا شاہ زادو
موژل گوڈِ پال وادو
پوشے متہٕ جانانو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

فرقت کی راتوں میں عاشق کو کن کرب ناک لمحات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اُس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں ۔

یکھنا حالِ دل باوے دۆ دمُت سہنہٕ ہا ہاوے
تیلہِ یکھا یلہِ بوراوے
پوشے متہِ جانانو

مےٚ چُونہِ سومبراوِ خۆنہِ دلہ چے رچھان روزس بہٕ رأتی راتس
تھوٚہم سمبألتھ نشانہٕ باپتھ تمے ژیہِ نالس جرے ہا لالو

خون گوم جأری اوٚش ہأرٕ ہأری
پھلہِ پھلہِ گوم موٚختہٕ ہار مدنو

(عاشق کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا محبوب کسی اور کی زُلفِ خمدار کا اسیر ہو چکا ہے)۔

یہ پرمس یارِ کمٕ چوٚوُکھ ژٕ غأرن ستٕ ملہٕ نوٚوُکھ
کُرتھ تعویز برمہٕ روٚوُکھ کمیٚو آرٕ ولے بوٚمبرو

(اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی عاشق چاہتا ہے کہ اس کا محبوب اس کے پاس بیٹھے تو وہ اس کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر کے اپنے وجود کی تشکیل کرے)۔

یہ ہمنا حالِ دل باوے گچھِ کُٹھِ توسہٕ وتھراوَے
پُنن زُو پیشکش تھاوے مےٚ پانس شرژلے بوٚمبرو

جدائی کی غم انگیز کیفیت سے دو چار ہونے پر عاشق کے جذبہ عشق میں زیادہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وسعت اور پختگی آجاتی ہے مہجور کی عشقیہ شاعری میں اس کا اشارہ بار بار ملتا ہے۔

مہجور کی شاعری کا ایک اور پہلو فطرت نگاری ہے۔ فطرت کے گوناگوں پہلوؤں کی دلفریب تصویر کشی اور انسانی جذبات سے ان کی ازلی وابستگی کا موثر اور پُر لطف بیان مہجور کی فطرت نگاری کا جوہر ہے۔ اپنی ایک نظم 'سونت' میں شاعر نے فطرت کی رعنائیوں اور انسان کے جذبہ عشق کا کتنا حسین امتزاج پیدا کیا ہے ؎

بخشُتھ ژٕے آرن آبشارن دردِ سوزُک ساز
افسانہٕ لولکُ ونہٕ ناوان آکھا بہارو

اپنی ایک اور نظم ''لوکہٕ چار'' میں مہجور نے بچپن کے چین اور بے فکری کے بیتے دنوں کی یاد کی پیکر تراشی کیلئے فطرت کو نہ صرف ایک پسِ منظر بلکہ ایک دلکش استعارے کے طور پر بھی استعمال کیا ہے ؎

میون لوکچار ونہٕ گے اوس دیودار — لبہٕ ڈٕریا چھاوان تازٕ سبزار
متو ژٕتم ہا تبردار وہو — نو بہارو میانہٕ لوکہٕ چارو ہو
میون لوکہ چار ژلہٕ وُن آبہٕ رٕنی آر — گو نیرتھ پھیرتھ یُن چھُ دُشوار
کولہٕ رادن دوٗرٕ سبزار ہو — نو بہارو میانہٕ لوکہٕ چارو ہو

مہجور کو فطرت کے متعدد پہلوؤں کے اسرار و رموز کا کس قدر تیز مشاہدہ تھا اور انہیں الفاظ کے قالبِ میں ڈھالنے اور استعاروں کے طور پر استعمال کرنے کی کتنی مہارت تھی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اشعار سے ہوتا ہے ؎

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صجکہِ واوو چھُکھ ژٕ تھدِ شانے　　رازِ گُل کرمے نش بیانے بوز
پوش اسہِ نأوی تھکھ کمہِ بہانے　　بُلبلِ ہِندی افسانے بوز
پوشک مرتبہِ کُنڈی کیا زانن　　دانا زِن چھُ نا دانن مثز
أکہِ ہے زاے کیا اکھ أکس مانن　　جائے تمی رٔٹ پرستانن مثز

فطرت کی دلکش پیکر تراشی اور حسن و عشق کی پُر کیف نغمگی کے علاوہ مہجور کی شاعری میں ہمیں فلسفیانہ گہرائی بھی ملتی ہے۔ مہجور کو دنیاوی زندگی کی عارضی خوشیوں و مسرتوں اور اس کی ہنگامہ خیزی کی بے ثباتی کا بھرپور احساس تھا ؎

یُس راجہِ چمنگ باجہِ وایان تس چھِ جاناوار
سُہ تہِ کیا زِ ژٕٹھ جامہِ پریشان چھِنتھ گو

اُن کی نظر خارجیت کے پردوں کو چاک کر کے باطن کی اصلی اور دائمی حقیقت کی متلاشی تھی ؎

پوش پھولی متی دارِ کیژن رنگ، کیژن رنگ و بو
روزِ وُن یُس گُل چھُ باغس سُے گلو منزِ ژارِ ہا

اُن کو موت کے بعد عمل اور دائمی زندگی پر یقین کامل تھا ؎

گُل ہردِ ہران، سونتہِ بیہِ دبارِ کران دور
مُرمُرِ چھٹے پھیران زندگی وسواس مرنگ تراو

وہ مذہب کی تنگ حدود سے نکل کر انسانی سطح پر تمام رشتوں کو سمجھنے کے قائل تھے۔ انسان کو اپنے اندر دن میں ڈوب کر اپنی حقیقت اور اپنے خالق کائنات تک پہنچنے کا راستہ خود تلاش کرنا ہوتا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کس کران چھُکھ پوشہٕ پؤزا کورکُن لأ جتھ نماز
بنٛدگٕ کرپأنٛی پانس کعبہٕ ژے بُت خانہٕ ژے

مہجورؔ کی زندگی اور شاعری میں ایک ایسا بھی دور آتا ہے جب انہیں اس بات کا شدت سے احساس ہوجاتا ہے کہ ان کے فن کی پوری طرح قدر نہیں ہوتی ہے۔

ژیتہٕ مہجورس دارٕ آز مأوٕ تھ دِزِوِز سمکھان چھ ہوی گزاکھ
تو ہہ دون چھُنہٕ کانہہ ہبکان پزٕ زنأوتھ ژٕ کتیو ژھوگ راورأ وتھ آکھ

کہیں تو صاف اِشارہ ملتا ہے کہ وہ جو کچھ کہنا چاہتے تھے کچھ بندشوں کی بناء پر وہ سب کچھ نہیں کہہ پائے ہیں ۔

نہ چھم کینہہ زیرٕ کی ہاوٕنی نہ چھم ناماوٗرٕ ی پاوٕنی
رفیقن دردِلن پنہٕ نبن دِلک اوَ حال باوٗن چھُم

وَتہٕ چانہٕ وچھ ہادارِنظرن رأ چھ چھم کم تام
بوٗزم ووٗنی کرنم رأ چھ دِلہٕ چے رایہٕ وَنے کیاہ

اس کی ایک وجہ یقیناً اُس وقت کے ناموافق سیاسی حالات بھی رہے ہوں گے اُن کی ایک نظم ''صبح'' سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

یم کُلی حدٕ کھوتہٕ زیادِشاخ کھالن تمہ نے چھُ باغوان ہوان تراش
دَمہٕ دمہٕ رأ چھی کرپنہٕ نبن خیالن
سنگر مالن پوٗ پرا گاش
مانہٕ ژارمہجورٕ سنزن مِثالن مُنز رتھ وَنہ ہے سرگژھ فاش

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دانا بوزن تہٕ نادان ٹالن
سگر مالن پہٕ پراگاش

آزادی کے بعد حالات میں بہتری آئی تو مہجورؔ خوشی سے چلا اٹھے۔

مہجورؔ مژ راوِ بندگی ہُنٛد کمر بیٚتہ یوروو نٛی چھُکھ ژٕ خودموختار

دِل چھے حاکم زبو چھَن نوکر
پوشن کراو کر چھاو گُلزار

مہجورؔ کی شاعری کا ایک اور نمایاں دور اُس وقت شروع ہوتا ہے جب انہوں نے سماجی وسیاسی معاملات میں بھرپور دِلچسپی لینا شروع کی۔ توہم پرستی، غربت۔ معاشی اور سیاسی استحصال کی وجہ سے کشمیری عوام بہت اذیت ناک حالات سے دوچار تھے مہجورؔ نے محسوس کیا کہ عوام کو اس حالت غیر سے نجات کا کوئی راستہ دکھانا ہے۔ انہیں اس بات کا احساس دِلانا ہے کہ آیا وہ آزادی سے سوچنے سمجھنے اور زندہ رہنے کا مکمل حق رکھتے ہیں؟ ان دِنوں ہندوستان میں تحریک آزادی نے جڑ پکڑ لی تھی اور کشمیر میں بھی اس کا پرتو پڑ چکا تھا، نیشنل کانفرنس کے جھنڈے تلے مہاراجہ کے ظلم وجبر کے خلاف ایک تحریک شروع ہو چکی تھی مہجور نے اپنے طور پر اس کا بھرپور اثر قبول کر کے کشمیری عوام کے تئیں اپنا حصہ اَدا کیا

کسانوں کی ابتر حالت کا ذکر یوں کرتے ہیں

کیاوَنے وٚرِ یَس چکھتھ زِینتھ بہ رٛوٚ دُس فاقہ مس
بیٚازرَ وو انوتہٕ سونروغاٚب کُرِی انبار میٚانٛی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دوہس زُوجان ژٹھ شامَس أڑے ژوٹ چھُم دِوان مأ لِک
کَمس رأضی بہٕ سُتہٕ میأنس غمس تن دار آسُن گوٗژھ

پھر ساتھ ہی وہ لوگوں کو اس پستی کی حالت سے نکلنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ وہ اُن کے دِلوں میں جوش وولولہ پیدا کر کے اُنہیں مشکل حالات سے مردانہ وار لڑ کر اپنی تقدیر بدلنے پر آمادہ کرتے ہیں ؎

کری کُس بُلبلاہ آزاد پنجرس منز ژنالان چھُکھ
ژپَنہ نے دستہٕ پَنہٕ نبن مُشکلن آسان پیدا کر
اگر وُزناوٗہن بُستی گُلن منز تراو زیروبم
بُنیلکر واوکر، گگرایکر، طوفان پیدا کر

مہجور ہمیشہ سماجی و مذہبی بھائی چارہ کے روادار تھے۔ جب آزادی کے وقت سارا بھارت فرقہ وارانہ آگ میں جل رہا تھا تو انہوں نے کس پر خلوص لہجے میں لوگوں کو آپسی محبت اور اتحاد کی تلقین کی:

دود چھُ مسلم ہیوٗند چھُ شکر صاف صاف
دودتہٕ شکر ملہٕ نأوو پانہٕ وأنی
ہیٚندی رٹن نم، کھوٗری واین اہلِ دیٚن
ناو تیمہٕ ٹلکیچ چلأ وو پانہٕ وأنی

مہجور ایک تابناک مستقبل کا یقین دیئے ہوئے ایک عام آدمی کے دل کو ہمت و حوصلہ اور اُمید کی روشنی سے پُرنور کر دیتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈلہٕ منٛز ڈنگل کھالن جوٲہر　　وولرٕ کہ سۄ درٕنشہٕ مونحتہٕ گرٛھ ظٲہر
ژھارنہٕ پیہ اکھ جہانا　　تھاوتو کن ہامتہٕ لالولولُک ونے افسانا

یہاں اس بات کا ذکر نا مناسب نہیں ہوگا۔ کہ سماجی وسیاسی نا برابری اور استحصال کے متعدد زاویوں اور پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہوئے بھی مہجور کی شاعری میں پراپگنڈہ کی کوئی علامت نظر نہیں آتی ہے۔ اس کے برعکس مہجور نے اپنی شاعرانہ انفرادیت اور عظمت کو برقرار رکھا ہے۔

بھارت کا بٹوارہ ہونے پر ہندو پاک کے عوام کو جن المناک حالات کا سامنا کرنا پڑا، اُس سے مہجور بہت زیادہ پریشان اور بے چین ہوگئے۔ چنانچہ اپنے دُکھ کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

یہ آزٲدی گوڑٕنی یٚلہٕ دزٲیہٕ ٹُکر ہندوستانس منٛز
لچھو پٲٹھ آیہ انسانن تلان تلہٕ کرایہ آزٲدی
غریبی مفلسی بے بوج ستٕ ہتھ خانہٕ وٲرٲنی
أمی ہرٛزِ ترایہٕ اسہٕ پٹھ آیہ تراوان سایہ آزٲدی

کشمیر پر قبائلی حملہ ہونے پر مہجور نے ''شیروانی'' نام کی نظم لکھی جس میں انہوں نے بارہمولہ کے نوجوانِ شیروانی کو اپنے وطن کیلئے جان کی قربانی دینے پر خراجِ عقیدت پیش کیا۔

آزادی کے بعد مہجور کو حکومت کے ساتھ بہت امیدیں وابستہ تھیں۔ انہیں خیال تھا کہ اب عام لوگوں کو راحت وآرام میسر ہوگا۔ لیکن انہیں یہ دیکھ کر بہت دُکھ ہوا کہ اصل میں آزادی کا ثمر کچھ گِنے چُنے طبقوں کے لوگوں میں آیا ہے۔ اور صرف وہ لوگ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زندگی کی آسائشوں کا مزہ لے رہے ہیں۔اس ناانصافی پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں

یہ آزادی چھےٚ کوکراہ جان سونہٕ سُندی ٹھوٗل کیہنہٕ تراوان
تمے کیہنہٕ ٹھوٗل ہتھ وونی پیٹھ مٕژ بیٚہٕ پرایہٕ آزادی
یہ آزادی چھےٚ سورٕچ کوٚر پھیریا خانہٕ پتہٕ خانے
فقط کیٹژن گرن اندر چھِ ماران گڑایہٕ آزادی

عوام کے تئیں حکومت کی سرد مہری اور افسر شاہی کے غرض مندانہ رویے پر یوں طنز کرتے ہیں۔

غریبن وارسی کرٕہن مگر چھنہٕ حاٚ کی من فرصتھ
تمو ئب موٹرن اندر دوان تھدِ پایہٕ آزادی

مہجور سماج میں غیر ضروری طبقاتی نظام اور ناانصافی سے بالکل ناخوش تھے اس کے لئے ذمہ دار افراد کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

موٚت گوکھ تھرِہ زاٚ ژبیٚہٕ خاندانس لرِہ چھی بام آسمانس ستی
انسان نظرِ وُچھی غریب انسانس
پئے بوز لے تھاو زمانس ستی
دوہ تارِ ژھوہ مار سازوسامانس بُتھِ چھے کاٚم طوٗفانس ستی
لُکھ بسن چاٚنس اتھ دیوان خانس
پئے بوزلے تھاو زمانس ستی

مہجور نے بلاشبہ طرز فکر اور انداز بیان کے لحاظ سے کشمیری شاعری کو ایک نئی سمت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دی۔اس کا ذکر اپنی نظم بہ عنوان ''نوو دنیا'' میں اس طرح کرتے ہیں۔

وُچتھ مہجور نوٗرس کُن نوٗوے رنگا ہیوان ہاوٗن
نوِس سمیس نوِس دورس نوٗوے گُفتار آسُن گوٚژھ

اس نظم میں مہجور نے ایک ایسے پاک وصاف نظام وسماج کو تصور پیش کیا ہے۔ جو تمام تر گندگیوں اور آلائشوں سے مُبرا ہو، جہاں ہر آدمی ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں برابر کا شریک ہو۔

اپنی ایک اور شاہ کار نظم میں مہجور نے ایک بُلبُل کی کربناک حالت کو ایک استعارے کے طور پر استعمال کر کے ایک کمزور اور لاچار انسان کی بے بسی کی المناک تصویر کھینچی ہے۔ ایک طویل نظم ''زون'' میں وہ اپنے ملک وقوم کی قدیم اور شاندار روایات کو یاد کرتے ہوئے ماضی کے دھندلکوں میں کھوئے جاتے ہیں۔ چاند کی بے قراری اور دائمی سفر کو وہ ایک عاشق کے اپنے محبوب کی تلاش میں سرگرداں ہونے سے تعبیر کرتے ہیں۔ نظم انتہائی جاذب اور برمحل تشبیہات واستعارات سے معمور ہے نظم ''وزملہ'' میں مہجور ایک بار پھر ایک ماہر پیکر تراش ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ اس نظم سے اُن کے تخیل کی جامعیت جاذبیت کی بھی بھرپور مثال ملتی ہے۔ برق کو ایک نئی نویلی دلہن سے یوں تشبیہ دیتے ہیں۔

شامہٕ ژھایہٕ اوبرٕ دار جامہٕ وٗلی وٗلی یے وأریو یتھ چھکھ پھیرتھ گرٚہان
بیٖہٕ چھکھ مالبن گرٚھان ژٗلی ژٗلی یے
نوٗر وُزمٕلی یے پوٗر ہاوپان
درشُن ہووُتھ پردَے تٕلی یے نظرِ اکہِ وُچھ تھن سوٗرے جہان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پان ژہایہِ تھوٗتھ بیٚہ وٗلی وٗلی یے
نوٗرِ وُزمٕلی یے پوٗر ہاو پان

کیا ورڈس ورتھ یا ٹینیسن (Tennyson) اس سے زیادہ خوبصورت اور موثر انداز میں برق کو انسانی پیکر میں تراش سکتا تھا؟ یہ بات اکثر قیاس آرائی کا موجب ہو سکتی ہے۔

کشمیری ادب میں مہجور کی انفرادیت وعظمت کا اعتراف ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ وہ عوام کی دل کی دھڑکنوں میں بسنے والے شاعر تھے۔ اُن کی معطر اور پُر بہار شاعری سُن کر اور پڑھ کر آدمی، اپنے آپ کو ایک پُر کیف فضا میں سانس لیتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ اُن کی پر جوش اور ولولہ خیز انقلابی شاعری آدمی کو درد وغم اور مایوسی کی حالت میں بے بس پڑے ہوئے ایک نیا حوصلہ اور ہمت بخشی ہے۔

انگریزی سے ترجمہ
مترجم پرویز احمد نقاش

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شاہد بڈگامی

فلم مہجور۔ چند یادیں

کشمیری زبان کے عوامی شاعر غلام احمد مہجور کی زندگی سے متعلق ''شاعر کشمیر''۔ مہجور نام سے کشمیری اور اردو زبانوں میں ایک Full Length فیچر فلم کی تیاری جموں وکشمیر کے مرحوم وزیر اعلیٰ خواجہ غلام محمد صادق اور فلم سٹار وادیب بلراج ساہنی کا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے کشمیری زبان، اَدب اور تمدن کے پرستار ہمیشہ فخر سے یاد کریں گے۔

برصغیر ہندوپاک میں مرزا غالب پر ایک (تجارتی) فلم کے بغیر کسی بھی بڑے شاعر کی زندگی کو اس اہتمام سے رنگین فیچر فلم کا موضوع نہ بنایا جاسکا جس طرح مہجور کی ولولہ انگیز زندگی پر ریاستی حکومت کی مالی معاونت اور سرپرستی سے ایک فلم بنائی گئی۔

کشمیری زبان کی اس اولین رنگین فلم کو سری نگر میں مرحوم صادق نے ۱۱ستمبر ۱۹۷۰ء کو نمائش کے لئے ریلیز کیا تھا۔

میں فلم شاعر کشمیر مہجور میں بلراج ساہنی اور اس کے ہدایت کار پربھات مکرجی کے خصوصی معاون کی حیثیت سے وابستہ رہا۔ اس کے علاوہ فلم کے ہیرو پریکشت ساہنی اور آنجہانی سوم ناتھ سادھو کے ساتھ میں نے فلم میں ایک چھوٹا سا رول بھی ادا کیا تھا۔ فلم شاعر کشمیر مہجور کی تیاری میں معاونت اور اداکاری کے تعلق سے مجھے اس فلم کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پروڈکشن Production سے وابستہ کاروں، تکنیکی عملے اور بمبی اور کشمیر کے سرکردہ اداکاروں سے کم وبیش پانچ سال تک قریب رہنے کا موقعہ ملا تھا۔ اس لئے فلم کی تیاری سے لاتعداد خوبصورت یادیں وابستہ ہیں جن کا تذکرہ یہاں طوالت کا باعث ہوگا، فلم شاعر کشمیر مہجور کی خوبیوں کو اُجاگر کرنا بھی اپنے مُنہ میاں مٹھو بننے کے مترادف ہوگا۔ کیوں کہ میں اس پروجیکٹ سے خود بھی وابستہ تھا۔ فلم کی اُن خامیوں سے متعلق بھی جن پر اس کے ریلز ہوتے وقت نشاندہی کی گئی تھی اور جنہیں ہمارے کئی قدردانوں نے اجازت کے لاتعداد کالموں میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا تھا۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ وہ محض تنقید برائے تنقید تھی اور کچھ بھی نہیں۔ البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر آج یعنی اُس فلم کی شروعات سے ۱۹ سال بعد اسے دوبارہ بنانا ہوتا تو آج کے فلمی معیار کے مطابق یہ فلم واقعی اُس سے کہیں زیادہ شاندار بنائی جاسکتی تھی کیوں کہ آج کل اسے زیادہ شاندار بنانے کے امکانات روشن ہیں۔

میں فلم شاعر مہجور کے بارے میں یہ بات بھی وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس فلم میں بلراج ساہنی اور ان کے بیٹے پریکشت ساہنی اور کشمیری فن کاروں اور اداکاروں نے کسی مالی فائدے کے بغیر کشمیری کلچر اور مہجور سے بے پناہ محبت کے جذبات کے زیر اثر بیحد محنت کی۔ تجارتی فلموں کے برعکس کشمیری اداکاروں کو فلم میں کام کرنے کے عوض بہت کم معاوضہ دیا گیا۔ میرے ساتھی کشمیری اداکاروں میں سے اکثر نے پہلی بار کیمرے کا سامنا کیا تھا۔ انکی خداداد صلاحیتوں سے کلکتہ اور بمبی کے فلم اسٹوڈیوز میں انڈور شوٹنگ کے دوران وہاں آنے والے سرکردہ فلم شار اور اداکار بے حد متاثر ہوئے تھے۔

سورگیہ جگن ناتھ سراتی کو فلم میں ایک بہت ہی قلیل مدتی رول Bit role دیا گیا تھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جو نصف منٹ سے بھی کم کا تھا لیکن اس نے ایسا تاثر چھوڑا کہ بمبئی کی فلم لیبارٹری میں ڈبنگ کرتے وقت وہاں پر موجود ٹکنشز اور کئی فلم ساز اس بوڑھے کشمیری اداکار کا شاندار کام دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے اور بعد میں کئی فلم سازوں کی طرف سے اسے offers بھی ملے تھے۔ بلراج ساہنی پریکشت ساہنی کلپنا، گیتا نجلی، سبیتا چٹرجی، رجنی گپتا وغیرہ کے ساتھ جن بیسیوں کشمیری اداکاروں نے اس فلم میں اہم رول ادا کئے ان میں پران کشور، امکار ایمہ، (آنجہانی) سوم ناتھ سادھو، پشکر بھان، ساجدہ ضمیر احمد، کشوری کول، کشن کمار، امکار خزانچی، راجا حمید، پشکر رینہ، محمد سلطان، عبدالمجید وغیرہ کے نام سرفہرست ہیں۔ ان سب اداکاروں نے اپنی قابلیت اور صلاحیت کا لوہا منوالیا تھا۔ پران کشور فلم کی تیاری میں منتظم اعلیٰ کے طور پر سرگرم عمل رہے تھے۔

فلم کا کام ۱۹۶۵ء میں شروع کیا گیا اور کم وبیش پانچ سال میں مکمل ہوا۔ اس کے اُردو روپ کے لئے مہجور کے گیتوں کو کیفی اعظمی نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ان کی موسیقی پریم دھون نے ترتیب دی تھی۔ اوشا منگیشکر، سُمن کلیان پور اور مناڈے وغیرہ نے ان گیتوں کو اپنی آوازوں میں لافانی بنادیا تھا۔ اردو رُوپ کے کئی گانے کافی HIT ہوئے کشمیری فلم کی موسیقی موہن لال ایمہ نے ترتیب دی تھی اور اسے سری نگر کے علاوہ وادی کشمیر کے قصبات میں کافی مدت تک دِکھایا گیا اور عوام نے اسے بے حد اشتیاق سے دیکھا اور پسند کیا تھا۔

کشمیری زبان میں رنگین فلموں کی تاریخ فلم شاعر کشمیر مہجور سے ہی شروع ہوئی ہے وہ بھی ایک ایسے شاعر کی زندگی سے جو خود ہمارے دور سے وابستہ ہے۔ اس لحاظ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سے مہجورؔ کی زندگی پر ایک آرٹ فلم بنانا کافی مشکل کام تھا اس لئے کہ اس فلم کے ہر زاویہ پر عوام الناس کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ اور وہ لوگ بھی بقیدِ حیات تھے حقیقت میں یہ ایک جراتمندانہ اور باوِقار RISK تھا۔ اس جراتمندانہ قدم کی پیچدگیوں اور خطرات کا احساس صرف ان لوگوں کو ہوگا جو فلمی صنعت کی مُبادیات سے واقف ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذِکر ہے کہ ۱۹۷۰ سے آج تک فلم مہجورؔ کے بعد کشمیری زبان میں کوئی رنگین یا سیاہ وسفید فیچر فِلم نہیں بنائی جاسکتی ہے۔ ٹیلی وِثیرن کے لئے حبہ خاتونؔ اور رسول میرؔ جیسی چھوٹی T.V فلمیں بنا کر بشیر بڈگامی نے یہ ثابت کر دِکھایا ہے کہ کشمیری نوجوانوں میں عمدہ فلمیں بنانے کی بھرپور صلاحتیں موجود ہیں لیکن یہ اور بات ہے کہ اس خطہ ارض میں فلم آرٹ یا صنعت کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا ہے۔ ہندوستان کی دیگر علاقائی زبانوں کے مقابلے میں کشمیری زبان میں فلمیں بنانے کا عمل نفی کے برابر ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں تجارتی فلموں پر سرمایہ لگانے کے لئے کوئی بھی آگے آنے کا Risk نہیں لیتا اور آرٹ فلموں کی تیاری کے لئے کوئی ادارہ موجود نہیں ہے۔ اس طرح کشمیری زبان میں رنگین یا سیاہ وسفید فیچر فلمیں بنانیکا مستقبل قریب میں بھی کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ اس عتبار سے اولین رنگین کشمیری فِلم شاعرِ کشمیر مہجورؔ کی تیاری بجائے خود کشمیری زبان اور کشمیری شاعر مہجورؔ کے تئیں عقیدت کا والہنانہ اظہار ہے جس کے لئے آنجہانی بلراج ساہنی (مرحوم) صادق صاحب اور کشمیری اداکار اور فنکار سبھی لائق صد آفرین ہیں۔ ان کی اس مشترکہ کوشش کو قدر کی نِگاہ سے دیکھا جانا چاہے۔

اس فلم کے پرنٹ محکمہ اطلاعات جموں وکشمیر کے پاس پڑے ہوئے ہیں جنہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آسانی سے لوگوں کو خود محکمہ اطلاعات اپنے ذرائع سے دِکھا سکتا ہے۔ ان کی راہ میں کیا مشکلات حائل ہیں اس بارے میں وہی بہتر طور پر جانتے ہیں فلم ڈسٹری بیوشن کے طریقہ کار کی مشکلات کی وجہ سے یہ فلم ابھی تک اکثر لوگ نہیں دیکھ سکے ہیں اور یہ ڈبوں میں بند پڑی ہوئی ہے۔

سورگیہ بلراج ساہنی نے فلم کا کشمیری رُوپ ریلیز ہونے کے ساتھ ہی اس فلم سے متعلق سرکردہ لوگوں کی رائے جاننے کے لئے سینکڑوں خطوط لکھے تھے اور اہل نظر کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم واضافے کے لئے وہ اُردو رُوپ کو ہر لحاظ سے عظیم الشان بنا کر پُورے ملک میں ریلیز کرنے کے علاوہ اسے انگریزی اور جرمن زبان میں ڈب کرانے کا منصوبہ بنا چکے تھے جس سے کشمیری کلچر اور کشمیری شاعر مہجورؔ عالمی سطح پر متعارف ہوتا لیکن صادق صاحب کے انتقال اور پھر خود داعی اجل کو لبیک کہنے کی وجہ سے ان کی آرزُو پوری نہ ہوسکی۔ مختصر یہ کہ فلم شاعر کشمیر مہجورؔ کی تیاری سے کشمیر میں فلم آرٹ کی جو بنیاد ڈالی جا چکی ہے اس پر مستقبل میں ہمارے نوجوان ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کر کے اس قوم کو چار چاند لگا سکتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کاچا ــــ فلم "شاعر کشمیر مہجور" کی ہیروئن۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

"شاعرِ کشمیر مہجور" فلم کی افتتاحی تقریب کے موقعہ پر لی گئی ایک یادگار تصویر۔ خواجہ غلام محمد صادق اور بیگم مہجور فلم کے اداکاروں کے ساتھ۔

بلراج ساہنی فلم مہجور کی شوٹنگ کے سلسلے میں بارہ مولہ میں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

محمد یوسف ٹینگ

مہجورؔ کا پُشت پناہ.....ابنِ مہجورؔ

علامہ اقبال کے مکالمۂ جبرئیل ابلیس کی زبان سے یہ مشہور منظوم مکالمہ ادا ہوتا ہے۔

آہ اے جبرئیل تو واقف نہیں اس راز سے
قصۂ آدم کو رنگین کر گیا کِس کا لہو

غلام احمد مہجورؔ کی کہانی کا یہ راز بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ اس کی ہنگامہ خیز مقبولیت اور شہرت کے پس پردہ کسی شخص کی ذہانت اور صلاحیتیں خاموشی مگر پُرکاری سے کارفرما تھیں۔ محمد امین مہجورؔ صاحب کی اکلوتی اولاد تھے۔ نہ کوئی بھائی اور نہ کوئی بہن۔ لیکن ادب اور تحقیق میں مہجورؔ اور ابن مہجورؔ کا رشتہ صرف باپ اور بیٹے کی حیثیت سے موجود نہیں رہیگا۔ جن لوگوں کو حالات کا پتہ ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ابن مہجورؔ اپنے نامور باپ کے معیار بھی تھے اور اُن کے وزیر خارجہ بھی جسے ادبی منیجر کی اصطلاح سے بھی یاد کیا جاسکتا ہے مہجورؔ کے قصۂ شہرت میں اسکی اکلوتی اولاد کی رنگینی کس قدر جومود ہے۔ اسکا علم اگرچہ اس وقت بھی بہت سے معاصرین کو ہے لیکن ابنِ مہجورؔ کی فروری ۱۹۸۰ء میں اچانک موت سے اسپر جود بینر پردہ پڑ گیا۔ شاید اس کے نیچے اصل ماجرا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھپ گیا ہے اور اب اسکی کتنی ہی پرتیں کبھی نہ کھولی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جاسکنگی ۔لیکن یہ معاملے کا صرف ایک پہلو ہے۔محمد امین ابنِ مہجور کی شخصیت اُن کے قد آور والد کی نسبت کے علاوہ بھی اپنا جوہر اور جولانی رکھتی ہے۔اس نے والد کی زندگی میں ہی اپنی امتیازی شخصیات کے نقوش کی اچھی خاصی جھلک دِکھادی تھی لیکن والد کے بعد اٹھائیس سال کی زندگی میں اُسنے اپنی انفرادیت کے ایسے مظاہرے دکھائے کہ کشمیر کی تمدنی زندگی میں اس کے کسی مبسوط تحریری کارنامے کی عدم موجودگی کے باوجود اسے ایک شاندار جوہر شناس اور چلتے پھرتے قاموس کی حیثیت سے بہت دیر تک یاد کیا جائیگا۔شاید ان ہی خصوصیات کا ثمر یہ تھا کہ اسکو جموں وکشمیر ادبی سنگم کے علاوہ جموں وکشمیر کلچرل اکاوی نے بھی خلعت فاخرہ سے نوازا۔لیکن ابنِ مہجور کے اصل امتیاز کا ثبوت یہ خلعت نہیں ہیں۔اسکا سب سے براثبوت اور شہادت اُسکی اپنی ذات تھی اور ع

اک شمع تھی دلیل سحر سو خموش ہے

محمد امین ایک بڑی ہی پیچیدہ اور تہہ دار شخصیت کا مالک تھا۔اس میں علم وعمل کے خیرہ کرنے والے شاداب نخلستان تو بہت زیادہ تھے لیکن اس میں کجی اور ٹیڑھ کے پہلو بھی شانہ بہ شانہ تھے اور اُسے ایک مکمل ''بشر'' بناتے تھے جب وہ زندہ تھا اور ملازمت سے وظیفہ حُسنِ خدمت بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا تو اس وقت ہمیں یہ معلوم تھا کہ وہ ۱۹۲۱ء میں پیدا ہوا ہے۔اسکو سنن اور تاریخوں کا جو شمار از بر تھا۔اُس کے زیر نظر کس کا جگر تھا کہ اسے چلینج کراتا۔مگر اُس کے اس دروغ مصلحت آمیز پر قدرت نے بھی گویا خاموشی سے آمنا کہہ کر توثیق کی مُہر ثبت کی تھی۔وہ آخری دنوں میں زیادہ تر ننگے سر نظر آتا تھا۔اور اُس کے سر کے گنتی کے چند بال ہی چٹے نظر آتے تھے۔اُسکا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چہرہ جھریوں سے قطعاً عاری تھا۔ وہ اپنے لمبے وجود کے ساتھ الف کی مانند سیدھا کھڑا ہوتا تھا اور اسکی چال میں کسی مست شباب نوجوان کی اُستواری موجود تھی اس لئے جب اُسکی وفات کے بعد میں اس کے گھر متری گام گیا۔ اور وہاں اس کے نجی کاغذات پر نظر ڈالی تو یہ دیکھ کر میں اچھنبے میں پڑ گیا اس نے ایک نہ دو پورے دس سال اپنی عمر میں سے نِکال دیئے تھے اور کسی کو شک کرنے کو موقع بھی دیا نہ تھا محمد امین ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوا تھا اور اس نے دس سال چھُپا کر اسی لحاظ سے سرکار کی آنکھوں میں خاک جھونکی تھی اور پورے پسنٹھ برس کی عمر مین ریٹائیر ہوا تھا۔

محمد امین کی تعلیم کا بھی کسی کو ٹھیک سے معلوم نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس نے میٹرک کی رُکاوٹ بھی پار نہیں کی۔ لیکن یہ خیال رکھنا میری سخت جانی اور کسی حد تک حماقت کی پیداوار ہوسکتا ہے۔ کیونکہ محمد امین کے پاس بہت سے طالب علم آتے تھے۔ جو پی ایچ ڈی کی آزمایش میں مُبتلا ہوکر کراہتے رہتے تھے۔ محمد امین اتنی آسانی سے ان کی علمی گرہیں اور گانٹھیں کھولتا تھا۔ جیسے کوئی کندر گارٹن کے بچے کو گنتی سکھاتا ہے۔ اس کے پاس جاپان سے لے کر جرمنی اور فرانس کے بڑے بڑے سُکالر آتے تھے اور اسکے تجر علمی میں غوطہ لگا کر اپنی مشکل تو حل کرتے تھے لیکن اس عجیب آدمی کی گہرائی کا اندازہ کر کے محو حیرت ہوجاتے تھے۔ جین ناڈو سے لے کر محی الدین صوفی تک کتنے ہی سکالر اُسکی علمی رسائی کا اعتراف تحریری طور کر چکے ہیں۔

محمد امین جب عالم بلوغ کو پہونچا تو غلام احمد مہجور فارسی اور اردو کے خاردار صحراؤں میں اپنی آواز کے قدم مجبروح کر کے نڈھال ہو چکا تھا اور اب مادری زبان کے بنفشہ زار میں آکر اپنے لہجے پر پھاہا رکھ رہا تھا۔ ابتداء کی بات تو نہیں معلوم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لیکن ۳۲-۱۹۳۳ء کے بعد محمد امین نے اپنی نکتہ دانی اور اپنی عملی فراست سے اپنے والد کو متاثر ہی نہیں بلکہ مرعوب بھی کر دیا تھا۔ یہ بات مجھے خود ابنِ مہجور نے بتائی ہے کہ جب مہجور کوئی نئی غزل یا وژن'' کہتا تو ابن مہجور اسکا معیار (sound screen) بنتا تھا ۔یعنی وہ اس ''وژن'' یا غزل کے ہر لفظ کو اُلٹ پلٹ کے دیکھتا اور اسکے صوتی اور معنوی امکانات کو پرکھتا رہتا تھا۔ اگر کوئی لفظ اسکی سمفنی کے انداز ے میں زرا نا ہموار یا خربہ لگتا تھا تو ابن مہجور فوراً شاعر کی توجہ اس طرف دلاتا تھا۔ شاعر پر اسکا ایسا جادو چل گیا تھا کہ فوراً اس لفظ والے مصرعے یا بند کو واپس لے کر اسکی تراش خراش کا عمل شروع کر دیتا تھا۔ کبھی کبھی یہ عمل بہت تکلیف دہ ہوتا کہ یہ شاعر کی طبیعت کے بہاؤ کے خلاف ہوتا لیکن وہ اپنی اولاد کے سامنے ایک سعادت مند بچے کی طرح زانوئے ادب تہہ کرتا، جب تک محمد امین کی گردن اثبات میں نہ ہلتی۔ شاعر کے مشق سخن کی چکی کنکروں کو سپلٹ کر کے زندہ لفظ کی نرمی اور گرمی عطا کرنے کے لئے گھومتی رہتی ۔کلام مہجور کے ابتدائی نسخے مہجور کے اپنے دستخط میں موجود ہیں اور ان کا گہرائی سے مطالعہ کر کے اس موضوع پر بڑی دلچسپ روشنی ڈالی جاسکتی ہے ابن مہجور کی سب سے بڑی مصلحت اُس وقت شاعرانہ نہ تھی۔ وہ کشمیر میں اپنے والد کو سب سے مقبول شاعر بنتے دیکھنا چاہتا تھا۔ جو اسکی شہرت کے ساتھ ساتھ اسکی دولت کا ذریعہ بھی ہے۔ محمد امین کو نئے زمانے کی ٹکنالوجی پر بے حد اعتبار تھا۔ عقائید کے اعتبار سے میں نے اسے ہمیشہ ایک AGNOSTIG پایا۔ جب کبھی میں چرار شریف جاتا اور ابن مہجور ہمارے ساتھ ہوتا ہم پہلے زیارت میں جاتے اور اسکے کتبوں اور دوسرے تواریخی معاملات پر غور کرتے ۔ میں گنہگار اس درگاہِ عالیہ میں نماز کے وقت سر سجود ہونے میں سعادت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سمجھتا۔لیکن جب میں اپنے اردگرد نظر ڈالتا تو ابن مہجور کو غائب پاتا۔ پھر اُسکی تلاش شروع ہوجاتی تو اکثر اُسے گاڑی میں پناہ گزین پایا جاتا تاکہ کوئی اس سے نماز کے بارے میں استفسار نہ کرے۔ خیر یہ بات تو بیچ میں آ گئی۔ابن مہجور کو جدید تکنیک کی سحر کاریوں کا اندازہ تھا۔اس نے مہجور کی غزلوں کے ریکارڈ تیار کروانے کے لئے پشاور کا سفر اختیار کیا اور بانگافون کمپنی کے ذریعے مہجور کے ترانے ''باغ نشاط کے گلو'' اور دوسرے گیت گراموفون ریکاڈروں میں بھر کر اسے کشمیر کے طول وعرض میں پھیلا دیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ایک تو مہجور کی غزل ساری وادی میں گرجنے لگی دوسری طرف کشمیری زبان کے نام لیواؤں کا احساسِ کمتری کسی حد تک کم ہونے میں مدد ملی۔یہ بات بہت سے لوگوں کو معلوم ہے کہ مہجور تازہ اور کامیاب فلموں اور گراموفون ریکارڈوں کی مقبول عوام دھنوں پر غزل اور ''وژن'' لکھتا تھا۔لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ دُھنیں ابنِ مہجور چُنتا تھا اور جب مہجور اپنی غزل مکمل کر لیتا تو ابن مہجور اس کو ہاکروں کے ذریعہ یا گرامافون ریکارڈوں پر چڑھا کے انکی نشر واشاعت کا اس وقت وسیع انتظام کرتا جب کہ ابھی کشمیر میں نہ ریڈیو آیا تھا اور نہ اخبارات ورسایل شاعری کے پھیلاؤ کا ذریعہ بن سکتے تھے۔ابن مہجور نے مہجور کا ایک اور ناپسندیدہ سلسلہ اپنے ذمے کیا تھا۔یعنی مقدمہ بازی جب بانگافون کمپنی کے ساتھ معاوضے رایلٹی وغیرہ پر جھگڑے اٹھے تو ابن مہجور نے میدان میں ڈٹ کو انکا احاطہ عدالت میں ایسا قافیہ تنگ کیا کہ وہ بریت کے لئے اُسکی منتیں کرنے لگے.....ابن مہجور مقدمہ بازی کے فن میں ایسا مشتاق ہوگیا کہ اس نے اپنی عمر کے آخری برسوں میں مرحوم شمیم احمد شمیم جیسے جگادری سے معافی نامہ حاصل کیا شمیم نے اپنے اخبار آئینہ میں بس یہ لکھا تھا کہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ابن مہجور اب اپنے والد کے مزار کا مجاور بن کے اُسکی ہڈیاں بیچ رہا ہے ابن مہجور کی رگِ حمیت پھڑکی۔ اس نے عدالت میں شمیم کے خلاف ازالہ، حیثیت عرفی کا مقدمہ دایر کر دیا۔ شمیم کے خلاف عدالتی کیس کرنا کوئی آسان کھیل نہ تھا وہ خود وکیل اور بڑا زبردست جرح باز اور قانونیا تھا۔ وہ ان دنوں پارلیمنٹ کا ممبر تھا اور اسکا طوطی چاروں طرف بولتا تھا۔ اسے بھی جھگڑا مول لینے میں خواہمخواہ لطف آتا تھا ارمقدموں کو ایک Sport سمجھتا تھا۔ اسکی ''انا'' اتنی پھولی ہوئی تھی کہ وہ بڑے بڑوں کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ پھر ہتک عزت کا مقدمہ جو معشوق کی کمر ثابت کرنے کے برابر مشکل مرحلہ ہے اور جسمیں خود مقدمہ باز کی دھجیاں اڑانے کا امکان رہتا ہے۔ خیال یہ تھا کہ اب ابنِ مہجور کے پُرزے اُڑینگے۔ لیکن ایک چیز امین صاحب کے پاس ایسی تھی جس سے شمیم عاری تھا۔ یعنی صبر و تحمل اور استقلال Tenacity امین مہجور نے تقریباً عدالت میں ہی دھونی رمادہی۔ جب سمن کی تعمیل کا وقت آتا تو وہ ہرکارے کیساتھ خود شمیم کے سامنے اُٹھ کھڑا ہو جاتا اور اس سے تعمیل کرواتا۔ سال دو سال کے عرصے میں شمیم اتنا زچ ہو گیا کہ اس نے محمد امین سے مفاہمت کی درخواست کر دی۔ شرط صرف یہ تھی کہ ہتھیار ڈالنے کی یہ خبر اخباروں میں نہ آئے۔ ابن مہجور نے ایک فیاض حریف کی طرح اس شرط کو قبول کیا۔ اور اس طرح شمیم نے معذرت کر کے اپنا دامن چھڑا لیا۔ ابن مہجور نے ریڈیو کشمیر کے ساتھ بھی ایک بڑا ئیڈھ لڑا۔ گرچہ تکنیکی طور پر فتح اسکی ہوئی۔ لیکن یہ فتح حاصل کرتے ہوئے خود مہجور اور اسکی امیج کو کتنا خسارہ اٹھانا پڑا وہ ایک الگ داستان ہے ابن مہجور کا مطالبہ یہ تھا کہ ریڈیو کشمیر سے مہجور کے گیت نشر کرنے کے لئے وہی فیس ادا کی جائے جو ملک کے سب سے بڑے شاعر اور ادبی کالوسس ٹیگور کے وارثوں کو ملتی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ابن مہجور کا استدلال مُسکِت تھا۔یعنی کہ ٹیگور نے خود مہجورؔ کے کلام کو سراہا اور کہا تھا کہ ''میرے اور مہجور کے نغموں میں بڑی مشابہت اور مماثلت موجود ہے'' اس لئے مہجور کی فیس کم کرنا خود ٹیگور کے معیارِ ادب کو مسترد کرنا ہے۔اس کے علاوہ اگر ٹیگور کا رتبہ ہندوستان کی تحریک آزادی اور اس کے لیڈروں سے تعلق کی وجہ سے بڑا تسلیم کیا جاتا ہے۔تو مہجور اس معاملے میں بھی پیچھے نہیں۔اس کے نغمے تحریک حریت کشمیر کے ترانے بنے اور اسکا تحریک آزادی کشمیر کے لیڈروں سے بہت گہرا تعلق رہا۔ریڈیو کشمیر کے روایت پسند حکام کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ کسی مقامی زبان کے شاعر کا کیسے مہا کوی سے موازنہ کیا جائے۔یہ معاملہ دس پندرہ سال چلتا رہا اور اس دوران ریڈیو کشمیر سے مہجور کا ایک شعر بھی براڈ کاسٹ نہ ہو سکا۔وہی مہجور جو گراموفون کے لانچنگ پیڈ پر چڑھ کر کشمیریوں کے اعصاب پر سوار ہو گیا تھا۔آہستہ آہستہ بھلایا جانے لگا۔لیکن ہار آخر کار ابن مہجور کو نہیں بلکہ ریڈیو کو ہار ماننی پڑی۔مہجور کشمیر کا سب سے زیادہ معاوضہ حاصل کرنے والا شاعر بن گیا اور اسطرح پھر ہوا کے دوش پر اُس کے نغمے سوار ہونے لگے۔ورنہ اس سے پہلے تو صرف ''آزاد کشمیر'' ریڈیو نے ہی اسکی اجارہ داری حاصل کر لی تھی۔اسلئے کہ بیچ میں جنگ بندی لائن حائل تھی اور ابن مہجور کے قانونی داؤ پیچ وہاں اپنے چمتکار نہ دکھا سکتے تھے۔ابن مہجور نے ساہتیہ اکادمی کے کشمیری انتخاب کے لئے بھی مہجور کا کلام شائع کرنے کیلئے ایسی ہی شرائط رکھیں اور منوالیں۔

ابن مہجور ایک زبردست عملی اور اشتہاری ذہن کا ایک مالک تھا۔یہ دوسری بات ہے کہ کبھی کبھی اس کی تدبیریں الٹی اور داؤ غلط ہو جاتے تھے۔جب حضرت مہجور کا انتقال ہوا۔تو ابن مہجور خاصی دیر تک سرینگر سے کسی قاصد کے آنے کا انتظار کرتا رہا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

قاصد نہ آیا تو مہجور صاحب کے جسد کو وہیں پر آسودہ کیا گیا۔ دسرے روز نائب وزیر اعظم بخشی غلام محمد متری گام آئے انہوں نے مہجور کے جسد کو سرینگر لے جا کر مہجور کے ہی دکھائے ہوئے مزار شعراء میں دفن کرنے پر اصرار کیا۔ محمد امین نے اس تجویز کے امکانات کو فوراً بھانپ لیا۔ سرینگر میں مہجور کا جسد توجہ کا باعث بن سکتا تھا۔ اس نے فوراً ہاں کر لی۔ اس طرح مہجور کے جسد کو ۱۰/اپریل ۵۲ء کی رات کو قبر سے جہاں وہ بہ حیثیت امانت دفن نہ کیا گیا تھا، نکالا گیا۔ خانقاہ معلّٰی لایا گیا۔ جہاں اسے تقریباً IN STATE رکھا گیا اور پھر سرکاری اعزاز کے ساتھ اتھ واجن میں دوسری بار دفن کر دیا گیا۔ خلاف توقع چند سال کے اندر مہجور کے مزار کو بھلا دیا گیا۔ جس بخشی صاحب نے اُسے متری گام سے لایا تھا وہ اپنے عروج و اقبال کے دنوں میں اسکو بھول گئے۔ یہ مزار سڑک کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ اور ابن مہجور کی دور بین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ نہ صرف یہ کہ مہجور اپنے گاؤں سے ہٹ کر گمنامی کے مزار میں ڈوب رہا تھا..... متری گام میں تو اسکی زیارت بن گئی ہوتی۔ اسکے ایک رات اور ایک دن کے مدفن پر بھی وہاں ۹/اپریل کو ابھی سے عرس لگنا شروع ہو گیا ہے۔ جس میں پندرہ سے بیس ہزار تک عقیدت مند شامل ہوتے ہیں۔..... بلکہ کسی وقت وتستا کے جلال یا سڑک کی کشادگی کے نتیجے میں یہ قبر بہہ جانے کا بھی امکان پیدا ہو گیا ہے چنانچہ اپنے آخری دنوں میں وہ ایک دلیرانہ مہم منظم کرنے کی طرف لگا ہوا تھا یعنی کہ مہجور کے جسد کا اس کی دوسری آرام گاہ سے برآمد کر کے راتوں رات پھر متریگام پہنچا کر آسودہ کر دیا جائے اور پھر کئی دنوں کے بعد کشمیریوں کو یہ خبر دی جائے۔ ابن مہجور اپنے بہت سے ارمانوں کی طرح یہ خواہش بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اسمیں شک نہیں کہ اب مہجور اپنی دوسری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آرام گاہ میں حفاظت کے احساس کیساتھ خوابیدہ رہ سکتا ہے۔

ابن مہجور میں عجب ملکہ تھا کہ وہ جس میدان کی طرف اپنی طبیعت کی بھاگ ودوڑ دیتا۔ اسمیں جھنڈے گاڑ دیتا۔ وہ ایک زبردست ماہر آثار قدیمہ تھا اور اسکو فوٹو گرافی کا بہت شوق تھا۔ مہجور کی وفات کے کئی سال بعد اس نے اُسکی ایک خوبصورت تصویر نکالی۔ اسکی اپنی نگرانی میں رنگ آمیزی کرائی۔ اس کو نہایت نفیس فریم میں جوڑ دیا۔ اور پھر صادق صاحب سے ایک سرکلر نکالا جس میں سرکاری اداروں سے کہا گیا تھا کہ وہ مہجور کی یہ تصویریں خرید لیں۔ اس لئے آج بہت سے تعلیمی اور تمدنی اداروں میں مہجور کی نہایت خوبصورت تصویریں ملتی ہیں۔ ابھی تک کسی اور کشمیری ادیب یا شاعر کی ایسی تصویر نہ بنائی گئی اور نہ بیچی گئی۔ ابن مہجور نے اس طرح اپنی منفعت کا ذریعہ نکالا۔ مہجور کی پبلک ریلشینز بھی کیں اور کم ازکم ایک کشمیری شاعر کو بیرون کے دو عظمائے رجال کے ساتھ نگارخانوں میں سجانے میں کامیابی حاصل کرلی۔

اوپر جو اشارے کئے گئے ہیں۔ وہ ابن مہجور کی شخصیت کی ضمنی لکیریں ہیں۔ وہ تواریخ کشمیر کا ایسا شناور تھا کہ اس کے جیتے جی اس موضوع پر کسی کو اُس کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ رام چند کاک محمد الدین فوق۔ پی این کے بامزئی۔ آ کے، پارمو۔ محبّ الحسن وغیرہ سبھی اُس کی گہری علمیت اور نکتہ آفرینی کے قائل تھے۔ محمد الدین فوق اور جی ایم۔ ڈی صوفی کو تو وہ باقاعدہ معلومات فراہم کرتا رہتا تھا۔ جی ایم ڈی صوفی جب ''کشمیر'' کے لئے مواد جمع کر رہا تھا۔ تو ابن مہجور اس کے گائیڈ کی صورت میں سرگرم تھا اور صوفی اسکو اسکی محنت کے لئے باقاعدہ مشاہرہ ادا کرتا تھا۔ اس نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صوفی کے ساتھ گھوڑے کی پیٹھ پر لداخ اور کشمیر کا سفر کیا صوفی کے اس کے نام بہت سے خطوط اس کے کاغذات میں موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ صوفی کی کشمیر میں اسکا حصہ کتنا ہے۔ مہجور خود کشمیر کی تواریخ اور اسکے تمدن کا بڑا عاشق اور محقق تھا معلوم نہیں کہ ابن مہجور کو یہ چاٹ اپنے والد سے پڑی یا اس کے دوستوں محمد الدین فوق، جی ایم، ڈی صوفی اور آندکول بامزئی کی صحبت سے لیکن سچی بات یہ ہے کہ اس کو کم عمری میں ہی تواریخ کشمیر میں ایسا ملکہ ہوگیا تھا کہ مہجور اُس کی رائے اور توجیہ کو ہمیشہ اپنی تاویل پر ترجیح دیتا تھا۔ مہجور کا گھرانا اس کی والدہ اور والد دونوں کی جانب سے ایک علمی گھرانا تھا اور اس میں کچھ نادر کتابیں موجود رہتی تھیں۔ خود مہجور نے اس میں اچھے اِضافے کئے اور کچھ سکے وغیرہ بھی جمع کئے۔ لیکن ابن مہجور نے اسکو ایک باقاعدہ میوزیم اور ادارہ بنایا۔ اس نے کشمیر سے متعلق کتابوں۔ مخطوطات۔ سکوں۔ مورتیوں۔ مشاہیر کے دستخطوں شاہی فرمانوں سے دوسری دستاویزات کا ایسا گنجینہ تیار کیا تھا کہ منتشر ہونے سے پہلے وہ اس موضوع پر سب سے مُستند اور معتبر گنج بے بہا بن گیا تھا۔ ابن مہجور ایک جوہری کی نظر رکھتا تھا۔ اُسے اپنی اکھٹا کی ہوئی نوادرات کی قیمت کا بخوبی اندازہ تھا۔ اس کے پاس اسکی زندگی میں اندرون اوبیرن ملک سے بڑے بڑے لوگ آئے اور انہوں نے اپنی دلچسپی اور مطلب کے چیزوں کے حصول کے لئے اسے بڑی بڑی قیمتیں پیش کیں۔ لیکن وہاں اسکی علمی شان اور درویشانہ استغناء کا مظاہرہ ہوا اور اس نے ان پیش کشوں کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ مہجور کے ٹنکی کدل والے مکان کو مہجور کے نام پر ایک میوزیم میں تبدیل کیا جائے اور یہ ساری چیزیں وہاں ''مہجور کلکشن'' کے نام سے رہیں۔ خواجہ غلام محمد صادق کے وقت یہ بیل

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

منڈھے بھی چڑھنے لگی تھی۔لیکن صادق صاحب کے انتقال نے معاملے کو تقریباً دفن کر ڈالا۔ابن مہجور کوئی آسودہ حال شخص نہیں تھا۔لیکن وہ اس گنجینے کے انتشار کو کسی بھی قیمت پر قربان کرنے کو تیار نہ تھا۔افسوس کہ اس کے انتقال کے بعد یہ جواہر پارے جن میں کشمیرت'' کا شیرازہ ایک وحدت پیدا کرتا تھا۔کئی اداروں نے آپس میں بانٹ لیا اور اب اُسکی اپنی الگ حیثیت قائم نہیں۔ابن مہجور کے خواب کی کرچیاں بکھر کر اپنا حسن تناسب کھو چکی ہیں۔

دل کے آئینے کو بغل بیچ لئے پھرتا ہوں
کچھ علاج ان کا بھی اے چارہ گران ہے کہ نہیں

ان کتابوں پر ابن مہجور کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نوٹ اور حاشیے ایسا قیمتی مواد ہیں کہ ان کے بغیر ان کتابوں کی اہمیت آدھی رہ جاتی ہے۔اگر صرف یہ حاشیے مرتب ہو کر شائع کئے جاتے تو ابن مہجور کی فکر ونظر کی دھاک بیٹھ جاتی۔

ابن مہجور نے یہ جواب گنج دولت سے نہیں بلکہ شوق سے حاصل کیا تھا اور دکھا دیا تھا کہ شوق ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز۔اُسنے مجھے بتایا کہ کتشک کے زمانے کی ایک TERRACOTA مورتی حاصِل کرنے کے لئے اُسے ایک سادھو کا بھیس بدلنا پڑا تھا۔اسی طرح اُسے نویں صدی عیسوی کے مشہور کشمیری مفکر اُپتل دیو کی ایک نادر تصنیف کے اوراق حاصِل کرنے کے لئے گھر کی ان پڑھ گرہستن سے رابطہ قائم کرنا پڑا ۔وہ اس وقت اس گھر میں جاتا۔جب وہاں کوئی خواندہ شخص موجود نہ ہوتا۔اسنے مکئی کے بھٹوں سے سُتوتک کی سوغات اس نیک سیرت اور سادہ منش کشمیری پنڈتانی تک پہونچا کر اُسکا اعتماد حاصِل کر لیا اور اُس سے دس دس بیس کر کے پرانے کاغذ کے یہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ورقے حاصِل کر لئے ۔ جب پنڈتانی اُس سے کہتی کہ یہ زدی کاغذ تمہارے کس کام آتے ہیں۔تو وہ معصوم صورت بنا کر جواب دیتا کہ مجھ سے پیر نے کہا ہے کہ ان کاغذوں میں رکھا گیا پانی تمہارے روگ کا علاج ہے۔سادہ منش پنڈتانی خوش ہو کر اُسے یہ اوراق دیتی یہ سلسلہ کئی ماہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ وہ ساری کتاب لانے میں کامیاب ہوگیا۔ یہ اتپل دیو کی اس خاص تصنیف کا دنیا بھر میں واحد معلوم شُدہ نسخہ بنا۔

ابن مہجور کشمیر کے نباتات ۔ پھولوں ۔ جانوروں ۔تصویروں وغیرہ کا ایسا ماہر تھا کہ اس کے ساتھ چند منٹ رہ کر آدمی کو اپنی بے بضاعتی کا احساس کاٹنے لگتا تھا۔وہ بندوقوں کی ساخت اوران کی تاریخ گھوڑوں کی اصل اور اُن کے کوئف وغیرہ وغیرہ کے بارے میں ایسی معلومات رکھتا تھا کہ اس کے سامنے ان کی بات کیجئے تو جانکاری کا دبستان کُھل جاتا تھا۔دوائیوں کے بارے میں اسکی معلومات کا حال یہ تھا کہ ایک وقت جب میں ہاضمے کی دوا کھا رہا تھا تو وہ آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ ESPIN جو اس دوائی کا ایک جزو ہے دراصل سور کے معدے سے نکالا جاتا ہے۔ میں دوا کیا کھاتا۔ میں نے اس بوتل کو اسی کے سامنے چور چور کر ڈالا۔ یہ مضمون ابن مہجور کے توسط اور نسبت سے لکھا جا رہا ہے۔لیکن اسپر الگ اور آزاد مضمون لکھنے کی مجھ میں اس وقت ہمت نہیں۔ مجھے اس وقت کشمیر کی تاریخ کے ایک نامور جوہر شناس صاحبزادہ حسن شاہ کا اسکے ACR پر لکھا ہوا جملہ یاد آرہا ہے۔

''ابن مہجور کشمیر کی تواریخ کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔کشمیر سے متعلق جو چیزیں وہ جانتا ہے وہی جاننے کے قابل ہیں، جو چیزیں وہ نہیں جانتا۔وہ اس قابل نہیں کہ انکی طرف توجہ کی جائے''۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کے امتیاز کی طرف ایک بات کہہ کر میں اس مشکل موضوع کو پھر کسی وقت کیلئے اٹھا رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ وہ کشمیری زبان کے اولین اخبار ''گاش'' کا پرنٹر پبلشر اور ایڈیٹر تھا۔ ابن مہجور کی دلچسپیوں کا دائرہ اتنا وسیع تھا کہ اس کے سامنے بیٹھ کر ایک محدود نقطہ نظر کا آدمی چکرا جاتا تھا۔ وہ لکھتا بہت کم تھا۔ اور اسی لئے اسکا علم زیادہ تر اس کے جسم کی فصیل کے اندر ہی مُقید رہا۔ لیکن اس کی کامرانیوں کی داستان اس کے نہ لکھنے کے باوجود ہر ایک کو معلوم تھی وہ دن بہ خوبی یاد ہیں کہ جب تاریخ کشمیر کا کوئی نازک مقام آتا تھا تو کس طرح بڑے بڑے جگاوری تواریخ دان اس کے دروازے پر دستک دیتے تھے۔ ریڈیو پر کوئی ٹاک لکھنی ہو یا سیمنار پر کوئی مضمون۔ لوگ اس کے پاس چلے جاتے اور ابن مہجور کسی کتاب کو کھولے بغیر حسبِ مطلب عبارت DICTATE کرادیتا..... اسکا حیران کن حافظ اسکی بہت بڑی متاع تھا۔

ابن مہجور نے رسمی تعلیم تقریباً پائی ہی نہیں تھی۔ لیکن وہ کشمیری اُردو فارسی اور عربی کی ایسی جانکاری رکھتا تھا جو اس کے کام کے لئے ضروری تھی۔ کسی قبر کا کتبہ دیکھنا ہو یا کسی پرانے مخطوطے کا خاتمہ COLOPHON اسکی نظر فوراً عقدوں کو حل کردیتی تھیں۔ اس نے شاردا اور ناگری رسم الخط میں بھی اتنی شُدھ بُدھ حاصِل کرلی تھی کہ متعلقہ حوالے دیکھ اور نقل کرسکتا تھا۔

ابن مہجور کا دعویٰ تھا کہ اس نے کنشک کی چوتھی عالمی بودھی کانفرنس کی کاروائی پر مبنی تامر پتروں کا سراغ لگالیا ہے۔ اُسکا کہنا تھا کہ اس نے ہیون سانگ اور تارانا تھ وغیرہ کے نشانات اشارات سے ''کنڈل ون وہار'' کا پتہ چلالیا ہے۔ اس کانفرنس کی سربراہی شہرہ آفاق بودھ فلسفی اور شارح ناگ ارجن نے کی تھی اور چھ مہینے کے غور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وخوص کے نتیجے میں ''ترپتیکا'' کا وہ نسخہ ترتیب دیا گیا تھا جو بعد میں مہایان فرقے کی سند بنا۔ کنشک اعظم نے اس کاروائی کو تانبے کی تختیوں (COPPER PLATES) پر کندہ کروا کے کنڈل ون دھارا میں آنے والی نسلوں کے لئے مدفون کرادیا تھا اور وصیت کی تھی کہ ان تختیوں کو کبھی کشمیر سے باہر نہ لیا جانا چاہیئے۔ بلکہ ان کا فیض کشمیر میں رہ کر ہی عام ہونا چاہے۔ ابن مہجور نے کنشک کے زمانے کی مورتیاں۔ سکہ جات وغیرہ اس ''خفیہ'' جگہ سے حاصل کر لئے تھے۔ لیکن اسکا اصرار تھا کہ وہ اس وقت تک یہ راز کسی کو نہ بتائیگا جب تک کہ اسے یہ ضمانت نہ دی جائے کہ اسکی دریافت کا سہرا اس کے سر باندھا جائیگا اور علامتی طور اسے ایک لاکھ روپے کی ادائیگی کی جائیگی..... سابق وزیر اعلیٰ خواجہ غلام محمد صادق نے یہ شرط سنی تو ان کا ذوق جستجو بیدار ہوگیا۔ انہوں نے محمد امین سے کہا کہ میں یہ شرایط اس صورت میں منظور کرونگا۔ اگر آپ کم ازکم مجھے وہ جگہ پہلے دکھاویں۔ ابن مہجور کا ردعمل بڑا دلچسپ تھا۔ اس نے صادق صاحب کو کہا کہ اس صورت میں آپ کے ساتھ وہی سلوک کرونگا۔ جو الف لیلےٰ کی مرجانہ نے علی بابا والے درزی کے ساتھ کیا تھا۔ صادق صاحب نے پوچھا کیا؟ ابن مہجور نے بتایا کہ میں آپ کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر آپ کو موقعے پر پہنچا دونگا۔ وہاں آپ کی پٹی کھولدونگا۔ پھر آپ کی پٹی دوبارہ باندھ دی جائیگی اور جب آپ گھر پہنچیں تو پھر کھولی جائیگی۔ صادق صاحب قہقہہ لگا کر خاموش ہوگئے ہیں میں اس معاملے کے ساتھ وابستہ اور راز کا محرم بن گیا تھا۔ اور اپنی وفات کے چند ماہ پہلے صادق صاحب نے میرے ہاتھ ابنِ مہجور کو عندیہ بھیجا تھا کہ انہوں نے وزیر اعظم اندار گاندھی کے ساتھ اس معاملے کا ذکر کیا ہے اور جلدی ہی کاروائی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوگی۔لیکن اس کے بعد صادق صاحب کی علالت اور وفات نے دو ہزار برس پرانے اس سربستہ راز پر ایک اور پردہ چڑھا دیا۔

ابن مہجور شاید کشمیر میں وہ آخری تقویم دان تھا۔جسکی کشمیر کے مقامی سن لوکلہ کیلنڈر کی نزاکتوں پر نظر تھی۔وہ یہ کیلنڈر کی ترتیب دینا جانتا تھا۔اور میں نے بیجہاڑہ کے بڑے ودھوانوں کو اس کے پاس آکر کشمیری ''جنتری'' کی گرہیں کھلواتے دیکھا ہے۔ابن مہجور کے ساتھ آخری ملاقات کی یاد میرے ذہن میں نقش ہے۔دفاتر جموں مستقل ہونے والے تھے۔ابن مہجور نے مجھ سے کہا کہ آپ ایک ایسی تقریب کا اہتمام کیجئے جس میں عالم اور طالب علم مجھ سے تواریخ کشمیر کے کسی بھی گوشے سے متعلق سوالات پوچھیں۔میں اپنی علمی گہرائی کا اندازہ کرنا چاہتا ہوں۔اس وقت ابن مہجور کا چہرہ ایک باطنی اعتماد سے تمتما رہا تھا میں نے کہا کہ سردی شروع ہوگئی ہے۔انشااللہ دفاتر سرینگر آنے پر یہ محفل منعقد کریں گے۔جب مجھے حیدرآباد میں اس کے انتقال کی خبر ملی تو میں سر پٹتا رہ گیا۔

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مردافگنِ عشق

میں یہاں پر صرف ایک خط کا اقتباس دے رہا ہوں جو مرحوم مہجور نے ابن مہجور کے نام لکھا اور جس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ علمی اور ادبی معاملات میں وہ اپنے بیٹے پر کس قدر انحصار کرتے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نیو دہلی

۲۱/فروری ۵۱ء یوم بدھوار

۱۰ پھاگن ۷

عزیزار جمند سلمہ اللہ تعالےٰ

کل ایک مفصل خط روانہ کر چکا ہوں۔ یہ لسٹ ڈاکٹر پنڈت رادھا کشن پارمو کی مرتب کردہ ہے اس نے ایک کتاب بنام'' کشمیر فرام شاہ میر ٹو شاہ جہاں'' انگریزی میں لکھی ہے ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ شیخ صاحب کا خیال ہے اسکو سرکاری طور پر شائع کرینگے۔ اور ترجمہ بھی ہوگا۔ یہ لسٹ اسی کتاب سے لی گئی ہے چونکہ یہ کتاب صرف مسلم عہد حکومت کیلئے ہے۔ تاہم مصنف کی محنت قابل داد ہے اب یہاں مشورہ ہوا کہ اس لسٹ میں جو کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری ہے اسکی نقل یا اصل حاصل کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ لہٰذا قلمی ہے کہ آپ فوراً بوا پسی ڈاک مطلع کر دیویں کہ اس فہرست میں سے کس کس کتاب کی ہمیں ضرورت ہے اصلی لسٹ آپ اپنے پاس رکھیں۔ جو جو کتاب آپ کو مطلوب ہو ان کی فہرست ایک ہی دن میں مرتب کر کے بذریعہ رجسٹری میرے پاس بھیج دیویں۔ بالکل درنگی یا غفلت نہ کریں اور اگر انڈکس تاریخ کشمیر آپ نے جدید طیار کر لیا ہوگا۔ تو وہ بھی ساتھی ہی بھیجدیویں۔ تاریخ کشمیر کے لیے آپ نے جس قدر مواد جمع کیا ہے۔ اس سے میں لاعلم ہوں۔ خصوصاً انگریزی ریکارڈ کی مجھ کو کچھ علمیت نہیں۔ اس لئے یہ لسٹ آپ کے پاس بھیج دی گئی۔ ڈاکٹر پارمو نے بہار ستان شاہی لنڈن سے منگوایا تھا۔ اسکی نامکمل نقل بھی اس کے پاس موجود ہے۔ اس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اوراق آپ کو دکھاؤں گا شیخ صاحب کل روانہ جموں ہو گئے۔ میں نے یہاں ہی ٹھہرنا ہے اب آپ کے جواب کا انتظار ہے جواب آنے پر ان کتابوں کی تلاش شروع ہوگی اس لئے جسقدر ممکن ہولسٹ بھیج دیویں۔

مہجورؔ کاشمیری معرفت ٹریڈ کمشنر صاحب
ریاست جموں وکشمیر
۵ پرتھوی راج روڈ۔ نیو دھلی

ابن مہجورؔ کی آخری ملاقات کا ذکر آیا ہے تو اس کے ساتھ میری پہلی ملاقات کا ماجرا بھی میرے صفحہ ذہین پر بھر آیا ہے۔ یہ ۵۳ء کی بات ہے میں شوپیان سے چند ہی ماہ پہلے سرینگر آیا تھا اور میں نے کچھ لکھنے پڑھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیئے تھے۔ سرینگر کے وضع دار لوگ مجھے کیا خاطر میں لاتے۔ ہاں اپنے دوست شمیم احمد شمیم کی سُفارش سے مجھے ریڈیو کشمیر سے ایک بات چیت کا کنٹریکٹ مل گیا۔ شومئی قسمت سے موضوع ارنی مال تھا۔ ارنی مال پر ویسے بھی کم مواد ملتا ہے (کشمیری ڈیپارٹمنٹ کشمیر یونیورسٹی نے تو وژن کے اپنے مجموعے سنگلاب۔ میں اسکا نام ہی حذف کر دیا ہے جہاں اسمیں عبدالاحد آزاد کے دریاؤ جیسی نظم کو وژن کے عنوان کے تحت شامل کیا گیا ہے۔ وہاں ارنی مال کا کوئی وژن اسمیں درج نہیں۔ جب میں نے کتاب کے مرتبین سے اسکی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ مرتبین کا خیال ہے کہ ارنی مال کے نام سے جو کلام منسوب کیا گیا ہے۔ وہ دراصل دوسرے شاعروں خاص طور حبہ خاتون کا ہے) بہر کیف۔ ان دنوں عبدالاحد آزاد کی کشمیری زبان اور شاعری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی شائع نہ ہوئی تھی ۔ مجھے ریڈیو میں ہی مشورہ دیا گیا کہ ابن مہجور سے ملو۔ وہ ایسی بیماریوں کی دواء بیچتے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے ان کے ٹنکی کدل والے دکان کا سراغ نکالا ،کئی بار گیا ۔لیکن مجھے باہر سے ہی ٹرخادیا گیا۔آخر جب میں پیچھا نہ چھوڑا۔تو مجھے ابن مہجور کے کمرے تک باریابی مل گئی۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی سر کے اوپر چادر کا پلو پہنے ہوئے بیٹھا ہے بڑی بے رُخی سے میرے آنے کا مقصد پوچھا۔ میں نے عرضِ مدّعا کیا۔تو تقریباً حقارت سے مجھے چند معلومات عطا کیں۔لیکن یہ تمہید ہمارے ایسے تعلق کی بنیاد ثابت ہوئی جو اُس کی وفات تک قائم رہا۔ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں ان کا سب سے قریبی اور سب سے بے تکلف دوست بن گیا۔وہ اپنے کُنبے کے حالات اور اپنی پریشانیوں کے متعلق تک مجھے اعتماد میں لیتا تھا اور مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی تامُل نہیں کہ کشمیریات سے شغف کا شوق میرے دل میں اس نے ہی اُبھارا۔ میں نے شہنشاہ کنشک[1] کے تامر پتروں سے متعلق اسکی تحقیق کے اشتہار کے لئے اسے تیار کیا اور میری ہی وساطت سے یو این آئی خبر ایجنسی نے اسکا وہ انٹرویو شایع کیا۔جس نے اس وقت سارے ملک میں تہلکہ پیدا کیا تھا۔اور اس نے مجھے اپنے اندازے کے ''کنڈل ون'' دہار کا راز بھی بتایا۔ہوا یوں کہ اس معاملے کے متعلق وہ بار بار مجھ سے تذکرہ کرتا رہا۔اور اس سلسلے میں اپنے تحقیقی دوروں کی حکایت مزے لے لے کر بیان کرتا رہا۔لیکن وہ مجھ سے کبھی براہ راست جائے وقوع کا ذکر نہ کرتا۔مگر اس کے بیانات کے دھاگے جوڑ کر میں نے اپنے ذہن میں اس جگہ کا نقشہ تیار کرلیا۔ابن مہجور کہا کرتا تھا کہ وہاں آج بھی ایسے آثار موجود ہیں کہ صاف لگتا ہے اگر کھدائی کی جائے تو ایک نیا ٹیکسلا منظر عام پر آئیگا۔اس نے مجھے گفتگو کی روانی میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس نواح کے چند مضافات کا نام لیا۔شاید اسے اعتماد تھا کہ مجھ میں اس جگہ کی تلاس کی لیاقت اور ہمت نہیں ۔ میں ان دنوں اس قسم کے تحقیقی دوروں میں ہمیشہ سرکاری گاڑی میں ابن مہجور کو ساتھ لیا کرتا تھا۔ایک دن میں اس کے بغیر چل دیا۔اُن دنوں ہماری تقریباً ہر روز شام کو ملاقات ہوا کرتی تھی۔اس دن ملے تو اس نے کہا کہ آپ آج کہاں چلے گئے تھے''میں نے جواب دیا کنڈل ون دہارد یکھنے''۔

جب میں نے جگہ کا نام لیا۔تو وہ عالم دیدنی تھا۔ابن مہجور کی انکھیں پھٹی رہ گئیں۔اس کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا۔اس نے ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح تھکن آمیز لہجے میں پوچھا''تمہیں یہ سُراغ کیسے ملا''۔میں اسکی اس حالتِ زار کا تماشا بڑے لطف کے ساتھ کر رہا تھا۔کیونکہ میری بیسار کوششوں اور عرض داشتوں کے باوجود اس نے مجھے اپنے راز میں شیرک نہیں کیا تھا۔چنانچہ اب اسکے سپر ڈالنے کے موقع پر میں نے ایک فاتحانہ قہقے کے ساتھ کہا''تم نے.....تم نے''۔

وہ پھر بولا''کب؟ میں نے تو نہیں بتایا''

میں نے اسکے بیان کے ان ٹکڑوں کو دُہرایا جن کو جوڑ کر میں منزل مراد تک پہنچا تھا۔ابن مہجور نے ایک سچے کھلاڑی کی طرح ہار تسلیم کر لی اور کہا۔''میں تمہیں بہت UNDER ESTIMATE کر بیٹھا تھا۔تم تو چھپے رستم نکلے۔اب مجھے باور ہوگیا کہ میرے بعد اس معاملے کو آگے لیجانے والا پیدا ہوگیا ہے۔''مجھے اُس وقت تو اُس جیسے لفظوں کے کنجوس کی زبانی یہ شائستی الفاظ سُن کر بڑا لطف آیا۔لیکن دراصل وہ اپنی پہلی غلطی کو معکوس کر رہا تھا۔یعنی اب مجھے UNDER ESTIMATE کرنے کی بجائے OVER ETIMATE کر رہا تھا۔خیر بات آئی گئی لیکن ابن مہجور کا اندر کا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شاطر کچھ دنوں کے بعد پھر بیدار ہوگا اور وہ مجھے CONFUSE کرنے کے لئے کہنے لگا کہ میں اب دوبارہ غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کنڈل ون کے بارے میں پہلا تاثر غلط تھا۔ یہ دراصل دوسری جگہ پر ہے اور اس نے کئی جگہوں کے نام SELL کرنے کی کوشش کی پورے استدلال کے ساتھ لیکن میں اسکی گھاتیں جان گیا تھا۔ اس لئے اس جال میں نہ پھنسا۔ آخر اس نے مجھ سے رازداری کا حلف لے لیا اور کہا کہ یہ راز اسی وقت فاش کرنا جب میری عاید کی ہوئی شرایط پوری کی جائیں ۔ مجھے اسکا خیال آتا ہے تو حالی کے مرثیہ غالبؔ کا یہ شعر بھی یاد آتا ہے

تھا بساطِ سخن میں شاطر ایک
ہم کو چالیں بتائیگا اب کون

یہاں شاید یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کی ابن مہجورؔ میں ایک سیاستدان کی سی فراست جوموود تھی۔ انہوں نے اس صدی کی چوتھی دہائی میں نمائیندہ تنظیم مسلم کانفرس کے امیدوار کے خلاف بڈگام سے الیکشن بھی لڑا تھا جس میں وہ ہار گیا تھا۔

ابن مہجور کو اپنی صلاحتیوں پر ایسا اعتماد تھا کہ وہ مجھے بتاتا کہ جاپان میں دستور ہے کہ جس طرح کسی کتب خانے یا آثار قدیمہ کو قومی ملکیت میں لیا جاتا ہے اسی طرح بے مثال علم رکھنے والے انسانوں کو بھی قومی اثاثہ قرار دیا جاتا ہے۔ جنہیں NATIONAL TRESURE کہہ کہ پکارا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی تمام ضروریات سٹیٹ پورا کرتی ہے اور یہ آرام سے اپنے علم ونظر سے قوم کو بہرہ ور کرتے ہیں۔ جب میں اس سے سوال کرتا کہ اس تذکرے کی اس وقت تک کیا ہے؟ تو اس کے جواب سے پہلے مجھے معلوم ہوتا کہ وہ دراصل اپنی بات کررہا ہے۔ بالکل

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

برنارڈ شا کی طرح جس سے کسی نے پوچھا تھا کہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا آدمی کون ہے؟ شا نے پلک جھپکائے بغیر جواب دیا تھا۔ ''آئن سٹائین دوسرے درجے پر آتا ہے''۔ ابن مہجور کو آخری عمر میں RECOGINTION کی بڑی پیاس تھی اور یہ امر بالکل فطری تھا۔ میرسر اس بات کو یاد کرتے ہوئے فخر سے تن جاتا ہے کہ ۷۴ء میں نے اپنی حقیر کوششوں سے جموں وکشمیر کلچرل سنگم کی طرف سے اسے خلعت کا اعزاز دلوایا تھا۔ جب ۱۹۷۴ء میں اُسے اکادمی کی طرف سے خلعت اعزازی عطا کیا گیا۔ تو مجھ پر چند حلقوں نے کھسُر پسُر کے انداز میں یہ الزام عاید کیا کہ میں نے ابن مہجور کا FETISH بنالیا ہے اور میں دراصل احباب نوازی میں مُلوث ہوں ،بعد میں جب اسکی ریٹائرمنٹ کے بعد اسے اکادمی کے انسائیکلو پیڈیا شعبے میں ملازم مقرر کیا گیا۔ تو یہ کھسُر پسُر کھلے الزامات کی شکل میں سامنے آئی۔ اس سلسلے میں اس وقت بڑا محظوظ ہوتا ہوں جب کچھ وہ لوگ میرے سامنے ابن مہجور کی شان میں مداح سرا ہوتے ہیں۔ جو اس کے جیتے جی میری جانب سے اسکی قدردانی کو ناپاک گٹھ جوڑ کہتے تھے۔ بہر حال اس معاملے میں اخری فیصلہ وقت پر ہی چھوڑا جانا چاہئے۔ لیکن اِس جگہ اس توصیف نامے کی عبارت نقل کرنا بے محل نہ ہوگا۔ ۱۹۷۶ء میں جو اکادمی کی طرف سے خلعت فاخرہ عطا کرتے ہوئے جناب شیخ محمد عبداللہ کی موجودگی میں ابنِ مہجور کی شان میں پڑھا گیا۔

''جناب محمد امین مہجور صرف اپنی ذاتی حیثیت کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اپنے حسب ونسب کی بناء پر بھی ممتاز ہیں۔ آپ شاعر کشمیر حضرت مہجور کے اکلوتے فرزند ہیں۔ ۱۹۲۱ء میں متری گام (پلوامہ) میں پیدا ہوئے اپنے فاضل والد کی نگرانی میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انکی صلاحتیوں کی مناسب آبیاری ہوئی۔ ۱۹۴۰ء میں انہوں نے پہلا کشمیری اخبار ''گاش'' نکالا۔ ابن مہجور کشمیری زبان وادب اور آثارِ قدیمہ سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ کشمیر کے نادِر سکوں، کتبوں، اور مخطوطات کے بارے میں ان کی معلومات سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہیں منشی محمد الدین فوق، رام چندر کاک اور غلام محی الدین صوفی جیسے مورخوں اور محققوں کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصِل ہے اور ان شخصیات نے کشمیری تاریخ وثقافت کے لئے انکی خدمات کو سراہا ہے۔ کشمیری تقویم کی ہیت پر انہوں نے گہری اور بامقصد تحقیق کی ہے۔ ۱۹۵۶ء میں حکومت جموں وکشمیر کی طرف سے انہیں کشمیری رسم الخط اِصلاح کمیٹی کا ممبر بھی نامزد کیا گیا تھا۔ ابن مہجور نے کشمیریات کے مختلف شعبوں کی ترتیب اپنا کاروبارِ شوق بنایا ہے اور اس وقت ان کے پاس کشمیر کے قدیم سنسکرت فارسی اور کشمیری مخطوطات سِکوں شاہی فرمانوں وغیرہ کا ایسا نادر ذخیرہ ہے۔ جسکی علمی اہمیت کا اعتراف جاپان سے لے کر جرمنی فرانس اور انگلستان کے خادر شناسوں نے بھی کیا ہے۔

ابن مہجور کی زندگی کا سب سے بڑا شغلل شہنشاہ کنشک کے وقت دفن کی ہوئی ان تابنے کی تختیوں کی تلاش ہے۔ جو آج تقریباً دو ہزار سال سے ناپید ہیں۔ ابن مہجور نے اس عظیم تہذیبی خزانے کی تلاش کے سلسلے میں جو کاوش کی ہے اس نے ایک بار پھر علمی حلقوں کی نگاہیں۔ اس علمی خزانے کی دریافت پر مرکوز کر دی ہیں۔''

ابن مہجور کی میری ساتھ ایسی گاڑی چھنتی تھی کہ جب مجھے سال بھر کے لئے محکمہ اطلاعات کا ناظم بنالیا گیا۔ تو اس نے اپنا صدر مقام میرے دفتر میں ہی منتقل کر دیا۔ میں ریذیڈنسی روڑ پر واقع اپنے دفتر پہنچتا تو کچھ ہی دیر بعد وہ بھی وہاں آکر براجمان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوتا۔ یہ منظر ان دوستوں کو یاد ہوگا جو اُن دِنوں محکمہ اطلاعات میں آنے کی زحمت گوار کرتے تھے۔ یہیں ابن مہجور نے بیٹھے بیٹھے اُس ساری لائبریری کو چاٹ لیا۔ جو محکمہ اطلاعات کے پاس ہے۔ اور جس میں کشمیر پر کچھ نادر کتابیں بھی شامل تھیں۔ دن بھر میں اُسکی تواضع میں مصروف رہتا۔ لیکن جب اُسے موقع ملتا تو وہ میرے گھر جا کر وہاں انہیں میری رنگین۔ مصروفیات کی ایسی کہانیاں سُناتا کہ دوسرے روز میرے گھر میں گھمسان کا رن پڑتا۔ حالانکہ ان میں سے اکثر کہانیاں اس کے خلاق ذہن کی پیداوار ہوتیں۔ لیکن مجھ غریب کی کوئی نہیں سُنتا۔ لطف یہ ہے کہ آخر میں ان جھگڑوں کا ثالث بھی وہی بنتا اور میں اپنی جگہ گنگنانے لگتا

انصاف ہے کہ حکم عقوبت سے پیش تر
اِکبار سوئے دامن یوسف تو دیکھئے

اس تعلق میں ایک واقع کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ ایک دن امین صاحب اور میں امیرا کدل پار کر کے اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے کہ امین صاحب کی نظر پھل بیچنے والے کی دکان پر پڑی۔ جہاں تازہ گچھیاں آگئی تھیں۔ امین صاحب نے کہا کہ یہ موسم کی نئی سوغات ہے۔ چلو خریدتے چلیں ہم نے ایک ایک سیر گچھیاں خریدیں اور ایکدوسرے سے جدا ہو گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مجھ سے راستے میں ایک شناسا کی ملاقات ہوگئی اور اس نے لفافے کو مجھ سے چھین لیا۔ میں گھر خالی ہاتھ پہنچا۔ بات آئی اور گئی لیکن چند دن کے بعد میرے گھر میں ہنگامہ مچ گیا اور مجھ سے گچھیوں کے بارے میں اِستفار ہونے لگے پہلے میری سمجھ میں بات نہ آئی لیکن بعد میں پتہ چلا کہ امین صاحب کو میرے چھینا جھپٹی کرنے والے شناسا نے بتا دیا تھا کہ بینگ کا لفافہ اس کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گھر نہیں پہنچا۔ چنانچہ امین صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ وہ میری غیر موجودگی میں میرے گھر چلے گئے وہاں اپنا مخصوص قہوہ نوش کرنے کے دوران انہوں نے بڑے پیرایے سے دریافت کیا'' گچھیاں پسند آئی تھیں یا نہیں'' جب میری گھر والی نے لاعملی کا اظہار کیا تو امین صاحب نے ایسا افسانہ تراشا کہ میں کئی مہینوں گھر میں مُجرم کی صورت میں جاتا رہا۔ میں نے اس مضمون میں امین صاحب کی شخصیت کو جو بڑی پیچ دار تھی روشنی اور سائے کے امتزاج سے ابھارنے کو کوشش کی ہے وہ خط مستقیم کی شخصیت نہ تھا اور اسکی تعمیر میں اقبال کے اس شعر کی سی کیفیت تھی۔

سلسلہ روز و شب تارحریر دورنگ
جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صِفات

جب تک دورنگوں کی اس کارفرمائی کو اُجاگر نہ کیا جائے۔ اس بہت ہی دلچسپ اور بہت ہی شاندار آدمی کی تصویر اُبھر نہیں سکے گی۔ اُس نے اپنے کارناموں کی صورت میں بہت کم چھوڑا ہے اور اس کے متعلق بہت کم لکھا گیا ہے۔ لہذا میں نے یہ اپنا فرض جانا کہ آیندہ کے لئے اسکی قریب بہ حقیقت تصویر پیش کروں۔

مجھے یہ مضمون ۱۹۸۰ء کے اوائیل میں لکھنا چاہے تھا۔ جب اسکی موت واقع ہوئی۔ لیکن میں اُسپر قلم اٹھانے کے خیال سے ہی سہمتا رہا۔ یہ میری گردن پر ایک بڑا قرض تھا اور مجھے یوں لگتا ہے کہ آج میں نے اس قرضے کی پہلی قسط دیر سے ہی سہی ۔مگر ضرور ادا کی ہے۔

محمد امین ابنِ مہجور کی مقبولیت پسندی اور تواریخی ادراک کا ایک واقعہ بیان کر کے میں اس مضمون کو ختم کرونگا۔ جب ۱۹۷۷ء میں کلچرل اکادمی ایک وفد لے کر میں بسوک

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یوسف شاہ چک کی قبر پر لوح نصب کرنے کیلئے بسوک (بہار) لئے پہنچا تو وہاں اچانک یہ پتہ بھی چلا کہ حبہ خاتون بھی یوسف شاہ کی جلاوطنی کے بعد بسوک آ گئی تھی اور وہیں پر دفن ہے چنانچہ گاؤں کے معمر لوگوں نے اسکی قبر کی نشان دہی بھی کی۔ جب ہم واپس پہنچے تو مسلہ یہ درپیش ہوا کہ حضرت مہجور نے اپنی زندگی میں اتھوا جن کے نزدیک ایک قبر کو حبہ خاتون کا مزار قرار دیا تھا۔ یہ دراصل امین صاحب کے ہی ذرخیز ذہن کی پیداوار تھی، چنانچہ بعد میں اسکا نام مزار شعراء رکھ دیا گیا اور مہجور کو وہیں دوبارہ دفن کر دیا گیا۔ میں نے امین صاحب کو اپنی دریافت کا ماجرا سُنایا اور بسوک کے لوگوں کی صدا بند آواز میں بھی سنائیں۔ جنہوں نے حبہ خاتون کے وہاں دفن ہونے کی تصدیق کی تھی۔ امین صاحب نے یہ سارا کچھ سُنا۔ مجھ سے کچھ استفار کئے اور پھر بلا جھجک کہا کہ ''تحقیق میں درستی کی ہر وقت گنجائش ہوتی ہے۔ حبہ خاتون اتھوا جن میں نہیں بسوک میں ہی دفن ہے''۔ میں امین صاحب خوب کو پہچانتا تھا۔ میں نے کاغذ اور قلم نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا اور ان سے کہا کہ وہ یہ لکھ کر دیں۔ امین صاحب نے میرے چہرے کو تاکا۔ ہلکا سا تبسم کیا اور لکھ دیا۔ جسے بعد میں ہم نے ان ہی کی زندگی میں شایع کر دیا۔

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میرے محبت نہیں رہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

موتی لال ساقی

امینؔ صاحب

امین صاحب چلے گئے اور ان کے ساتھ وابستہ یادوں کا کاروان بھی ٹھٹھک کے رہ گیا۔ ان کی ذات ایک انجمن سے کم نہیں تھی۔ وہ جہاں بھی بیٹھتے تو ایک سماں بندھ جاتا تھا۔ انسان کہنے سے زیادہ ان کی گفتگو کا لطف اٹھانے میں محو ہو جاتا تھا۔ وہ چلے گئے اور انجمن سونی سونی سی لگتی ہے۔ وہ چلے گئے حالانکہ ہمیں ابھی ان کی ضرورت تھی موت کے بے رحم ہاتھوں نے ایک پیش بہا خزانہ ہم سے چھین لیا۔ ایک ایسا خزانہ جو بار بار ہاتھ نہیں آتا۔ امین صاحب جو محفلوں میں ابن مہجورؔ کے نام سے زیادہ متعارف رہے ایک کھلی کتاب تھے۔ ایک ایسی کتاب جس کا ایک ایک لفظ ان کی کشمیر شناسی کی داستان سناتا تھا۔ صوفی غلام محی الدین سے لے کر محمد اسحاق خان تک کشمیر کی تاریخ اور تمدن کے ساتھ شفقت رکھنے والے ہر شخص نے اس کتاب سے استفادہ کیا، جھولی بھر لی اور اپنی راہ لی۔

یار لوگ سوچتے ہوں گے کہ مہجورؔ نمبر میں امین صاحب کا گزر کیسا۔ مگر امین صاحب نے مہجور صاحب کے لئے جو کچھ کیا ہر ادیب یا شاعر کا بیٹا اس کا اہل نہیں ہو سکتا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کلام مہجور سے لے کر کلیات مہجور کی اشاعت تک جو کام شاعر کشمیر کی شاعری اور شخصیت کے بارے میں ہوا وہ سب کام امین صاحب کی وساطت سے ہوا۔ امین صاحب کی اپنی انفرادایت تھی۔ کام کرنے کا اپنا مخصوص ڈھنگ تھا انہوں نے مانگے کے اجالے سے اپنی شخصیت سنواری نہیں تھی۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار کے لئے وہ کام کیا۔ جو مہجور صاحب خود نہیں کر سکتے تھے۔ گراموفون ریکارڈ بھروانے کا کام ہو یا کتاب کی اشاعت کا معاملہ۔ مہجور صاحب یہ سب کام امین صاحب پر چھوڑ دیتے ۔ کیوں کہ انہیں یقین تھا کہ جو کام امین صاحب کے سپرد کیا گیا اُسے وہ بدرجہ احسن انجام دیں گے۔ مگر یہ سب کام امین صاحب کی شخصیت کا ایک مختصر سا پہلو ہے۔ یہ کام تو اُن کی انتظامی قابلیت کی نِشاندہی کرتا ہے۔ امین صاحب اور بھی بہت کچھ تھے۔ ماہر ضربیات۔ ماہر کتبہ جات ومسودہ جات۔ نسب نامے مرتب کرنے میں مہارت رکھنے کے علاوہ وہ تاریخ شناس تھے۔ ان کے پاس نوادرات کا نادِر یاب گنجینہ تھا اس کا بدل مشکل سے ہی مل سکتا ہے تاریخ شناسی اور نوادرات کو جمع کرنے کا شوق اگر چہ انہیں اپنے والد سے وراثت میں ملا تھا مگر ان دونوں شعبوں میں امین صاحب نے وہ دسترس حاصل کی تھی کہ سب لوگوں سے اپنا لُوہا منوالیا تھا۔ ان کے سکوں کے خزینے میں یونانی بادشاہوں سے لے کر ڈوگرہ دور تک کے تقریباً ان تمام حکمرانوں کے سکے موجود تھے جنہوں نے کشمیر پر حکومت کی یا جن کی سلطنت میں کشمیر شامل تھا۔ ان کے سکوں کے مجموعے میں پہلا سکہ ہند سیتھی بادشاہ زیرس کا تھا جو ۵۰ ق،م میں شمال مغربی ہندوستان کا حکمران تھا، جن دوسرے بادشاہوں کے سکے ان کے پاس موجود تھے اُن میں زینوسس (ہند پارتھی بادشاہ ۵۰ء) کدپھیس (کشن

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حکمران) کنشک واسدیو، تورمان، اتپل پیڈ، اونتی ورمن، شنکر ورمن، سوگندا، گوپال ورمن، پارتھ اندمن، چکرورمن، شرورمن کھیم گپت، دیدا، انت راج، کلش راج، اُچل راج، سُسل راج، جے سمہا، جگدیو، سلطان سکندر سلطان زین العابدین۔ سلطان حسن شاہ، سلطان محمد شاہ، سلطان فتح شاہ، سلطان ابراہیم شاہ، نازک شاہ، اسماعیل شاہ، حسن شاہ، علی شاہ چک، ہمایوں، اکبر شاہ عالم، تیمور شاہ دُرانی، زمان شاہ دُرانی، محمد شاہ دُرانی، شجاع الملک وغیرہ کے سکے قابل ذکر ہیں ان سکوں میں اکثر سکے تانبے کے تھے اور چند ایک سکے چاندی کے ڈھالے تھے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ سکوں کا یہ قابل قدر ذخیرہ اب کشمیر سے باہر نیشنل میوزیم کی تحویل میں ہے کیوں کہ کچھ لوگوں نے ان سکوں کے حصول میں روڑے اٹکائے اور اس طرح یہ قیمتی ذخیرہ ریاست سے باہر چلا گیا۔

سکوں کے علاوہ ان کے ذخیرے میں سلطان فتح شاہ (۱۴۹۰ء) کے زمانے کا ایک کتبہ بھی تھا جس پر سلطان فتح شاہ کا نام بطور بادشاہ کندہ ہے۔ نوادرات میں بھگوان بُدھ کے دھیان مُدار میں دو خوبصورت مجسمے بھی شامل تھے ان مجسموں کا تعلق کشن دور سے تھا۔ ان سبھی چیزوں کو نیشنل میوزیم نے امین صاحب کے وارثوں سے خرید لیا۔

اُن کا ذاتی کتب خانہ بھی ایک نگار خانے سے کم نہیں تھا۔ ان کے جمع کئے ہوئے مخطوطات موجود تھے ان میں بھگوت گیتا ترجمہ (فارسی نثر) فتوح الحرمین، گلشن عندلیب، گلزار بلبل، دیوان رفیق خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ان مخطوطات کے علاوہ خود دوسرے اہم مخطوطے ان کے کتب خانے کی زینت تھے ان میں ذخیرہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

المُلوک، تاریخ نامہ کشمیر رسالہ سلطانیہ، کتاب البقراط مع تفسیر جالینوس، روضی الاحباب، قصیدہ غسلیہ یوسف شاہی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے کچھ سنسکرت مخطوطات بھی حاصِل کئے تھے۔ سنسکرت مخطوطوں میں سب سے اہم اتپل دیو کی کتاب ''ایشور پرتبگینا وِدرتی لومرشنی کا وہ نسخہ ہے جس کی شرح مشہور عالم شیوی فلسفی ابھنوگپت نے لکھی ہے۔ ابنِ مہجور کے پاس جو نسخہ محفوظ تھا وہ سولہویں صدی میں کسی شالی راز دان نے بھوج پتر پر شاردا میں لکھا ہے۔ یہ مخطوطہ ۱۲۶ صفحات پر مشتمل ہے مخطوطات کے علاوہ امین صاحب نے مختلف اَدوار کی قلمی دستاویزیں جمع کی تھیں جو تاریخ اور تحقیقی نقطہ نظر سے کافی اہم ہیں اُنکے ذخیرہ نشادِرات میں کل ملا کر اس قسم کی ۲۸ دستاویزات موجود تھیں۔

اب امین صاحب کی تاریخی بصیرت اور فہم وفراست پر ایک نظر ڈالیئے اور فیصلہ کیجئے کہ انہوں نے کتنے اختصار کے ساتھ اپنی بات کو واضح کیا ''تحفۃ الاحباب'' اور ''بہارستان شاہی'' کا تقابلی مطالعہ انہیں مندرجہ ذیل نتائج اَخذ کرواتا ہے:۔

یکسانیت

(ا) دونوں کتابوں کے مصنفین نے اپنے نام کو چھُپایا ہے۔

(ب) اندرکوٹ کو دونوں نے اندرکول لِکھا ہے۔

(ج) سید مبارک خان بیہقی کے مرشد میر بذل اللہ کا تذکرہ دونوں نے کیا ہے

(د) مجالس عزا کا حال دونوں میں نہیں ہے

(ہ) ملا جعفر بدخشی کی تصنیف خلاصۃ المناقب کا دونوں نے تذکرہ کیا ہے۔

(و) میر شمس الدین عراقی کے وُرود کشمیر کی تاریخ تقریباً دونوں میں یکسان ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(ز) دونوں نے لکھا ہے کہ میر شمس الدین عراقی سید محمد بیہقی کی موت کی خبر سن کر غمگین ہو گیا۔

(ح) میر شمس الدین عراقی کے مذہبی کارناموں کو دونوں نے سراہا ہے۔

تضاد

(ا) سلطان محمد شاہ فتح شاہ کے درمیان وہ معرکہ کہ جس میں سید محمد مارا گیا۔ مطابق بہارستان شاہی میدان ژنیتہ کجی اور مطابق تحفتہ الاحباب متصل موضع چاڈورہ لڑا گیا۔

(ب) تحفتہ الاحباب نے سجا لئے بتاں پر سلطان زین العابدین کو خوب کوسا ہے لیکن بہارستان شاہی میں اس واقعہ کے متعلق نرم زبان استعمال کی گئی ہے۔

''انسائیکلوپیڈیا کشمیریانا'' ترتیب دینے کا خیال امین صاحب کے دِل میں بہت دیر سے موجود تھا۔ چنانچہ ۱۵ جون ۱۹۷۱ء کو ایک عرضداشت میں آپ نے مرحوم غلام محمد صادق چیف منسٹر کے نام لکھا ہے:۔

''غرض خدمت یہ ہے کہ کشمیر چند معلوماتی اور تحقیقی کتابیں لکھنے کے بارے میں جناب والا کے ساتھ جو بات چیت آج سے کچھ عرصہ قبل ہوئی تھی اُس میں ''گزیٹیئر'' اور ''بلوگرافی آف کشمیر'' لکھنے کا خصوصی طور پر تذکرہ ہوا تھا۔ لیکن نیازمند اپنی جگہ کِتاب ''انسائیکلوپیڈیا'' کے طرز پر مرتب کرنے کی اشد ضرورت ہے جس میں دیگر مضامین کے علاوہ مذکورہ گزٹیر اور بلبوگرافی کے مضامین بھی اپنی اپنی جگہ پر مدغم ہو جائیں گے۔

اس مجوزہ کِتاب کا نام ''انسائیکلوپیڈیا آف کشمیر'' ہوگا اور یہ کتاب حروف تہجی کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ترتیب سے اس قسم کی ایک مشہور عالم اور عظیم کتاب یعنی انسائیکلو پیڈیا برٹانکا'' کے طرز پر لکھی جائے گی۔ اس میں دس ہزار کے قریب معلوماتی عنوانات ہوں گے یعنی کشمیر کے ساتھ کسی نہ کسی صورت میں تعلق رکھنے والی تمام شخصیات، کشمیری اور کشمیر سے تعلق رکھنے والے غیر کمشیری مُصنفیں کی مشہور تصانیف، تاریخی مقامات، مشہور ذاتیں، حیوانات، نباتات، جمادات، امراض، عادات، فنون، قومی، تمدن، مذہبی، سماجی رِوایات رواج، رسوم، اقوال وغیرہ وغیرہ کا علیحدہ مختصر لیکن کارآمد اور معلوماتی تذکرہ ہوگا۔

امین صاحب کو سوچ کے گھوڑے دوڑانے میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ مگر لکھنے سے وہ اکثر کتراتے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ انہیں لکھنا آتا نہیں تھا۔ وہ بہت ہی شستہ اور رَوان اُردو نثر لکھتے تھے مگر کاہلی آڑے آکر انہیں ہمیشہ کام کرنے سے روکتی تھی۔ مجھے امین صاحب کے ساتھ بہت کم وقت گزارنے کا موقعہ ملا۔ مگر اس مختصر سے وقت ہی میں نے محسوس کیا کہ اُن کے علم اور مشاہدے کی جھولی بھری پڑی ہے مگر کوئی ایسا نہیں جو اس جھولی سے دامن بھر لے۔ میں نے انہیں اس بات کے لئے آمادہ کرلیا تھا کہ اُن کے مشاہدات۔ تجربات اور مطالعے سے اخذ کئے گئے نتائج کو قلمبند کرلیا جائے، اور میں آس لگائے بیٹھا تھا کہ امین صاحب مجھے سندیشہ بھیج دیں گے اور کام شروع ہوجائے گا۔ مگر ایسا ہوا نہیں، میں دہلی سرکاری دورے پر گیا اور امین صاحب سری نگر سے مِتری گام چلے گئے۔ میں جب واپس آیا تو امین صاحب سدھار چکے تھے اور میرے تمام خواب چکنا چور ہوکے رہ گئے۔

امین صاحب غلط ملک میں پیدا ہوئے تھے جس ملک میں ہر چیز کو روپے کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ترازو میں تولا جاتا ہو اس ملک میں امین صاحب کی کیا قدر ہوتی۔ یہاں تو ایسے لوگوں کو سنکی کہا جاتا ہے ان پر آوازے کسے جاتے ہیں مگر احمقوں کی دنیا میں عقل اور علم کے دیئے روشن کرنا کارے دارد والا معاملہ ہے۔ انہوں نے بہت سارے دئے روشن کئے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی ضوفشانی سے امین صاحب کو کچھ نصیب نہیں ہوسکا۔ وہ محرومیوں اور قدر ناشناسی کے شکار ہوئے مگر انہوں نے کبھی اُف تک نہیں کی۔ ہم نے ان کو کچھ دیا تو نہیں مگر ان سے بہت کچھ پایا۔

اپنے دور کے مورخین اور قلم کاروں کے ساتھ امین صاحب کی مراسلت بھی رہی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر جی۔ ایم۔ ڈی صوفی اور محمد الدین فوق کے ساتھ اُن کے ذاتی مراسم تھے۔ مراسلت سے پر چلتا ہے۔ کہ تاریخ اقوام کشمیر کے لکھنے میں مہجور صاحب کے علاوہ امین صاحب ابھی اس کے مددگاروں میں شامل رہے ہیں۔ امین صاحب کے تاریخ کے ساتھ لگاؤ کا اعتراف محمد الدین فوق نے بھی کیا ہے۔ اپنے ایک طویل خط (مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۴۳ء میں فوق صاحب رقمطراز ہیں:۔

آپ کو اپنا عزیز سمجھتا ہوں خصوصاً تاریخی ذوق کے لحاظ سے مجھے آپ کے ساتھ وابستگی ہے۔

آگے چل کر اسی خط میں فوق صاحب لکھتے ہیں۔

''ایک شخص کے حالات دو صفحے کے ہیں لیکن اس کی ذات گوت کی اصلیت پر دس صفحے کا مضمون ہے۔ ان تین صفحوں سمیت یہ کل مضمون آپ نے ۱۶ صفحوں پر لکھا ہے۔ آپ کو خوب معلوم ہے کہ اقوام کشمیر کا صفحہ ۳۰+۳۰/۱۶ صفحہ میں ۲۱ سطر اور سطر میں ۱۳/۱۴ الفاظ کا اندازہ ہے اس لحاظ سے آپ کا یہ مضمون بیس ۲۰ صفحوں میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آئے گا۔شجرہ کا خلاصہ اپنے مضمون میں ارسال کیا ہے۔اب ضرورت نہیں۔''

اس اقتباس سے واضح ہے کہ تاریخ اقوام کشمیر'' کی تحریر میں امین صاحب کا حصہ خاصا اہم رہا ہے اور اس میں جو شجرہ ہائے نسب درج ہیں ان کی ترتیب وتدوین ان کی مرہونِ منت رہی ہے۔

امین صاحب کس طرح دوسروں کی مدد فرماتے تھے اس ضمن میں ''کشیر'' کے مُصنف جی ایم ڈی صوفی کا یہ خط قابل غور ہے:۔

محمد بلڈنگ کٹرج روڈ

کولابہ۔بمبئی ۵

سہ شنبہ ۱۹ر جنوری ۱۹۴۳ء

جناب امین صاحب اسلام علیکم ۔کیوں حضرت پھر ''خشکیت'' کا دور آپ پر آسوار ہوا؟ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ نے تصاویر روانہ نہ فرمائیں؟ آپ نے جواب نہ دیا مکتوبات کا۔آپ نے دھرم ارتھ کے بارے میں کچھ نہ لکھا؟ اب تو آپ ''ابن مہجور'' سے محقق الملک ہو گئے۔جب کسی مُصنف کا حوالہ دو ہمیشہ صفحی ،جلد سنہ طباعت بھی ضروری ہے۔اکبر کے بارے میں مثلاً لاہور کی لائبریری کا نسخہ Bewaridge کا اور تھا اور یہاں بمبئی میں اور بمبئی والے نسخے سے جو سری نگر جیسا ہے خلاف اکبر اشارے ہیں۔لاہور والے میں ملنے سے مجھے تردد تھا۔خیر (۲) مرزا کمال الدین سے ملاقات ہوئی ؟ میں نے ان کو ایک کارڈ لکھا تھا لیکن جواب ندارد،فون کر کے پُوچھئے تو؟ (۳) آثار قدیمہ والے تصویریں روانہ نہیں کرتے حالانکہ میں نے روپیہ پیشگی دے رکھا ہے۔معلوم کر کے لکھو بات کیا ہے؟ (۴) پنڈت جگمو ہن کول کوکھ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کا مال دِلایا تھا؟ (۵) آج ڈاکٹر ورما کا خط جموں سے آیا فرماتے ہیں کہ پراج بھٹ نے فتح شاہ کی تاریخ لکھی ۹۹ برس تک حکومت کا ذکر ہے حالانکہ جونراج کے ہمراہ شری ور نے ۲۶ برس تک کی تاریخ (لکھی) ہے ۶۲۔۹۹ یعنی ۳۷ برس کا فرق ہوتا ہے پراج بھٹ اور شری ور میں اور تاریخ انتقال ندارد ہے۔ اب آپ بتلائے کہ آپ نے کیا پتہ لگایا تھا تاکہ حقیقت معلوم ہو (۶) آپ ڈاک سے جو (جواب) (روانہ کریں اس کے خرچ کا میں ذمہ دار سری نگر حاضر ہو کر ادا کروں گا ((۷) برف کا کیا حال ہے ؟ (۸) پنڈت پرتھی ناتھ بامزئی صاحب نے ایک گالی نامہ مجھے لکھا اور لکھا کہ قلمی تاریخ حسن اس لئے نہیں دی کہ امین نے منع کیا تھا۔ کہ میں دبا بیٹھوں گا حالانکہ ان مہاراج کو معلوم نہیں کہ امین کی وادی صاحبہ کا قلمی نسخی کئی ہفتہ تک میرے پاس رہا ہو خیر (۹) آپ لاہور جانے والے ہیں یا نہیں (۱۰) آپ کو جو کتابیں درکار ہوں ان کی فہرست مجھے مارچ میں روانہ کریں تاکہ اپریل میں ہمراہ لاؤں اور ستمبر اکتوبر میں واپسی لے آؤں تاکہ ڈاک کا خرچہ بچ جائے (۱۱) خواجہ غلام محی الدین لیکچرر عربی جموں سے اور کشمیری شاعروں کے حالات ملے۔ (۱۲) پنڈت پریم ناتھ بزاز یکم فروری تک سرینگر واپس ہوں گے (۱۳) آپ کے جواب کی اُمید رکھوں یا پھر فوق صاحب کا قول یاد آئے گا،

والسلام

غلام محی الدین صوفی

یہ تھی امین صاحب کی شخصیت کی ایک جھلک۔ مگر ہم اُن کی قدر نہیں کر سکے[۲]۔ ایسے افراد کی قدر زندہ قومیں ہی کرتی ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

امین صاحب کو اس بات کا دعویٰ بھی تھا انہیں اس مقام کا پتہ ہے جہاں پر کنشک کے زمانے میں ہوئی بودھ کانفرس کے فیصلہ جات تانبے کے تختوں پر کندہ کر کے دفن ہیں مورخین نے اس جگہ کا نام کنڈل ون دھارا بتایا ہے۔ تارانا تھ کے اس کنڈل ون کا محل وقوع کیا ہے۔ امین صاحب نے اپنی زندگی میں اس راز کو افشا نہیں کیا۔

امین صاحب نہیں رہے انہوں نے اچھا ہی کیا کہ چلے گئے کیونکہ وہ لوگ جن کو انہوں نے کشمیریات کی ابجد خوانی سے آگاہ کیا بعد میں مُنہ پھیر گئے مگر ان کی یاد میرے دِل میں ہمیشہ فروزاں رہے گی۔

حواشی

۱۔ یہ بات اس لئے ادھورا سچ ہے کیوں کہ ابن مہجور کو لکھنے پر آمادہ کرنے کیلئے ہم نے بہت سی کوششیں کیں۔ انہیں ریٹائرمنٹ کے بعد اکادمی کی ملازمت میں لے لیا گیا۔ ''انسائیکلوپیڈیا کشمیریانا'' کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اور وہ اسی کے سٹاف پر تھے جب انہیں اجل کا پیغام آ گیا۔ لیکن ان کی اُفتادِ طبع ایسی تھی کہ وہ پڑھتے تو بہت لیکن لکھتے بہت ہی کم تھے۔ (ادارہ)

۲۔ ساقی صاحب کا یہ کہنا بڑی حد تک صحیح ہے لیکن کلچرل اکیڈیمی کو اس الزام سے بری کرنا چاہے کہ اس نے اپنی بساط کے مطابق تھوڑا بہت کرنے سے گریز نہیں کیا۔ اکیڈیمی نے نہ صرف انہیں ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے کنبے کا فرد بنایا اور وہ اپنی وفات تک اکیڈیمی کے سٹاف پر رہے بلکہ انہیں خلعتِ فاخرہ سے بھی نواز حالانکہ اس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وقت بعض حلقوں نے اکیڈیمی کے اس اقدام کو پسند نہیں کیا اور اسے جانبداری پر محمول کیا گیا۔ اس کے علاوہ اکیڈیمی نے ان کی وفات کے بعد ان کے قیمتی کُتب خانے کو حاصل کرنیکی سعی کی جو کچھ ایسی وجوہات کے سبب جن کے یہاں کہنے کا محل نہیں ہے کامیاب نہیں ہوئی لیکن اس کے باوجود اس کتب خانے کی بہت سی چیزیں اکیڈیمی کے پاس آ گئیں۔

ابھی وہ لوگ موجود ہیں جن کے سامنے اور تو اور ساقی صاحب نے بھی ابن مہجور کے سلسلے میں اکیڈیمی کے نرم گوشے پر سرگوشیوں مین باتیں کی تھیں۔ ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بیگم ہجور اور ابن ہجور نے بھی ملہم ہجور کے افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پریکشت ساہنی، لبشیر بھٹ اور سدا ماجی کول ـــــ فلم میں مشاعرے کا ایک منظر

پریکشت ساہنی اور پران کشور۔ منجھولا بیٹا امرتسری کے رول میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ کی سرکاری ملازمت

ایک معنی خیز اور عبرت انگیز روئداد

یہ روئداد مہجورؔ کے کاغذات میں ان کے اپنے دستخط میں موجود ہے اس میں مہجورؔ نے ۱۶ ستمبر ۱۹۳۱ء کو اُن الزامات کا جواب دیا ہے۔ جو اُن پر شورش'] میں ملوث ہونے کے سلسلے میں عاید کئے گئے تھے لیکن اس میں انکی ملازمت کی ساری تلخیاں اور محرومیاں بیان ہوئی ہیں اس سے اہم بات یہ ہے کہ اس میں وقت کے کشمیر اور خاص طور اس کے دیہات (جو مہجورؔ کی کارگاہ تھے) کی زندگی انتظامیہ اور عوام کی مظلومیت کے کتنے ہی پہلو محفوظ ہو گئے ہیں۔ اس میں ان تعصّبات و توہمات کی گھناونی تصویر بھی موجود ہے جو اُس وقت کے حکمران طبقہ میں بیماری کی طرح سرائیت کر گئے تھے۔ اسی دباؤ اور نئے اعتدالی کالا والا ۱۹۳۱ء میں پھٹ پڑا اور خود مہجورؔ کا یہ بیان اس سربستہ نُطق کی برف پگھلنے کا سراغ دیتا ہے جو غلامی کی شبِ تاریک نے کشمیریوں کے لب و ذہن پر جمادی تھی۔ اس روئداد کی ایک تواریخی دستاویز کی حیثیت بھی ہے اور مہجورؔ کے ان قصیدوں کی شان نزول بھی بیان کرتی ہے جو انہوں نے وقت کے حاکموں کے حضور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں پیش کئے چنانچہ اس یادداشت میں اس کے بارے میں واضح اشارات موجود ہیں۔اس یاداشت کے بعض حصے اکادمی کی طرف سے شائع ہونے والی کُلیات مہجورؔ کے دیباچے میں نقل ہو چکے ہیں لیکن اسکو مکمل طور پر شائع کرنے کی نوبت اب آئی ہے۔(محمد یوسف ٹینگ)

غلام احمد مہجورؔ

میں باوجود باشندہ سری نگر ہونے کے بوجہ ملازمت مفصلات میں زندگی بسر کر رہا ہوں ۶ جون ۳۱ء سے تاریخ امروز تک مجھے کبھی سری نگر جانے کا موقعہ نہیں ملا۔اس لئے ۱۳ جولائی ۳۱ یا اس کے بعد کے افسوس ناک واقعات سرینگر کی نسبت کوئی چشم دید شہادت پیش نہیں کرسکوں گا۔مگر ۱۳ جولائی کو فساد کی جو آگ سرینگر میں متشل ہوئی اسکی ایک چنگاری نے ۴۲ میل کے فاصلہ پر میرے پیراہن امن میں رخنہ پیدا کر دیا ہے اور اس سے مجھے حق پیدا ہوا ہے کہ میں موجودہ ایجی ٹیشن کے متعلق کچھ عرض کروں۔چونکہ میری عمر کا بیشتر حصہ زمینداران میں ہی بسر ہوا ہے اس لحاظ سے میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پہلے ہی بیان کروں گا کہ کن وجوہات نے زمینداروں کے دلوں میں جو جودہ طرز حکومت کی بدظنی اور بیزاری پیدا کردی ہے۔ اور کن اسباب نے انکو موجودہ شورش سے متاثر ہوکر ایجی ٹیٹروں کی آواز پر لبیک کہنے پر تیار کیا ہے میں اپنے بیان میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں کروں گا۔ جسکا نا قابل تردید ثبوت اور مصدقہ ریکارڈ میرے پاس موجود نہ ہو۔

مفصلات کشمیر میں ۹۹ فیصدی مسلمان آباد ہیں جو کہ سب کے سب زراعت پیشہ اور تقریباً سب جاہل ہیں سرکاری محکمہ جات سے محکمہ مال کے ساتھ انکے زیادہ تعلقات وابستہ ہیں عرصہ دراز سے جو تظلمات زمینداروں پر چلے آتے ہیں انکا سرچشمہ یہی محکمہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک چپراسی سے لیکر مشیر مال تک اس محکمہ پر غیر مسلموں کا قبضہ ہے جنکے دلوں میں اس جفاکش اور فلاکت زدہ طبقہ کی ہمدردی ایک ذرہ کے برابر بھی موجودہ فرماں روائے کشمیر سری مہاراجہ صاحب بہادر جب گدی نشین ہوئے تو انہوں نے سب سے پہلے بیگار'' کی بندش کا خسروانہ فرمان نافذ فرمایا چوں کہ عرصہ دراز سے اس قبیح ترین طرز عمل نے زمینداروں کا کچومر نکال دیا تھا۔ اس عنایت خسروانہ سے وہ بیحد مسرور ہوئے اور ان کے دلوں میں اپنے نیک دل اور رعایا پرور مہاراجہ صاحب بہادر کی بے انتہا محبت پیدا ہوگئی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ بیگار عملاً بند نہیں ہوا۔ تو انکی تمام شادمانی یاس سے تبدیل ہوئی انکے پاس تحصیل کا ایک چپراسی آتا ہے تو خوردونوش اور دیگر ضروریات ان سے جبراً اور مفت حاصل کرلیتا ہے پٹواری مفت خوراک کھانے کے علاوہ اپنے حلقہ کے دیہات میں اپنا ڈیرہ اور بسترہ مفت زمینداران سے اٹھواتا ہے جب اسکو کوئی سرکاری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یا پرائیویٹ ڈاک یا کوئی چیز بھیجنی ہوتی ہے تو وہ جبراً زمینداران کے ذریعہ یہ کام بلا معاوضہ کراتا ہے ایک گرداور قانگوئے کے ساتھ دو تین آدمی اور ایک گھوڑا ہوتا ہے اور وہ سال کے سارے ایام زمینداران ہی کے گھروں میں گزار دیتا ہے کسی جگہ وہ اپنی خوراک کی قیمت نہیں دیتا ڈاک رسانی کا کام بھی بذریعہ زمینداران وزارت صاحبان اپنی اپنی ذات کا زرِ خوراک اور ذاتی بستروں کی مزدوری دیتے ہیں۔ مگر انکے ساتھ محرران، چپراسیان، مہمانان وجلوداران کی جو فوج ہوتی ہے انکا ہر ایک کام (خوراک باربرداری وغیرہ) زمینداران سے بلا معاوضہ حکماً کردیا جاتا ہے۔ محکمہ مال کا جو عملہ ہیڈکوارٹر تحصیل پر رہتا ہے انکے ضروریات کی چیزیں دیہات سے جبراً اور بلا قیمت مہیا کی جاتی ہیں اس سلسلہ میں بعض اوقات زمینداران سے قیمت اشیا کی فرضی رسیدیں بھی حاصل کی جاتی ہیں۔

رشوت ستانی کی عام شکایت ہے تمام سرکاری محکمہ مال جوڈیشل، پولیس، جنگلات، محکمہ تعلیم۔ ملبری کلچر زمیندارہ بنک وغیرہ کے اہل کاران زمینداران سے رشوت لیتے ہیں۔ دیگر محکمہ جات کی رشوت ستانی کے طریق عمل سے میں پورا واقف نہیں ہوں۔ البتہ محکمہ مال کے متعلق کسی قدر وضاحت کے ساتھ عرض کرونگا۔ ایک زمیندار کے خلاف تحصیل میں رپورٹ پیش ہوجاتی ہے کہ اس نے درخت اخروٹ کی ایک شاخ بلا حصول اجازت ضابطہ کاٹی ہے۔ یہ درخت زمیندار مذکور کی کھیت میں واقع ہے اور اس درخت کا مالیہ وہی ادا کرتا ہے تو تحصیل سے زمیندار کی طلبی کا حکم جاری ہوتا ہے چپراسی زمیندار کو ڈراتا ہے کہ تم پر جرمانہ ہوگا اور ممکن ہے کہ تم کو قید بھی ہوجانا پڑے۔ سادہ لوح زمیندار خوف کے مارے امر سے دورو پیہ تک رشوت دیکر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سمن پر لکھا تا ہے کہ طلبیدہ گھر پر موجود نہیں ہے'' یا چپراسی سمن ہی تلف کر دیتا ہے ادھر جب تاریخ مقررہ پر وہ مثل تحصیل دار صاحب کے پیش ہو جاتی ہے تو اُس پر حکم لکھا جاتا ہے کہ کوئی حاضر نہیں نہ اطلاعیابی شامل ہے۔ مکرر بتاریخ فلان سنہ فلان طلب کیا جائے '' بلکہ جسقدر امثلات مال روزانہ تحصیلدار صاحب کے پیش کئے جاتے ہیں ان میں سے ۹۰ فیصدی امثلات پر یہی حکم لکھا جاتا ہے۔ دوبارہ سمن جاری ہو جانے پر بھی یہی کاروائی کی جاتی ہے اور کبھی اسامی کے بار بار گھر پر موجود نہ ہونے یا سمن کے تلف ہو جانیکا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی اہلکار اجرا کنندہ سمن یا چپراسی سے کوئی باز پرس ہوتی ہے اسطرح سال ہا سال گزر جانیکے بعد جب اسامی رشوت دے کر تنگ آجاتی ہے تو ۲ سے ۸ تک طالبانہ دیکر سمن پر اطلاعیابی کرتی ہے بیچدرہ زمیندار لرزان وترسان تاریخ مقررہ پر صبح کے آٹھ بجے ہی احاط تحصیل میں حاضر ہو جاتا ہے شام کے وقت ایک روپیہ سے پانچ روپیہ تک نذرانہ ادا کر کے اسکو اس شرط پر لمبی تاریخ دی جاتی ہے کہ وہ دوسری تاریخ پر اہلکاران و چپراسان تحصیل کیلئے فرمایشی چیزیں ہمراہ لیکر آئے۔ اس مرحلہ پر بھی یہ مثل تحصیل میں سال ہا سال تک دائر رہتی ہے۔ بلکہ تحصیل میں اس قسم کی ہزار ہا مثالیں چار پانچ پانچ سال سے زیادہ عرصہ کی وائیر ہیں جن سے عملہ تحصیل ناجائیز مفاد اٹھا رہا ہے کچھ عرصہ ہوا کہ سری سرکار والا مدار نے حکم جاری فرمایا تھا کہ گمنام درخواست ہائے پر کوئی کاروائی نہ کی جائے مگر مفصلات میں اس حکم کی مطلق تعمیل نہ ہوئی۔ سینکڑوں گمنام درخواست ہائے پر تحصیل میں کاروائیاں ہوتی ہیں۔ باقاعدہ امثلات دائیر ہیں۔ بلکہ شریرالطبع لوگوں نے عموماً اور اکثر اہلکاران سرکار نے خصوصاً اس فن مستقل طور پر ذریعہ انتقام جوئی وجلبِ منصعت قرار دیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ایک سادہ کاغذ پر کسی غیر معروف شخص کے ہاتھ سے کوئی بناوٹی کہانی بصورت درخواست زید کے خلاف لکھا کر اسکے نیچے بکر کا فرضی نام درج کراتے ہیں اور رسمی لفافہ میں ڈال کر محکمہ متعلقہ کو بھیجد یتے ہیں اور بعد میں اس پر محکمانہ کاروائی شروع کر کے خوب ہاتھ گرم کراتے ہیں ۔زمینداران رقبہ خالصہ سے نوتور کرتے ہیں تو رپورٹ ہونے پر ان کو سالہا سال تک تحصیل کی آستان بوسی کرنی پڑتی ہے رقبہ کا ہیچراری ،کول ،سڑک وغیرہ سے جو نوتور ہوا ہے ایک طرف تو اس پر جمع قائم ہوئی ہے۔دوسری طرف رپورٹ پیش ہوجانے پر جرمانہ کی تجویز ہوتی ہے اور کہیں ضبطی فصل نوتور کی کاروائی کیجاتی ہے اور نوتور کنندہ کو رقبہ نوتور سے بیدخل کیا جاتا ہے زمیندار اس لئے قبضہ نہیں چھوڑتا کہ اسے رقبہ کا مالیہ دینا پڑتا ہے۔اہلکاران متعلقہ کو پھر رپورٹ کرنی پڑتی ہے۔سری سرکار والا مدار کی تاج پوشی پر اعلان ہوا تھا کہ رقبہ خالصہ بطور شاملات زمینداروں کو عطا کیا گیا۔ پانچ سال گزر گئے ابھی تک اس اعلان کا تصفیہ یا عملدرآمد نہ ہوا۔زمینداران تاریخ اعلان سے بسرعت رقبہ خالصہ کو آباد کر رہے ہیں۔پٹواریان کی رپوٹوں پر خلاف ورزی کی صدہا مثلیں انکے خلاف دایر ہوجاتی ہیں۔نتیجہ سوائے پریشانی و بربادی زمینداران اور کچھ بھی نہیں۔

انسداد شادی صغرسنی کا قانون تین سال سے جاری ہے۔سرکار والا مدار نے محض بہبودی رعایا کیلئے اس کو نافذ فرمایا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس میں مسلم آبادی کا خیال رکھا گیا ہے لیکن اس قانون نے زمینداران کی پریشانی اور مصیبت میں ایک اور باب کا اضافہ کیا جس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس قانون سے پہلے زمیندار کو اپنی لڑکی کے نکاح پر گاؤں کے نمبردار اور چوکیدار کو بطور نذرانہ کچھ دینا پڑتا تھا،جس کی شرح علے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

الترتیب ایکروپیہ سے پانچ روپیہ تک اور ۸ سے دوروپیہ تک ہوتی تھی۔حالانکہ وہ قانوناً بیاہ شادیوں میں دخل دینے کے مجاذ نہ تھے۔اب انکو مداخلت کے اختیارات قانوناً مل چکے ہیں۔اس لئے زمیندار کی لڑکی ۲۰ سال کی بھی ہوگی تو وہ نمبرادار، چوکیدار، بلکہ ذیلدار کی کامل رضامندی حاصل کرنیکے بغیر اپنی لڑکی کی شادی انجام نہیں لاسکتا۔یہ سب کچھ برداشت کرکے بھی اکثراوقات کسی معمولی شخص کی رنجیدہ گی سے ایک گمنام درخواست کی بناپر صاحب دختر کومع اپنی معصوم لڑکی اور داماد کے عدالت میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔بدقسمتی سے اگرکوئی شخص بحیثیت مُخبر عدالت میں کھڑا ہوگا پھرتو تمام متعلقین کو برسوں عدالت کی خاک چھاننی پڑیگی اس طرح ایک زمیندار کیلئے لڑکی کی شادی خانہ بربادی کا باعث بن جاتی ہے۔

انسدادِ رشوت ستانی کا انتظام بھی مکمل نہیں۔ایک چپراسی اگررشوت لیتا ہے تو محض اس وجہ سے کہ اسکی تنخواہ قلیل اور ضروریات زندگی اسکو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ناجایز ذرائع سے اپنے اخراجات پورے کرے۔بخلاف اسکے ایک تحصیلدار اگر رشوت قبول کرتا ہے۔تو صرف ہوس زرطلبی کیلئے اپنے اختیارات کوفروخت کرکے اپنی اعلےٰ پوزشن کی توہین کرتا ہے انصاف کا تقاضا ہے کہ سزا تجویز کوتے وقت دونوں راشیوں کی نیتوں کوملحوظ رکھا جائے۔الا قانون نے دونوں کیلئے ایک ہی سزا تجویز کی ہے جب سزا دینے کی نوبت پونچتی ہے تو عملاً اس قانون اور انصاف کے برعکس کاروائی کیجاتی ہے۔یعنی سزا صرف غریب چپراسی کودی جاتی ہے۔تحصیلدا کے ساتھ خاص طور پرنرم سلوک کیا جاتا ہے۔علاوہ اسکے رشوت ستانی کے مقدمات میں محکمہ مال غیرمعمولی طوالت دیتا ہے جس سے جاہل اور سادہ لوح مدعی تنگ آکر پیروی مقدمہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سے دست کش ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی فریق ثانی کو بھی اپنے بچاؤ کا کافی موقعہ مل جاتا ہے۔

تحصیل ہندوارہ کے زمینداران عام طور پر صرف تین مہینے (کاتک۔ مگھر، پوہ) تک پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں۔ دوسری سہ ماہی میں صرف ۶۰ فیصدی اور تیسری سہ ماہی میں ۴۰ فیصدی چوتھی اور آخری سہ ماہی میں صرف پانچ فیصدی لوگوں کو دو وقت کھانا میسر ہوتا ہے۔ باقی زمیندار وڈ اور سود پر قرضہ لا لا کر پیٹ پالتے ہیں۔ جب وہ بھی نہیں ملتا۔ تو میوہ جات جنگلی، توت وغیرہ پر گزارہ کرتے ہیں۔ اسکے بعد میدان اور جنگل کے گھاس بوس پر نوبت پونچتی ہے۔ اس پر بھی وفاداری اور امن پسندی کا یہ عالم کے کہ اس حالت میں بھی مالیہ سرکار مہیا کر کے ادا کرتے ہیں۔ اگر انکو کوئی حادثہ بھی پیش آجاتا ہے تو سرکاری طور پر انکی کوئی مدد نہیں کی جاتی۔ مثلاً سال ۱۹۲۹ء میں سیلاب نے زمینداران کا بڑا نقصان کیا محکمہ مال نے ایک سپیشل وزیروزارات کے ذریعہ دیہہ وار فہرست ہائے نقصان باضابطہ مرتب کرائے اور ستم رسیدہ زمینداران کو وعدہ دیا گیا کہ رقبہ جات آمدہ زیر سیلاب کا مالیہ معاف کر دیا جائیگا۔ آج تک دو سال کا عرصہ گزر گیا کوئی معافی انکو نہیں ملی۔

محکمہ مال میں مسلمان ملازم آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ زمینداران کا ان میں بھی خفیف حصہ ہے۔ چنانچہ تحصیل ہذا میں پانچ چھ زمیندار لڑکے کے عرصہ سے بطور امیدواری کام کر رہے ہیں۔ کوئی انکو پوچھتا بھی نہیں۔ خصوصاً موضع ہندوارہ صدر مقام تحصیل کے معزز نمبردار کا لڑکا عبداللہ بانڈے ایک اچھا تعلیمیافتہ نوجوان ہے۔ موجودہ محرران تحصیل سے لیاقت اور محررانہ قابلیت میں ممتاز ہے اور وہ عارضی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سلسلوں میں اپنی قابلیت دکھا چکا ہے مگر اسکو ملازمت نہیں دی جاتی۔

اگر کوئی مسلمان تعلیم یافتہ سرکاری ملازمت کی خواہش کرتا ہے تو عرصہ تک اسکو مختلف محکمہ جات کی خاک چھاننی پڑتی ہے، خوش قسمتی سے اگر اسکو کہیں جگہ مل جاتی ہے۔ تو وہ بھی کسی خاص سفارش یا کسی مسلمان افسر کی مہربانی یا کافی سے زیادہ رشوت سے۔ ملازم ہو کر اسکو کبھی ترقی نہیں دی جاتی اگر وہ کوشش کرے تو سینیارٹی اور جونیارٹی کا سوال پیدا کیا جاتا ہے۔ اگر مسلمان سینیر ہوگا تو لیاقت و تجربہ کا مسئلہ پیش ہوتا ہے۔ لیاقت کی سرٹفکیٹ افسر نگران کا خیال ہے۔ مگر ایک غیر مسلم افسر کبھی کسی مسلمان کی اعلےٰ قابلیت کا قایل نہیں ہوسکتا۔ اس طرح ایک مسلمان ملازم ترقی سے محروم رکھا جاتا ہے۔ ساتھ ہی مسلمان ملازم کے موقوف ہوجانیکی ہر وقت کوشش رہتی ہے۔ پس مسلمان ملازم اپنی بے بسی و بیکسی سے مجبور ہو کر اپنے افسران کو رشوتیں دیتا ہے۔ یا اپنے مذہب اور اپنے ضمیر کے خلاف کرتوں سے اپنے غیر مسلم افسر کو خوش رکھکر ایام زندگی بسر کرتا ہے۔ بعض غیر مسلم افسران اپنے کسی مسلمان ماتحت سے اپنے حق میں مفید پروپیگنڈا کرا کر مسلمانوں کی خوب لوٹتے ہیں۔ اگر اسکی مسلم کشی کے خلاف مسلم آواز بلند ہوجائے تو اس وقت وہ اپنے ماتحت مسلمان سے سپر کا کام لیتا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان اپنی قوم کا ہمدرد ہوگا تو اس پر بناوٹی اور فرضی مقدمات بنا کر اسکو تھوڑے عرصہ کے اندر نکال دیتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کی بین مثالیں میں اپنی سرگزشت میں پیش کرونگا۔

۱۹۶۵ اب میں چوہدری خوشی محمد صاحب سیٹلمنٹ آفیسر صاحب نے مجھ کو چھ روپے کا پٹواری بنا دیا تھا۔ آج ۲۳ سال کے بعد بارہ روپیہ کا پٹواری ہوں۔ گویا میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے بحالت مجموعی ۱۴ء۱ آنہ سالانہ ترقی پائی ہے ۶۵ء میں میرے ساتھ جو لوگ بحیثیت پٹواری کام کرتے تھے ان میں سے بطور نمونہ چند اشخاص کے نام پیش کرونگا جو کہ ابھی تک زندہ ہیں۔

(۱) پنڈت ویشنہ بٹ (۲) پنڈت گوبند بٹ (۳) پنڈت آنندرام (۴) پنڈت دیناناتھ (۵) پنڈت مکنداران (۶) پنڈت گواشہ کول۔

ان میں سے نمبر ۱ آجکل وزارات بارہمولہ کا صدر محاسب ۳۰ روپے موہوار پر ۔اور نمبر ۲ بغایت ۴ ویلی کشمیر میں ۲۵ روپے ماہوار تک تنخواہ پانیوالے گرداور قانگویان ہیں۔نمبر ۵، ۶ نائب تحصیلداران ہیں، اہل کاران مذکور کی عملی لیاقت کسی صورت میں بھی مجھ سے زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ بلحاظ کارکردگی۔ تجربہ ومحررانہ قابلیت کے میں ان سے بدرجہا بہتر ہوں۔ میں نے بھی ترقی کے لئے ہر وقت کوشش کی تھی مگر ایک گرداور قانگوئے سے سٹیلمینٹ آفیسر غیر تک مسلم تھے اس لئے مجھے کبھی ترقی نصیب نہ ہوئی۔

۱۹۷۵ اب میں جنگ یورپ پر کشمیر میں رنگروٹنگ بھرتی کا سوال پیش ہوا مگر کشمیر کے مسلمانوں نے کسی خاص وجہ پر بھرتی ہونے سے انکار کیا۔ پنڈت انت رام صاحب بی۔اے اسٹنٹ سٹیلمنٹ آفیسر کشمیر (موجودہ کمشنر صاحب بہادر جموں وکشمیر نے مجھے کہا کہ اگر تم کشمیری زبان میں کوئی ایسی نظم بناؤ گے جس سے یہ رکاوٹ دور ہوجائے تو ہم تمکو فوراً ترقی دینگے۔ میں نے کشمیری زبان میں ایک دلاویز نظم دیہاتی لے پر زمیندارانقطہ نگاہ سے تیار کر کے پیش کی۔ اسکی اشاعت کیلئے مجھے دیہات میں پھرنے کا حکم ہوا۔ مگر پنڈت صاحب نے فرمایا کہ سرکاری طور پر جانے سے ایک تو تمہاری نظم مقبول نہوگی اور تم آن ڈیوٹی تصور نہ ہوں گے۔ تمہاری کارگذاری کا تمہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کوئی صلہ نہیں ملیگا۔ پس میں ایک ماہ کی بلاتنخواہ رخصت لیکر پرائیوٹ طور پر دیہات میں پھرتا رہا اور نظم سنا کر زمینداروں کو بھرتی کا شوق دلاتا رہا۔ اس نظم میں گزشتہ حکومتوں کے تظمات انگریزی راج اور ڈوگرہ حکومت کے برکات بیان کر کے جنگ میں بہادری دکھانیکے فوائد بتلائے گئے تھے۔ تھوڑے عرصہ کے اندر وہ نظم کشمیر کے زمینداروں میں پھیل گئی اور بچہ بچہ کے زبان زد ہوئی۔ پنڈت نرنجن لعل صاحب فارسٹ اسٹنٹ سٹیلمنٹ آفیسر (موجودہ وزیر وزارت لداخ) نے اس نظم کا انگریزی ترجمہ مسٹر اے۔ ایم سٹوٹ صاحب کمشنر بندوبست بہادر کے پیش کیا اور وہ بہت خوش ہوئے۔ آخر کشمیری مسلمان ہزاروں کی تعداد میں بھرتی ہوئے۔ رخصت گزار کر جب میں اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہوا۔ تو میں نے ترقی کے لئے درخواست کی جواب ملا کہ تم اپنے ساتھ رنگروٹوں کی کوئی جماعت بھرتی کیلئے نہیں لائے۔ اس بات کا کیا تم چند آدمیوں کو پیش کرو جو کہ یہ کہکر بھرتی پر آمادہ ہوں کہ ہمکو اس شخص کی نظم نے متاثر کر دیا ہے چنانچہ میں نے تین آدمی پنڈت صاحب کے پیش کئے جو کہ بذریعہ مہتہ کرپارام صاحب تحصیلدار بندوبست تحصیل خاص وخواجہ سلام شاہ صاحب، مہتہ کرپارام صاحب خواجہ سلام شاہ صاحب کے سرٹفیکٹ ہائے میرے پاس موجود ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مجھے کسی نے مستقل پٹواری بھی نہیں بنایا۔ ترقی سے مایوس ہو کر اب میں صرف مستقل پٹواری کی کوشش میں مصروف تھا۔ مگر عرصہ تک میری یہ آرزو بھی پوری نہ ہوئی۔ آخر جب سال ۸۰ ب میں آغا سید حسن صاحب سٹیلمنٹ آفیسر مقرر ہوئے تو میں نے انکے پاس جا کر اپنی حق تلفی کا رونا رویا۔ صاحب ممدوح نے مجھے درخواست دینے کا حکم دیا۔ مگر چونکہ مجھ سے رشوت مانگی۔ نتیجہ سوائے میری ناکامی کے اور کچھ نہ نکلا انہی ایام

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں معلوم ہوا کہ شیخ عبدالقیوم صاحب بی۔اے۔ایل۔بی (موجودہ جج ہائی کورٹ کشمیر) فارن سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ میں انکے بنگلہ پر حاضر ہوا اور ایک اردو کتاب اپنی تصنیف کی اپنی محررانہ قابلیت کے ثبوت میں پیش کر کے اور اپنی حالت زار عرض کر کے ان سے امداد کا طالب ہوا شیخ صاحب میری حق تلفی سے متاسف و متاثر ہو کر بہ نفسِ نفیس دو اسپہ فٹن پر آغا صاحب کے پاس دو دفعہ تشریف لے گئے۔ آغا صاحب نے مجھے خاص طور پر اپنی جگہ فرمایا کہ میں تمہاری قابلیت کا معترف ہوں۔ مگر میں غیر مسلموں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہوں۔ اگر تمہیں ترقی دونگا تو یہ مجھے اذیت پہنچائیں گے اور تمکو بھی خراب کریں گے۔ البتہ اگر تم مستقل پٹوار چاہتے ہو تو میں تمکو درجہ سیوم کا پٹواری بنا دونگا۔ اسوقت میری تنخواہ ص ۱۵/الاونس ۱۲/ ۷ کل ۲۳ تھی۔ آغا صاحب نے مجھے ۱۲ روپیہ اصل للحہ الاونس کل ۱۲ روپیہ کا پٹواری بنا دیا۔ گویا ۱۲ کا تنزل برداشت کر کے مجھے پٹوار کا عہدہ مستقل پندرہ سال کے بعد ملا۔ آغا صاحب نے اپنے فیصلہ میں میرے دیرینہ سروس اور میری علمی قابلیت ولیاقت کا پرزور اعتراف کیا۔ تاکہ غیر مسلم حضرات انکو اس خاص مسلم نوازی وقوم پروری کے لئے مہتم نہ کریں۔ چنانچہ اس فیصلہ کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔

محکمہ مال میں آکر تحصیل سری پرتاب سنگھ پورہ میں۔ میں نے خاموش زندگی گزارنی شروع کی۔ آیندہ ترقی سے مایوس ہو کر میں نے اپنا پرائیوٹ وقت شعر و شاعری اور تصنیف و تالیف پر لگا دیا۔ تاریخ تصوف، اخلاق۔ غزلیات کے مضمونوں پر کشمیری اردو زبانوں میں چھوٹے چھوٹے رسالہ جات بنا کر شائع کراتا رہا۔ اس شغل سے میری مالی کمزوریاں بھی کسی حد تک دور ہوا کرتی تھیں۔ سال ۸۵ میں نے اپنی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تصنیف کی ہوئی چھوٹی سی ایک تاریخی اردو کتاب اپنے افسر مقامی پنڈت روگھناتھ مٹو صاحب تحصیلدار کو پیش کی اس کتاب کے دیباچہ میں میں نے ضمناً کشمیری مسلمانوں کی گزشتہ برتری اور جوموودہ پستی کا مختصر الفاظ میں نقشہ کھینچا تھا۔ پنڈت صاحب نے دیباچہ کو بغور پڑھا اور خاص انداز سے دیکھا۔ اس واقع کے چند ہی یوم بعد میرے حلقہ کے چند زمینداران خصوصیت کے ساتھ تحصیل پر بلائے گئے۔ انکی واپسی پر مجھے معلوم ہوا کہ میرے خلاف تحصیل میں ایک گمنام درخواست پہنچی ہے کہ پٹواری زمینداروں پر ظلم کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ، مگر زمینداران نے درخواست دینے سے انکار کیا اور مضمون درخواست کی پرزور تردید کی۔

انہی دنوں میں سیلاب عظیم آیا۔ دریائے جہلم کی طغیانی نے متصلہ دیہات میں کافی نقصان کیا۔ پنڈت بلہ کاک صاحب سپیشل وزیر وزارت نے مجھے خاص طور پر سرینگر منگایا۔ حالانکہ میرا حلقہ پٹوار دریائے جہلم کے کنارے سے ۲۱ میل دور تھا۔ مجھے حکم دیا گیا کہ سرینگر سے پانپور تک ۱۵ میل ستھو کی پیمایش دو یوم کے اندر اندر کر کے بشرع ذیل نقشہ بنا کر پیش کرو۔ جدید ستھو اور سابقہ ستھو کا طول۔ ایک ایک جریب کے بعد کے بعد دونوں ستھوں کا جدا جدا عرض اور بلندی۔ وہ مقامات جہاں سیلاب نے سابقہ ستھو کو کاٹا ہے۔ تھوڑے فیصلہ پر دریا کا لیول۔ سیلاب کا پانی۔ بہار کا رسمی پانی۔ موجودہ پانی۔ جدید ستھو کی بلندی سیلاب کے پانی سے۔ اس کام کے لئے مجھے کوئی سرکاری امداد نہیں ملی۔ تحریری حکم ملا کہ اگر دو یوم کے اندر اندر یہ کام ختم کر کے نہ دوگے تو بلا اخذ جواب معطل کئے جاؤ گے چنانچہ وہ اصل حکم میرے پاس موجود ہے۔ بہر حال میں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈالکر وقت پر حسب ہدایت نقشہ مکمل

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کر کے دیدیا۔ بعد اسکے دس کا پیان رنگ بستہ مجھے دستی بنانی پڑیں۔ اس واقع کے دو تین ماہ کے بعد اچانک تحصیل سے ایک حکم میرے پاس پہنچا کہ فوراً اپنا چارج دوسرے پٹواری کو دیکر سٹیلمنٹ آفیسر صاحب بہادر ضلع مظفر آباد کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ جب میں چارج دیکر تحصیل میں پہنچا اور میں نے تحصیل دار صاحب سے وجہ تبدیلی دریافت کی تو انہوں نے افسوس کرتے ہوئے حیرانی اور لاعلمی کا اظہار کیا۔ یہاں پر یہ عرض کرنا غیر موزوں نہ ہوگا کہ بوجہ غیر پنیشنل پوسٹ ہونیکے ویلی کشمیر کے پٹواریان قانوناً فرانٹیر یا پہاڑ تبدیل نہیں کئے جاسکتے ہیں۔ صرف کسی سخت جرم کی پاداش میں بطور سزا آویلی میں بھی تبدیلی پٹواریان کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہے اگر کوئی پٹواری تبدیل بھی کیا جاتا ہے تو کسی خاص مصلحت کے تحت۔ ورنہ اسوقت بھی دس دس پندرہ پندرہ سال سے بعض پٹواریان ایک ہی جگہ مقیم ہیں۔ کوئی انکو تبدیل نہیں کرتا۔ آخر میں نے گورنر صاحب بہادر کے اجلاس میں درخواست دی کی مجھے اس حکم کی نقل عنایت فرمائی جائے۔ جسکی رو سے مجھے تبدیل کیا جاتا ہے۔ وہاں جواب ملا کہ یہ کانفڈنشل معاملہ ہے۔ اسکی نقل نہیں مل سکتی ہے۔ چونکہ بعض خاص مجبوریوں کی وجہ سے پہاڑ جانیکے قابل نہ تھا اسلئے میں نے کوشش شروع کی کہ کس طرح میری تبدیلی ملتوی ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ بدرالدین ٹیلر ماسٹر بازار امیر کدل پنڈت رامچند صاحب دوبے گورنر کشمیر کا درزی اور خاص معتبر بلکہ دلال ہے۔ میں نے بدرالدین کو اپنی مجبوری سے آگاہ کیا۔ کافی بحث و مباحثہ کے بعد ایکسو دس روپیہ پر فیصلہ ہوا۔ چنانچہ میں نے بذریعہ خواجہ رحمان جو آخون ٹیلر ماسٹر کوٹھی باغ بدرالدین درزی کو ایکسو روپیہ گورنر صاحب بہادر کے لئے اور دس روپیہ انکے ریڈر پنڈت آنند کول صاحب کیلئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دیئے اور اسکے ساتھ ایک درخواست اس مضمون کی لکھکر کہ ''سردست میرا تبادلہ پہاڑ ملتوی فرمایا جاوے اور جس شکایت پر میری تبدیلی ہوئی ہے اسکی باضابطہ تحقیقات کے بعد شرط ثبوت میں ہر ایک سنگین سزا برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں'' بدرالدین کے ہمراہ میں بھی گورنر صاحب بہادر کے بنگلہ پر گیا اور بدرالدین دیر تک انکے ساتھ تنہائی میں باتیں کرتا رہا۔ بعد میں مجھے بدرالدین نے اطمینان دلایا کہ دو یوم تک تمہارا کام حسب مدعا ہو جائیگا۔ اس زمانے میں میرا جاینگ ٹایم ختم ہوا اور مجھے مجبوراً سیٹلمنٹ آفیسر صاحب بہادر ضلع مظفر آباد کے پاس حاضر ہونا پڑا۔ صاحب موصوف نے مجھے تحصیل کرناہ میں تعینات فرمایا اور میں بعد حاضری چند ایام کی رخصت حاصل کر کے سرینگر آیا اور گورنر صاحب بہادر اور بدرالدین درزی کے دنبال رہا۔ ایک دن مجھے خود گورنر صاحب بہادر کے روبرو پرائیویٹ طور پر جانیکا موقع ملا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم ایک مصنف شاعر اور مسلم قوم کے ریفارمر ہو۔ تمہیں نوکری کرنیکی کیا ضرورت ہے میں نے پنڈت راوگناتھ مٹو تحصیلدار کے پاس تمہاری ایک کتاب دیکھی ہے'' بعد میں میری عجز وزاری پر فرمایا کہ ''تمہارے معاملہ میں غور کر رہا ہوں تمکو جلدی ویلی میں واپس لاؤنگا'' اسی دوران میں خلاف توقع اور اچانک پنڈت رامچند صاحب موصوف ریٹایر گئے۔ میں نے بدرالدین سے کہا کہ چونکہ گورنر صاحب میرا کام نامکمل چھوڑ کر چلے گئے اس لئے میری دی ہوئی رقم مجھے واپس دیدو۔ اسنے کہا کہ ''گورنر صاحب کا کاغذات میں نوٹ رکھا ہے تمکو عنقریب ویلی میں واپس تبدیل کرینگے'' جواب تسلی بخش نہ تھا۔ اسلئے میں نے رائے زادہ دلارام صاحب تحصیلدار شہر خاص کو تمام ماجرا سنایا۔ وہ مجھے بخشی گوکل چند صاحب سکریٹری گورنر صاحب بہادر کے پاس لے چلے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دونوں صاحبان نے بذریعہ لعل خان چپراسی بدرالدین کو اپنے سامنے بلایا اور اسکو کہا کہ اسکو اپنی رقم واپس دلاؤ۔ کیونکہ اسکا کام نہیں ہوا ہے۔ مگر بدرالدین بدستور پس و پیش کرتا رہا۔ پھر رائے زادہ دلا رام صاحب نے کچھ دن کے بعد یہ واقع پنڈت دینا ناتھ صاحب وزیر بار ہمولہ کو سنایا۔ انہوں نے بھی بدرالدین سے دریافت کیا۔ مگر وہ رقم لینے سے انکاری ہوا۔ وزیر صاحب نے مجھ سے شہادت طلب کی۔ اس پر میں نے خواجہ رحمان جوٹیلر ماسٹر کو پیش کیا۔ اسوقت وزیر صاحب دیوان امرناتھ صاحب کے مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وزیر صاحب نے شام کے وقت بدرالدین درزی کو بلایا اور بالمواجع گفتگو ہوئی۔ بدرالدین کو آخر رقم ماننی پڑی۔ اور کہا ''رقم تو گورنر صاحب کھا گئے ہیں اب میں اپنی گرہ سے دیدونگا۔ اس سے چند یوم پیشتر قادر جو چوہدری بازار میرا کدل نے ایک سادہ درخواست کرنیل جنگ سنگھ صاحب مشیر مال کو بذریعہ ڈاک بھیجدی تھی۔ کہ ایک غریب پٹواری سے گورنر صاحب بہادر نے اس قدر رقم بطور رشوت لی ہے۔ تحقیقات فرمائی جائے مگر مشیر مال صاحب نے اس درخواست کو ردی کی ٹوکری میں پھینکدیا اس دوران میں پنڈت دینا ناتھ صاحب وزیر وزارت بار ہمولہ ان کاغذات کی خفیہ طور تحقیقات کر رہے تھے۔ جنکی رو سے قبل از وقت مجھ پہاڑ تبدیل کیا گیا۔ جب میں پہلی دفعہ وزیر صاحب موصوف سے ملا اور ان کو اپنا حال سنایا تو انہوں نے کہا کہ میں آجکل قصبہ سوپور کی تعمیر میں مصروف ہوں۔ مسلمانان سوپور نے میرے خلاف حکام کے پاس شکایتیں کی ہیں اور مسلم اخبارات میں میرے برخلاف مضامین دیئے جاتے ہیں۔ اور میری بدنامی دور دور تک پہنچی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک مصنف اور فن تحریر میں قابلیت رکھتے ہو۔ چنانچہ میں نے تمہاری ایک

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کتاب پنڈت روگناتھ مٹو صاحب کے پاس دیکھی ہے جسمیں تم اپنی قوم کو راہ راست پر لانیکی کوشش کرتے ہو۔ اگر تم اپنے زور قلم سے اخبارات میں مضامین دیکر میرے حق میں مفید پروپگینڈا کراؤ گے تو میں تمہاری مدد کراونگا۔ اسکے بعد وزیر صاحب نے مجھے چند واقعات واعداد کا نوٹ کرادیا اور میں نے اس پر ایک مضمون کی دو کاپیاں مختلف الفاظ وعبارت اور جداگانہ انداز بیان سے تحریر کیں۔ ہر دو مضامین کو اخبار کشمیری لاہور نے ۲۱/ ۲۸ جون ۲۹ء کے پرچہ میں اور اخبار عام لاہور نے ۲۹ جون ۲۹ء پرچہ میں شائع کیا۔ دونوں مضامین شایع شدہ میرے پاس موجود ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد للہِ ملک راج صاحب صراف بی۔ اے ایڈیٹر اخبار ''رنبیر'' جموں کشمیر آئے ۔وزیر صاحب نے انکے ساتھ میرا تعارف کرایا۔ وزیر صاحب نے سرکاری ریکارڈ سے اعداد وشمار دیکر اور حالت وواقعات نوٹ کرا کر تعمیر قصبہ سوپور پر ایک مضمون لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے ایک لمبا مضمون بنا کر ''اونکار برادرز'' بازار امیرا کدل کی دکان پر دہ مضمون ایڈیٹر صاحب ''رنبیر صاحب'' کو دیا۔ جو کہ ۱۳ اسوج ۸۶ء کے رنبیر میں شائع ہوا۔ جسکی چھاپ شدہ کاپی میرے پاس موجود ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے مضمون سوپور سے خوش ہو کر اخبار ''رنبیر'' میرے نام پر مفت جاری کر دیا۔ جو کہ اخیر تک جاری رہا۔ اس سلسلہ میں جس قدر مضامین مجھ سے لکھا کر شائع کرائے گئے۔ ان میں پنڈت دینا ناتھ صاحب وزیر بار ہمولہ کی بے انتہا تعریفیں اور مسلمانوں کی مذمت درج ہے۔ اس مرحلہ پر پہنچکر میرا دماغ اس نتیجہ پر پہنچا کہ جس کتاب کے دیباچہ میں میں نے کشمیری مسلمانوں کی زبون حالی کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ سب سختیاں مجھے اس مضمون کی عوض برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس سے پہلے میں عرض کر چکا ہوں کہ میں ضلع مظفر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آباد سے چند یوم کی رخصت لیکر آیا تھا۔ یہاں پہنچکر مجھے اپنی رخصت میں توسیع کرنی پڑی مجھے افسران ہر وقت یہ کہتے تھے کہ چند یوم کے اندر اندر تمہارا فیصلہ ہو جائیگا۔ اس لئے میں نے دو ہفتہ یا ایک ماہ سے زیادہ عرصہ کیلئے کبھی درخواست نہیں بھیجی۔ گو میری رخصت بلا تنخواہ ہوا کرتی تھی مگر سٹیلمینٹ آفیسر صاحب کا خاص حکم تھا کہ ہر ایک درخواست کے ساتھ ایک ایک ڈاکٹری سارٹفیکٹ لایا کرو۔ ورنہ ملازمت سے موقوف کئے جاؤ گے۔ مجبوراً آٹھ ماہ کے عرصہ میں پنڈت نیلہ کنٹھ صاحب انچارج صدر ہسپتال سرینگر سے بے شمار سرٹیفکیٹیں بادائی فیس شرح دس روپیہ فی سرٹفیکیٹ حاصل کرنی پڑیں۔ خدا خدا کر کے پنڈت دینا ناتھ صاحب نے میرے کاغذات اپنی رپورٹ کے ساتھ گورنر صاحب کے پاس بھیجدیئے۔ کچھ عرصہ کی خاموشی کے بعد رائے زادہ ترلوک چند صاحب گورنر کشمیر نے ان کاغذات پر آخری فیصلہ صادر فرمایا فیصلہ کے آخری الفاظ یہ ہیں ''وزیر صاحب کی رپورٹ مکمل ہے جو کہ پٹواری کو تمام الزامات سے بری کر دیتی ہے۔ میں انکی تحقیقات کے ساتھ متفق ہوں۔ چونکہ پٹواری کے خلاف کوئی معقول شکایت ثابت نہیں ہے۔ اسواسطے اسکو ویلی میں دوبارہ تبدیل کرتا ہوں''

یہ فیصلہ تو گورنر صاحب نے ظاہر طور پر صادر فرمایا جسکا عملدار آمد بھی جلدی ہوا۔ مگر مخفی طور پر حکم صاحب موصوف نے جاری فرمایا اسکا نتیجہ دو سال کے بعد نکلا۔ بہر حال کامل آٹھ ماہ کی پریشانی کے بعد میری تبدیلی تحصیل ہنداوارہ میں ہوئی۔ مگر میرے دل میں اس بات کا سخت افسوس رہا کہ آیا میرے برخلاف کیا شکایت تھی اور کس جرم کے پاداش میں میرے ساتھ اسقدر سختی کا سلوک ہوا۔ اسلئے ہنداوارہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جانے سے پہلے میں نے اصل مثل دیکھنے کی کوشش کی آخر گورنر صاحب کے کانفڈنشل کلرک کو دس روپیہ نقد اور ایک لوئی دیکر اس بات پر راضی کیا کہ وہ پرائیوٹ طور پر ایک دو گھنٹہ کے لئے مثل دکھائے پس میں نے مثل کو دیکھا۔ اور ضروری باتوں کی نقل لی۔ مختصر واقعات مثل یہ ہیں۔ کہ کسی ''محبوب شاہ'' نامی شخص نے صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کو ایک سادہ درخواست بدیں مضمون بھیجدیا ہے کہ یہ پٹواری (راقم) پہلے منشی غلام محمد کے نام سے اننت ناگ میں پٹواری تھا۔ کس جرم میں موقوف اور سزایاب ہوا۔ پھر غلام احمد نام رکھ کر دوبارہ پٹوار حاصل کیا ہے۔ یہ پٹواری پنجاب کے لیڈران کے ساتھ خط وکتابت رکھتا ہے۔ اور کشمیر میں گاندھی تحریک پھیلاتا ہے۔ اس درخواست کے ساتھ کے کاغذ کا ایک ورقہ شامل ہے۔ جس پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

''مورخہ ۶ مئی ۲۸ء جناب قبلہ گاہ صاحب۔ جناب حاجی لارڈ فاروق دو تین دن سے سرینگر آیا ہے۔ لہذا آپکو اطلاع رہے۔ کیونکہ سنا گیا ان کو جلدی واپس جانا ہے محمد امین''

اس پر محکمہ پولیس کو کانفڈنشل طور پر تحقیقات کرنے کا حکم ملا۔ ۲ کتک ۸۸ حسب ذیل رپورٹ کی کہ:۔

(۱) یہ پٹواری اخبارات ذیل کشمیری لاہور۔ اخبار کشمیر امرتسر۔ اخبار عام لاہور۔ رسالہ قوس قزہ منگواتا ہے۔ بعض اوقات زمینداران کو بھی مضمون اخبارات سناتا ہے۔

(۲) یہ پٹواری اچھا تعلیم یافتہ اردو فارسی کا ہے۔ انگریزی خواندہ نہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شاعر بھی رعایا کے ساتھ اسکے تعلقات بہت اچھے ہیں۔ جنٹلمین ہے۔ دیگر پٹواریوں کی طرح نکما نہیں ہے۔

(۳) اس پٹواری کا لڑکا سرینگر میں تعلیم پاتا ہے۔ جس نے اسکو لکھا تھا کہ کوئی پورپین صاحب آیا ہے فوراً سرینگر آجاؤ۔

(۴) سنا گیا یہ پٹواری اخبارات میں مضمون دیتا ہے۔

(۵) سنا گیا کہ اس پٹواری کو محمد الدین فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور کے ساتھ خط و کتابت ہے۔

سب انسپکٹر پولیس کی اس ذاتی رائے کے ساتھ جملہ افسران پولیس وسی۔آئی۔ ڈی نے اتفاق کیا اور کاغذات جنرل انسپکٹر صاحب بہادر پولیس کے پیش کئے گئے۔ تمام کاروائی ایک کانسٹبل سے لیکر جنرل انسپکٹر تک غیر مسلموں کے ہاتھ سے ہوئی۔ کسی ایک الزام کے تائید میں کوئی ثبوت بہم نہیں پہنچایا گیا اور نا ہی ''محبوب شاہ'' اصلی درخواست دہندہ کی شخصیت کا کوئی سوال پیدا ہوا۔ جنرل انسپکٹر صاحب نے مجھے گورنمنٹ کشمیر کے لئے ایک خطرناک ہستی تصور کرتے ہوئے ایک ڈی۔او کے ذریعہ مشیر ماں صاحب بہادر کے جذبات اس قدر برانگیختہ کئے کہ انہوں نے قبل از تحقیقات میرے کشمیر سے نکالدیئے جانے کے واسطے گورنر صاحب بہادر کو ایک ضروری حکم بھیجا۔ آخر جب وزیر وزارت صاحب بارہمولہ نے کانفڈنشل تحقیقات کی تو انہوں نے بھی معنی خیز وجہ کے باعث ابتدائی درخواست دہندہ محبوب شاہ کی شخصیت پر روشنی نہیں ڈالی۔ حالانکہ اس نام کا کوئی شخص اس حلقہ میں موجود نہیں تھا جب کاغزات وزیر صاحب نے گورنر صاحب بہادر کے پاس بھیجدیئے تو صاحب موصوف

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے جنرل انسپکٹر صاحب بہادر سے دریافت کیا کہ علید شاہ الزامات پٹواری پر عاید نہیں ہوگئے۔ اسکے علاوہ کوئی ریکارڈ راس کی مجرمیت کے ثبوت میں اگر آپکے پاس موجود ہے تو اس سے مطلع فرمادیں۔ جنرل انسپکٹر صاحب بہادر جواباً مورخہ ۶ ستمبر ۲۹ زیر نمبر ۱۳۸/۵۸۲ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ اس پٹواری کے مجرمیت کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ اسکو محمد الدین فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور کے ساتھ خط و کتابت ہے۔ باوجودیکہ مثل میں اس خط و کتابت کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔

اب میں قریباً دو سال سے تحصیل ہندوارہ میں کام کررہا ہوں۔ گزشتہ آٹھ ماہ کی بیکاری کا قرضہ تقریباً تین سو روپیہ میرے ذمہ واجبُ الادا ہے۔ بہت سا بڑا صدمہ مجھے یہ پہنچا کہ ۱۹۸۶ آپ میں میرا لڑکا مڈل میں پڑھتا تھا۔ میری پریشانی اور مالی کمزوری نے اسکو تعلیم سے باز رکھا۔

سال گذشتہ میں، میں نے ایک درخواست بغرض اندراج نام بزم مرہ امیدواران عرایض نویسی وعطائی اجازت شمولیت امتحان بہ پابندی قواعد بوساطت محکمہ مال گذارش کی تھی تحصیل اور زارت کی پُرزور سفارش کے ساتھ جب کاغذات گورنر صاحب بہادر کے پیش ہوئے تو انہوں نے کاغذات بدیں حکم واپس فرمائے کہ ''محکمانہ سفارش نہیں کیجا سکتی ہے۔ سایل براہ راست محکمہ متعلقہ میں درخواست پیش کرے۔

سال رواں کے آغاز بہار میں سری مہاراجہ صاحب بہادر کی ولایت سے مع الخیر واپسی تشریف آوری پر سرینگر میں ٹی پارٹی دینے کی تاریاں ہوئیں پہلے تمام کشمیریوں کی مشترکہ ٹی پارٹی کمیٹی کے پزیریڈنٹ پنڈت بلہ کاک صاحب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دروز یروزارت بارہمولہ نامزد ہوئے بعد میں مسلمانوں کی ینگ پارٹی نے پنڈت صاحب کی صدارت سے انکار کر کے اپنا علیٰحدہ انتظام کرنا شروع کیا۔ سری سرکار وال مدار جو کہ فرقہ دارانہ کاروائیوں کو ناپسند فرماتے ہیں۔ انہوں نے جداگانہ ٹی پارٹیاں منظور نہ فرمائی پنڈت صاحب کو اس بات کا سخت رنج ہوا کہ مسلمانوں نے ان کے رئیس اعظم کو توہین کی۔ رفتہ رفتہ یہ رنج بڑھتا گیا۔ میں چونکہ فطرتاً ہندو مسلم اتحاد کا قابل ہوں میں نے اس تفرقہ کو تمام کشمیریوں کے لئے خطرناک تصور کر کے کشمیر کے ہندو مسلم اتحاد پر ایک کتاب بنام ''آینہ اتحاد کشمیر'' لکھنی شروع کی۔ اس کتاب میں کشمیر کے ہندو مسلمان کے قومی اتحاد کی پانسو ۵۰۰ سالہ تاریخ پر منصفانہ تنقید و تبصرہ کے بعد اس کے مکمل وجوہات مسلمہ فوایداور موجودہ عہد کے وجوہات افتراق اور اسکے دونوں پہلوں کے نتائج پر بحث کر کے کشمیریوں کو اتحاد باہمی کی پرزور تعلیم دی گئی۔ یہ کتاب خاتمہ کے قریب تھی کہ سرینگر میں ۱۳ر جولائی ۳۱ کا افسوس ناک واقع پیش آیا۔ ۱۷ر جولائی کو اس کتاب کا خلاصہ مع مختصر فواید اتحاد ایک اشتہار کی صورت میں پریس میں بھیجدیا گیا اور اخبارات ذیل میں شایع ہوا۔ اخبار کشمیری لاہور ۲۱ر جولائی۔ اخبار کشمیر امرتسر ۲۱ر جولائی۔ اخبار عام لاہور ۱۵ر گست۔ اخبار الا ہور ۲۲ر اگست سب سے پہلے یہ اشتہار ۲۱ر جولائی کو اخبارات میں شائع ہوا۔ ۳ر اگست کو پنڈت بلہ کاک صاحب بہادر وزیر وزارت باہمولہ نے مجھے معطل کر دیا۔ اور چارج دیکر مجھے وزارت کے ہیڈ آفس میں بمقام بارہمولہ حاضر ہو جانے کا حکم ہوا۔ اس تاریخ تک شمالی کشمیر کے قصبہ جات بارہمولہ پر، ہندوارہ یا دیہات میں سرینگر کے ایجی ٹیٹر کا کوئی اثر نہیں پہنچا تھا۔ نہ ان مقامات میں کبھی ہڑتال ہوئی تھی اور نہ سرینگر کا کوئی ریجی ٹیسٹر یہاں آیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تھا۔ بعد میں نہ ہی اس طرف کا کوئی آدمی سرینگر جانے کی جرات کرتا تھا۔ آخر جب میں بارہمولہ پہنچا تو مجھے آٹھ یوم تک حاضر وزارت رہنا پڑا مجھ سے کوئی جواب نہیں لیا گیا۔ میں نے کئی درخواستیں دیں کہ میں یہاں پریشان ہوں مجھے بتانا چاہے کہ میں کس جرم کی پاداش میں معطل ہوا ہوں۔ مگر درخواستوں پر صرف یہ حکم دیا جاتا تھا کہ سایل حاضر رہے۔ اس اثنا میں مجھے معلوم ہوا کہ میرے خلاف جو شکایت ہوئی ہے اس میں مرزا غلام قادر بیگ انسپکٹر زمیندار بنک ہندوارہ اور ماسٹر غلام نبی ہیڈ ماسٹر سکول ہندوارہ کا تذکرہ بھی ہے اور عنقریب وہ بھی زیر عتاب آنے والے ہیں۔ بعض پنڈت اہلکاران نے مجھ سے کہا۔ کہ وزیر صاحب کا خیال ہے کہ پٹواری بے قصور معلوم ہوتا ہے۔ اسکو بحال کر دینگے۔ بشرطیکہ وہ مرزا غلام قادر اور سکول ماسٹر کے خلاف شہادت دے۔ میں نے جھوٹی شہادت دینے سے انکار کیا۔ آٹھ یوم کے بعد میری درخواست پر مجھے وزیر صاحب نے بلایا، ان کے کلام سے بھی اشارتاً و کنایتہً اوپر کا خیال مترشح ہوا۔ میرے انکار پر مجھے ہندوارہ جا کر تحصیلدار صاحب کے پاس جواب دینے کا حکم ہوا۔ چونکہ مجھے مکمل آٹھ یوم بارہمولہ ٹھہرنے کا موقعہ ملا۔ مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ نے کتاب ''آینہ اتحاد کشمیر'' کے اشتہار مطبوعہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے میری معطلی کی خبر کو حیرت و استعجاب سے سنا۔ میں نے محسوس کیا۔ کہ قصبہ کی تمام مسلم آبادی میں اس واقعہ سے ایک خاص قسم کی سنسنی پھیل گئی۔ بازاروں اور گھروں میں اس بات کا چرچا ہونے لگا۔ میرے بارہمولہ پہنچنے سے چند یوم پیشتر قصبہ بارہ مولہ میں زیر صدارت تحصیلدار صاحب ذیلداران و سفید یوشان و نمبرداران کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا۔ ان کو کہا گیا تھا کہ وہ ایک ریزولیشن بہ اتفاق اس مضمون کا پاس کریں کہ ہمکو مسلم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نمایندہ گان سرینگر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اپنے ذاتی مفاد کے لئے کر رہے ہیں۔ حاضرین میں سے ایک سفید پوش مسلمان قاضی عبدالغنی شاہ ساکن دہلنہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ ہمکو سرینگر کے مسلمانوں کے جایز مطالبات سے پورا پورا اتفاق ہے۔ اس پر پولیس نے زیر دفعہ ۱۰۷ قاضی عبدالغنی کا چالان عدالت منصفی میں کر دیا۔ ۱۰ر اگست کو یہ مقدمہ میری موجودگی میں بارہمولہ میں پیش ہوا۔ حاضرین گواہان استغاثہ کا انتظام وزیر صاحب نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ چنانچہ وزیر صاحب نے بعجلت غیر حاضری نمبردار موضع دہلنہ کو اسی دن معطل کیا۔ اور ایک ذیلدار کے خلاف روبکار قایم کی۔ ان واقعات نے تمام مسلمانان قصبہ و دیہات میں غم وغصہ کی ایک لہر دوڑا دی۔ ۱۳ر اگست کو میں بارہمولہ سے روانہ ہندوارہ ہوا تو قصبہ بارہمولہ کی مسلم آبادی کو ''کشمیر ڈے'' منانے پر تیار دیکھا۔ حالانکہ سرینگر کی گزشتہ مسلسل ہڑتالوں پر قصبہ بارہمولہ نے ایک دن بھی ہڑتال نہیں منائی تھی۔ آج وہ مکمل ہڑتال پر تیار تھے۔ جب میں بارہمولہ سے سوپور آیا۔ تو وہاں بھی اس بات کا چرچا تھا۔ شام کو میں ہندوارہ پہنچا تو یہ دیکھکر مجھے حیرانی ہوئی کہ مسلمانان ہندوارہ کو میرے ساتھ غیر معمولی ہمدردی پیدا ہوگئی ہے۔ یہاں بھی کشمیر ڈے منانے کی تیاریاں اعلےٰ پیمانہ پر ہو رہی تھیں۔ دوسرے دن مکمل ہڑتال ہوئی۔ ہندوارہ اور دیگر دیہات کے مسلمان ہزاروں کی تعداد میں جامع ہندوارہ میں جمع ہونے لگے۔ حکام نے بذریعہ ذیلداران لوگوں کو مسجد میں جمع ہونے سے روکا۔ جب اس طرح پوری پوری کامیابی نہ ہوئی۔ تو پولیس اور ملٹری کی نمایش کی گئی۔ اس سے مسلمانوں میں زیادہ بے چینی پھیل گئی۔ اسکے بعد ہر سہ مقامات بارہمولہ سوپورہ۔ ہندوارہ کے مسلمانوں نے بعض غیر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مسلم اہلکاران کے اشتعال انگیز حرکات سے برگشتہ ہوکر مسلم نمایندگان سرینگر کے ساتھ رابطہ واتحاد پیدا کرنا شروع کیا۔ دونوں جانب سے رسل ورسایل اور آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخر نمایندگان سرینگر کی ہدایت ہر جگہ لوکل نمایدے منتخب ومقرر ہوئے۔ بارہمولہ سے واپس آکر جب میں جواب دہی کیلئے حاضر ہوا تو حسب ذیل سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

(س۱) کیا آپکو سرینگر کی موجودہ شورش کے ساتھ کوئی تعلق ہے؟ (ج) بالکل نہیں!

(س۲) کیا سکول ماسٹر ہندوارہ اور انسپکٹر بنک ہندوارہ آپکے ڈیرہ پر اس قسم کے خیالات کا تبادلہ کرتے تھے؟ (ج) بالکل نہیں

(س۳) کیا آپ نے کسی افسر کے پاس یہ ظاہر کیا ہے کہ مسلمانوں کو بیگناہ گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ہے (ج) بالکل نہیں!

(س۴) کیا آپ نے کسی افسر کے پاس سرینگر کے بلوائیوں کی ہمدردی کا اظہار کیا ہے؟ (ج) بالکل نہیں!

(س۵) کیا ہندوارہ میں آپ نے اس معاملہ میں کوئی دلچسپی لی ہے (ج) بالکل نہیں!

جواب دیتے وقت مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ آیا میرے خلاف کس شخص نے رپورٹ دی ہے۔ اور اس معاملہ میں غیر معمولی طوالت کیوں دی گئی۔ بعد میں دریافت ہوا کہ آج سے دوسال پیشتر جب گورنر صاحب نے میرا تبادلہ پہاڑ منسوخ فرما کر مجھے ہندوارہ تبدیل کیا تھا تو خفیہ طور پر تحصیلدار صاحب اور محکمہ پولیس کو حکم دیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گیا تھا کہ وہ میرے نقل وحرکات کا خاص خیال رکھا کریں۔ چنانچہ اس خفیہ حکم کی تعمیل میں میری معطلی عمل میں آئی۔ حالانکہ گورنر صاحب نے مجھے اپنے فیصلہ ظاہری میں بے گناہ قرار دیا تھا۔ آخر جب سرینگر میں سمجھوتہ ہوا تو تحصیلدار صاحب نے حسب ہدایت وزیر صاحب بارہمولہ مجھے مضمون ذیل کی تحریر پیش کرینکا حکم دیا:..... ''میں آئندہ ایجی ٹیشن میں حصہ نہیں لونگا۔ اس پر میں نے کسی قدر اضافہ اس طرح تحریر پیش کی:۔ ''میں نے آجتک ایجی ٹیشن میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ نہ آئندہ لونگا''۔ مگر میری یہ تحریر بایں حکم واپس کردی گئی۔ کہ اگر حسب ہدایت تحریر پیش نہ کروگے۔ تو تمہارا بحال ہوجانا ناممکن ہے۔'' مجبوراً میں نے مجوزہ تحریر پر پیش کرکے کامل ایک ماہ کی معطلی اور پریشانی کے بعد ۲ ستمبر کو بحالی کا حکم حاصل کیا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک پرانا ادبی معرکہ

(پرتاب میگزین کے کشمیری حصہ پر ایک ناقدانہ نظر)

شانِ نزول

یہ مضمون ایک پچاس سالہ پرانے ادبی معرکے کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جیسا کہ مضمون کے متن پر نظر ڈال کر اندازہ ہوگا کہ اس صدی کی چوتھی دہائی میں سری پرتاپ کالج کے میگزین پرتاپ کے کشمیری حصے کے اس وقت کے ایڈیٹر نند لال امبار دار نے کلام مہجور پر چھینٹے اڑائے تھے اس کے جواب میں یہ مضمون ہفتہ وار البرق'' میں ابورشید کاشمیری کے نام سے شائع ہوا تھا اور اس میں بچارے امبار دار کی خوب خبر لی گئی تھی۔ اسی شمارے میں مرزا عارف کا وہ مضمون شامل ہے جس میں انہوں نے اس بارے میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے اس مضمون کو جس مسودے سے نقل کیا ہے وہ مہجور کے اپنے دستخط میں ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھنے کے علاوہ جب اس مضمون کے باخبر اور عالمانہ لب و لہجے اور الفاظ و اصطلاحات کے محل استعمال کو بھی زیر غور لایا جائے۔ تو اس نتیجے پر پہونچنے میں دِقت نہیں ہوتی کہ ''ابورشید'' مصلحت کے تحت اختیار کیا گیا فرضی نام تھا اور پردہ زنگاری کے پیچھے جو معشوق جلوہ گر تھا وہ خود مہجور ہے۔ دراصل یہ مقالہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجور کی ہی ذاتی تحریر ہے اس لحاظ سے یہ مہجور کی تنقیدی دستگاہ اور کشمیری زبان وادب کے مختلف معاملات پر اُن کے خیالات کا بڑا دلچسپ مُرقع ہے۔ آج اس مقالے کو لکھے ہوئے تقریباً نصف صدی کا زمانہ گذرا ہے لیکن اس کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ ذاتیات سے متعلق جملون کو الگ کر کے مہجور کے منطقی استدال، ان کی زبان شناس، سخن فہمی، وُسعت مطالعہ۔ کثرت معلومات اور تنقیدی بصیرت کا یہ گراں بہا نمونہ ان کے فکر ونظر کے مختلف گوشوں کو سامنے لاتا ہے۔ لُطف کی بات یہ ہے کہ زمانے نے مہجور کے موقف کو دُرست ثابت کر دیا ہے۔ کشمیری زبان میں فارسی اور دوسری زبانون کے مناسب الفاظ لانے کے متعلق ان کا نظریہ درست ثابت ہوا ہے لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ امبار دار کی تنقید کے بعد وہ اپنی شاعری میں الفاظ کے دروبست میں زیادہ محتاط ہو گئے تھے اور انہوں نے زیادہ سے زیادہ خالص کشمیری الفاظ استعمال کرنے کی سعی کی۔ روزمرہ اور کتابی زبان کے استعمال کے بارے میں انہوں نے شیخ علی حزین اور سراج الدین خان آرزو کے مباحثے کا جو تذکرہ کیا ہے وہ ان کی وسعت مطالعہ کا آئینہ دار ہے۔ اس تحریر میں رسول میر اور خود مہجور کی شاعری کے متعلق جو تبصرے کئے گئے ہیں وہ اگر چہ سبیل تذکرہ آئے ہیں لیکن وہ کشمیری شعر پر تنقید کی اولین اور بصیرت افروز کرنوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ بات بہت پُر لطف ہے کہ وہ اپنے شعری اور لسانی فتوحات کی نوعیت سے آگاہ تھے۔ مہجور نے اپنے کلام کی تعریف مین رابندناتھ ٹیگور کا جو اقتباس واوین میں دیا ہے اس کے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے لیکن اس سے بہر حال یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ اُن کے نام ٹیگور کے کسی خط سے ماخوذ نہیں ہے اس طرح سے ''کلیات مہجور کے دیباچے میں راقم الحروف

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے ان خطوط کے افسانہ ہونے کا جو استدالال قائم کیا تھا وہ اور مستحکم ہو جاتا ہے۔

بہر حال یہ تحریر مہجور کے شعری پیمانوں اور ان کے قوت استدلال کی ایک نہایت نادِر صورت پیش کرتی ہے اور چونکہ یہ اب تحقیق نگاروں کی دسترس میں نہیں ہے لہذا اسے غیر مطبوعہ تحریرات کے ساتھ شایع کیا جارہا ہے۔

(محمد یوسف ٹینگ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ابورشید کاشمیری

پرتاپ میگزین کے کشمیری حصّہ پر ایک ناقدانہ نظر

میرا ایک مضمون بعنوان پرتاپ میگزین پر ایک سرسری نظر'' ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء کے ہمدرد'' میں شائع ہو چکا ہے جس میں میں نے پرتاپ میگزین بابت ماہِ دسمبر ۲۶ء کے کشمیری حصہ پر ریویو لکھتے ہوئے پنڈت نندلال امبار دار سوپوری، ایڈیٹر کشمیری حصہ کو چند ادبی نقائص سے آگاہ کر کے مہذبانہ لب ولہجہ اور مشفقانہ انداز سے آیندہ احتیاط کا دوستانہ مشورہ دیا تھا۔ میگزین کا پرچہ بابت ماہ جون ۲۷ء کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ پنڈت نندلال نے میری حق گوئی کی کوئی قدر نہ کی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ بے باک، غیر مہذب اور گستاخ ہو گیا ہے اور گند اچھالنے پر آمادہ ہوا ہے۔ البتہ اب کے بجائے پانچ غزلوں کے اپنی تصنیف کی ایک ہی غزل درج رسالہ کر دی ہے۔ چونکہ نندلال نے میگزین میں عامیانہ، بازاری اور کمینہ زبان استعمال کی ہے اور بزرگوں کے پاس ادب سے بے نیاز ہوا ہے اس لئے ناظرین مجھے بھی کسی خاص احترام کے لئے پابند نہ سمجھیں۔

صائیب توبہ وشنام میلائے دہن را
ایں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دید

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سرورق پر لکھا ہے ''ایڈیٹر ۔این۔ایل ۔امباردار۔سوپوری۔بی اے سٹوڈنت'' چونکہ ایڈیٹر نے کشمیری حصہ مین اپنا سارا زور اس بات پر صرف کر دیا ہے کہ غیر ملکی الفاظ کشمیری زبان سے خارج کئے جائیں۔اس لئے اس کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اس طرح اپنا نام اور پتہ لکھے۔کیوں کہ یہ ساری عبارت غیر ملکی الفاظ کی بنی ہوئی ہے۔ایڈیٹر نے خود قاعدہ پیش کیا ہے کہ جس غیر ملکی لفظ کے لئے کوئی کشمیری لفظ نہ ملے اس کی صورت بگاڑ کر اس کو کشمیری بنانا چاہے۔پس ایڈیٹر کو لازم ہے کہ وہ آیندہ میگزین کے سرورق پر اپنا نام اور پتہ اس طرح لکھا کرے۔

''اڈی ٹر۔نندلالہ۔ڈھیروول۔سویرک چودا ہمہ ہیوند ژاٹھ''

سب سے پہلے اس بات کا افسوس ہے کہ اس نابالغ اڈی۔ٹر نے کشمیری زبان کے لئے جو رسم الخط اختیار کیا ہے وہ نہایت بے ہودہ غلط اور سرتا پا لغو ہے۔بعض الفاظ اور جملے اس طرح لکھے گئے ہیں کہ کوئی ماہر زبان کشمیری ان کا مفہوم نہیں سمجھ سکتا۔بعض الفاظ کا مطلب صرف قیاساً ہی معلوم ہو جاتا ہے۔رسم الخط یا طرزِ تحریر پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا۔مثلاً شکر چھو کو داتس کن۔امہِ الادہ پھو غلام الدین ٹاکھ''۔''پھو'' کا مطلب بھی فہم سے بالاتر ہے کشمیری زبان میں ''پُھو'' کے معنی پیٹ چاک کرنے کے ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ غلام محی الدین ٹاکھ کا کس لئے پیٹ چاک کیا جائے گا۔اسی طرح فقرات ذیل ''لیوند کلام''''تشریحہ سان وکرج''''کیت ولہ دریہ''''اجہ کیکہ پانس''اجہ ٹیکہ لیس۔وغیرہ کے معانی اور مطالب معما ہیں۔لیوند وکرج،ولہ وزیہ۔کیکہ۔شیکہ۔کشمیری زبان میں استعمال نہیں،نہ معلوم کہ اڈی۔ٹر نے کس خانہ سازِ کشزی سے لئے ہیں۔ادبی نکتہ نگاہ سے بھی کشمیری حصہ قابل ستائش نہیں بلکہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

قابل مذمت اور تنگِ کشمیریت ہے زبان بالکل سفیہانہ اور مُلا ہانہ استعمال کی گئی ہے۔ بزرگوں اور برگزیدہ ہستیوں کے احترام کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ان کی تحقیر کی گئی ہے۔نظمیں اور مضامین ادبی خوبیوں سے بالکل خالی ہیں۔اس پر بھی ایڈیٹوریل میں خودستائی کا حق ادا کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ پرتاپ کا کشمیری حصہ اس درجہ پر پہونچنے لگا کہ سب یار کہتے ہیں کہ کشمیری زبان زندہ ہونے لگی.....'' کشمیری زبان کی شعر وشاعری کا سلسلہ کشمیر مین ۳۵۰ سال سے فارسی شاعری کے بحروعروض پر جاری ہے اور اس کی اشاعت پچاس سال سے ہورہی ہے۔اس طویل عرصہ میں کشمیری زبان نے سینکڑوں شاعر پیدا کئے۔اب تک ہزار ہا کتابیں ہر مذاق، ہر مذہر، ہر ملت، ہر فن کی شائع ہوئی ہیں۔ان ہزاروں کتابوں کی نشر واشاعت سے تو کشمیری زبان کو زندگی نہیں ملی۔البتہ جب سے پرتاپ میگزین نے دو تین پرچوں کے چند صفحات غلط اور بے ہودہ کشمیری نویسی کے لئے وقف کئے ہیں۔اور خصوصاً جب اس کو۔سوپہ رک۔اڈی۔ٹر نصیب ہوا ہے، کشمیری زبان آسماں پر چڑھ گئی ہے۔

کشمیری زبان تمام مشرقی زبانوں سے زیادہ شیرین، مہذب اور اخلاقی زبان مانی گئی ہے ایران کا مشہور شاعر ملا ظہوری کشمیری زبان کی نمکینی کی قسم کھاتا ہے۔

بہ تُرکانِ غارت گرِ صبر وہوش بہ کشمیریانِ ملاحت فروش

اسی کشمیری زبان کو جس رسوائے عالم صورت میں ہمارے دارالعلوم کے ادبی آرگن نے دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ اس کے ادب نواز کارپردازان کا ہی حصہ ہے۔

میں نے قبل ازیں پرتاپ میگزین بابت ماہ دسمبر ۳۲ء پر ریویو لکھتے ہوئے نندہ لالہ کو فہمائش کی تھی کہ وہ شاعر نہیں ہے خواہ مخواہ کی بے ہودہ شعر گوئی سے کشمیری زبان کو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بدنام نہ کرے۔ مگر اس پر اثر نہ ہوا۔ اس لئے آج کی صحبت میں اس طفل بے ہودہ گو کی شاعری کا راز طشت از بام کر دیا جاتا ہے۔ کشمیر حصہ کی پیشانی پر کشمیری زبان کی ایک رُباعی درج ہے جو کہ نندہ لالہ کی طبع زاد ہے۔

کا شیر سونہ مرین یئے　　کتھ مدرتہ دِلہ سن یئے
ملہ نِشہ تھون پرین یئے　　کا شر ہیچھو پر اونوی

معلوم نہیں کہ آیا یہ رباعی ہے قطعہ ہے یا دوبیتی۔ اپنی طرف سے تو پہلے تین شعروں کا ردیف وقافیہ ملا دیا ہے۔ چوتھے کا علیحدہ لیکن پہلے تین مصرعوں کا ردیف ابھی غلط ہے۔ ''مرین'' کشمیری زبان میں کوئی لفظ نہیں۔ اس سے تو شعر بے معنی ہو جاتا ہے۔ البتہ دُلہن کو کشمیری زبان میں مہرین (مہارانی) کہتے ہیں۔ مرین کو مہرین تصور کر کے اس رباعی کا ترجمہ یہ ہے۔

اے کشمیری سورنے کی دُلہن　　زبان کی میٹھی دِل کی دُوکھی
میل سے اس کو صاف رکھو　　کشمیری پڑھنا سیکھو
یا پُرانی کشمیر سیکھو

کشمیری سونے کی دُلہن کو کہتا ہے کہ تُو تو صرف زبان کی ہی میٹھی ہے اندر سے تیرا دل کھوٹا ہے ناصاف ہے میلا ہے مصرعہ سوم میں کہتا ہے کہ اس کو میل سے صاف رکھ یعنی کیا ہوا اگر تیرا دل صاف نہیں تو اُوپر یا باہر کی صفائی رکھ۔ کشمیری دُلہن کیا ہوئی یہ تو کسی طوایفہ کی تعریف ہو رہی ہے۔ مصرعہ سوم میں سلسلہ کلام ٹوٹ جاتا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ کس کا صفائی کا حکم دیا جاتا ہے اور کسی کی صفائی کے لئے حکم ہے۔ دولہن اور پھر سونے کی دلہن کو میل سے صاف رکھنے کی تجویز کیا معنی رکھتی ہے، پھر کہتا ہے کہ یہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سب کچھ کر کے کشمیری پڑھنا سیکھو یا پُرانی کشمیری سیکھو۔

نہ معلوم کہ اس ننگ شاعری تک بند کو کشمیری دلہن اس کی شیرین بیانی، پھر دِل کی ناصافی اور پھر تاکید صفائی کے مضامین باندھ کر کیوں کشمیری زبان کی ترغیب دینے کی ضرورت پڑی۔

نندلالہ نے اپنی تصنیف کردہ ایک کشمیری غزل بہ عنوان ''نازل'' جو بحر مضارع مثمن الضرب ،مفصول، فاعلاتن پر لکھی گئی ہے درج میگزین کی ہے۔غزل چہار مصرعی ہے۔ ہر تین مصرعوں کے بعد'' تارن چھ گرایہ دورن'' کا مصرعہ بار بار آتا ہے۔

نندہ جو مہجور کی شاعری پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مہجور نے غزل ۴ کے مطلع کا مصرعہ ثانی کشمیری شاعر حقانی سے چُرایا ہے۔حقانی کشمیر کا ایک مشہور شاعر ،عالم ،مورخ اور صوفی تھا۔مہجور اس کا ہم صحبت تھا۔ جب مہجور نے یہ غزل لکھی حقانی زِندہ تھا۔کوئی اعتراض پیدا نہ ہوا۔نندہ لالہ کو یہ معلوم ہونا چاہے یہ سرقہ نہیں بلکہ حسن توارد ہے۔اور اگر بغور دیکھا جائے تو حقانی اور مہجور کے اس مشترکہ مضمون یا تخیل میں نقش اول اور نقش دوئم کا فرق نمایاں ہے۔طوطی ہند امیر خسرو دہلوی کے کلام میں اس قسم کی اکثر مثالیں جو موجود ہیں کہ انہوں نے مولانا نظامی گنجوی کے اکثر ابیات وقصائد کو دہرایا ہے۔مگر نقادان فن نے امیر خُسرو کو سارق قرار نہیں دیا اور نہ اُن کے وقار میں فرق آیا۔مگر افسوس ہے کہ دارالعلوم کشمیر کے انڈر گریجویت اور دوسروں کی پگڑیاں اُچھالنے والے بلند بانگ شاعر نندہ لالہ نے سری نگر کے ایک مشہور طنبوری، گداپیشہ، تک بند، ناخواندہ شاعر''غفار کاوہ ڈاری'' جیسے غریب کے مال پر دست تطاول دراز کر دیا ہے۔''غفار کاوہ ڈاری'' ۳۰۔۴۰ سال سے فوت ہوا ہے سری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نگر میں اس کے جاننے والے اب بھی اکثر موجود ہیں۔ وہ رباب نوازوں کی ایک جماعت کو ہمراہ رکھ کر سری نگر کے بازاروں میں اپنے طبع زاد اشعار سُنایا کرتا تھا اور اس طرح اپنا پیٹ پالتا تھا۔ حق یہ ہے کہ وہ باوجود ان پڑھ ہونے کے ہمارے نندہ لالہ سے بہتر شعر کہا کرتا تھا۔ اس کی ایک مشہور غزل کا یہ شعر خصوصاً اس کا مصرعہ اول ملاخط ہو۔

دۄرن ماران گڑایہِ حُو رو کھیۄ ارمانو

یم دُور زلفن ژھایہِ پاے میون کر جانانو

اس انڈر گریجویٹ سارِق نے شاید غفار کاوہ ڈاری کے کلام کو لاوارِث سمجھ کر اس پر قبضہ جمایا ہے۔

فلک نے لوٹ کے لٹوادیا حسینوں سے سمجھ لیا ہے کسی مُردے کا مال مجھے

بحر و عروض اور ردیف و قافیہ کے لحاظ سے بھی غزل صحیح نہیں۔ ''چھس'' مایہ بھریتھ ہن ہن'' ''بھریتھ'' کو غیر متحرک پڑھنے سے شعر ٹوت جاتا ہے۔ اگر متحرک پڑھا جائے تو غیر فصیح، پھر، ''شورہیش''، تولرہیش، کے مقابلہ پر ''تھرہیش'' ''چشمہ کڑکڑ'' ''بھڑ بھڑ'' کے مقابلہ پر ''دردریہ'' ''پُرن موٹھ'' کے ساتھ ''کرُن موٹھ'' ''دیس روٹ'' باندھنا کس قدر غلط ہے۔ اب ذرا خیالات کو دیکھے۔ غزل کا مطلع ہے۔

وچھتن یہ میأنی نازل مارن چھ گڑایہ دُورن

چھیہ ژھایہ دُورن مارن سوگرایہ دُورن

مِصرعہ اول میں شاعر نے اپنے آپ کو مذکر اور معشوق کو مونث قرار دیا ہے مصرعہ ثانی میں اپنے آپ کو مذکر اور معشوق کو بھی مذکر باندھا ہے۔ ''دور'' کشمیری زبان میں آویزہ کو کہتے ہیں۔ یہ دراصل دُر (موتی) ہے دُر سے دُور'' مشہور ہوا۔ کیوں کہ زمانہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گزشتہ میں آویزہ کی جگہ موتی استعمال کیا جاتا تھا۔ موتی کی جس قدر تعریف کی جائے بجا ہے۔ مگر اس کو آج تک شاعروں نے مختلف رنگوں میں پیش نہیں کیا۔ مگر ''غفار کا وہ ڈاری'' کا شاگرد معنوی در سیاہ، دُرِ سبز، دُرِ رنگین، در ملائی باندھتا ہے۔

کرہنین تہ سبز دُورن رنگین ملایہ دُورن

معشوقہ کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔

وچھتن یہ نارہ وزمل ہیر بون چھ نور چی چھل
باہ زونہ چھس پدن تل مارن چھ گرایہ دُورن

ترجمہ:۔ دیکھو اس برق آتش فشاں کو، اوپر سے نیچے تک وہ نور کا ٹکڑا ہے اس کے پاؤں تلے بارہ چاند ہیں۔

معشوقہ برق آتش فشاں، پھر وہی پیکر نور۔ اس کے پاؤں تلے بارہ چاند۔ بارہ چاند کا مفہوم سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر ناخن پا سے مُراد ہے تو وہ دونوں پاؤں کے صرف دس ہی ہیں پھر مشکل یہ کہ وہ پاؤں تلے نہیں، پاؤں کے سامنے ہوا کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ نندہ لالہ کی معشوقہ کے پاؤں کی چھ چھ انگلیاں ہوں، جیسا کہ اکثروں کی ہوا کرتی ہیں۔ لیکن پھر یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ ناخن کو ہلال سے تشبیہہ دی جاتی ہے چاند سے نہیں۔

ہلالے کہ برآسماں جائے اوست تراشیدہ ناخن پائے اوست

اُوج تہ زاجی تن گردن چھ پوشہ لٹہ ہن''

معشوقہ کی گردن کو دُمِ گل سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ یہ جدت ہے۔ آج تک تو شعرا فارس و ہند نے گردنِ معشوق کو صرف صراحی، دستہ عاج، بیاض، گردن آہو سے اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شعرا، کشمیر نے ''گردنِ قاز'' سے تشبیہہ دی ہے۔ دُم گل کی جدید تشبیہہ کا پیدا کرنے والا صرف ''غفار طنبوری'' کا فصلہ خوار شاعر ہی ہوسکتا ہے کشمیری زبان میں کسی ضعیف یا بیمار شخص کی گردن کو دُم ناشپاتی سے تشبیہہ دی جاتی ہے۔ ناشپاتی حاصِل گل ہے۔ اس لئے تشبیہہ سے جو تصور سُننے والے کی آنکھوں میں آجائے گا وہ محتاج وضاحت نہیں

''چھانورہ چی کمانی'' ''یاارجن یہ کانی'' ہیچ ہیچ ووچھم پکانی''

ترجمہ: کیا یہ نور کی کمانی ہے یا ارجن کی کانی ہے میں نے اس کو ٹیڑھی چال چلتے دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ نندہ لالہ کی معشوقہ کسی ارجن داس یا ارجن بٹ کی..... ہے اور اس کی ایک آنکھ میں نقص ہے۔ اس لئے وہ ٹیڑھی چلتی ہے کہتا ہے اگر ارجن کی..... بوجہ آشوب چشم کج رفتار ہے تو کیا ہوا۔ عاشق کی نظروں میں تو وہ ایک نور کی کمان ہے۔ کانی عورت کی کج رفتاری کو کمانِ نور سے تشبیہہ دے کر جو ندرت اس شعر میں پیدا ہوئی ہے وہ قابل داد ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی پرانے زمانے کا سخن فہم، دقیانوسی فارسی شاعری کا دِلدادہ اعتراض کرے کہ معشوقہ کے محاسن بیان کرتے ہوئے کیوں، مصائب بھی ساتھ ہی ظاہر کئے گئے۔ مگر ان کو معلوم ہو جانا چاہے کہ یہ گلستان بوستان کی شاعری نہیں۔ یہ دورِ جدید کی شاعری بلکہ انگریزی شاعری کی نقل ہے۔ یورپین شعرا ہر ایک نظم میں واقفیت کو دوسری باتوں پر ترجیح دیتے ہیں۔

''بادامہ چشمہ کڑ کڑ'' ''پیالے شرابہ بھڑ بھڑ'' ''دیسر سہ کیت دِلہ دریہ''

ترجمہ:۔ بادام جیسی آنکھوں نکال نکال کر، شراب کے بڑے بڑے پیالے'' آخری مصرعہ معما ہے اس لئے اس کا ترجمہ نہیں ہوسکتا۔ اس شعر کی تشریح غیر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ضرروی ہے۔خود ہی ترجمہ بتا رہا ہے۔کہ اس کا وہ ڈاری شاعر کے خوشہ چین نے فصاحت و بلاغت میں کیا کمال دِکھایا ہے۔

''یلہ تراوِمس پریشان پوشن چھ ہوش ڈالان''

ترجمہ:۔جب وہ بال بکھرا دیگی، پھولوں کے ہوش بگاڑ دیتی ہے۔

پہلے تو اس شعر میں ربط کلام نہیں۔پہلا مصرعہ شرطیہ ہے کہ جب وہ بال بکھرا دیگی کیا ہوگا چاہئے تو یہ تھا کہ پھولوں کے ہوش بگڑ جائیں گے۔مگر نہیں۔ہمارے ادبی رسالہ کا اڈی۔ٹر کشمیر کے قدیم وجدید شعرا کا نکتہ چین،غفار طنبوری'' کا دز دِدلاور، کہتا ہے کہ جب وہ بال بکھرا دیگی تو پھولوں کے ہوس بگاڑی دیتی ہے۔شعر میں کِس قدر منافقہ ہے۔یوں بھی تشبیہہ غلط ہے۔معشوقہ کے بال کھلے چھوڑ دینے سے پھولوں کا حواس باختہ ہوجانا کیا معنی رکھتا ہے۔بالوں کو پھولوں سے کیا نسبت؟ کیا نندہ جونے کہیں کا لالگلزار تو نہیں دیکھا۔؟

''کرنیدی باگہ پتے'' کرسے بونالہ متے''

''لاگس بو پوشہ پھتے''

معلوم نہیں کہ ''نیدی'' کا کیا مطلب ہے۔کشمیر زبان میں ایسا کوئی لفظ نہیں۔قیاس کے بنا پر یہاں اگر ''نیری پڑھیں گے تو شاید مطلب پورا ہوگا۔

ترجمہ:۔کب وہ (معشوقہ) باغ کے پچھلے طرف نِکلے میں اس سے ہمکنار ہوجاؤں گا اور پھول چڑھاؤں گا۔

عاشق باغ میں ہے اس کی معشوقہ بھی وہیں پھرتی ہے۔عاشق چاہتا ہے کہ اپنی معشوقہ سے بغلگیر ہوجائے۔مگر وہاں تماشہ بین موجود ہیں۔اب وہ تمنا کرتا ہے کہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کاش! میری معشوقہ باغ سے باہر دیوار باغ کے پیچھے نکل جائے تو میں اس سے ہمکنار ہو جاؤں اور اس پر پھول نثار کروں۔ کیا خلاف تہذیب اور مکروہ جذبہ ہے۔ کیسی پست خیالی ہے۔ ناظرین غور فرمائیں۔ یہ ہمارے معصوم بچے علم الاخلاق کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کارِ طفلان تمام خواہد شد۔

''پرتھ ساتہ چھم اچھن تل'' مے دیوہ سرچ یمبرزل''

''لاگن چھ سانگ ڈامبل''

ترجمہ:۔ ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔ دیوہ سر کی یمبزل'' (نرگس) بہانہ کرتی ہے کشمیری ڈانب کرتی ہے۔

''دیوہ سر''، تحصیل کولہ گام میں ایک پرگنہ ہے اور ایک گاؤں کا نام ہی ''دیوہ سر'' ہے کشمیری زبان میں ''نرگس دیوہ سر'' کوئی محاورہ نہیں اور نہ شاعر کو بہ ظاہر ''دیوہ سر'' سے کوئی نسبت ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس مہ جبین کو ہمارا گریجویٹ شاعر دل دے چکا ہے وہ دیوہ سر'' کی رہنے والی ہے۔

نندہ جو کی غزل کے پندرہ ۱۵ بند ہیں۔ ایک بند یا ایک شعر نقائص سے خالی نہیں بلکہ ایک ایک مصرعہ میں ایک سے زیادہ معائب ہیں۔ اگر تفصیل کے ساتھ لکھوں تو ایک دفتر تیار ہو جائے گا۔ البتہ اگر نندہ جو پرتاپ میگزین میں میرے اس مضمون کو شائع کرنے کا وعدہ کرے تو میں ضرور لکھوں گا۔ اور پھر اس شرط پر لکھوں گا کہ اگر ان نقائص میں سے ایک بھی غلط ثابت ہو جائے تو میں دس روپے فی غلطی کے حساب سے رقم ہرجانہ میگزین فنڈ میں داخل کروں گا اور آیندہ کے لئے نندہ جو کا شاگرد بنوں گا۔ اب نند لالہ کی غزل کا صرف خلاصہ مضمون درج کیا جاتا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نندہ لالہ ایک عورت پر عاشق ہوا ہے اس کا نام ''یمبز ل'' ہے وہ ارجن داس'' یا ''ارجن'' ساکن دیوہ سر''تحصیل کولہ گام کی..... ہے۔اس کی ایک آنکھ میں ذرا سا نقص ہے۔اس کی گردن سُوکھی ہوئی ہے وہ اچھے اچھے کپڑے زیب تن کرتی ہے۔کبھی کبھی کھلے بال چھوڑ کر فریفتہ کر دیتی ہے،طالب علموں کو پڑھنا بھول جاتا ہے۔اس کے کانوں میں کئی رنگ کے آریزے ہیں۔کبھی کبھی وہ ڈاشتی بھی ہے۔اس سے خیالات بچپن ابھی دور نہیں ہوئے۔اس میں عاشق کی محبت ضرور ہے مگر وہ اپنے آپ کو قابو میں نہیں دیتی۔وہ بہانہ جو اور مکارہ ہے۔اس کی آواز میٹھی ہے۔کاش! وہ ایک دفعہ باغ کے پیچھے میرے قابو آجائے تا کہ میں اس سے دِلی مراد پُورا کروں کوئی دوست عاشق کو ملامت کرتا ہے کہ تجھے کیا ہوا۔وہ کہتا ہے ''وچھ کونہ چھٹک وچھانی'' دیکھو! کیوں نہیں دیکھتا کہ آیا جس پر میں فریفتہ ہوں،وہ کیا ہے؟

سانی ون تو نندہ لالس بندگی گندگی ون ون تجن شرمندگی

نندہ لالہ کی شاعری کا کمال تو آپ نے دیکھ ہی لیا۔اسی بل بوتے پر آپ مہجورؔ کاشمیری کی شاعری پر معترض ہیں۔چنانچہ آپ نے ایک مضمون بہ عنوان ''مہجورؔ نیہ خامیہ''یعنی مہجورؔ کی خامیاں درج میگزین کیا ہے۔پہلے عنوان ہی حرف بہ حرف سرقہ یا نقالی ہے۔ہندوستان میں کسی نے ایک مضمون بہ عنوان ''اقبال کی خامیاں'' لِکھا ہے۔کشمیری شاعری اور کشمیری زبان کو رُسوا کرنے والا اڈی۔ٹریہی عنوان قائم کرتا ہے۔مضمون میں صرف اس بات پر زورِ قلم صرف کیا گیا ہے کہ مہجورؔ نے اپنے کلام میں فارسی الفاظ کثرت سے استعمال کئے ہیں۔چوں کہ خالص کشمیری کلام نہیں اس لئے اس کی کچھ وقت نہیں۔چاہے بہ لحاظ۔تخیلات،مضمون آفرینی،جدت و ندرت کے وہ کتنا ہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بلند کیوں نہ ہو۔نندہ جو نے فارسی الفاظ کا نام ناجائز فارسی رکھا ہے۔مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ اگر خود نندہ لالہ یا اس کو کوئی دوست شام پریم نگری'' یا پرتھوی ناتھ ملا'' فارسی یا غیر ملکی الفاظ استعمال کرے تو وہ جائز ہیں۔جی ایم صابر'' اور محمد عثمان فاضلی کا کلام اس لئے ٹھیک نہیں کہ انہوں نے فارسی الفاظ استعمال کئے ہیں۔کیا شاما پریم نگری نے صبح، شام، د، لارام، مستانہ، بے پروا، نو بہار، دوان، جوانی، فارسی الفاظ استعمال نہیں کئے۔ کیا مستانہ بے پروا سالم مصرعہ فارسی نہیں کیا پرتھوی ناتھ کے کلام میں عالم، یاری، غم، بازاری، دل، کاری، شوق، یاری، گلزاری، بیداری، گلناری فارسی الفاظ نہیں ہیں؟ کیا ان الفاظوں کے عوض ان کو کشمیری الفاظ نہیں مل سکتے تھے؟ کیا وجہ ہے کہ نندہ لالہ نے بحیثیت ایڈیٹیران کے کلام کے نیچے نوٹ درج نہیں کئے۔

نندہ جو نے اپنے کلام میں سینکڑوں غیر ملکی الفاظ استعمال کئے ہیں۔اپنی کمزوری کو زیر پردہ رکھنے کے لئے بعض فارسی الفاظ کی ظاہری صورت تبدیل کردی ہے۔اکثر غیر ملکی الفاظ ایسے استعمال کئے گئے ہیں جو کہ کشمیری زبان سے اس قدر غیر مانوس ہیں کہ خواندہ اصحاب بھی ان کے معانی ومطالب اچھی طرح نہ سمجھیں گے مثلاً۔سکشن، ادبی، ڈراما، خوشاندام، شانت مَن، باگوان، بحروعروض، گریمر، نگران، پروفیسر، تنقیدہ وتبصرہ۔سچی گوئی، تصور، جملی، مفہوم، ادبی نکتہ نگاہ، ادبی گونہ دوشہ، وچار، میں نندہ لالہ سے پوچھتا ہوں کہ اس نے اس قدر غیر ملکی، غیر مانوس الفاظ کیوں استعمال کئے۔اگر ان الفاظ کے عوض اس کو کشمیری الفاظ نہ ملے تو اس کو ماننا پڑے گا کہ ہماری زبان ابھی تک اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہے۔اظہار مطالب کے لئے کشمیری زبان کو ضرور دوسری زبانوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ایسی صورت میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اگر کوئی شاعر مجبوراً غیر ملکی الفاظ استعمال کرتا ہے تو تنگ خیال اور کم ظرف اڈی، ٹرکی پیٹ میں کیوں درد پیدا ہو جاتا ہے۔ میں نندہ جو کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر اس کے استعمال کردہ الفاظ مندرجہ صدر کے معانی سری نگر کا ایک خواندہ آدمی یا کشمیری کسان بیان کرے تو میں اس کو منہ مانگا انعام دوں گا۔ بخلاف اس کے کلام مہجور کے وہ فارسی الفاظ جن کو نندہ لالہ نے غیر مانوس اور مشکل قرار دیا ہے ان میں سے الفاظ ذیل دِلدار، شیوہ، دامان، مرگ، بُلبل، گُلمار، نان، کالہ، شہمار، کیناواری، زمزہ، وغیرہ کے معانی ومطلب اگر یہ ایک ناخواندہ کشمیری کے سمجھ میں نہ آئے تو نندہ لالہ مستحق انعام ہے۔

حقیقی شاعر کا طائرِ تخیل جب پرواز پر آتا ہے تو وہ قواعد عروض کے سلاسل اور لفاظی کی قید و بند سے آزاد ہو کر اُڑتا ہے۔ وہ ایک پیامبر ہے اس کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اصل مُدعا کو حسن لفاظی پر قربان کرے۔ جناب ٹیگور اپنی سوانح عمر میں خود لِکھتا ہے۔

''عروض کے قواعد، الفاظ کے استعمال اور اظہار خیالات کے میدان میں، میں نے اپنے آپکو بے لگام تخیل کے حوالہ کر دیا تھا۔ تب فاضل نقادوں نے مجھ پر سخت چوٹیں کیں اور مذاق اڑانے والوں نے فلک دوز قہقہے لگائے۔ میری کم سوادی اور بے راہ روی نے مجھے ادبی مجرم بنا دیا۔ جب میں نے شعر کہنا شروع کیا، میں مضحکہ انگریز طور پر چھوٹا تھا۔ انگریزی دانی کا مجھے تمغہ حاصِل تھا نہ عمر کی سند''..... ملاحظ ہو اسوانح ڈاکٹر ٹیگور صفحہ۔۹، مطبوعہ دِشوار بھارتی بک شاپ کلکتہ۔ ۳۱ کارنوولیس اِسٹریٹ۔

پرتاپ میگزین کا کشمیری ''اڈی ٹر'' ''ایڈیٹر'' کلام مہجور کی نسبت رقمطراز ہے کہ:۔ ''ناخواندہ اور کشمیری زبان سے ناواقف باہر (بیرونِ کشمیر) کے لوگ اندھوں کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

طرح کہتے ہیں کہ (مہجور کا کلام) اچھا ہے۔''

اب سوال حل طلب ہے کہ بیرون کشمیر کے کن لوگوں نے کلام مہجورؔ کو اچھا سمجھا ہے اور نندہ لالہ مدیر کشمیری حصہ پرتاپ میگزین کا اشارہ کن لوگوں کی طرف ہے۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے کشمیر اور بیرون کشمیر کی ادبی دنیا اس سے بخوابی آگاہ ہے کہ ایشیا کی مایہ ناز ہستی، مشرق کے بے نظیر سخنور، بنگال کے مہاپُرش جناب، ٹیگور'' نے مہجور کا شمیری کے کلام کو پسند فرمایا ہے۔ ایک غیر زبان کے شاعر نے کشمیری زبان کے ایک غیر معروف شاعر کی شاعرانہ قابلیت کو کیوں اعتراف کیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مہجورؔ کا شمیری کی غزل[۱] کے چند ابیات کا ترجمہ کسی صاحب نے بنگال کے مشہور ادبی رسالہ ''ماڈرن ریویو'' انگریزی میں شایع کرایا تھا۔ جب وہ مضمون حضرت ''ٹیگور'' کی نظر سے گذرا تو انہوں نے اسے بے حد پسند فرمایا۔ اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ انہوں نے اپنے پیروخاص، شانتی نکتین کے معلم، پروفیسر ڈاکٹر دیوندر ستیارتھی صاحب۔ ایم۔اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی، ڈائیرکٹر آل انڈیا فوک سانگس مشن کو ۱۹۴۴ء ۳۵۰ کے موسم سرما میں مہجورؔ کا شمیری کا سارا کلام اور دیگر حالات فراہم کرنے کے لئے کشمیر بھیج دیا۔ چنانچہ ستیارتھی صاحب کے کشمیر میں ایک ماہ تک قیام فرما کر مہجورؔ کا کا شمیری کا سارا کشمیری کلام فراہم کیا اور اس کا بامحاورہ ترجمہ کشمیر کے کہنہ مشق ادیب اور فاضل مورخ اور محقق زبان جناب پنڈت آنند کول صاحب بامزی کے ذریعہ کرایا اور مہجورؔ کے دیگر حالات بھی لکھے۔ یہاں سے واپس جا کر جب ستیارتھی صاحب نے اپنا کارنامہ پیش کیا تو دنیائے شاعری کے فاتح اعظم ''جناب ٹیگور'' نے مہجورؔ کا شمیری کی شاعری کے متعلق خیالات ذیل کا اظہار فرمایا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''کشمیر کا یہ گمنام شاعر، مشرق اور مغرب کے بہترین شعراء سے زیادہ خوبصورت انداز میں نہایت باریک چیزیں پیش کرتا ہے۔ مہجور اور مجھ میں زیادہ فرق نہیں۔ صرف یہ کہ میں بہت دیر سے لکھنے کی وجہ سے عوام میں روشناس ہو چکا ہوں اور مہجور اپنے دیس کے باسیوں کی ناقدردانی کی وجہ سے گمنامی کے دِن کاٹ رہا ہے۔''

اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ نندہ لالہ مدیر کشمیری پرتاپ نے بیرون کشمیر کے مدح خوانان مہجور کو اندھا تو قرار دیا ہے۔ مگر یہ کیسے ثابت ہوسکتا ہے کہ اس کا روئے سخن جناب ٹیگور کی طرف ہی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ بیرون کشمیر کے کسی شاعر یا ادیب نے جناب ''ٹیگور'' کے سوا کلام مہجور کی ستائش نہیں کی۔ اگر کسی ادبی رسالہ یا اخبار نے کچھ لکھا بھی تو وہ ٹیگور صاحب کی تقلید ہے۔ علاوہ اس کے نندہ لالہ خود ہی اس شبہ کو رفع کرتا ہے۔ اور ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کا روئے سخن کس کی طرف ہے جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے۔

''ٹیگور کی خوشامد سے مت ڈرو۔ کیوں کہ وہ انگریزی اور بنگالی زبان کا شاعر ہے۔ اس کو کشمیری زبان سے کوئی واقفیت نہیں۔ اس کے علاوہ بڑے ڈاکٹر ٹیگور نے ابھی تک یہ نہیں سُنا ہے کہ مہجور کہتا ہے (اپنے محبوب سے) میں تیرے لئے بھیڑ دو ذبح کر کے رکھوں گا''

افسوس اور صد ہزار افسوس کہ پرتاپ میگزین کے بدزبان اور بداخلاق کشمیری ایڈیٹر نے ملک الشعراء عالم جناب ٹیگور کی تحقیر کی، ان کا نام حقارت سے لیا اور ان کو اندھا ہونے کا ناپاک الزام دیا۔ تاریخ کشمیر میں یہ واقعہ کشمیری زبان کیلئے ہمیشہ باعث ندامت و شرمندگی ثابت ہوگا۔ کہ یہاں کے دارالعلوم کی ایوانِ عالیہ سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آسمان ادب کے مہر و درخشان فخر ایشیا کی محترم ذات کے خلاف تحقیر کی آواز بلند ہوئی۔ اس گناہ پر کہ اس نے کیوں ہمارے ایک وطنی شاعر کی ادبی قابلیت کا اعتراف کیا۔ دنیا کی ادبی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا حسرتناک واقعہ ہے۔

نندہ جو غیر کشمیری ادیب اعظم کو اس لئے اندھا قرار دیا کہ وہ کشمیری زبان سے نا واقف ہے۔ مگر کشمیری زبان کے مایہ ناز ادیباں اور محترم علم دوست حضرات اور ماہران زبان جناب پنڈت آنند کول صاحب بامزئی جناب پنڈت کشپ بند ہو صاحب، جناب پردیسی صاحب، جناب پنڈت پریم ناتھ صاحب کنہ ایڈیٹر روزنامہ مارتنڈ، جناب پنڈت ایس این کول صاحب کیسری اور مدیر البرق جناب ایم اے صابر صاحب اور جناب پنڈت گواشہ لال صاحب مدیر کشمیر ٹائمز نے بھی ان کی شاعری کو تسلیم کیا ہے اور ان کی زبان دانی اور ادبی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے متعلق نندہ جو کی کیا رائے ہے اور وہ کس سزا کے مستحق ہیں؟

نند لالہ کہتا ہے کہ ''کشمیر کے شعراء محققین میں سے صرف حبہ خاتون، مسز بھوانی داس، پرمانند مٹن، نورالدین کا کلام ہی لائق اور اس قابل ہے۔ کہ درج پرتاپ میگزین کیا جائے، ناظم، حقانی، رسول میر، کرشنہ رازدان، مقبول شاہ کا کلام زبان کے لحاظ سے بلند نہیں، فارسی سے پُر ہے اس لئے ان کے کلام کا انتخاب گاہ گا ہے درج میگزین ہوگا۔ زیادہ تر دیہات کا کشمیری کلام درج ہوگا۔ کیوں کہ اس میں سچا لطف ہے اور اچھی زبان ہے۔ پرتاپ میگزین میں پرانے استادوں کا کلام زیادہ درج کرنے کی گنجائش نہیں۔ کیوں کہ ہمارا مقصد بازاری زبان کو فروغ دینے کا نہیں بلکہ پاک اور صاف ادبی کشمیر کو آج سے ۳۱/۲ سو سال پیشتر ''حبہ خاتون'' نے موجودہ کشمیری غزل کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بنیاد قائم کی۔اس بنیاد پر، مسز بھوانی داس'' نے دیواریں بنوائیں، مگر اس بنیاد پر جو قصر رنگین تیار ہوا وہ، رسول میر شاہ آبادی'' کی پختہ خیالی، جادو بیانی اور دماغی محنت وعرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ گویا میر شاہ آبادی کو شعراء کشمیر میں بلحاظ غزل گوئی وہی مرتبہ حاصل ہے جو کہ ایرانی شعراء میں سعدی اور حافظ کا ہے کشمیری زبان کو فخر ہے کہ اس نے رسولؔ میر جیسا نازک خیال شاعر پیدا کیا۔ یہ درست ہے کہ محمود گامی کے بعد جس قدر شعرا کشمیری زبان نے پیدا کئے وہ بجائے خالص کشمیری زبان استعمال کرنے کی فارسی آمیز کلام کی طرف راغب ہوئے۔ یعنی ضرورت سے زیادہ غیر مایوسی فارسی الفاظ کشمیری زبان کے اشعار میں استعمال ہوئے۔ میر شاہ آبادی ان ریختہ گو شعراء کے علمبردار ہیں۔ان کے بعد سینکڑوں شاعر پیدا ہوئے اور وہ سب ریختہ گر پائے گئے ۔ہمیں ضرور ان کی ریختہ گوئی سے اختلاف ہے۔ اور آئندہ کیلئے ان کی تقلید کشمیری زبان کیلئے سودمند نہیں ہے۔لیکن کشمیری زبان کی جو خدمت ان لوگوں نے کی ہے اور جو ذخیرہ کشمیری لٹریچر کا انہوں نے چھوڑا ہے اسے ہم دریا برد یا ضائع نہیں کر سکتے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی قدر کریں۔حبہ خاتون، مسز بھوانی داس، پرمانند، نورالدین کی چند غزلیات اور متفرق کلام ہی کشمیری زبان کی چہار صد سالہ شاعری کا سرمایہ تصور نہیں ہوسکتا۔نندہ جو کہتا ہے کہ میگزین میں گاؤں کی کشمیری درج ہوگی۔اس مہمل فقرہ کا مطلب سمجھ نہیں آتا۔ اگر گاؤں کی کشمیری سے دیہات کے رہنے والے شعراء کا منظوم کلام مراد ہے تو وہ کون سے شعراء ہیں۔آیا زمانہ ماضی کے یا زمانہ حال کے۔اگر زمانہ ماضی کے ہیں تو میں افسوس سے کہتا ہوں کہ جن شعراء کا کلام میگزین کے لئے نا پسند ہوا، وہ سب دیہات کے رہنے والے ہیں۔اگر موجودہ شعراء کشمیری کا کلام درج

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوگا تو آج کل دیہات میں کوئی مسلمہ شاعر نہیں ہے۔ البتہ عبلی ڈارنو گام، سرینگر کے بازاروں میں روزانہ رباب نوازوں کی ٹولی کے ساتھ لوگوں کو اپنا تازہ کلام سناتا ہے اور نندہ لالہ کے استاد معنوی غفار کا وہ ڈاری کی یاد تازہ کر رہا ہے۔ شاید اسی کا پاکیزہ کلام آئندہ ہمارے ادبی رسالہ میں درج ہوگا۔ نندہ جو کو بازاری اور مروجہ کشمیری زبان سے نفرت ہے، وہ پاک وصاف ادبی کشمیری ہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پاک وصاف ادبی کشمیری گذشتہ شعراء کے ہاں نہیں۔ شاید پاک وصاف ادبی کشمیری سے نندہ لالہ کا اپنا کلام مراد ہے جس کا نمونہ آپ نے غزل ''نازل'' میں پیش کیا ہے۔ کہنے کو تو نندہ جو کہ بازاری زبان سے نفرت ہے۔ مگر جو زبان آپ نے میگزین میں استعمال کی ہے، وہ تو سوپور کے ہانجیوں کی معلوم ہوتی ہے ملاحظہ ہو: ہکھ (حق) لایکھ (لائق) ماشوکھ (معشوق) وغیرہ وغیرہ۔

دارالعلوم کشمیر کے طفل ناداں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کسی زبان کو وہی شاعری صحیح اور مکمل تصور کی جاتی ہے جو کہ بازاری اور مروجہ زبان میں ہوگی۔ اس غرض کے لئے اس کو شیخ علی حزین ایرانی اور سراج الدین خان آرزو اکبرآبادی کا مباحثہ زبان پڑھنا چاہئے۔ اگر وہ دستیاب نہ ہو سکے تو مہرشی ''جناب ٹیگور'' کی سوانح حیات کا بہ غور مطالعہ کرنا چاہئے۔

کلام مہجور پر اعتراض کرتے ہوئے نندہ لالہ کہتا ہے کہ ''کیناواری کی ترکیب داہیات ہے'' ''کینا'' کشمیری اور واری'' فارسی ہے۔ اس سے زیادہ بے ہودگی کس کو کہتے ہیں''۔

ناظرین داد دیں کہ معترض ہمارے دارالعلوم کی ہائی کلاس کا طالب علم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔عنقریب فارغ التحصیل ہونے والا ہے''کینا''اور داری'' کے جداگانہ معانی نہ معلوم کہ کس کتاب یاڈِکشنری سے لئے گئے ہیں۔بات صرف اتنی ہے کہ کینہ ور'' فارسی لفظ ہے''کینہ ور'' سے کینہ وری'' ہوا یہی لفظ کشمیری زبان میں بگڑ کر کثرت استعمال سے کینا واری'' بنا۔نندہ جو کی غزل کا عنوان ''نازل'' ہے۔ناز'' فارسی اور''ل'' نسبت کشمیری ہے۔جیسا کہ ''یڈ''''یڈل'' زِد،زدل۔کتھ کتھل''''ژوپ''۔ژیل'' آتا ہے۔اسی طرح ''سوپوری لفظ ہے۔ ''سوپور۔'' کشمیری اور مائے نسبت فارسی ہے۔کیا مجھے اجازت ہے کہ میں عرض کروں کہ اسی کو کہتے ہیں کہ والدہ سوپور کی اور ابا جان شیراز'' کے۔نندہ جو کی علمی قابلیت اور زبان دانی پر یہ مثال صادق آتی ہے کہ

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا الایا ایہا الساقی اور کاساونا ودلہا''

نندہ لالہ کہتا ہے کہ مہجور نے ۔ بیہ تھادے برہ مار مارے ،لکھ کر اپنے جان کی قربانی کے عوض معشوق کو بھیڑ وکی قربانی پیش کی ہے۔''لیکن اس خیال کو آج سے صدہا سال پیشتر اسی ''حبہ خاتون'' نے نظم میں باندھا ہے جس کی شاعرانہ قابلیت کا نندہ جو کو اعتراف ہے۔

دل تارِ کورتھم دِلبرِہ ون تو ژِہ ون دِن کہہ برہ
اژتم برہ مارے برہ کریو پوشن انبر
ینہ چانہ شاد ءِکژاہ برہ ون تو ژِہ ون دن کہہ برہ

(ملاخط ہو کتاب موسیقی فارسی وکشمیری،مقام سہ گاہ مرتب یوسف شاہ چک بادشاہ کشمیر درسال ۹۸۱ ہجری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کشمیری زبان کے محقق اور نقاد نندہ لالہ کو یہ سُن کر ضرور رنج ہوگا کہ ''حبہ خاتون'' کی سوانح عمری معہ ترجمہ وتشریح کلام آج کل انگریزی میں زیرنگرانی جناب ٹیگور شانتی نکین میں شائع ہورہی ہے[1]۔اس میں غزل مندرجہ صدر کی پوری تشریح درج ہے۔باقی رہا مہجور کا مصرعہ زیر بحث ،اس کا مفہوم نہایت بلند اور پاکیزہ ہے۔اگر نندہ جوکو سننے کا شوق ہے تو وہ شاگرادنہ حیثیت سے جناب مہجور کاشمیری کے پاس نہیں، بلکہ میرے پاس حاضر ہوجائے اگر میں اس کو قائل نہ کراسکا تو مبلغ دس روپے ہرجانہ ادا کروں گا۔

''کلام مہجور کی مقبولیت کے متعلق نندہ لالہ نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ:۔

''مہجور کا کلام آسان ہے اور راگ (ترنم) سے پُر۔اس لئے لوگوں کو پسند ہے اس میں کانوں کا سکھ ہے علمی خوبی نہیں۔''

نندہ لالہ کے لئے لازم ہے کہ وہ پہلی فرصت میں کسی اچھے ڈاکٹر سے اپنے دِماغ کا ملاخطہ کرائے کیوں کہ ان کے بے ربط اور پریشان کلام سے شُبہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کو مالی خُلیا کی علّت پیدا ہوئی ہے۔پہلے اس بات کا رونا رویا گیا ہے کہ کلام مہجور مشکل اور فارسی سے پُر ہے۔کوئی کشمیری اس کے اشعارے کے معانی ومطالب نہیں سمجھ سکتا۔پڑھنے والے کو قیامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔دوراز کاراور غیر مانوس فارسی الفاظ جابجا استعمال کئے گئے ہیں۔ملکی زبان کو برباد کررہا ہے۔کلام محض بے ہودہ ہے۔ایسی شعر گوئی تو ایک بچہ بھی کرسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔لیکن اب کہتا ہے کہ'' کلام آسان ہے اور اس میں ترنم ہے''

غزل کی مقبولیت میں راگ اور ترنم کو ضرور دخل ہے۔مگر یہی ایک وصف تنہا غزل

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کی ہر دلعزیزی کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا کشمیری شاعروں کی ہزار ہا غزلیں ملک میں موجود ہیں۔ کیا ان میں سے کسی ایک غزل میں بھی ترنم نہیں؟ کیا وجہ ہے کہ کلام مہجورؔ کی طرح ملک میں ان کی گونج نہیں؟ نندہ جو کے استادِ ازلی ''غفار کاوہ ڈاری کے پیش رو رباب نواز شاعر ہر روز سری نگر کے گلی کوچوں میں ساز وسامان اور سرتال کے ساتھ لوگوں کو اپنا طبع زاد کلام سنایا کرتے ہیں۔ کیا اس میں ترنم نہیں؟ کیا وجہ ہے کہ لوگ ان غزلوں کو یاد کر کے اپنی جگہ اپنا شوق پورا نہیں کرتے؟ مہجورؔ پیشہ ور شاعر نہیں، نہ اس کو گانا آتا ہے اور نہ اپنا کلام لوگوں کو سناتا ہے، نہ اس کو اتنی فرصت ہے کہ وہ لوگوں کو اپنا کلام یاد کرائے یا یاد کرانے کی ترغیب دے۔ بہ ایں ہمہ اس کے کلام کی مانگ اور قدر ومنزلت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کشمیر کے چھوٹے بچوں کی زبانوں پر اس کے اشعار بے اختیار جاری رہتے ہیں، نندہ لالہ کے سر پیٹنے سے کیا ہوگا۔

مہ فشاند نور سگ عو عو کند

نندہ لالہ مہجور کی علمی قابلیت کے متعلق کہتا ہے کہ تعلیم یافتوں کی شاعری اور ہے گلستان بوستان پڑھ کر شاعر بننا اور بات۔ ایسی شاعری تو ایک بچہ بھی کرسکتا ہے۔''

یہ درست ہے کہ صحیح شاعری تو گریجوٹ بن کر ہی آتی ہے۔ آیندہ اگر کسی کو ذوق شاعری ہو تو وہ سری نگر کے پرتاپ کالج سے اس فن کو حاصل کرے، وہاں ٹریننگ ملتی ہے کہ کس طرح ''غفار کا ڈاری'' کے شاعرانہ سرمایہ پر ڈاکہ مارنا چاہیے۔ اگر نمونہ دیکھنا ہو تو ہمارے ملک کے جعفر زٹلی'' اور ہمارے کالج کے طفلِ بے شعور شاعر کی تازہ غزل ''نازل'' کا ملاحظہ بہ غور کیا جائے۔ کیا تاریخ دان نندہ جو بتا سکتا ہے کہ اس کے پسند کردہ شعرا۔ حبہ خاتون''، مسز بھوانی داس، پرماننو رالدین کی تعلیمی کوالیفیکشن کیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے؟ کس کالج سے انہوں نے سندیں حاصل کی ہیں؟ اور کب تک وہ بی۔اے سٹوڈنٹ رہے ہیں؟ ممکن ہے کہ نندہ لالہ ان کا زاہد و عابد اور خدا دوست ہونا ان کی بزرگی کی سند میں پیش کرے۔ مگر اس طفل ہیچمداں کو معلوم ہونا چاہے کہ فن شاعری اور چیز ہے زاہد و عارف ہونا اور چیز۔

غزل کے لوازمات، زبان کی فصاحت وسلامت، حسن ادا، جوش بیاں، سوز و گداز، تخیلات کی بلندی، ترنم ہیں۔ اگر غزل میں ان سامانوں میں سے کوئی سامان موجود نہیں ہے تو غزل مقبول نہیں ہوسکتی۔ میر شاہ آبادی کے کلام میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ مگر زبان ذرا نامانوس ہے، غزل ہمیشہ ملک کی مروجہ اور بازاری زبان میں ہونی چاہے۔ وہی قبول عامہ کا شرف حاصل کرسکتی ہے مہجورؔ کاشمیری نے غزل کے لئے مروجہ بازاری زبان اختیار کی ہے۔ ان کی ابتدائی دو تین غزلیں ضرور سخیتہ گوئی کا نمونہ ہیں۔ وہ انہوں نے کشمیر کے شعراء متاخرین کے تتبع میں لکھی ہیں۔ لیکن جلدی اس راہ سے قدم ہٹا کر اس نے اپنی شاعری کے لئے ایک نئی شاہراہ پیدا کرلی۔ کشمیری غزل میں آپ نے ہی نئی تشبیہیں ندرت وجدت، تخیل آفرینی، صنائع و بدائع اور نئے محاورات داخل کئے۔ کشمیری شاعری میں ملکی مناظر کی خوبیاں اور دل آویزیاں بیان کیں۔ غرض کشمیری شاعری کو ان باتوں سے روشناس کردیا جن کی اس میں کوتاہی اور کمی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مہجور کی غزلیں انتہا سے زیادہ مقبول ہیں۔ اب تک شاید مہجورؔ کی تیس ہی غزلیں شائع ہوچکی ہیں۔ یہی غزلیں ملک کے بچہ بچہ کی زبان پر جاری ہیں۔ اگر اس کلام میں مبہم، غیر مانوس، دوراز فہم اور ثقل الفاظ ہوتے تو ہرگز یہ کلام اس قدر مقبول نہ ہوجاتا، بہرحال مہجور ہی وہ ہستی ہے جس نے موجودہ عہد میں کشمیری زبان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کو دوبارہ زندہ کیا۔ مہجورؔ کے کلام کا ہی یہ معجزہ ہے کہ اہل ملک کے دل سے اپنی مادری زبان کی دیرینہ نفرت دُور ہوئی۔ کلام مہجورؔ کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اہل ملک کے علاوہ غیر ملکی گانے والوں نے کشمیری گانا یاد کیا اور شوق سے گایا کلامِ مہجورؔ کا ہی یہ کمال ہے کہ کشمیر کے دارالعلوم[1] کا ادبی رسالہ کشمیری حصہ شائع کرنے پر مجبور ہوا یہ اور بات ہے کہ کشمیری حصہ کا ''اڈی۔ٹر'' احسان فراموش اور کور مذاقی کا حق ادا کرتے ہوئے بجائے شکر گذاری کے بدزبانی اور تحقیر سے پیش آرہا ہے۔ کلام مہجورؔ اہل کشامرہ کے لئے باعث فخر ہے ہر ایک پہلو سے پاکیزہ اور بلند ہے۔ نندہ جوان محاسن کو معائب کی صورت دے کر پبلک میں پیش کررہا ہے۔ اس کا جواب مختصر الفاظ میں سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ ؎

چشم بداندیش کربرکندہ باد
عیب نماید ہنرش دَرنظر

---

[1] اشارہ شری پرتاپ کالج کے میگزین (پرتاب) کی طرف ہے اُس وقت یہ کالج وادی کی سب سے بڑی درسگاہ تھا اور یہ رسالہ کشمیریوں کے ادبی اظہار کا واحد وسیلہ۔ (ٹینگ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کل ہند اردو مشاعرے کے موقعہ پر وزیر تعلیم جناب علی محمد نائیک سیکرٹری اکادمی جناب ٹینگ صاحب

کے ساتھ۔

مشاعرے کی صدارت وزیر تعلیم جناب نائیک صاحب نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب مظہر امام

نے انجام دیئے۔ ان کے پہلو میں ایڈیٹر شہزادہ محمد احمد امرابی ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ماتم شوپیان ایک منظر

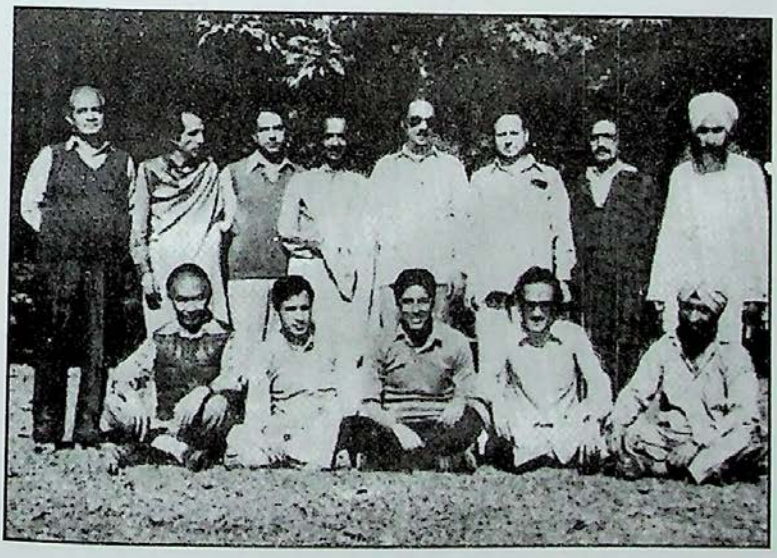

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آئینہ اتحادِ کشمیر

کشمیر کی پانچ صد سالہ تاریخ کی روشنی میں

یہ کتابچہ مہجور نے ۱۹۳۱ء کے اوائل میں تحریر کیا تھا اور ۲۱ جولائی ۱۹۳۱ء کو اسکا اشتہار شایع ہوا۔ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں۔

''میں چونکہ فطرتاً ہندو مسلم اتحاد کا قائل ہوں میں نے اس تفرقہ کو تمام کشمیریوں کیلئے خطرناک تصوّر کر کے کشمیر کے ہندو مسلم اتحاد پر ایک کتاب بنام آئینہ اتحاد کشمیر لکھنی شروع کی۔ اس کتاب میں کشمیر کے ہندو مسلمان کے قومی اتحاد کی پانسو سالہ تاریخ پر منصفانہ تنقید و تبصرہ کے بعد اس کے مکمل وجوہات مسلّمہ فوائد اور موجودہ عہد کے وجوہات اور اس کے دونوں پہلوؤں کے نتائج پر بحث کر کے کشمیریوں کو اتحاد باہمی کی پُر زور تعلیم دی گئی۔ یہ کتاب خاتمہ کے قریب تھی کہ سرینگر میں ۱۳ر جولائی ۱۹۳۱ء کا افسوسناک واقع پیش آیا''

کتاب اب تک غیر مطبوعہ ہے ہم نے کوشش کی تھی کہ پوری کتاب کو شائع کیا جائے لیکن وارثان مہجور سے ہمیں پہلے دو ابواب سے یہ اقتباسات ملے جنہیں شائع کیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جارہا ہے۔ یہ کتاب کشمیریوں کی قومی رواداری کے بہت سے پہلو روشن کرتی ہے۔ یہ ڈرامے کے روپ میں تحریر کیا گیا ہے اور اس لحاظ سے مہجور کے فن کی ایک اور جہت پیش کرتا ہے۔ کیا عجب کبھی یہ سٹیج پر بھی پیش ہو جائے۔.....ادارہ

غلام احمد مہجور

آئینہ اتحادِ کشمیر

میرے اس واقعہ کو ۱۹۳۴ء ہجری سے تعلق ہے۔ یہ وہ سال ہے جبکہ کشمیر زیر حکومت افاغنہ تھا اور اس وقت کابل کے تخت پر محمود شاہ درانی نبیرہ احمد شاہ ابدالی جلوہ افروز تھا اور تاج کابل کی طرف سے سردار محمد عظیم خان صوبیدار کشمیر تھا۔ کشمیر کا دارالخلافہ اسوقت بھی قلعہ شیر گڈی میں تھا جو کہ آج سے پچاس سال پیشتر امیر خان جواں شیر کے ہاتھوں تعمیر ہوا۔ دریا بہت کے کنارے خشت و چوب کی بلند عمارتیں تھیں۔ جن پر چونہ کی سفیدی کا پلستر تھا۔ دروازوں اور دریچوں کو کشمیر کے کاریگروں نے صنعت نقاشی سے نہایت دلفریب بنایا تھا۔ اسی میں کشمیر کا خود مختار صوبیدار سردار محمد عظیم خان اجلاس کر رہا تھا ایک بلند و بالا چبوترہ پر ایرانی قالینوں کا فرش تھا اور دریا کی طرف ایک مرصع تخت سونے اور چاندی کی ملمع کاری کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ صوبیدار نہایت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شان وتجمل سے بیٹھا تھا اور دائیں طرف سرداران کابل سردار عبداللہ خان اچک زئی سپہ سالار کشمیر سردار روح اللہ خان وزیر اعظم سردار فتح محمد خان۔ سردار سلطان محمد خان ۔ سردار خان سردار عبدالرحمان خان۔ سردار امیر محمد خان۔ سردار ولی خان۔ آخون زادہ ملا رفیق ۔ عالم دربار اور بائیں طرف عہدہ داران والا شان دیوان پنڈت ، سچ رام در، مدار المہام صوبہ کشمیر پنڈت واسہ کاک ہرکارہ (سپرانٹنڈنٹ پولیس) ملا عبدالخالق مصاحب دربار، مولوی نظام الدین محمد مولوی امیر الدین کلان قاضیان کشمیر پنڈت بیر در۔ پنڈت میرزادہ پنڈت سوکھ رام افسران وصولی مالیہ نہایت ادب سے بیٹھے ہوئے تھے۔ تخت کے چاروں طرف لمبی داڑھی اور مونچھوں شاغاشی گول عمامے اور اونچی زرین کلاہیں۔ لمبی قبائیں اور تیغ وتلوار سے آراستہ سپاہی کھڑے تھے اور اسی طرف سے تخت کے بائیں والے دروازہ کے باہر ڈیوڑھی پر بھی ایسے ہی سپاہ کھڑے تھے تمام دربار میں سناٹا تھا رعب جلال سے کوئی آنکھ بھی نہیں ہلا سکتا تھا۔ دربار کی زبان فارسی تھی۔ آخر صوبیدار نے دیوان مہج رام کو مخاطب کر کے یوں فرمایا۔

صوبیدار:۔ میں نے حکم دیا کہ نسبت وصولی مالیہ ایک رپورٹ میرے پیش ہونی چاہے۔ کیا وہ رپورٹ مکمل ہے

دِیوان صاحب:۔ قبلہ عالم (ایک جزدان میں سے چند کاغذ کے فرد نکال کر) حساب مکمل ہے پیش حضور کرتا ہوں۔

صوبیدار:۔ بتاؤ کیا حساب ہے کس قدر مالیہ سرکار وصول ہوا ہے اور کسقدر باقی؟

دیوان صاحب:۔ ظل سبحانی ۔ بروئے تشخیص جس قدر مالیہ مقرر ہوا تھا۔ وہ تو ادا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو چکا ہوا ہے۔ صرف ایک لاکھ روپے بقایا رہتا ہے جو کہ تاہنوز وصول طلب ہے

صوبیدار:۔ ذرا تعجب سے) ایک لاکھ روپے! یہ کس کے پاس باقی ہے؟

دیوان صاحب:۔ جہاں پناہ (پنڈت بیردر پنڈت میرزادہ میرزادہ پنڈت سوکھ رام کی طرف اشارہ کرکے) اہلکاران دفتر دیوان حاضر ہیں

(اس پر ہرسہ پنڈت صاحبان استادہ ہوتے ہیں اور آداب بجا کر پنڈت بیردریوں عرض کرنے لگتا ہے)

بیردر:۔ قبلہ عالیاں۔ بروئے تشخیص جسقدر مالیہ مقرر ہوا ہے وہ زمینداراں سے وصول ہوکر داخل خزانہ سرکار کیا گیا ہے۔

صوبیدار:۔ بروئے کاغذات سرکار جب تمہارے ذمہ بقایا نکلتا ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ تمہاری تقریر کا کیا مطلب ہے؟

بیردر:۔ خداوند (پنڈت سوکھ رام کے جزدان سے ایک فرد ہاتھ میں لیکر) جسقدر وصولی زمینداراں سے ہوئی ہے وہ رقم داخل خزانہ کر چکا ہوں۔ اگر اس میں سے ایک کوڑی بھی فقیر کے ذمہ باقی نکلے گی تو حضور کو میرے جان و مال پر اختیار ہے۔

صوبیدار:۔ (دیوان سہج رام کی طرف دیکھکر) میں بیردر کے مطلب کو نہیں سمجھ سکا۔

دیوان سہج رام:۔ حضور انور! جو تشخیص مالیہ کا مقرر ہوا ہے اس پر جسقدر رقم وصول ہوئی ہے۔ اس کو مہیا کرکے ایک لاکھ روپیہ باقی نکلتا ہے۔ مگر پنڈت صاحب وہی رقم قابل ادائے تصور کرتے ہیں جو ان کو ملک سے وصول ہوئی ہے باقی ماندہ رقم کے لئے ان کو جواب ہے کہ وہ قابل وصول نہیں ہے معاف ہونی چاہیے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سردار روح اللہ وزیر:۔ جو رقم بروئے تشخیص مقرر ہوئی ہے اس کا وصول کرنا عملہ دیوانی کا فرض ہے اگر سالم رقم وصول نہیں ہوئی تو وہ عملی دیوانی کی کوتاہی ہے۔ معاف کس طرح ہوسکتی ہے۔

بیردر:۔ جناب وزیر صاحب۔ سال گزشتہ میں بوجہ قبل از وقت بارش برف کے فصل خام رہا اور پختہ نہیں ہوا۔ زمنیدار مفوک الحال تھے۔ ایسی صورت میں تشخیص کے برابر وصول نہ کہہ سکی۔

صوبیدار:۔ یہ عذر نا معقول اور بعد از وقت ہے سال گزشتہ کا فصل درو ہونے کے وقت ایسی کوئی رپورٹ ہمارے پیش نہیں ہوئی عرصہ دراز گزر چکا ہے۔ اب معاف نہیں ہوسکتی۔

بیردر:۔ حضور والا۔ میر چودھریاں مقدیاں وقانون گویاں نے بروقت رپورٹیں کیں اور یہ خاکسار بھی وقتاً فوقتاً گذارش کرتا رہا۔ بعد از وقت نہیں ہے۔

صوبیدار:۔ جو تشخیص مقرر ہوا ہے اس رقم کی ادائیگی کے تمام ذمہ دار ہیں۔ مگر آفات ارضی وسماوی سے منجاب اللہ ہیں اس کی تو بہر حال مجرائی ہونی چاہیے۔

.....جاری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

باب دوئم

تین یوم سے فوج قزلباش بیردر کے مکان پر وصولی بقایا کیلئے تعینات ہے۔قانون مروجہ کے مطابق سپاہیوں کے گھوڑوں سے اترنے کا طلبانہ فی کس ایک ایک روپیہ بیردر کو ادا کرنا پڑا اور وصول بقایات تک ان کے اخراجات کا ذمہ دار ہے اور جب تک وصول نہ ہوگی سپاہی واپس نہیں جائیں گے۔شام کیوقت یکے بعد دیگرے چند پنڈت صاحبان روسا شہر پنڈت بیردر کے مکان پر آئے اور تھوڑی دیر میں ایک خاص کمرہ میں ایک پرائیوٹ مجلس منعقد ہوئی۔اس مجلس کے ممبر حسب ذیل تھے۔

پنڈت بیردر۔پنڈت مرزادر پنڈت سکھ رام پنڈت راجہ کاک در۔پنڈت تلک چند منشی پنڈت گنبہ در۔پنڈت سورج بھان پنڈت کول بھان پنڈت ہمت جوفوطہ دار۔پنڈت شنکر جوکوترو۔مجلس میں اداسی اور مایوسی چھائی ہوئی ہے سب اہل مجلس پریشان اور مغموم نظر آتے ہیں خاموشی چھائی ہوئی ہے کوئی زبان نہیں ہلاتا۔آخر پنڈت مزادر نے خاموشی ان الفاظ سے توڑ دی۔مرزادر:۔آج صبح کے وقت میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شیر گڑھی میں گیا تھا۔صوبیدار نے مجھ سے پوچھا کہ بیر در کہاں ہے اور بقایا اس نے کیوں ادا نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ گھر پر ہی ہے اور رقم کی تلاش میں سرگردان ہے تہی دست ہے کوئی اس کو اس وقت قرضہ بھی نہیں دیتا۔صوبیدار نے کہا کہ شاید وہ بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہوگا۔ میں نے کہا کہ حضور انور جیسے بادشاہ سے کہاں بھاگ جائے گا۔ یہ کسی نے حضور کو غلط اطلاع دی ہے۔اس کو حضور کے رحم وکرم کی بڑی امید ہے۔غریب نان شبینہ کا محتاج ہے۔اس سرد موسم میں کہاں بھاگ جائے گا۔حضور مطمئین رہیں۔خدانخواستہ اگر وہ بھاگ بھی گیا تو یہ عاجز ذمہ دار ہے بہر حال ان الفاظ سے صوبیدار مطمئین اور متلی ہوا۔

پنڈت بیر در:۔صوبیدار کو یہ بات ذہن نشین ہے کہ رعایائے کشمیر عموماً اور پنڈتاں کشمیر خصوصاً مجھ سے ناراض ہیں اور کشمیر میں کسی نئی حکومت کے دیکھنے کے خواہشمند ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ہم پر تنگ طلبی کرتا ہے اور ہماری حرکات وسکنات کو بدگمانی کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔

پنڈت سکھ رام:۔ممکن ہے کہ صوبیدار کے موجودہ جابرانہ سلوک علت غائیتی ہے۔سازش اور بغاوت کا خیال ہو۔مگر میرا تو ذاتی تجربہ ہے کہ صوبیدار حد سے زیادہ لالچی اور حریص ہے۔محض پیسہ بٹورنے کے لئے یہ سختی کا سلوک کر رہا ہے۔

پنڈت مرزا:۔بے شک صوبیدار طامع ہے۔مگر حصول زر کے لئے وہ بھی کئی ذرائع اختیار کر سکتا تھا کیا یہ غلط ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ والئی پنجاب کو کشمیر فتح کرانے کی یہی قوم باعث تھی۔اگر صحیح نہیں تو قتل دیوان ہیرا داس کے کیا وجوہات ہیں (یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ دیوان سہج رام مدار المہام کشمیر مجلس میں داخل ہوئے۔سب لوگ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تعظیم کیلئے سروقد استادہ ہوئے نمستے ونمسکار اور خیرت وعافیت دریافت کرنے کے بعد دیوان صاحب کو اوپر کی گفتگو کا ماحصل سنایا گیا اور وہ یوں گویا ہوئے۔

سہج رام دروصاحبان! زیادہ باتوں سے کیا فائدہ ہے صوبیدار ہمارے خون کا پیاسا ہے وہ ہمیں کشمیر کیا صفحہ ہستی سے معدوم کرنا چاہتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر پر کیا چڑھائی کی، گویا ہم کو مصیبت میں گرفتار کیا۔ اگر وہ کامیاب ہوجاتا تو شائد ہم کو اس طوفان سے نجات مل جاتی

پنڈت سورج بھان:۔ کشمیر میں پہلے ہی ہماری آبادی آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ ایسا خونخوار حاکم اگر ارادہ کرے تو دونوں میں ہماری صفائی ہوسکتی ہے۔ موجودہ تظلمات ہماری تباہ کے لئے کیا کم ہیں۔ اگر یہی لیل ونہار رہے تو تھوڑے عرصے کے اندر کشمیر میں پنڈتوں کا نام ونشان نہ رہیگا

دیوان سہج رام:۔ افغان حکومت صرف پنڈتوں کے لئے ہی زہر ہلال نہیں ہے کشمیر کے مسلمان بھی ان کے تظلمات سے نیم جان ہورہے ہیں یہ ایسے خودغرض ہیں کہ بوقت ضرورت مذہبی رعایت کو بالائے طاق رکھتے ہیں میرے خیال میں یہ ہم پر اس لئے سختی نہیں کرتے کہ ہم ان سے مذہباً جدا ہیں اور کشمیر کے مسلمان بوجہ ان کے ہم مذہب ہونے کے ان سے پُرامن زندگی بسر نہیں کرتے۔

.....جاری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ناول عزیز

چند اوراق منتشر

مہجور کے ایک اردو ناول ''عزیز'' کا اشتہار ان کی ایک تالیف میں چھپا تھا جس کی عبارت یوں ہے:

''ایک کشمیری رئیس زادے کی عیاریاں

قیمت.....۴''

اس کے جو مسودات مہجور کے کاغذات میں موجود ہیں ان کی ابتداء باب سوئم سے ہوتی ہے۔ یہ باب اُن کے مسودے میں کاغذ کے نصف سے شروع ہوتا ہے، اس کے اوپر یہ ادھیری عبارت درج ہے۔

''بعد ایں وایں عزت و آبرو اور خاندانی جاہ و حشم کو ایکدم خیر باد کہہ کر اس قدر تکلیف اپنے سر پر لیتا ہے اور ذرا بھی کسی کی پروا نہیں کرتا۔

اے عشقِ تو نے اکثر قدموں کو کھا کے چھوڑا

جس گھر سے سر اٹھا دیا اور اسکو رولا کے چھوڑا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

راجوں کے راج چھینے، شاہوں کے تاج چھینے
گردن کشوں کو اکثر نیچا رکھا کے چھوڑا
جس راہ سے میں بیٹھا تو غول راہ بن کر
صنعاں سے راست رو کو رستہ بھلا کے چھوڑا
فرہاد و کوہکن کی لی تو نے جانِ شیریں
اور قیس عامری کو مجنون بنا کے چھوڑا

(مولانا جامی)

مسودے کا کاغذ خستہ ہوگیا ہے اور یہ آمیزی خط میں لکھا گیا ہے۔ اور یہ باب پنجم کے اس جملے تک بیانیے کو لے جاتا ہے۔

''.....کو لگام کی طرف لے جاتے تھے۔ نمبر دار صاحب کے تمام اہل خانہ'' ظاہر ہے کہ اسکے پہلے دو باب، باب پنجم کا کچھ حصہ اور اس کے بعد کے نامعلوم حصے ضائع ہوئے ہیں۔ بہر حال ہم اس کو یادگار کے طور پر اسی نامکمل صورت میں شائع کرتے ہیں اور چونکہ یہ طبع شدہ صورت میں نہیں ملتا لہٰذا اسے غیر مطبوعہ حصے میں ہی شامل کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

ناول۔عزیز

باب

جذبہ عشق

اُلفت کا تب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

موسم گرما اور چار بجے کا وقت۔ مسافران راہ ودور منزلوں سے آکر منزل مقصود کو پہنچے ہوئے ہیں اور اپنی تھکاوٹ دُور کر رہے ہیں اور ٹھنڈے پانی اور شربت انار سے پژمردہ دلوں کو تر وتازہ کرتے ہیں۔ دفتروں کے ملازم دن بھر کے تھکے ماندا اس وقت چھٹی پاکر تفریح کو ٹھنڈی سڑکوں پر چلتے ہیں اور قدم نہایت آہستہ چلاتے ہیں۔ یورپین شوقین مزاج جنٹلمین اپنی نازک بدن لیڈیوں کو ہمراہ لے کر باغوں اور تہار ستوں پر نہایت نزاکت سے چلتے ہیں۔ مزدور اور کم مایہ لوگ اپنے اہل وعیال کے لئے ساگ ترکاری اور اشیائے خرد ونوش لے کر گھروں کو جاتے ہیں۔ بلند خیال اور نازک دِماغ لوگ دِن بھر کی شِدت گرمی سے چونکہ بے ہوش ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس وقت چند ہی دِل بہلانے کو سیر وسیاحت کو جاتے ہیں۔ ہم اس وقت اپنے معزز ناظرین کو اس سڑک کی سیر کرانا چاہتے ہیں جو کہ سری نگر سے قصبہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ماگام کو جاتی ہے۔اس سڑک کے دونوں کناروں پر بید کے درخت دورویہ نصب ہیں ۔گویا سبز پوش دو۲ پلٹنیں کسی کی آمد پر باقاعدہ کھڑی ہیں ان درختوں کا سایہ سڑک پر پڑا ہوا ہے اور درختوں کے پیچھے دورَو پانی چلتا ہے اور خاصہ دو آبشار ہیں۔اس پانی کی صدا سے اور بھی دِل کو فرحت پیدا ہوتی ہے۔ پرندے دن کو پہاڑی کشت زاروں سے سیر شِکمی کر کے اس وقت ان درختوں پر ٹھنڈی کا حظّ اُٹھانے کے لئے روز پانی پینے کے لئے جوق در جوق آتے ہیں۔ جب اِن کے شِیر مردہ دِلوں کو ٹھنڈی ہوا موثر آتی ہے تو ثنائے ایزدی کے گیت نہایت موثر لہجہ میں شروع کرتے ہیں۔اس وقت یہ سڑک بہر صورت قابل دِید ہے۔ برسوں کا غم منٹوں میں کافور ہوتا ہے۔معزز ناظرین یہاں سے ہمارے ناول کی ہیروئن پیاری جان کا مسکانِ ریائش بالکل نزدیک ہے اور ہم عرصہ سے اس کی حالت سے بے خبر ہیں۔ چونکہ وہ جگہ بہ لحاظ آبشار وسبزہ زار ہوائے خوشگوار کے قابل دِید ہے۔ پھر بستر پر ہوا کیا ہمارا مِسٹر کمرہ سے باہر نکلا اور مستانہ وار صحنِ مکان میں آیا۔ یکدم بدن کے تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور دیا سلائی لگا کر سب کو جلا کر راکھ کر دیا۔خاندان کے تمام خورد وکلاں اس حسرتناک واقعہ کو دیکھ رہے تھے مگر کسی کو جرائت نہ ہوئی کہ وہ اس کے نزدیک جا کر اسکو اس فعل سے باز رکھتا۔ اس وقت اس کی تصویر غضبناک تھی ۔آنکھوں سے آگ برستی تھی اور گلابی رُخساروں پر سے آگ کے شعلے اُٹھتے تھے۔ گویا اس کا سارا بدن اس وقت ایک آتشی تصویر تھا۔اول تو قدرت نے ابتدا سے ہی اس کے چہرہ میں رُعب رکھا ہوا تھا۔اس کے علاوہ اس وقت اس کے بدن میں تین آگ اکٹھے شعلہ زن تھی۔اول آتش جوانی۔دوم آتش عشق،سیوم آتش غضب۔ بھلا ان تین آتشوں کا کون ذی عقل مقابلہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کر سکتا تھا۔مختصر تمام اہلِ خانہ پر سکتے کا عالم طاری ہوا۔دیکھتے حیران رہ گئے ۔ہمارے مسٹر نے کپڑے تو سب کے سب جلا ڈالے اور ایک لٹھے کی سفید چادر کو درمیان سے چاک دے کر کفنی کی صورت میں زیبِ تن کیا اور نیچے ایک لنگوٹا باندھا۔سر برہنہ اور ننگے پاؤں شیر شیرازہ کی طرح صحرا کا راستہ لیا۔بقول کسے۔

بہار آئی گھروں سے وحشیوں کے قافلے نکلے

جو سر بجنے لگا آوازہ چاکِ گریبان کا

اگر چہ اس واقعہ جاں فرسا سے تمام خاندان کانپ اٹھا مگر تاہم ہمارے مسٹر کے والد مکرّم نے از روئے شفقت وحکمت عملی سے اس راز کو گھر کی چار دیواری سے باہر نہ جانے دیا۔اس وقت ہمارے مسٹر کے والد مکرّم تحصیل کی کچہری پر رونق افروز تھے۔مسٹر کی اس حرکت کی تو اُن کو اطلاع دِی گئی مگر اصلیت سے ان کو ناواقف ہی رکھا ۔صرف حرارت دماغ اور نازنین طبیعت کی تاویل کر کے ماجرا ان کے گوش گزار کیا گیا۔انہوں نے نوکروں کو حکم دیا کہ اس کو فوراً واپس لے لو۔چونکہ مسٹر کی غضبناک حالت کا مُشاہدہ تمام نوکر کر چکے تھے اور ان کا آتشی فوٹو زیرِ نظر تھا۔اس لئے سبوں نے ہاتھ جوڑ کر معذرت کی۔آخر از روئے شفقت پدری بہ نفس نفیس اسپ گلگوں پر خود سوار ہوئے اور قیس زمان مسٹر عبدالعزیز کا تعاقب کرنے لگے۔قصبہ ناگام کے جنوبی حصہ میں ایک پہاڑ اور کریوہ ہے۔ہمارے مسٹر جو کہ قیس بیابان کے نقش قدم پر چلنے کو گھر سے نکلے تھے۔نجد کی یادگار ہیں اسی پہاڑ پر پہلے چڑھ گئے اور ننگے پاؤں خارزار کریوہ کی صحرانوردی کرنے لگے۔سُبحان اللہ۔یہ وہی مسٹر عبدالعزیز صاجزادہِ زماں ہے جسے اگر ایک میل سے زیادہ پیدل چلنا پڑتا تو پاؤں میں چھالے پڑ جاتے تھے اور ملازم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ورفیق طرح طرح کے سازوسامان اور اسباب خوردونوش لیکے ساتھ ہوتے تھے۔ستیاناس ہوتیرا اے عشق! کون ہے جو تیری طمع سے ماندنہیں ہے۔کس ملک پرتم نے قبضہ نہیں کیا؟ کس شاہی خاندان کوتم نے اپنے نشتروں سے بچایا؟ شاہراداں زمان کونگری کامحتاج بنایا۔شالہ ماروں کوخارزار بنادیا۔غرض تیرے ظالمانہ برتاؤ سے ایک عالم کانپ اُٹھا ہے۔

القصّہ ہمارے ناول کے ہیرومسٹرعبدالعزیز کے والدِ بزرگوار کریوہ کی صحرانوردی کرتے کرتے تلاش فرزند میں بہت دُور تک پہنچ گئے۔آخر ایک مسطح اور بلند میدان میں اپنے عزیز کو پایا۔اورنہایت پیاراورمحبت سے گھر کی طرف لایا۔راستہ میں ہرچند انہوں نے اس سے وجہ صحرانوردی پوچھی۔مگر جواب سے جواب۔چونکہ خارزار میدانوں کے گشت سے ہمارے لاڈلے کے نازک ننگے پاؤں مجروح ہوئے تھے۔یہ حالت دیکھکر اسکے والد بزرگوار نے زارزار رویا اوراس کونرم الفاظ میں نصیحت کرنے لگے اور گھر میں لاکر پہلے اس کو کچھ کھلایا پلایا۔پھر کپڑے بدلانے کے لئے دئے۔مگر اس نے کپڑے پہننے سے صاف انکار کیا۔والد صاحب تو باہر اپنے کام پر چلے گئے۔ہمارا ہیرو بدستور تصوِر یار لے کر اسی رات والے کمرے میں تنہا چلے گئے۔اور کفنی پوش پر اپنے یار دلربا سے شکوہ کرنے لگے۔ماشااللہ عشق میں کس قدر یاور ہے کہ ایک نوجوان امیرزادہ بھی اس کی گرفت سے نہ بچ سکا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(باب چہارم)

کششِ عشق

کششے کہ عشق دارد بگذاردت بدنیساں
بجنازہ گرنیائی بمزار خواہی آمد

خط کشمیر جنت کا دارالخلافہ سرینگر ہے۔ یہ شہر ایک قدیمی اور تاریخی شہر ہے۔ عرصہ دراز سے دربار کشمیر کا پایہ تخت اسی شہر میں رہا ہے۔ شہر کے گرداگرد شاہی باغات نہایت آب وتاب سے واقع ہیں جو کہ بہشت بریں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ شہر کے درمیان سے دریائے جہلم بہتا ہے اور اس کے دونوں کناروں پر آبادی ہے۔ شہر ہر طرح سے قابل دید ہے۔ اور اس کا جنوبی حصہ خصوصاً قابلِ دید ہے جس میں محلات شاہی اور یورپین کوارٹر اور نیوفیشن کے بنگلے اور بازار واقع ہیں۔ اس حصہ کو امیرا کدل کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس وقت ہم اپنے ناظرین کو امیرا کدل کے اس حصہ کی سیر کرانا چاہتے ہیں جو کہ خاص امیرا کدل سے بطرف غرب واقع ہے۔ اس طرف کے کشمیری مکان اچھے خوبصورت ہیں۔ سامنے کے عالی شان مکان میں سے گانے بجانے کی آواز آتی ہے۔ ناظرین! چلئے ہم بھی ذرا گانے بجانے سے دل بہلائیں۔ غالباً عام جلسہ ہے۔ اوپر جانے کی کوئی ممانعت نہ ہوگی۔ مگر پہلے یہ دریافت ہونا چاہے کہ گانا بجانا کس تقریب کا ہے۔ وہ دیکھو سامنے دو شخص آپس میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کچھ باتیں کررہے ہیں۔آگے چل کرسنیں گے شاید کچھ پتہ لگ جائے۔

ایک شخص: کیوں بھائی۔ یہاں کیا ساز وسرور ہورہا ہے؟

دوسرا شخص: اس گھر والے کی پھچلک لڑکی تھی۔اس کی ایک جگہ شادی کی گئی۔آج رات کو یہاں برات آئے گی۔اسی تقریب پر یہ ساز وسُرور ہے۔

پہلا شخص: ٹھیک!ٹھیک!!اب میں سمجھ گیا۔مگر.....

دوسرا شخص: مگر کیا۔۔مگر تو مہینے کا نام ہے

پہلا شخص: کچھ نہیں۔

دوسرا شخص: نہیں یار کچھ تو ضرور ہے

پہلا شخص: یار کیا کہوں۔لوگوں کی عیاری اور چالاکی پر مجھ کو حیرت آتی ہے۔مگر یاد رکھنا کہ.....

دوسرا شخص: بھئی۔مجھ کو سمجھ نہیں آتی کہ اس لفظِ مگر میں کیا جادو ہے۔یہاں پہنچتے ہی تیری زبان رک جاتی ہے۔یاد رکھوں گا۔کچھ تو فرماؤ۔ناحق مجھ کو اضطراب میں ڈال دیا

پہلا شخص: اس لڑکی پر ایک عالی پایہ نوجوان جو کہ جاہ وجلال سے رستم روزگار بلکہ شیر شیرازہ ہے۔عرصہ سے مفتوں ہے۔مگر اس کے والدین نے عیاری سے دوسرے کے ساتھ اس کا نکاح باندھا۔اگر اس آفت کے پرکالے کو اس واقعہ کی خبر لگی تو کوئی نہ کوئی ستم برپا کریگا اور یہاں کوئی تماشہ ہوگا۔

دوسرا شخص: چل یار ہم بھی ذرا دیکھ لیویں کہ وہ کیسی حُسن کی دیوی ہے جس کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لئے اس قدر فتنہ ہا برپا ہونے کا احتمال کیا جاتا ہے۔

یہ دونوں شخص اس گفتگو کے بعد مکان کے اوپر چلے گئے۔ ہم بھی اپنے ناظرین کو ساتھ لئے ہوئے دبے پاؤں اوپر جاتے ہیں۔ دیکھو در پردہ کیا ہے۔ اوپر کے بڑے بڑے کمرے میں چند عورتوں کے درمیان جولڑکی بیٹھی ہوئی۔ یہی دلہن ہے۔ اگر چہ اس کے کپڑے معمولی ہیں مگر اس سادگی میں رافعی حُسنِ خداداد بے نظیر ہے۔ آج تک میری نظر سے ایسی کوئی پری تمثال نہیں گزری ہے۔ چونکہ ہم غیر واقف ہیں۔ اس لئے اس کے نزدیک جانا ناممکن ہے۔ ورنہ ہم اس مہ جبین کو اچھی طرح سے دیکھ لیتے۔ لیکن دُور سے ہی ازروئے قیافہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زُہرہ جبین کو ضرور کوئی غم دامنگیر ہے۔ کیونکہ دل کی کیفیت جبین سے ضرور نمایاں ہوتی ہے۔ آج اس کی شادی ہے اس کے رخساروں پر قدرے غازہ بشاشت کا چاہیے تھا۔ بخلاف اس کے گلابی گالوں پر زعفرانی چڑھی ہوئی ہے اور نہایت حسرت سے آہِ سرد نکالتی ہے اور کمرہ کے صحن والے طاق سے بار بار نیچے کی طرف دیکھتی ہے جس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ کسی کے انتظار میں ہمہ تن چشم براہ منتظر ہے۔ اسی اثناء میں صحن خانہ سے ایک گداگر کی آواز آئی۔ دُلہن نے آواز سُنی۔ طاق سے نظر ماری، گداگری کی طرف دیکھتے ہی نیچے اتر آئی۔ اگر چہ ساتھی عورتوں نے بھی اس کے ساتھ صحن میں اترنے کا ارادہ کیا مگر دُلہن نے ان کو ممانعت کی۔ اور خود اکیلی صحن کی ڈیوڑھی میں جا پہنچی جہاں کہ وہ گداگر تھا۔ دلہن نے نہایت آہستگی سے اس گداگر کے ساتھ چند باتیں کیں۔ جن باتوں سے ہم مطلق بے خبر رہے۔ گداگر فی الفور رفو چکر ہوا۔ دلہن واپس آئی مگر اس کے رخسار اب ہشاش بشاش ہیں اور اس کے چہرہ سے شادمانی کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

علامات ظاہر ہوتے ہیں۔ گویا ایک ہی منٹ میں اس کی طبیعت کی کایا پلٹ ہوگئی تھوڑی دیر دلہن موقعہ پا کر پھر نیچے اترائی اور آنکھ بچا کر غرب کا راستہ لیا اور خرمیدان کے مشرق کنارے سے پہنچی۔ یہاں پر وہ گداگر اور ایک دوسرا جنٹلمین اسلح پوش کمر بستہ ایک صبا رفتار ادہم پر سوار تھا۔ ہم بھی اپنے ناظرین کو اس حیرت انگیز واقعہ کے تماشے کو ساتھ لئے اس دلہن کے پیچھے پیچھے آئے۔ نوجوان جنٹلمین گھوڑے پر پہلے ہی سوار تھا۔ دُلہن بھی آگے پیچھے نظر کر کے بلا گفت وشنید اسی جنٹلمین کے پیچھے اسی گھوڑے پر سوار ہوئی اور بلا درنگ جنوبی سڑک پر گھوڑا دوڑایا۔ اور ایسی تیزی سے گھوڑا چلایا کہ گرد کے بغیر نظر آیا۔ گداگر نہ معلوم کہ کس طرف کو جا نکلا۔ معزز ناظرین! کیا آپ سمجھ گئے کہ یہ بدوالجمال پری تمثال دلہن کون تھی اور گھوڑے سوار جنٹلمین جو کہ اس کو لے بھاگا کون تھا؟ سنیئے کہ یہ ماہ رُخسار دلہن ہمارے ناول کی ہیروئن پیاری جان ہے۔ اور جنٹلمین سوار مسٹر عبدالعزیز ہیں۔ جب پیاری کی والدہ پیاری کو قصبہ ناگام سے سری نگر لے آئی تو یہاں پہنچ کر اس نے اکثروں کے ذریعہ پیاری کو سمجھوایا اور نوع نوع اور گوناگوں طریقوں سے اس کی دِلی خواہش کو تبدیل کرنا چاہا۔ بھلا وہ کس طرح اس کو اس دم سے چھڑوا سکتی تھی جس نے اس کے دل پر پورا قبضہ کر لیا تھا۔ اُدھر تو پند ونصائح کا سلسلہ شروع تھا۔ ادھر مخفی طور ایک شخص سے اس کی شادی کا انتظام کیا گو دوسری کاروائی سے پیاری اچھی طرح واقف نہ تھی۔ مگر اس کے والدین کی سرگوشیوں سے اس کو شک ضرور ہوا تھا کہ ضرور کچھ ہونے والا ہے۔ کچھ تو پند و نصائح کے تیر باران سے اور کچھ اس دوسری کاروائی سے اس کی طبیعت اُداس ہوئی۔ اس پر غضب یہ ہے کہ پیاری کو اس کے والدین نے ایک ایسے مکان میں رکھا تھا جہاں کہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کسی کی رسائی نہ تھی۔اب سُنیے کہ ہمارے ناول کے ہیرو مسٹر عبدالعزیز کو جب پیاری کے سری نگر جانے کی خبر لگی تو اس کی جان خشک ہوگئی۔خورد ونوش فراموش ہوا۔خواب وآرام حرام۔فوراً اپنے رفیق ہمراز لسی فقیر کو بول دیا اور دونوں روانہ سری نگر ہوئے۔وہاں پہنچ کر پیاری کو تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ ملا۔آخر لسی فقیر نے پوشاک گداگری اور بھیک مانگنے کا کشکول گلے پا کر سری نگر میں خانہ بہ خانہ کی گداگری کرنا شروع کی اور مسٹر کو ایک کمین گاہ پر رکھا۔علے الصباح سے لسی فقیر بھیک مانگتے مانگتے شہر کے ایک حصہ کو ختم کر کے امیرا کدل کے اس مکان میں جہاں پیاری جان نے جب اپنے قدیمی قاصِد کی شکل دیکھی تو اس کی جان میں جان آ گئی۔فوراً صحن میں آئی اور اس سے یوں گفتگو کیا:۔

لسی فقیر: اسلام علیکم

پیاری: وعلیکم السلام۔کیوں کس طرح آیا مسٹر کہاں ہے اور اُس کا کیا حال ہے؟

لسی فقیر: تیری تلاش میں شہر کی خال چھان کر یہاں پہنچا۔مسٹر بخیریت ہے۔مگر تیرے ہجر نے بے ہوش کر دیا ہے۔وہ بھی یہیں ہے اور تیری یاد میں بے قرار ہے

پیاری: بھئی کیا کروں۔میں حقیر ہوں۔میرا جگر اس کے فراق میں مانند ماہی بے آب تڑپتا ہے مگر کس طرح اس قید سے آزادی پاؤں؟

لسی فقیر: مسٹر گھوڑے پر سوار ہے اور تم کو کہتا ہے کہ کسی حیلہ سے نکل آؤ۔سوار ہو کر بھاگ جائیں گے۔

پیاری: وہ کہاں پر ہے۔اس کے فراق نے میرا جگر پاش کر دیا اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔آہ! کب اُس کا چہرہ نازنین دیکھوں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لسی فقیر: خر میدان کے شرقی کنارے پر تیرا انتظار کرتا ہے۔ کسی طریقہ سے نکل آؤ۔

پیاری: جاؤ تم بھی وہیں ٹھہرو، اگر خدا کو منظور ہو تو بیس منٹ کے اندر اندر وہاں پہنچوں گی مگر گھوڑے کا رخ جانب جنوب رکھو۔

اس گفتگو کے بعد لسی فقیر چلا گیا اور پیاری تھوڑی دیر کے بعد نظر بچا کر نکل آئی۔ اُدھر مسٹر عبدالعزیز ہمہ تن چشم براہ مضطر تھا۔ فوراً پیاری کو اپنے گھوڑے کے پیچھے چڑھا کر قصبہ ناگام کا راستہ لیا۔ اور تیز رفتاری سے آدھ گھنٹہ کے اندر پیاری کے سمیت قصبہ ناگام میں پہنچا۔ عاشق و معشوق منزل مقصود پر پہنچ کر ابھی تھا کان ہی دور کر رہے تھے کہ پیاری کے والدین روتے پیٹتے سری نگر سے آ پہنچے اور ایک شور عظیم برپا ہوا۔ چونکہ یہاں پر ہمارے مسٹر کا جاہ و جلال مسلمہ تھا اس لئے پیاری کے وارثوں نے کوئی جبر کرنے کی جرات نہ کی اور پیاری کی والدہ پیاری سے یُوں ہمکلام ہوئی۔

والدہ: کیوں پیاری! تو سری نگر سے کیوں بھاگ آئی۔

پیاری: تو مجھ کو یہاں سے کسی اور وعدے پر لے گئی تھی۔ وہاں میں نے دیکھا کہ تیری نیت میں خلل ہو رہا ہے۔ کہا کچھ اور کیا کچھ۔ اس لئے میں بھاگ آئی۔

والدہ: میری نیت میں کیا خلل ہوا۔ اور میں نے کیا کیا؟

پیاری: تو نے صدہا آدمیوں کو میری دنبال کیا کہ مسٹر عبدالعزیز کی یاد دِل سے بُھلاؤ اور کسی جگہ تیری شادی کریں گے۔ اس تقریر سے میری طبیعت خراب ہوئی اور میں تنگ آئی حالانکہ تو نے یہاں پر میرے ساتھ اور ہی وعدہ کیا تھا۔

والدہ: نہیں یہ تیرا غلط خیال ہے۔ دراصل تیری سری نگر پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے تمام رشتہ داروں اور واقفوں نے تیری داستان سُن لی تھی۔ اور اس بات سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سخت ناراض ہورہے تھے کہ پیاری نے یہ کیا غصب کیا۔اسلئے وہ تیرے درپے ہوا۔ورنہ میں نے اُن کوکوئی تحریک نہ کی۔

پیاری:۔اچھا اب کیا ہوا۔میں یہیں اچھی ہوں۔جومقدر میں ہوگا پیش آئے گا اب پیاری کی والدہ سمجھ گئی کہ میری باتیں بالکل بے سود ہیں۔اس لئے خاموش ہوئی اورکوئی جبری طریقہ بھی اختیار نہ کرسکی اور چونکہ وقت دیر تھا اس وجہ سے رات کو یہیں پڑی۔مگر دمبدم غیظ وغصب کی آگ اس کے دِل پر بھڑک اٹھتی تھی مگر لاچاری سے.....اس آگ کو بُجھاتی تھی۔پیاری جان کے سری نگر سے لانے اور اس کے تعاقب میں اس کے وارثان کے آنے کا قصبہ ناگام میں مشہور ہوا۔اور اس وقت مسٹر عبدالعزیز کے گھر میں بھی خبر پہنچی اوراس کے والد ماجد نے نہیں سُنا۔جب مسٹر کی والدہ مکرمہ نے سُنا کہ پیاری جان کی والدہ رات کو یہیں ٹھہری ہے تو اُس نے ازروئے کمال دانائی اس کواپنے پاس بلانا مناسب خیال کیا۔کیوں کہ پیاری جان کی والدہ اس وقت دِل شکستہ تھی۔پر بذریعہ ایک خاص خادمہ کے پیاری جان کی والدہ کو بوقتِ شام اپنے پاس بُلایا لیا۔اور وہ پیغام سنتے ہی آنکھوں کے بل بلحاظ نمک حلالی حاضر خدمت ہوئی مزاج پُرسی کے بعد مسٹر کی والدہ صاحبہ نے ازکردہ سابقہ اس کا اعتزاز کیا اور اچھی جگہ بٹھایا اور غیر معمولی خوردونوش کی چیزیں اس کے لئے مہیّا کیں۔ان سب باتوں سے فراغت پاکر خلوت جگہ پر دونوں اس طرح سے ہمکلام ہوئیں۔

مسٹر کی والدہ:۔کچھ عرصہ ہوا کہ میری بدقسمتی سے مسٹر عبدالعزیز نے پیاری جان کو دیکھا اور دیکھتے ہی اس کو سمجھایا۔مگر وہ ہرگز باز نہ آیا۔اُس نے اسی ابتلاء میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بہت دِن کھانا نہیں کھایا اور شب کو آرام نہیں کیا بلکہ ایک دفعہ میرے زیادہ اِصرار پر اس نے جامہ صبر وشکیبا اور پیرہن شرم وحیا کو یکدم چاک کر کے جوگیوں کے طریق پر صحرا کا راستہ لیا اور بہ مشکل ان کو دلاسہ دے کر گھر لائے۔ تجھ کو معلوم ہی ہے کہ میں نے تھوڑے عرصہ سے، کس دُھوم سے اس کی شادی کی۔ اب اگر اس واقعہ کی اُن کو خبر لگی تو میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ اور یہ بھی تیرے سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ لڑکا کس قدر پیارا ہے اور کس ناز ونعمت سے اس کی پرورش کی ہے۔ اگر اس کو اس خیال سے جبراً روک لوں تو ممکن ہے کہ وہ دنیائی کاروبار سے دستکش ہو کر کہیں مجنوں ہو جائے یا ترکِ وطن کرے کیونکہ عشق نے اس کے رگ وریشہ میں گھر کر لیا ہے۔ اس لئے میں نہایت ادب سے التماس کرتی ہوں کہ تو پیاری جان کو میرے فرزند کے نکاح میں دیدو۔ مناسب طور اس لڑکی کی پرورش کروں گا۔

پیاری جان کی والدہ: آپ کا فرمانا بالکل دُرست ہے اور آپ میری مخدُومہ ہیں اور میں ایک ادنیٰ خادِمہ ہوں۔ میری بیٹی کا آپ کے گھر میں آنا دُرست نہیں ہے۔ آپ نہ سہی مگر دوسرے تو ضرور اس کو حقارت کی نِگاہ سے دیکھتے رہیں گے اور چڑھاؤ پہناؤ تفریق رہے گا کس طرح میں اپنی لڑکی کو دیدوں رشتہ اس ابتلاء میں ڈال دوں گی؟

مِسٹر کی والدہ: (صندوق سے نئے زیورات نکال کر) یہ لے لو یہ زیورات تم کو دیتی ہوں اور بھی تیری منشا کے مطابق کپڑے ودیگر زیورات بناؤں گی۔

پیاری کی والدہ: نہیں مجھے ان زیورات کی کچھ ضروت نہیں ہے۔ تیرے لڑکے کی شادی ہوئی ہے اور وہ اس بیوی کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اس صورت میں میری لڑکی کو تکلیف

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ آپ مجھے اس بات سے معافی دیدیں۔

مسٹر کی والدہ: اول تو میرا لڑکا اس پہلی بیوی کو نکاح میں ہرگز نہیں رکھ سکتا کیوں کہ اس کی طبیعت اس سے کشیدہ ہے دوم اگر وہ ضرور اس کے نکاح میں ہی رہے گی تو بھی مجھے خدا نے اتنی طاقت دی ہے کہ میں ابتدا سے تیری لڑکی کو الگ رکھوں اور اس کو تمام سامان وغیرہ الگ دے دوں۔

پیاری جان کی والدہ: میری مکرمہ! مختصر عرض ہے کہ مجھے اس کارِ خیر میں کوئی عذر نہ تھا مگر تیرے فرزند ارجمند نے میری غیرت و آبرو خاک میں ملادی اور میری معصوم لڑکی کے عفت و عصمت پر ایک سیاہ داغ لگایا جو کہ کسی طرح بھی دؤر نہ ہوگا۔ پیاری کے ساتھ قبل از نکاح خود بخود تعلق پیدا کیا اور اس کو میری حراست سے سری نگر سے بہکالایا۔ اس داستان کا چرچا عام ہوگیا اور اس ناقص کاروائی نے میرا دِل جلادیا اور میرے کلیجہ کو پھاڑ ڈالا۔ اگر چہ میں غریب ہی ہوں مگر اپنی غیرت کو کہاں رکھ دوں۔ میری لڑکی کی بدنامی دؤر دؤر تک پہنچ گئی ہے۔ میں ہرگز اس کام پر راضی نہیں ہوں۔ تیرے فرزند نے اتنا غضب کیا کہ میری معصوم لڑکی کو ایسا بے حیا کیا کہ اُس نے اس کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے اگر وہ خود بخود اس کے ساتھ نکاح کرے تو بلا سے۔ مگر میں اس کام میں ہرگز شامل نہ ہوگی (ہاتھ جوڑ کر) خدا کے واسطے تو مجھے اس بات سے معافی دیں۔ میں کبھی ایسا نہیں کروں گی۔

یہ باتیں سن کر ہمارے مسٹر کی والدہ مکرمہ خاموش ہوئی اور پیاری کی والدہ رات کو یہیں ٹھہری اور علے الصباح روانہ سری نگر ہوئی۔ پیاری سے نہ تو رخصت لیا اور اس کے ساتھ کوئی بات چیت کی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

باب پنجم
ابتدائی عشق اور افشائے راز

پاسبانِ شب رسید و دستِ شوقم را بہ بست
ہیچ کس درعاشقی مانند رُسوانہ شُد

دِن کے بارہ بج گئے ۔سب لوگ اپنے کارُوبار میں مشغول ہیں۔ حکامان مجاز کچہریوں میں حکومت کی کرسیوں پر بڑے تزک واحتشام سے جلوہ افروز ہیں اور لوگوں کے راست ودوروغ کو جانچتے ہیں اور قضاوقدر کا قلم ہاتھ میں لے کر کسی مُجرم کو قید کی سزا دے رہے ہیں اور کسی کی دادوفریاد غور سے سن رہے ہیں۔اور کسی کی سفارش سے کسی مجرم واجب سزا کو چھوڑ دیتے ہیں اور کسی مُجرم کو کسی دوسرے جرم کی تہمت میں لاکر پابہ جولان محبوس کرتے ہیں اور محرران حکم واحکامات کی تحریر میں ہمہ تن مصروف ہیں۔اور چپراسیاں حضور کھڑا رہ کر بہ گوش ہوش حکم کو سُن رہے ہیں۔اور اس کی تعمیل منٹوں میں کرتے ہیں۔اہل کاران پولیس میں سے کوئی تو ملزم کی تلاش اور گرفتاری میں سرگرداں ہے اور کوئی کسی ملزم کو ہتھکڑی پاکر حاضر تھانہ کرتا ہے اور کوئی سپاہی اپنی لالچ کے واسطے ملزم کو گاہے طرح طرح کے عتابی حکم سناتا ہے اور گاہے اس کو جرم واجب القتل سے رہائی کا وعدہ کرتا ہے اور افسر سٹیشن انتظار کر رہا ہے کہ کہیں کوئی دنگہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

فساد ہوتو میں پیٹ بھر کر گوشت کھاؤں ۔غرض اسی طرح سب سرکاری ملازمان اعلیٰ ابھی تک اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں ۔اپنے ناظرین کو اس وقت تحصیل ناگام کی عالی شان کچہری کی سیر کروانا چاہتے ہیں ۔دیکھئے صحن تحصیل میں کس قدر لوگ اِکھٹے ہیں ۔گویا چندر ما کا میلہ لگا ہوا ہے ۔اور ہو! یہ تو سب مسلمان ہیں ۔ہندو وغیرہ کوئی نہیں ہے ۔یہ کون ہیں ۔شاید اہل مقدمات ہوں گے ۔افسوس ہے کہ اس کشمیر میں اکثر مسلمان ہی مقدمہ بازیوں میں شب وروز لگے رہتے ہیں ۔تحصیل کی کچہری ایک معمولی کچہری ہے اور یہاں یہ جم غفیر ہے ۔اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ آیا بڑی کچہریوں میں کیا حال ہوگا شمالی سڑک سے پولیس کے دو سپاہی ایک نوجوان کو تحصیل کی طرف لے آتے ہیں ۔شاید کسی جرم کا ملزم ۔اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تماشہ بینوں کی بڑی کثرت ہے ۔نوجوان کے چہرے سے آثار شجاعت پائے جاتے ہیں ۔غالباً کسی بناوٹی ڈھکوسلے میں گرفتار ہے ۔دیکھے کس مردانگی سے قدم زمین پر رکھتا ہے ۔وضع قطع سے بظاہر شریف اور خاندانی معلوم ہوتا ہے اور اس کی جبین سے بزرگی اور آنے والے اقبال وجلال کا نور برستا ہے ۔اس طرح تحصیلدار صاحب کے اجلاس میں پیش کیا گیا ۔تحصیل دار صاحب ملزم کی طرف عتاب آمیز نظر سے دیکھتے ہیں ۔اور اُس کو مخاطِب کر کے یوں فرمانے لگے ۔

تحصیلدا صاحب:۔ (تحکمانہ لہجے میں) کیوں عبدالعزیز سُنا کہ تم بغیر حصول لائینس بندوق سے شکار کھیلتے ہو۔

مِسٹر عبدالعزیز: نہیں جناب ۔

تحصیلدار صاحب: نہیں جناب کے یہ معنی ہیں میں نے معتبر ذرائع سے سُنا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تمہارا دن بھر یہی کاروبار ہے بلکہ اکثر دفعہ پہاڑ کے دور سے فائر کی آواز میرے کانوں میں آئی۔

مِسٹر عبدالعزیز: نہیں جناب۔ سال گذشتہ میں، میں نے باضابطِ لائینس حاصل کیا تھا اور میں شکار بھی کیا کرتا تھا۔ اس سال ابھی تک میں نے لائینس حاصل نہیں کیا اور نہ کبھی شکار کھیلتا ہوں۔ نہ معلوم کہ جناب کو کس نے جھوٹی رپورٹ دی ہے۔

تحصیلدار صاحب: جھوٹی رپورٹ کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ہر روز اس پہاڑ سے کئی دفعہ روزانہ بندوق کی آواز سنتا ہوں۔

مِسٹر عبدالعزیز: جناب اور کوئی شکار ہوگا۔

تحصیلدار صاحب: اچھا یہاں اور کسی کے پاس بندوق ہے؟

مسٹر عبدالعزیز: نہیں جناب کسی کے پاس نہیں۔

تحصیلدار صاحب: اچھا پھر کون شکاری ہے جو روز اس پہاڑ پر آ کر چکوروں کا شِکار کرتا ہے۔ اس سے صاف تمہاری غلط بیانی ظاہر ہوتی ہے۔

مسٹر عبدالعزیز: جناب گستاخی معاف لائینس والے شکاریوں کو شکار کے واسطے علاقے تقسیم کر کے نہیں دئے جاتے۔ اگر کسی دور علاقے کا کوئی شکاری اس پہاڑی پر شکار کھیلے گا تو کون سی چیز اس کو مانع ہے اور پھر اس میں میرا کیا قصور؟

تحصیلدار صاحب: (سپاہی کی طرف اشارہ کر کے) اچھا اس کو جامہ تلاشی لے لو۔

سپاہی نے جامہ تلاشی لی اور مسٹر کی جیبوں سے کسی قدر بارُود اور چھرہ اور ایک دو گولیاں برآمد ہوئے جس پر تحصیلدار صاحب سخت طیش میں آ گئے۔ نہایت غضبناک لہجہ میں حکم دیا کہ پہلے اس کو حوالات میں رکھو۔ یہ بہت ہی عیار اور چالاک ہے اور میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نے اس کی بہت سی شکائتیں سُنی ہیں۔ اپنے والدین سے باغی ہے۔ طرح طرح کے فساد علاقے میں قائم کرتا ہے۔ یہ حکم سنتے ہی سپاہیوں نے مسٹر کے فاخرہ کپڑے اتار دئے، حوالات کا ایک سیاہ کمبل اس کے نازک بدن کو پہنایا اور ایک پاؤں میں لکڑی کا گراں بار کندہ ڈال کر حوالات میں محبوس رکھا گیا اور ساتھ ہی مسٹر کے یار لسی فقیر کو بھی سپاہی پکڑ لائے اور بحکم تحصیلدا صاحب اس کو بھی بطریق مندرجہ اپنے رفیق کی رفاقت میں رکھا۔ ناظرین حیران ہوں گے کہ ایک شریف اور ذی عزت رئیس تحصیلدار کے صاجزادے کے ساتھ ایک معمولی بات پر کیوں ایسا ظلم کیا گیا اور سراجلاس اس کی بے عزتی کی گئی۔ اور تحصیلدار صاحب نے انصاف کا خون کیا۔ نہیں صاحبان جب ہمارے ناول کے ہیرو مسٹر عبدالعزیز اور پیاری جان کے عشق والفت کی داستان مشہور ہوگئی تو کچھ عرصہ کے بعد آخر اس کے والد صاحب نے بھی یہ قصہ بہ تفصیل سن لیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کی یہ حرکت ان کو بڑی ناگوار گزری اور از روئے دانشمندی صدہا طریقوں سے اس کا تدافع کرنا چاہا۔ کبھی فہمیدہ اور عقلمند آدمیوں کے ذریعہ اس کو پند ونصائح کرائی کبھی اس کے جلیوں اور مصاحبوں کو کچھ طمع دے کر اور کچھ خوف دے کر اپنے جگر پارچے کو اس کاروائی سے باز رکھنے کی تعلیم دی اور کبھی مشائخان وقت اور فقیران باکمال کی خدمت میں اس غرض کے واسطے حاضر ہوا۔ اور کبھی خاص طور ارجمند کو پیغام بھیجا کہ وہ اس بُری حرکت سے باز آئے، جو مانگے سو دوں گا بصورتِ دیگر اس کو خراب کروں گا وغیرہ وغیرہ مگر سب تدابیر بے سود بلکہ ؎ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دَوا کی۔''

ہمارے مسٹر کا والد بزرگوار چونکہ رئیس باثروت تھا اور حکامانِ عالی شان اس کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نہایت قدر کرتے تھے۔ رعایا کے دِلوں میں بھی ان کی عمر کی عزت جاگزین تھی۔ علاوہ اس کے شرافت میں انہوں نے صدیوں سے وہ نام حاصل کیا تھا کہ کسی طرح بھی کسی قسم کی تہمت یا داغ ایک نقطہ کے برابر بھی ان کے خاندان پر نہ لگا تھا پر انہوں نے ہرگز اپنے فرزندار جمند کے بدولت سینکڑوں برس کی نیک نامی کو ایک کراٹ کے پانی سے بہانا پسند نہ کیا۔ حتیٰ کہ اس فکر سے ان کی طبعیت نہایت مشوفر ہوی اور بار بار گوناں گوں تدابیر سوچتے رہے اور رات دن اسی درد کے درمان ڈھونڈتے رہے تحصیل ناگام میں اس وقت میرزا صدرالدین صاحب تحصیلدار تھے۔ یہ صاحب سرینگر کے میرزا خاندان کے ممبر تھے۔ اس خاندان کے اسلاف قدیم سے قلمدان سازی کا کام کرتے تھے۔ آخر گردش افلاک کے خاندان ایک نوجوان نے ملازمت اختیار کی۔ رفتہ رفتہ اس خاندان کے تمام ممبر ریاست کے اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز ہوئے اور میرزا کے لقب سے مشہور ہوئے۔ مگر قُدرت نے میرزائی تاثیر اس خاندان کے ساتھ برابر رکھی جس کی تفصیل اس ناول میں طول کلام کے بغیر اور کچھ لطف نہ دے گی۔ غرض میرزا صدرالدین صاحب ایک خوش طبع اور خلیق نوجوان تھے۔ رعایا و برایا سے ان کا سلوک بہت ہی اچھا تھا۔ خصوصاً ہمارے مسٹر عبدالعزیز کے والد ماجد سے ان کا بہت ہی گہرا تعلق تھا۔ جس کی وجہ اول یہ ہے کہ وہ رئیس باثروت اور صاحب فہم وفراست تھے اور دوم تمام تحصیل میں خواجہ صاحب کی عزت مسلمہ تھی اور تحصیلدار صاحبان ہمیشہ اخذ سے آلودہ رہتے تھے۔ اگر خواجہ صاحب ذرا تحصیلدار صاحبان سے کشیدہ رہتے تو ان کا کام ہونا دشوار تھا۔ پر اس صورت میں خواجہ صاحب کا دوستانہ تحصیلدار صاحب ممدوح کے ساتھ بہت ہی اچھا تھا۔ جب خواجہ صاحب کا دل مبارک نور بصر کی یکطرفی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سے متلون ہوا تو آخر ایک تحصیلدار صاحب کے پاس آکر شکایت کی اور علاج کے خواستگار ہوئے تحصیلدار صاحب نے مشورہ دیا کہ ان کو منظور ہے لایسنس کے بہانہ سے اس کو ایک دو دن حوالات میں رکھ دیں گے۔ امید ہے کہ وہ اس سختی سے گھبرا کر اس بُرے راستے سے لوٹ آئے کیوں کہ گرم وسرد زمانہ سے تاہنوز ناآشنا ہے۔ صرف ناز ونعمت سے ہی پلا ہوا ہے القصہ اس مشورہ کے بناء پر ہمارے مسٹر عبدالعزیز کو حوالات کی سیر کرنی پڑی۔ ورنہ لایسنس کے واسطے ان کو کون اس قدر تنگ کرتا۔ وہ تو ہمیشہ سے بلحاظ خاندانی بلاحصول لایسنس کھلے طور علی الاعلان شکار کیا کرتے تھے۔ چونکہ ہمارا ناز پروردہ صاجزادہ بلند اقبال لاڈ لا حولات کی ایک تنگ وتاریک کوٹھری میں اپنے رفیق کے ہمراہ سرد آہ کھینچتا ہے چلئے ناظرین ذرا اس کی خبر لے آئیں کہ کیسی گذرتی ہے۔ بُرا ہو تیرا اے عشق .....! تیرے کارنامے بھی عجیب وغریب ہیں۔ تیرے آگے عقل دُوربین حیران۔ رحم وانصاف کا نام ونشان تیری ذات میں نہیں ہے۔ تیری نظر میں شاہ گدا یکسان ہیں۔ نہ تجھے شاہزادوں کی عیش ونشاط وجاہ وحشم کے کھوجانے کا اندیشہ ہے اور نہ امیروں کے غریب ہونے کی پرواہ ہے۔ کوئی ناز ونعمت کا پروردہ تیرے نگاہ سے تڑپ تڑپ کے مرجائے تو بلا سے برسوں کے ناز ونعمت اور شیر وشکر کا پروردہ ہمارا مسٹر عبدالعزیز جسے شام کے وقت خداماں اور ناز برداران کی ایک کافی جماعت تابع ہوتی تھی آج حوالات کے ایک کونے میں سر نیچے کر کے یاد حبیب میں محو ہے اور خالی زمین پر اور کمرے میں سور ہتا ہے حالانکہ اگر اس کا بسترہ گاہے ناصاف ہوتا تھا تو رات بھر تارے گِنتا تھا۔ یا اگر لباس تن قدرے میلا ہوتا تو جینا محال تھا۔ خیال دِلدار کو سامنے لیگر یوں گویا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

قید خانے میں میری آ کے تو دیکھیں حالت
اب کہاں ہیں وہ میرے ناز اٹھانے والے

اسی طرح جب اس کی آہ وزاری حد سے گزر گئی تو آخر اس کا یارِ ہمراز ہم نوالہ وہم پیالہ اور رفیق سفر لسی فقیر کو یوں دم دلاسہ دینے لگا۔

لسی فقیر: کیوں صاحب! آپ اس قدر کیوں گھبرا گئے۔ خدا ہر ایک بات میں آسان کرے گا۔ صبر وشکیبا سے کام لینا چاہے۔ اکثر مردوں پر ہی ایسے صدمے گزرتے ہیں ہمت کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہے۔ ہر ایک سختی کو خوشی سے برداشت کرنا چاہے

؎ دِل دے تو اس مزاج کا پَروردِگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے

مِسٹر: بھائی! میں اپنی طبیعت کو صبر کی تعلیم دے رہا تھا۔ مگر اس کم بخت دل کو کہاں رکھوں۔ یہ قابو میں نہیں آتا۔

لسی فقیر: اول یہ بذاتِ خود غم خانہ ہے اس پر آپ خیال محبوب میں دم بہ دم محو رہتے ہیں تھوڑی دیر کے واسطے آپ اس خیال سے یکسو ہو جائیں تو امید ہے کہ بہت جلد آپ کی طبیعت بہل جائیگی اور فی الفور غم کافُور ہو جائیں۔

مِسٹر: اچھا تم بھی اب مجھے پند ونصائح ہی کرنے لگے۔ اس دارالمحن میں بھی ناصحوں نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لسی فقیر: نہیں جی۔ میں نے کیا قصور کیا۔ میں چاہتا تھا کہ آپ کی طبیعت کسی طرح سنبھل جائے۔ مجھے آپ کی غمگینی نہایت ناگوار گزرتی ہے

مسٹر: بھئی۔ اس غمکدے میں اگرچہ کوئی چیز میری اداسی طبیعت کو بہلانے والی ہے تو وہ یادِ محبوب ہی ہے۔ بھلا اسے کس طرح فراموش کروں۔

لسی فقیر: اچھا اب آپ کوئی ایسی سبیل نِکالیں جس سے ہم اس قفس سے آزادی پائیں۔

مِسٹر: کون سی سبیل نِکالوں۔ میری تو عقل باخت ہوئی ہے ہوش وحواس قیاس ودُوراندیشی جواب دے چکے ہیں۔ میرے خیال میں میرے لئے یہی مکان اچھا ہے۔

لسی فقیر: اچھا آپ کیوں تڑپتے اور روتے ہیں؟

مِسٹر: اس بیت الحزن میں میرے جیسے سودائی کا رہنا موزوں تھا۔ مگر فراق دِلدار دم نہیں لینے دیتا۔ جب پیاری کی پیاری صورت اور نرگسی آنکھیں گلابی رو سے سنبل موئے شیرین سخن۔ سیمین ذِقن۔ غنچہ دہن۔ نازک بدن۔ تن یاسمین۔ زلفِ شِکن۔ مشک ختن۔ رشک چمن۔ لعلِ یمن۔ ورِعدن کا نقشہ سامنے آتا ہے تو..... سانپ پھرتا ہے۔ ایک سیکنڈ ایک سال کے برابر گزرتا ہے۔ ع

اس قید کا الٰہی دُکھڑا کِسے سناؤں
غم ہے کہ اب قفس میں، میں غم سے مر نہ جاؤں

لسی فقیر: اچھا جناب! اب کوئی تدبیر سوچو کہ ہم کسی طرح دارالمحن کی چاردیواری سے نکل جائیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مِسٹر: اس وقت تو میں از خود رفتہ ہوں۔ اس لئے ع

کوئی صورت نظر نہیں آتی

کوئی امید بر نہیں آتی

لسی فقیر: اچھا جناب پھر کیا کیا جاوے؟

مِسٹر: سرِ دست تو میری سمجھ میں کوئی تدبیر نہیں آئی۔ چونکہ رات بہت باقی ہے اور وفورِ غم سے نیند آنی ناممکن ہے اس لئے تم ایسا کوئی قصہ سناؤ جس سے غم غلط ہو جائے اور یہ مصیبت کی رات جلدی سے کٹ جائے۔ رہائی کی نسبت کل کوئی مشورہ کریں گے۔

چو فرداشود کارِ فرداشود

چند روز کی بات ہے کہ پرگنہ ترال۔ تحصیل اونتی پورہ کے ایک گاؤں میں ایک سیدھا سادا ملاّ سکونت پزیر تھا۔ عمر اس کی چالیس سال سے تجاوز کر گئی تھی عہدِ شباب میں جو عورت اسے نصیب ہوئی تھی وہ لاولد فوت ہوئی تھی۔ اب تھوڑے عرصے سے ملاّ صاحب نے علاقہ اسلام آباد کشمیر سے ایک عورت نکاح میں لائی تھی۔ یہ عورت نہایت حسین اور عمر سے ۱۶ سال کی تھی۔ اپنے آپ کو شب و روز سامان سے آراستہ و پیراستہ رکھتی تھی۔ اس کا گلابی چہرہ اور مست آنکھیں اور خمدار کاکل اور لب ہائے خندان کو دیکھنے سے بوڑھے مُلا کی طبیعت نہایت سنبھل گئی۔ عمر کی واپسی رفتار کے زمانہ میں اِسے ایسے ملا یک فریب نصیب ہوئی جسے وہ نعمت غیر مترقعہ خیال کرتا رہا۔ مگر ہنوز یہ شخص پھل نہ لایا تھا جس کی ملاّ صاحب کو آرزو تھی۔ گو ملاّ صاحب کی سبیل معاشرت ایک مسجد پر منحصر تھی جس کے خدمت گزار چند ایک سادہ لوح زمیندار تھے مگر ملاّ صاحب اس زاہد فریب زوجہ کے دیدار سے فیضاب ہو کر صبح کو شام پر اور شام کو صبح

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پر پہنچاتے تھے۔ملاّ صاحب جس قدر سادہ دِل اور بے لوث اور سیدھے سادے تھے۔اس کی ضِد میں قدرت نے انہیں زوجہ عطا کی تھی یعنی کہ حد درجہ کی چالاک اور شیرین زبان اور نظر باز چلتا پُرزہ تھی۔مختصر ایک روز مولوی صاحب ایک زمیندار کے گھر دعوت کھانے کو گئے تھے کہ اُن کے صحن میں ایک گداگر نے آواز دی۔اتفاق مولوی صاحب کی نظر اس گداگر پر پڑی جس سے مولوی صاحب یوں ہمکلام ہوئے۔

ملاّ صاحب: کیوں بھائی تمہارا گھر کدِھر ہے؟

گداگر: جی میں علاقہ کولگام کا رہنے والا ہوں۔

ملاّ صاحب: کیا گداگری تمہارا آبائی اور جدّی پیشہ ہے۔؟

دِلدار شاہ: جی کیا عرض کروں، کچھ نہ پوچھ۔

ملاّ صاحب: کیوں تمہیں اصلیت بیان کرنے میں کیا نقصان ہے؟

دِلدار شاہ: جی نقصان تو کچھ نہیں۔مگر دو باتیں مانع ہیں۔اول اپنا ماجرا کسی غیر آدمی سے بیان کرنا موزون نہیں ہے کیونکہ قولِ حکماء ہے کہ رازِ خود باہر کسے اظہار کردن مشکل است۔دوم اگر بالفرض عرض بھی کروں تو شاید آپ اِسے تکبر گدایانہ خیال نہ فرمادیں۔

ملاّ صاحب: (شوق سے) نہیں نہیں۔تم ضرور اپنا قصہ مجھے بتاؤ۔نہایت دلچسپی سے سنوں گا اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم راستباز ہو۔اس لئے تمہارے قصے میں تکبر گدایانہ کی آمیزش نہ ہوگی۔

دِلاشاہ: اچھا سنیے عرض کرتا ہوں۔میرے والد صاحب کا نام پیر جلا الدین تھا وہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک پیر خاندان کے اعلیٰ ممبر تھے۔اوران کے اور دو بھائی تھے جو کہ ابھی موجود ہیں سب سے بڑا میرا ہی والد بزرگوار تھا۔پنجاب وکشمیر میں مُرید بہ کثرت تھے۔ان کی آمدنی پر خرچ واخراجات خانگی ہوتے تھے مگر تعویز نویسی کا کام میرے والد صاحب کے سر تھا اور مُریدوں کے پاس بھی وہی جایا کرتے تھے۔اُن کے چھوٹے برادران کاروبار خانگی انجام دیتے تھے۔میرے والد صاحب کو میرے سِوا کوئی اور اولاد نہ تھی۔اس لئے وہ مجھے نہایت ناز ونعمت سے پالتے تھے۔مگر افسوس ہے کہ والدہ کو میری پُر لطف زندگی نہ بھائی۔۵ سال کی ہی عمر میں مجھے والدہ سے دائمی مفارقت حاصل ہوئی۔ابھی یہ زخم اچھا نہیں ہوا تھا کہ پورے تین سال کی عمر میں میرے والد صاحب مجھے اپنے بھائیوں کے حوالے کر کے عالم جاودان کو جاسُدھارے۔اس وقت میرے والد صاحب بہت جائیداد چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے۔گھر بار مال ودولت سے بھرا پڑا تھا۔اچھے اچھے گھوڑے موجود تھے اور بہت سے نوکر اور خادِم گھر میں جو جود تھے مگر ان میں سے کسی چیز نے میرا ساتھ نہ دیا۔چاچا صاحبان نے نہ معلوم کہ کس مصلحت پر سری نگر ایک رشتہ دار کے پاس بھیج دیا جس کے ساتھ ہمارے خاندان کا دور کا رشتہ تھا۔ان صاحبان نے اوائل میں مجھ سے خانگی خدمت لی۔آخر چھ سات سال کی عمر میں کارخانہ ابریشم سری نگر میں روزی کمانے کے لئے محلّہ کے دوسرے اوباش لڑکوں کے ساتھ تعینات کیا جہاں میں نے چند سال غنچے گردانی کا کام کیا۔جو کچھ مجھے وہاں سے ملتا تھا۔وہ میں اپنے ڈیرے والوں کی نذر کرتا تھا۔لیکن مجھے یہ ہرگز معلوم نہ تھا کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں اوکیا کر رہا ہوں۔اس اثناء میں گاہ گاہے میرے چاچا صاحبان سرینگر آتے تھے اور مجھ سے بلکل کم اُلفت کرتے تھے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں بھی ان کی بے اتفاقی کی وجہ سے اس کی قرابت محسوس نہ کرتا تھا کچھ عرصہ کے بعد لوگوں کی زبانی مجھے اصلیت کی نسبت معلوم ہوا اور ایک روز میں نے محال ابریشم پر جانے کا ارادہ کر کے سیدھا اپنے گھر کا راستہ لیا۔ اور جب میں راستہ پہنچتے پہنچتے اپنے گھر پہنچ گیا تو میں نے کیا دیکھا کہ ہر دو چاچا نے مجھ سے ناواقفی ظاہر کی۔ آخر میں نے اپنا حال عرض کیا۔ جس پر بڑے چاچا صاحب مجھ سے یوں گویا ہوئے۔

چاچا صاحب: نہیں بھائی ہمارا برادرزادہ جو دِلاور شاہ کے نام سے موسوم تھا، کچھ پانچ سال سے بہ قضا فوت ہوا۔ میں نے خود اس کی تجہیز و تکفین کی۔ تم کیا بکواس کرتے ہو۔ کہاں ہمارے برادرزادہ مرحوم و معصوم۔ کہاں تو کہیں کا غنڈا اور مشٹنڈا

دِلاور شاہ: نہیں چاچا صاحب۔ میں ہی دِلاور شاہ ہوں۔ اور میں آپ کو اچھی طرح شناخت کرتا ہوں۔ افسوس ہے کہ آپ مجھے شناخت نہیں کرتے حالانکہ آپ نے کئی دفعہ سری نگر میں دیکھا ہے اور محال ابریشم کی مزدوری کرنے پر شاباش بھی کیا۔

چاچا صاحب: حرام زادہ کیا بے ہودہ باتیں بناتا ہے۔ کہاں محال ابریشم اور کہاں ہمارا خاندان۔ اگر تو ہمارا برادرزادہ ہوتا تو کیا ہم تم کو محال ابریشم کی مزدوری کرنے دیتے۔ یہاں تو ہمارے دیوان خانہ پر بیس ۲۰ آدمی مسافر روزانہ روٹی کھاتے ہیں کیا ہم تم سے مزدوری کراتے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو سرینگر کا کوئی بدمعاش پیشہ اور جعل ساز ہے۔ میں ابھی تم کو پولیس کے سُپرد کروں گا۔ تو ہمارے خاندان کو بدنام کرتا ہے۔

دِلاور شاہ: میں جناب من۔ میں حرام زادہ نہیں ہوں بلکہ پیرزادہ ہوں۔ اور آپ کا برادرزادہ ہوں۔ شاید آپ مجھے شناخت نہیں کرتے ہیں۔ میں باشندگان دیہہ سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صداقت کرا سکتا ہوں۔

میری اس تقریر سے چاچا صاحب سخت خشمناک ہو گئے۔انہوں نے آواز دیکر چند ایک آدمیوں کو بُلوا کر خوب میری دُرگت بنائی اور نہایت بے رحمی سے مجھے گھر سے نکال دیا میں احاطے سے باہر نکلا۔لوگوں سے نمبردار دیہہ کا گھر دریافت کر کے سیدھا وہاں کا راستہ لیا۔نمبردار صاحب ایک شائیستہ آدمی تھے۔میں نے آبدیدہ ہو کر اپنی درد بھری داستان ان کے گوش گزار کر دی۔میرے بیان سے نمبردار صاحب نہایت متاثر ہوئے اور ایک ہم نشین سے غصے کی حالت میں کہنے لگے۔

نمبردار صاحب: جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے میں اچھی طرح سے اس لڑکے کو شکل وشباہت اور ڈھیل ڈھال سے شناخت کر سکتا ہوں کہ واقعی یہ لڑکا جلال الدین مرحوم کا لڑکا ہے بلکہ وہی لڑکا ہے جس کا نام دِلاور شاہ ہے او جس کی نسبت چند سال ہوئے کہ یہاں پیر صاحبان نے مشہور کر دیا کہ سری نگر میں وہ فوت ہو گیا ہے۔

ہم نشین: میں بھی اطمینان سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ لڑکا دِلاوہ شاہ فرزند پیر جلال الدین مرحوم ہے اور وہی لڑکا ہے جس کو مرحوم کے بھائیوں نے اس مصلحت پر سرینگر بھیجا تھا کہ وہاں تعلیم دینی حاصل کرے۔

نمبردار صاحب: پر کیا وجہ ہے کہ اس کے چاچا صاحبان اس سے نا التفاتی ظاہر کرتے ہیں؟

ہم نشین: انہوں نے اکثر دفعہ افسوس سے اپنے برادرزادہ کی وفات کا تذکرہ نہایت دردناک لہجہ میں کیا اور بلکہ جس روز اس کے مرنے کی خبر یہاں پہنچی تو اُن کے خاندان میں سخت ماتم ہوا تھا اب نہ معلوم کہ کیا معاملہ ہے؟

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نمبردار صاحب: اگر وہ واقعی مر گیا تھا تو یہاں کہاں سے آیا؟

ہم نشین: شاید اُن کو غلط خبر کسی نے دی ہو اور یہی وجہ اس کے نہ شناخت کرنے کی ہوگی۔

نمبردار صاحب: (غصہ کے لہجہ میں) صاحب! بڑے پیر صاحب تو وہ خبر سنتے ہی میرے اِصرار سے تحقیقات کے لئے خود سری نگر گئے تھے۔ وہاں سے واپس آ کر انہوں نے ایک لمبے قصے میں انہوں نے مجھے اپنے برادرزادہ کی وفات کا قصہ سنایا اور بلکہ اس کے بدن کے کپڑے بھی دِکھائے جس پر ان کا تمام خاندان زار وقطار رو رہا تھا۔

ہم نشین: یہ تو عجیب معاملہ ہے میری سمجھ میں نہیں آتا۔

نمبردار صاحب: نہیں دراصل یہ معاملہ ہے کہ کشمیر کے پیر احکامِ مذہب کو جواب دے بیٹھے ہیں اور طمع کا بھوت ان کے سر پر سوار ہے۔ چونکہ پیر جلال الدین ایک امیر آدمی تھا اس کی اتنی بہت بڑی جائیداد تھی جس کے ہضم کرنے کے واسطے اس کے بھائیوں نے اس کے اس فرزند کی موت کی خبر مشتہر کر دی۔ ورنہ اور کوئی بات نہیں ہے۔

ہم نشین: بہتر ہے آپ صاحبوں کی فہمائش کریں تا کہ اس غریب کی حق تلفی نہ ہو۔

نمبردار: (اپنے ایک نوکر سے مخاطب ہو کر) جاؤ پیر صاحب کو کہہ کر عرض کرتا ہے کہ یہاں تک تشریف لے آؤ۔

آدمی سنتے ہی پیر صاحب کے گھر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر کہنے لگا کہ پیر صاحب کو طبیعت ذرا علیل ہے۔ نمبردار صاحب خود یہاں تک تشریف لا دیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نمبردار صاحب: (میری طرف مخاطب ہوکر) صاجزادہ صاحب! آپ غریب خانہ پر تشریف رکھ لیں۔ میں اچھی طرح آپ کا انتظام کروں گا۔

اس کے بعد نمبردار صاحب تو وہاں سے تشریف لے گئے اور میں ان کے مکان میں رہا۔ تقریباً چار گھنٹہ کے بعد نمبردار صاحب تشریف لے آئے اس دفعہ ان کے ساتھ ایک اور شخص تھا، جس کے سر پر سیاہ گول پگڑی تھی اور قد سے لمبا تھا اور عمر اس کی تقریباً اکاسی سال کی ہوگی۔ وضع قطع سے معلوم ہوا کہ یہ گاؤں کا چوکیدار ہے۔ اب ملازمانِ سرکار کے دیکھنے سے میری ہمّت اور حوصلہ میں اور بھی اضافہ ہوا۔ اس چوکیدار نے آتے ہی ایک بیم ناک نگاہ سے میری طرف دیکھا اور نمبردار بھی ترچھی نگاہ سے اب کی دیکھتا تھا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد چوکیدار نے ایک پُرخوف آواز میں مجھ سے میرے ماجرا کی کیفت سنی میں نے حرف بہ حرف بیان کر دیا جس پر نمبرداریوں گویا ہوا۔

نمبردار: میں نے پہلے تم کو راست باز خیال کیا تھا۔ ورنہ میں تم کو ہرگز اوپر آنے کی اجازت نہ دیتا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ تو سری نگر کا کوئی آوارہ گرد بدمعاش ہے تم نے مجھ کو بڑا دھوکہ دیا اور پیرزادہ ہونا ظاہر کیا۔ مگر جب میں نے پیر صاحب سے حلفیہ دریافت کیا تو اُنہوں نے تمام قصہ سنا دیا اور بلکہ اپنے برادرزادہ مرحوم کے کپڑے بھی دِکھائے جو کہ اس صاجزادہ کے بدن سے ابھی ابھی نکالے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ تم واقعی بدمعاش ہو۔

دِلاور شاہ: نہیں صاحب۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اب بھی کرتا ہوں کہ میرے بیان پر ایک حرف بھی خلاف نہیں۔ میں ایک مصیبت زدہ روزگار ہوں اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نہایت ہی بدقسمت اور کور بخت۔ مگر آپ میری حالت پر رحم فرمادیں۔

نمبردار: بس اب میں تمہاری چرب زبانی نہیں سننا چاہتا۔ تم رحم کے خواستگار ہو۔ میرا تم پر ہی رحم ہے کہ تم جس راہ سے آئے تھے وہی راستہ اختیار کرو۔ ورنہ تمہاری خیر نہیں۔

چوکیدار: (نمبردار سے مخاطب ہو کر نہیں) نہیں جی۔ اب اس کو چھوڑ سکوں یہ تو خلاف قانون ہے مجھے حکم ہے کہ ایسے مشتبہ لوگوں کی رپوٹ ہونی چاہیے میں اس کو تھانہ پولیس میں پیش کروں گا شاید کہیں کا..... یا کوئی روپوش بدمعاش ہو۔

یہ کہہ کر چوکیدار دیہہ نے مجھے ایک مضبوط رسے سے باندھ کر نہایت بے رحمی سے میرے مُنہ پر طمانچے مارے اور میں نے زار زار رویا۔ مگر افسوس ہے کہ اسے میری بے کسی اور بے بسی پر ذرا بھی رحم نہ آیا۔ حالانکہ میں اس سے بار بار رحم کی درخواست کرتا تھا۔ مگر اس سیاہ پوش۔ سیاہ دِل کو ہرگز رحم نہ آیا اور اسی طرح مجھے دھکیلتے ہوئے تھانہ پولیس کو لگام کی طرف لے جانے لگا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

حمد

کُنے مانُن خُدا تَس بندگی کر
مَہ گُنزاوُن دوئیم کانہہ تس برابر

کرِنی ووُن بندگی شرمندگی چھے
اَکُے ژھارُن تہٕ اُکی سے ستی تھوَلے

اُکس ملکس زِسُلطان زِشُبن کر
اُکس مُشدِہ بنن مازہ زِ ممبر

اکُے عاشق زِ دلبر کوسہ مانے
زِ خاوند کر شبَن اُکی سے زنانے

ژنے تَس ستی تھاوکھ سازگاری[1]
ولی نے پیر کیا کرنے ژنے یاری

نمان چھکھ ژورِژورے دوُن خداین
دَپان چھُکھ پرتھ خدایار اَضی تھوہَن

اُکس دیہ ہکھ ئہ چھُس نابندہ چونُے
فِدا یونے ژنے زوتَے جان میونُ

بیس دیہ ہکھ بجاے خود ستانی
بہ چھُس چُونے ہمس چھُس ژبتھ رچھانی

مگر امہ ستی کیٖنہ سپنی نہ حاصِل
پوٗ پھیری سبٹھا غمگین گژھی دِل

تھوان دوُن کانلبن پٹھ یُس اکھالتھ
پٹھان سُے کولہِ چھے پرانبن ہنزے کتھ

پُرتھ قرآن یی مے بوزنہ آو
نصیحت چھے کران مہجور کنَ تھاو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

نعت

مومنو یاد کر درودِ حضُور وقتہٕ وقتے ژٕ پردرُودِ حضُور
پانہٕ سوزان دردو حق سبحان پڑتھ درودس چھُ سردرودِ حضور
سوے نماز پیش حق سبٹھاہ افضل آسہِ ہتھ تاج سردرودِ حضور
بُڑ عبادت یہٕ چھےٚ دردنیا پَرٕ ژٕ شام وسحر درودِ حضور
دم بدم تس چھُ جلوۂ احمدؐ آسہِ یس درنظر درودِ حضور
یوٚد گوٚمت آسہِ مومنا لاچار تس چھِ لعل وگوہر درودِ حضور
لاعلاج آسہِ دأدکلد بیمار تس چھِ شیروشکر درودِ حضور
ذرٕرٚوس چھُکھ پرٕژھیٚون گومُت بس ژٕے چھے زرتہٕ پَر درودِ حضور
کر کیاہ تس قیامتچ گرمی یس کلس پٹھ سِپر درودِ حضور
یُس قرضدار آسہِ گومُت گیر بس چھُ مال وزر درودِ حضور
اے مسلمان مہ برٕژ کانہہ وسواس چھُے ژیےٚ بوٚڈ راہبر درودِ حضور

چھُکھ ژٕبے کس حبیبؐ غم کیاہ چھُے
بے سرن ہُنٛد چھُ سر درودِ حضور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

رحمۃً للعٰلمینؐ

از چھُ اسہِ دیدار ہاوان رحمۃً للعٰلمینؐ
وحدتُک مس باگرادان رحمۃً للعٰلمینؐ
بوز کتھِ پأٹھی رحمۃً للعٰلمینؐ تس ناو پیو
آدمَس انسان بناوان رحمۃً للعالمینء
بوز فرماوان چھُ کیاہ دون عالمن ہُند بادشاہ
قُدرتک اسرار باوان رحمۃً للعٰلمینؐ
سینہ تھاوٗن صاف مُشراوٗن کدورت تے حسد
کِینہ تراوٗن پچھ ناوان رحمۃً للعٰلمینؐ
بدکرن والبن کران رُت مجرمن بخشان خطا
دُشمن ممنون تھاوان رحمۃً للعٰلمینؐ
عأجزن کمزور انسانن تُلان اتھہِ رؤٹ کران
غمزدن دِل سنبہ لاوان رحمۃً للعٰلمینؐ
بوچھ ہتبن کھیاوان تہ چاوان پانہ روزان روزدار
پرتھ أکس کھبن واتہ ناوان رحمۃً للعٰلمینؐ
غم کھوان لوکہ ہُند کران خدمت یتیمن بیکسن

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کأنسہ کردِل راوٕہٕ راوان رحمتہً للعٰلمینؐ
یوٚد وُچھُکھ مظلوم کأفر تہندہ کنہِ کرتل تجکھ
ظأٰلمس نِشہِ بچہ ٕراوان رحمتہً للعٰلمینؐ
اتحاذُک ملہ ژارک کمٕ سبق دِیُت دنیاہس
اُلفتک مس کس چھُ چاوان رحمتہً للعٰلمینؐ
از چھُ تمٕ سُند زایہِ دۄہ تعظیمہ سان مہجورآوٗ
کأشِر بن سوچھُ یاد پاوان رحمتہً للعٰلمینؐ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

مخمس ناتمام

کیاہ کیاہ وُچھان چھُس
ونے کیاہ نوٗوے اکھ جہانا وُچھان چھُس
جہانس نوٗوُے آسمانا وچُھان چھُس
زمین اُس پرأنی مگر رنگ بدلیوس
بدل رنگ بدلے زماناوُ چھان چھُس
ونے کیاہ نوٗوے اکھ جہاناوُ چھان چھُس
یہ نوڈ باغوان یام باغس[1] اندرووت
دوٗپُن کوٗنڈ ہٹاون نہٕ (تہٕ) تھاون گُلے ادت
چھ سگہ وان پُترن تہٕ مؤلن دِوان دروت
نوے فیشنک باغوانا وُچھان چھُس
ونے کیاہ نوٗوے اکھ جہاناوُ چھان چھُس
گُرِکھ[2] ٹکرے وایہ ہندوستانس
دُوکاری ژایہ زربافہٕ کِس سایہ بانس
فتاپوش گیئے ڈوٹھ پیوٗ گلستانس
یہ ہندوستان[3] دَبخ خانا وُچھان چھُس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ونے کیاہ نوٚوے اکھ جہاناوٗ چھان چھُس
نمان کُس چھ ازمندرن اُستانن
پٕژٕژھان کُس چھ پیرن تہٕ تنجیم دانن
منگان فیض سأری چھ ازجیل خانن
سبٹھا تھوڑہے آستانا وُچھان چھُس
ونے کیاہ نوٚوے اکھ جہاناوٗ چھان چھُس
زوال آو پڑتھ رنگہٕ امن وامانس
تھپلٕی ہوس دوٗتھ ہر طرف مال وجانس
یٕمے رأچھی أسی پھُڑی تٕمے کاروانس
پریشان پڑتھ کاروانا وُچھان چھُس
ونے کیاہ نوٚوے اکھ جہاناوٗ چھان چھُس
ژٕبتس پأووٚنی ہٕژچھےٚ پژانبو کتھاأر
وٗژھ یس أ کس لٔرسہ کھیٚہ لوٗکہٕ ہنٛز لٔر
وُچھتھ وقت یاروتہٕ اَتھ پٹھ عمل کٔر
سلامت نہٕ کانہہ ناتوانا وچھان چھُس
ونے کیاہ نوٚوے اکھ جہاناوٗ چھان چھُس

۱۹۴۷ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

منظوم اپیل

کاشریو! کرٕژ وار روزٕنک تلاش یٔژ غنیمت زان بجلی گاش
لہٕ گٹھٕ کاسی اُمیٕک پڑا گاش یٔژ غنیمت زان بجلی گاش
بجلی گرہٕ چھے پٮُنٕ جائداد پانہٕ چھکھ مألِک تی تھویاد
پنہٕ نس چیزس (مہ) کرزیادہٕ ناش یٔژ غنیمت زان بجلی گاش
شہٕ پنہٕ یس لاگہ سہ چھُ نادان راوہٕ راوان پٮُنٕ دین وایمان
یس کرتھ کارسہ چھُ بدمعاش یٔژ غنیمت زان بجلی گاش
گرس چھلہ ژور گژھ گرٕ ویران گربأژ تھاون تتھ کُن دھیان
کھوٚ دار دوٚہ اکہ ٹلہٕ پر خاش یٔژ غنیمت زان بجلی گاش
اسا چھ کاہہ چیز سرٕ وگ میلان نقد پوٚنسہٕ خرچتھ تہٕ درٕوگ میلان
یٔژ یان بجلی بیہٕ برداش یٔژ غنیمت زان بجلی گاش
گرس کھوٚ دے گاشا و پھان ریٔتی چھے نہ ہورٕنک روزان دھیان
گرس دال کھوٚ ہ چھے شاباش یٔژ غنیمت زان بجلی گاش
ہلکھ دیوٚم دیہٕ دار یاہ کال لکھ دِنس نہٕ واپس گرٕژھ کنگال
ناناش یٔژ غنیمت زان بجلی گاش

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

وقتن لَرِ سأوی زوراوار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار
راتھ گیہِ دوہ آوپوٗس گوہار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار
تِم کران أش رنگہِ جاین منز
ژدزان پانہِ تاپہِ کراین منز
چاٗنی ہے مختس چھُ اُمیدوار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار
انسان رَتھ چیہٕ انسانس
فرق کیاہ روزتس تہِ حیوانس
حیوان اکھ أکس پٹھ خونخوار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار
ریشمی موزِچ پُھٹ چُھکھ سنان
ہیرٕنکھ موٹر منگہ ناوان
نازنین تنہِ ہِنہِ والتہِ آزار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

منظوم اپیل

کاشریو! کرژِ وارِ روزٕنک تلاش — یٚژغنیمت زان بجلی گاش
انہٕ گٹہٕ کاسی اُمیٚک پژاگاش — یٚژغنیمت زان بجلی گاش
بجلی گرہٕ چھے پٮُن جائداد — پانہٕ چھُکھ مأ لِک تی تھویاد
پَنہٕ نس چیزٕس (مہ) کرزیادہٕ ناش — یٚژغنیمت زان بجلی گاش
ژُورِیٚتہ یُس لاگہ سَہ چھُ نادان — رادہٕ راوان پٮُن دین وایمان
یُس کرِیتھ کارسُہ چھُ بدمعاش — یٚژغنیمت زان بجلی گاش
گرس یٚیلہٕ ژورگژھِ گرِ ویران — گربأژ تھاون تتھ کُن دھیان
خانہٕ دار دۄہہ اکہ تٹلہٕ پر خاش — یٚژغنیمت زان بجلی گاش
ازما چھُ کانہہ چیز سرۄگ میلان — نقد پۄنسہٕ خرچتھ تہٕ دروٗگ میلان
سرۄج یوان بجلی بییہٕ برداش — یٚژغنیمت زان بجلی گاش
رتبس چھُکھ ووزمے گاشا وٕ چھان — ریٚتی چھُے نہ ہورُنک روزان دھیان
قرض وال نکھٕ اِ چھُے شاباش — یٚژغنیمت زان بجلی گاش
سبٹھاہ ووزم دِیہ واریاہ کال — لکھ دِنس نہٕ واپس گژھ کنگال
اتھ دوکانس گژھ ناناش — یٚژغنیمت زان بجلی گاش

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

وقتن لَرِ سأوی زوراوار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار
راتھ گیہِ دوہ آوپوٗس گوہار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار
تِم کران أش رنگہِ جاین منز
ژدزان پانہِ تاپہِ کراین منز
چأنی ہے مختس چھُ اُمیدوار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار
انسان رَتھ چیہٕ انسانس
فرق کیاہ روزتس تہِ حیوانس
حیوان اکھ أکس پٹھ خونخوار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار
ریشمی موزِچ پُھٹ چُھکھ سنان
ہیرٕنکھ موٹر منگہ ناوان
نازنین تنہِ پِنہِ واتہِ آزار
ووتھوٗ کمزورو گژھوٗ بیدار

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

کن کتھن تھاوکنہٕ دۄرو لولہٕ ژۄرو وندیو جان
لول آم چونٛے میٲنہ مہجورو

رۄٹ سخنو چانہٕ ویرو از کشمیر تا ایران
چون آلو گوو منظۄرو
لولہٕ ژۄرو وندیو جان

ملکِ سخنٛک چھُکھ بہودۄرو مأرٕی مَندٕی چھُکھ تپر لایان
چھکٕی عالم کورتھن گیرو
لولہٕ ژۄرو وندیو جان

حورِ ژٛٹھ دزٲیہ زنجیرو سوزٕ چٲنیک چھُکھ ارمان
خوبُ چہرے ماہِ منیرو
لولہٕ ژۄرو وندیو جان

چأنٛی سوزن دۄل کشمیرو روزتہٕ ساتھا بوزتہٕ افسان
ژھایہٕ روزُن چھا دستۄرو
لولہٕ ژۄرو وندیو جان

دیٖٹ یہ روبن بم تٕے زیرو رازیٖنٛدرازُن سوز بوزان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غم کاسان چون تحریرو
لولہٕ ژوٗرو وندیو جان
وٚلی عاشق عٔشقن پوٗرو رات تٕے دوہ چھی ژھاران
گوکھ دِلس چون تأثیرو
لولہٕ ژوٗرو وندیو جان
موٚٹھ سینما چانہٕ تقریرو مس کجن تہ گوحرجان
پردہٕ موتھاو نردی ژوٗرو
لولہٕ ژوٗرو وندیو جان
یارس گٔیہ چأنی زیرو پیرورٕوٹ مے چون دامان
مٹھ ژے سٔے صٔحبک نورو
لولہٕ ژوٗرو وندیو جان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غلام احمد مہجور

وولوہار پوشہ نُولو پوشہ لنجہ پیٹھ تازہ لیکچر کر
گولابن ہی پوشن مالہٕ سوٚنی پوشن ژہ اَنبرکر
تھرہن أندی أندی وُ پھان چُھک بُلبلاہ پرواز کر ہیوٚرگن
کھسکھ ژتہٕ تھوٚ دسبٹھاہ شہہ پأزہ سُند ہیو پأدشہہ پرکر
ژازتام گلشن اَندرکران آکھ چاک دامأنی
ہرژن تُل رؤف ءکرتھ یم چاک بیٚیہ پانے بَرابرکر
جہانک پوٚز اَپُز وبتراو،لوتہٕ پأٹھی تھاو جگرس منٛز
ژبے نِش پیدا گژھن،لعل وجواہردل سمندرکر
خیالاتوَتہٕ وَہمو جاے چھے ءٹھژ دِلس اندر
یوٚ ہے چُھے سخت مشکِل قلعہ زنین گوڈہ یوٚ ہے سَرکر
ژبے کرزانہہ پوشنے یاجوج تے ماجوج ہنیٚوہ دشمن
ژ محکم ہمتک دیوار بن کارِ سِکندر کر
اَتھس کبٹھ ٹونگ ہتھ ووتھ پھیر پَنہٕ نین سنگرن بالَن
ژہ پأدابالہ وے منٛز سنگ مرمر لعل وگوہر کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نکھس کبتھ آلہٕ ہتھ زن چھُک پہلوان زابلستا نک
پُنن آرام تراوٗن واتہٕ ناوٗن خیر مسکیٖن
زمینس ژٹھ جگر پژاٹن کینۍ مأوان تہ سنگر کر
یمیس منز آسہٕ یژھ خوبی ژہ تمسے ناولیڈرکر
نزاکت یاوہٕ گی لأزِم مگر آرام زیبا
گولابَس نِش ہیچھان گژھ وارٕ کنڈٕن پیٹھ ژہ بستر کر
ژہ وات مہجور پانس پانہٕ اَتھ منز کامیأبی چھے
اتھن منز چھے سبٹھاہ طاقت گتھن میانبن ژہ باوَرکر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حصہ مکاتیبؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

محمد امین (ابن مہجور) کے نام

ذیل میں ہم اس غیر مطبُوعہ مکتوب کو شائع کر رہے ہیں جو مہجور نے اُس وقت نئی دہلی سے اپنے فرزند محمد امین ابن مہجور کے نام بھیجا، جب انہیں شیخ محمد عبداللہ وزیر اعظم جموں و کشمیر نے اپنے ہمراہ لیا تھا تاکہ وہ تاریخ کشمیر کے متعلق مواد فراہم کریں۔ اس خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ مہجور تاریخ سے تعلق معاملات میں اپنے فرزند پر کتنا انحصار کرتے تھے اور انہیں بیٹے کی صلاحیتوں پر اعتماد تھا۔ ہم یہ مکتوب محمد یوسف ٹینگ کے شکریے کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ملاحظہ ہو اسی شمارے کا مضمون۔ ''مہجور کا پُشت پناہ۔ ''اِبن مہجور۔''

(ادارہ)

(۱)

نیو دہلی

۲۱ فروری ۱۹۵۱ء

۱۰ پھاگن ۶۰۰۷ء یوم بُدھ وار

عزیز آرجمند سلمہ اللہ تعالےٰ

کل ایک مفصل خط ارسال کر چکا ہوں آج ایک لسٹ اِرسال ہے۔ یہ لسٹ ڈاکٹر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پنڈت رادھا کشن پارمُو کی مرتب کردہ ہے۔اس نے ایک کتاب ''فرام شاہ میر ٹو شاہِ جہاں'' انگریزی میں لکھی ہے۔ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔شیخ صاحب کا خیال ہے کہ اس کو سرکاری طور پر شائع کردیں گے اردو ترجمہ بھی ہوگا۔یہ لِسٹ اُسی کتاب سے لی گئی ہے۔چونکہ یہ کتاب صرف مسلم عہدِ حکومت کے لئے ہے۔تاہم مُصنِف کی محنت قابل داد ہے۔اب یہاں چونکہ مشورہ ہوا کہ اس لِسٹ میں سے جو کتاب ہماری نظر سے نہیں گذری ہے۔اس کی نقل یا اصل حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔لہٰذا آپ فوراً بواپسی ڈاک مطلع کردیویں کہ اس میں سے کس کتاب کی ہمیں ضرورت ہے۔اصلی لسٹ آپ اپنے پاس رکھیں۔جو کتاب آپ کو مطلوب ہو اُن کی فہرست ایک ہی دن میں مرتب کر کے بذریعہ رجسٹری میرے پاس بھیج دیویں۔بالکل کوئی غفلت یا درنگی نہ کریں۔اور اگر انڈکس تاریخ کشمیر آپ نے طیار کرلیا ہوگا تو وہ بھی ساتھ ہی بھیج دیویں۔تاریخ کشمیر سے متعلق آپ نے جس قدر مواد جمع کیا ہے اس سے میں لاعلم ہوں۔خصوصاً انگریزی ریکارڈ کی مجھ کو کچھ علمیت نہیں۔اس لئے یہ لسٹ آپ کے پاس بھیج دی گئی۔ڈاکٹر پارمو نے۔بہارستان شاہی[۲] لنڈن سے منگوایا تھا۔اس کی ناممکن نقل بھی اس کے پاس موجود ہے۔اُس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اوراق آپ کو دکھادوں گا۔شیخ صاحب کل روز روانہ جموں ہوگئے۔میں نے یہاں ہی ٹھہرنا ہے۔اب آپ کے جواب کا انتظار ہے جواب آنے پر ان کتابوں کی تلاش شروع ہوگی اس لئے جس قدر جلد ممکن ہوگا بھیج دیویں۔

علی محمد[۳] صاحب نے ابھی تک روپے نہیں بھیجے۔اگر اس کو فی الواقع رِسٹ واچ کی ضرورت ہے تو روپے جلدی بھیج دیویں۔چونکہ عبدالرحیم نور باغ نے بھی کہا تھا کہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مجھ کو چند ایک چیزوں کی ضرورت ہے۔ اگر اب بھی اس کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس کو کہہ دیویں کہ وہ بھی کم از کم ڈیڑھ سو روپے بذریعہ تار منی آرڈر بھیج دیوے۔ کیوں کہ بذریعہ ڈاک خانہ دیر سے روپے ملتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اُس وقت میرے پاس وقت کی گنجائش نہ ہو۔ کیوں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کی لسٹ پہونچ جانے پر مجھے دہلی سے باہر بھی جانا پڑے۔ اگر اس کو کسی چیز کی خاص ضرورت نہ ہوگی تو اس کو کہہ دیویں کہ وہ میرے لئے ایک سو روپے بذریعہ تار منی آرڈر بھیج دیوے متری گام کے مفصل حالات تحریر کریں۔ جناب علی محمدؐ صاحب۔ پنڈت اومکار ناتھ صاحب عبدالرحیم صاحب نور باغ سلمان کو میری تسلیمات پہونچائیں۔

مہجور کاشمری

معرفت ٹریڈ کمشنر صاحب۔ ریاست جموں و کشمیر

۵۔ پرتھوی راج روڑ۔ نیو دہلی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹنکی کدل۔ سرینگر

۲۰ کاتک ۲۰۰۸ء

عزیزم محمد امین سلمہ اللہ تعالیٰ!

میں آپ سے رخصت ہوکر پلوامہ سے جب جیپ کار پر شام کو سرینگر پہنچا۔ کھانا کاظمی صاحب کے گھر کھایا۔ ۹ بجے رات نیڈوز ہوٹل ہال میں شامل مشاعرہ ہوا۔ مشاعرہ صرف اردو زبان میں ہوا۔ مشاعرہ کی صدارت راقم نے بہ تحریک مولوی سعید اور بہ تائید جناب شیخ صاحب قبول کی مشاعرہ میں اکثریت ہندوستانی شعراء کی تھی۔ مشاعرہ کامیاب رہا جوش ملیح آبادی کا کلام جوش وخروش سے سُنا گیا۔ کشمیری شعراء میں سے مزار کمال الدین صاحب کا گل زعفران بیحد پسند کیا گیا۔ یہاں سے فراغت حاصل کرکے ۱۲ بجے رات سرکاری موٹر پر ٹنکی کدل آیا۔ دوسرے دن چار بجے شیخ صاحب نے ایمپوریم میں شعراء کو ئی پارٹی دی، راقم بھی شامل ہوا۔ وہاں سے کاظمی صاحب کے مکان پر مع نفر پھر شام کا کھانا کھایا اور نو بجے رات ایس پی کالج ہال کے مشاعرہ میں شامل ہوا۔ راقم نے نو کشیر (نیا کشمیر) کی نظم پیام نمبر ۲ سنائی بہت پسند ہوئی۔ جناب بخشی صاحب اور شیخ صاحب نے ہال سر پر اٹھایا۔ ۱۹ نومبر ۲۰۰۸ء کو یوم حب خاتون کا جلسہ ہے۔ اس جلسہ کے بعد انشاء اللہ متریگام آؤنگا۔ حامل ہذا نقل کے متریگام میں رہ جانے سے لاعلم ہے اس کو بے خبر ہی رکھیں۔ حامل ہذا احمد ڈار قصیر لول کے ہاتھ بکس ارسال ہے۔ چونکہ حامل ہذا کی ایک نقل انگریزی ٹائپ یعنی نقل فیصلہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رام چندر از دان زیر نگرانی احمد ڈار۔ وہاں متریگام میں رہ گئی ہے۔ تلاش کر کے ارسال کریں۔ رشید احمد کو شاید معلوم ہو۔ برادہ کی چار پائی پر تھا۔ ضرور تلاش اور جد و جہد سے دستیاب کر کے حامل ہذا کے حوالہ کریں۔ اسکی اپیل اسی نقل کے لئے رُک گئی ہے بکس کے ساتھ نبیر نفر کی لوئی ہے۔ اسکو جلدی واپس کریں۔ اگر ممکن ہو سکے تو عزیز وائین کو جلدی سرینگر بھیجدیویں۔ اور جن چیزوں کی ضرورت ہوگی اسکے ہاتھ بھیجدونگا۔ میرا ارادہ ہے کہ آج کل وٹرنری والوں کے ساتھ بیل کا فیصلہ کرلونگا۔ ان سے تین ماہ کا خرچ بھی وصول کرنا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کے ذریعہ بیل واپس لینگے۔ ۳۔ انچ قبضہ جات کی تلاش جاری ہے اگر دستیاب ہوئے تو ارسال کرونگا۔ محمد شعبان آری کش آج یارِ کلان جائیگا۔ پرسوں آپ کے پاس معہ آرہ پہنچے گا۔ عبدالرحیم نور باغ ابھی تک نہیں ملا۔ آج نفر وہاں جائیگا۔ اگر ممکن ہوا تو اس کو کل یا پرسوں روانہ متری گام کرونگا۔ اس صورت میں اپنی والدہ وغیر کو روانہ سرینگر کردیویں۔ عزیز شاہ صاحب سرینگر میں ہے۔ پرسوں بدھ وار کو روانہ گھر ہوگا۔ عزیز شاہ بانو کے لئے مضطرب ہے باقی خیرت۔

مہجور کاشمیری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پدم ناتھ گنجو کے نام

ڈاکٹر پدم ناتھ گنجو کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ وہ مہجورؔ اور عبدالاحد آزاد دونوں کے ذاتی معالج تھے۔ وہ ایک خوش ذوق بُزرگ ہیں انہوں نے اشعار کا ایک انتخاب میری پسند اور کلیات آزاد ترتیب دی ہیں۔ ان کے نام مہجورؔ کا ایک غیر مطبوعہ خط درج ذیل ہے اسے ہم ٹینگ صاحب کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

اتر ڈ ڈالہ بلا پرائیوٹ

۷ کتک ۹۵ء

میرے عزیز ہم خیال خوش رہو

تسلیمات!

مدت دراز کے بعد آپ کا محبت نامہ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ! میں آپکے اس عنایت نامہ کو فال نیک تصور کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے تنازعہ پانی کے سُلجھانے پر مامور فرمایا۔ آپ مجھ سے مدت کے روٹھے ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے تو میں تنازعہ آتش پر تعینات ہونے کے قابل تھا۔ مگر آپ نے رحم دلی سے ایسا نہیں کیا۔ شکریہ! تعمیل حکم میں ذرا بھی پہلوتی نہ ہوگی۔ حتی الوسع معاملہ کو نبھا دینگے آپ مطمعین رہیں۔

آپ یقین رکھیں اور باور کریں کہ مہجورؔ ہر وقت اپنے نہال خانہ دل میں آپکو دیکھتا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔اس میں مبالغہ نہیں۔خوشامد نہیں۔غرض نہیں اور بسا اوقات اس کی وجہ اپنے دل سے پوچھتا ہوں۔مگر جواب سے ہر وقت جواب ہی ملتا ہے۔یہ اور بات ہے کہ میں آپ سے ذاتی طور پر مہجور رہتا ہوں۔کیا کیا جاوے۔ذریعہ معاش (ملازمت) زنجیر پا بنا ہوا ہے۔بسا اوقات دل چاہتا ہے ان زنجیروں کو توڑ ڈالوں، مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں اس ردِ عمل سے میرا جذبہ خودداری فنا نہ ہو جائے۔اور پھر اس کا اثر میرے خیالات وجذبات پر نہ پڑے۔ دیکھے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

تاریخ اقوام کشمیر پہنچ گیا۔شکریہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن تیار ہو رہا ہے۔اگر آپ اپنے خاندانی اور ذاتی حالات اور اپنا فوٹو دینا چاہتے ہیں تو مطلع فرمادیں۔یا آزاد صاحب کو اپنے ارادہ سے آگاہی بخشیں۔

آپ کا مہجور

O

انڈین لٹریچرس کانفرس کے دعوت نامے کے جواب میں

پیارے دوست!

انڈین لٹریچرس کانفرس میں دعوت کے لئے شکریہ سچ مُچ کانفرس کی بے حد ضرورت ہے اور اس کے لئے آپ کی کوشیں ملک اور قوم کے مبارکباد کی مستحق ہیں۔ہمیں خوشی ہوتی اگر اس میں شامل ہونے کا فخر ہمیں حاصل ہوتا۔مگر یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے جس سے شاید آپ کو بھی انکار نہ ہوگا ہندوستانی ادیب کی قسمت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں ہی افلاس اور تنگ دستی لکھی ہے۔ اور تو اور اس بارے میں خود پریم چند کی زندگی درس عبرت ہے۔ ہم راقمان میں سے ایک کشمیری ایسی پسماندہ زبان کا شاعر ہے اور دوسرا اردو زبان کا ادیب۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ ہماری بہت محدود آمدن اس سفر خرچ کو برداشت نہیں کر سکتی اور بادل ناخواستہ ہمک درد بھرے دل سے آپ کی دوستانہ دعوت کو قبول کرنے میں تامل کرتے ہیں بدقسمتی تو دیکھے کہ ایک معمولی رقم نہ ہونے سے ہم زندگی کا ایک سنہری موقعہ ہاتھ سے کھو رہے ہیں۔ جس موقعہ سے مُستفید ہونے کے لئے ہم ہزاروں روپے خرچ کرنے پر تیار تھے۔ کیا آپ کی کانفرس کے سامنے ہندوستانی ادباء کی تنگدستی مدِ نظر نہیں تھی؟ اگر تھی تو اسکا حل اس نے کیا سوچا ہے؟ یا اس کانفرس کے بلانے والوں نے ہندوستان میں بھی برنارڈ شا۔ اور پرل بک ایسے ادبا کی توقع رکھی تھی جو دولت میں کھیلتے ہیں اور اکثر اوقات سونے کے چمچے منہ میں لیکر پیدا ہوتے ہیں۔ ہم آپ کی کانفرس کی کامیابی کے دعا گو ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس مشکل کا بھی آپ کوئی موثر حل تلاش کرینگے۔

آپ کا مخلص

مہجور کاشمیری

دیہاتی کشمیری معرفت مہجور پوسٹ ماسٹر پلوامہ کشمیر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بنام مہجور:۔ اسد اللہ کاظمی

(۱)

جموں توی

۱۵ مارچ ۱۹۵۱ء

لیجئے صاحب ہم اس زمانہ میں آپ کے کشمیر بھی ہو آئے۔ ۸ مارچ کو گیا اور ۱۳ کو واپس ہوا میرا قدم کچھ ایسا ثابت ہوا کہ میرے پہنچتے ہی برف باری شروع ہوئی اور ۱۱۔ کیا بلکہ ۱۲/ مارچ تک برابر جاری رہی۔ میں نے جموں کا رخ کیا۔ ادھر برف باری بند۔ ابن مہجور سے ملاقات نہ ہوسکی اسکا افسوس رہا۔ ویسے میں نے ان کو کتابوں کی اس فہرست کیلئے کہلوا دیا تھا، جسکا تذکرہ آپ نے اپنے خط میں کیا تھا امید ہے کہ یہ اطلاع انہوں نے آپ کو بھجوادی ہوگی۔

آپ کی سیاحت کا تھوڑا سا حال تو شیخ صاحب کی زبانی معلوم ہوگیا تھا۔ تو یوں کہئے کہ آپ ہندوستان کے چوٹی کے اہل اللہ کے مزاروں کی زیارت کر آئے۔ خدا کرے اس زیارت کے تاثرات کشمیر کے شاعر اعظم کی تخلیق کے لئے مہمیز کا کام کریں

مجیب صاحب کا بھی خط ملا۔ انہوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ان کے قلم سے امید تو ہے شایان شان چیز نکلے گی۔ معلوم ہو جاتا کہ ڈرامہ لے کر کس منزل پر ہے۔

آپ کب تک واپس آئینگے۔ آپ تو بہت دن دہلی میں رہ لئے۔ اب ادھر کا رخ کیجئے۔ آنکھیں ترس گئیں آپ کے کپڑے حفاظت سے ہیں اطمینان رکھئے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خان بہادر اور بچے آداب کہتے ہیں!

نیازمند
اسداللہ کاظمی

جموں توی
۱۱۔اپریل ۱۹۱۵ء

یا حضرتِ مہجور آپ پر خدا کی سلامتی ہو!

چلتے وقت آپ کہہ گئے تھے کہ جاتے ہی ٹیلی فون ذریعہ اپنی خیرت سے پہونچ جانے کی اطلاع دینگے۔آپ کو گئے ہوئے آج پورے تیں دن ہوئے ہیں خیریت کا آج تک منتظر ہوں آپ کے یہاں سے روانہ ہونے کے بعد قبلہ شیخ صاحب سے معلوم ہوا کہ جموں ہوائی اڈے پر پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ آپکا ٹکٹ نہیں خریدا گیا۔گھر آکر پوری کیفیت عبدالخالق سے معلوم ہوئی۔آپ کو شاید معلوم ہوگا کہ راعنا صاحب سے طے ہوا تھا کہ آپ جانے سے پہلے ان کے یہاں سے ٹکٹ لیں گے اور وہ اپنا ایک آدمی آپ کے ساتھ کرینگے۔لیکن حضور آپ شاید سرینگر جانے کے لئے اتنے بیتاب تھے کہ یہاں سے فوراً اڈے روانہ ہوگئے۔یہ سب کیفیت راعنا صاحب سے معلوم ہوئی آپ کو جو تکلیف ہوئی اسکا افسوس ہوا۔

ہم لوگ ہر روز شام کو مہجور صاحب کا ذکر کر کے اُس خلاء کو پورا کرنا چاہتے ہیں جو آپ یہاں چھوڑ گئے ہیں۔کھانے کے وقت آپ ہی یاد آتے ہیں۔خیر انشاءاللہ ایک ماہ کے اندر ہی ملاقات ہوگی۔مجیب صاحب کے خط کا مضمون میں نے آپ کو بھی سنا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دیا تھا۔ امید ہے کہ آپ اپنی پہلی فرصت میں اس کے متعلق کارائی شروع کر دیں گے اور وہاں جا کر مقامی کمیٹی یوم حبہ خاتون بنالینگے۔ میں نورالدین کو لکھ رہا ہوں کہ وہ قوالوں کی تلاش میں آپ کی مدد کریں اور حبیب کی جب آپ کو ضرورت ہو اسکا بندوبست کریں۔ خانصاحب کو بھی خط بھیج رہا ہوں۔ حبہ خاتون کی قبر کی مرمت کرائیں جن غزلوں کے لئے مجیب صاحب نے لکھا ہے اسکا خاص دھیان رہے۔ دو حافظ کی ہیں ۔

اے نسیم سحر آرام گہر یار کجاست
صبا بہ لُطف بگو آں غزالِ رعنا را

اور ایک حضرت امیر خسروؒ کی

نمی دانم چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم

میں بہت بے چینی سے آپ کے کا خط انتظار کرونگا۔ خان بہادر اور بچے سلام کہتے ہیں پُرسانِ حال کو سلامِ مسنون!

خیر طلب
اسد اللہ کاظمی

o

(ریاست کی ثقافتی اور کشمیری زبان وادب کی تارخ میں مہجورؔ کے حق میں حکومتِ جموں وکشمیر کی جانب سے تاحیات سو روپے وظیفہ حسن خدمت (PENSION) کی منظوری ایک اہمک واقعہ ہے۔ کاظمی صاحب مہجورؔ کو اس ضمن میں سرکاری احکامات کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیشگی اطلاع دیتے ہیں (ادارہ)

○

جموں توی

۲۶۔دسمبر ۵۱ء

یا حضرت مہجورؔ اسلام علیکم!

شرمندہ ہوں کہ آج آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ داستان طولانی ہے۔ مختصراً عرض کرونگا۔ ۵۔دسمبر کو یہاں پہنچا۔ ۸۔دسمبر کو جناب شیخ صاحب قبلہ کے ساتھ دس دن کے دورہ پر پونچھ چلدیا۔ وہاں سے ۱۹۔دسمبر کو بیمار ہوکر لوٹا۔ دو تین دن تک صاحبِ فراش رہا۔ اب فضل خداوندی ہے اچھا ہوں اور پہلی فرصت میں آپ کو خط لکھ رہا ہوں آج جناب شیخ صاحب اور ان کی حکومت نے ادب نوازی کی جو مثال پیش کی ہے۔ وہ ذرا مشکل سے کہیں اور ملی گی۔ الحمد اللہ آج کا بینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کشمیری زبان کے شاعرِ اعظم کو مبلغ سو روپیہ ماہوار کی پنشن تاحسین حیات دی جائے۔ خدا اس حکومت کے وزیر اعظم کو عمرِ نوحؑ بخشے اور ان کی توفیقات میں اضافہ کرے۔ آمین ثمہ آمین! کشمیری زبان اور اسکی شاعری کو آج ایک قومی رتبہ مِلا ہے۔ اس پر کشمیر اس کی زبان اور اس کے تمدن سے محبت کرنے والے جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ احکامات انشاءاللہ جلد ہی صادر ہونگے میری طرف سے اور خان بہادر کی طرف سے جناب ابن مہجورؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صاحب اور انکی والدہ ماجدہ صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کر دیجئے۔ ہم لوگ سب دست بدعا ہیں کہ آپ اس پنشن سے برسوں فایدہ اٹھائیں۔

اب ادھر کب آیئے گا۔ مجھے اس سال جناب صراف صاحب کا مکان ملا ہے۔ یہ کافی کشادہ ہے اس میں باغ بھی ہے۔ آپکو پسند آیئگا۔ خدا کرے کہ اب آپ کی صحت بالکل اچھی ہو۔ عارف صاحب پرسوں آئے ہیں ان سے یہ سن کر مسرت ہوئی کہ اب بفضلہٖ آپ بالکل اچھے ہیں۔ کیا پرہیز اب تک جاری ہے یہاں سب آپکو آداب کہتے ہیں۔ ابنِ مہجور صاحب کو میرا اسلام پہنچا دیجئے۔

نیازمند: اسداللہ کاظمی

(کاظمی صاحب کا ایک اور خط جو مہجور کے نام ان کے واصل بحق ہونے سے صرف چالیس دن کا پہلے کا ہے اس لحاظ سے دلچسپ ہے کہ اس میں بھی وہ مجیب صاحب سے ڈرامہ حبہ خاتون تیار کرنے کے کئے بیحد مضطرب ہیں۔ ان کی صحت کے بارے میں ان کی تشویش انکے خطوط سے عیاں ہے.....(ادارہ)

o

جموں توی:

۲۶ فروری ۵۲ء

صاحب! یہ کیا اندازہ ہے۔ امرتسر کے بعد سے جو آپ نے چُپ سادھی تو کل

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تک ہمیں یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ آخر مہجور صاحب کا کیا ہوا۔ خدا خوش رکھے قبلہ شیخ صاحب کو کل ان سے آپ کی خیر و عافیت معلوم ہو کر ذرا طمینان ہوا۔ لیکن یا حضرت مہجور ہم لوگوں سے ایسا کون سا قصور سرزد ہوا آپ نے اتنی تکلیف بھی گوارا نہ فرمائی کہ دو سطر کا خط بھیج کر ہم لوگوں کو یہی بتا دیتے کہ آپ خیرت سے ہیں۔ آپ کے اخلاقِ کریمانہ سے ہمیں یہ توقع تھی۔ شاید ہم ہی لوگوں سے کوئی قصور ہوا ہے جو آپ نے ایسا برتاو روا رکھا۔

امید ہے کہ مجیب صاحب سے آپ کی ملاقات ہوگئی ہوگی اور انہوں نے حبہ خاتون کا زندہ کرنیکا انتظام شروع کر دیا ہوگا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یوم حبہ خاتون کے لئے میں کس درجہ مضطرب ہون۔ اگر ڈرامہ تیار نہ ہو سکا تو سارا مزہ کر کرا ہو جائیگا۔ زیادہ۔ زیادہ

نیازمندہ
اسداللہ کاظمی

غلام محی الدین صوفی

سرینگر۔ شنبہ۔ ۱۱۔ نومبر ۱۹۴۴ء

جناب مہجور صاحب۔

اسلام علیکم۔

مزاج شریف آپ کی ہمراہی سے آون پؤ رخان پؤ رحیات پور اور بہرام پور

پتہ! ڈاکٹر صوفی
معرفت پوسٹ ماسٹر سرینگر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

معلوم ہوئے لیکن کئی ایک مسایل ابھی بھی حل طلب میں ۔حیدر ملک کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ قلعہ خانپور نہ تھا بلکہ آون پور تھا۔لیکن ہم دونوں کو قلعہ کا کوئی نشان نظر نہیں آیا۔آپ نے یہ زمین چپہ چپہ چھانی ہے۔آپکو کچھ معلوم ہے؟ محمد کوٹ کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔میں نے تاریخ جموں از حشمت اللہ خان صاحب دیکھی لیکن مظفر آباد میں اسکا بھی پتہ ندارد۔چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟ تاریخ حسن میں آپ نے اُس دن بیر بلؔ پڑھا تھا۔لیکن آپ بتا نہ سکے کہ کہاں ہے؟ آج سٹائن میں بربلؔ کا پتہ چلا۔بیر بل نوشہ میدان کا برج تھا۔سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قراء بہادر عمزادہ حیدر کا شعری ادھر مامور ہوا تو بیر بل کے خیال سے محمد کوٹ بھی اسی جانب ہوگا۔مظفر آباد نہیں ۔کہ ایک راوی قرار بہادر کا بارہ مولہ جانا بھی لکھتا ہے۔اس لئے شاید ادھر بھی امکان ہو۔سٹاین وانکل قلعہ کا پتہ جنوبی وتستہ پر بتلاتا ہے۔

(۲) گنڈِ نعمت کا پتہ چلا؟ آپ کے جواب کا منتظر ہوں (۳) میاں امین نے ابدال رینہ سپہ سالار شہاب الدین بتایا تھا۔مگر کوئی تاریخ اس نام کا کوئی ذکر ہی نہیں کرتی۔صرف سید حسین ہراول فوجی بتلاتے ہیں۔میاں امین سے دریافت فرمایئے۔ آزاد صاحب کا انتظار ہے۔اپنا انتخاب ہمراہ لادیں تاکہ درج کرسکوں ورنہ دیر ہوگئی تو ناممکن ہوگا۔تیار تھی صاحب کل شام آئے تھے آج لاہور پدھارے ہیں۔آپ سے ملنے کے مشتاق تھے۔نیز آزاد سے

آپ نے فرمایا تھا کہ میاں امین آوینگے۔ابھی تشریف نہ لائے انکو بول دیجئے کہ میں کوئی کھود نہیں کہ فردوسؔ کو صلہ دے سکوں میں خود مفت کام کرتا ہوں اور احباب سے بھی مفت ہی کی امید رکھتا ہوں۔یہ صرف وطن کی خدمت ہے اور بس! خدا کرے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ یہ عریضہ آپ کو جلد ملے اور جواب آپ سے مجھے جلد۔

والسلام:

غلام محی الدین صوفی

☆

عرشؔ ملیانی

اولڈ سیکرٹیریٹ دہلی

PUBLICATION DIVISION
MINISTRY OF INFORMATION
AND BROADCASTING.

۲۱ مئی ۱۹۶۹

محترمی تسلیم!

کشمیری زبان پر آپ کے احسانات ہیں۔اس زبان میں آپ کی شاعری کو اردو دان طبقے سے روشناس کرانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کا کلام شائع کیا جائے کشمیری زبان میں اتنی تین چار نظمین اردو ترجمے کے ساتھ ارسال فرمایئے۔ایک نظم تو آج کل کے سالنامے میں شائع کردی جائیگی اور باقی ممکن ہوا تو کسی اور شمارے میں.....میں یہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی چاہتا ہوں کہ آپ کی شاعری پر ایک بسیط مضمون لکھا جائے اور آپ کی تصویر کے ساتھ اسے آج کل میں شائع کیا جائے۔ اس کیلئے اگر آپ مصالا ارسال فرمادیں تو عینِ نوازش ہوگی، نظم شائع ہوگی تو اسکا حسب قواعد معاوضہ بھی ارسال کیا جائے گا۔

نیازمند

جناب مہجور　　عرش ملیانی

(کشمیری نظمیں ترجمے کے ساتھ آجکل میں شائع بھی ہوئی تھیں کہ نہیں یا مضمون کے لئے مصالا بھیجا بھی گیا تھا کہ نہیں؟ اس ضمن میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا .....اداریہ)

پدم ناتھ گنجو

کولگام کشمیر

۴ جنوری ۵۰ء

مکرّمی مہجور صاحب! آداب عرض ہے۔ یہاں آئے تین ہفتہ گزر گئے۔ طبیعت ناساز رہی دل پریشان رہا پورے تین سال تک ایک جگہ ساکن رہ کر وہاں سے اکھڑ جانا اور پھر ایک اجنبی جگہ میں جڑ پکڑنا ایک اجنبی کا کہئے کیا کوئی آسان بات ہے نتیجہ یہ کہ آپکی ''نیم ملاقات'' یعنی خط نہ لکھا جاسکا۔ آپ کی صحت کی فکر لگی رہی ہے۔ سنایئے کیسے گزرتی ہے؟ خون کے دباؤ کی کیا صورت ہے؟ پرہیز جاری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوگا۔ ہاں جاری رہے وہی ایک صورت طبیعت ٹھیک رکھنے کی ہے۔ مجھے کولگام آ کر یہ بات معلوم ہوئی کہ میں سرینگر سے اتنا ہی دور ہوں جتنا کسی فرنٹیر والی جگہ سے ہوسکتا تھا۔ سرینگر آنا جانا یہاں سے مشکل ہے راستہ ۱۲ میل اننت ناگ تک کچا ہے اور یہی خصوصی مشکل ہے دوسرے یہ کہ سفر دو منزلوں میں طے ہونا ضروری ہے پہلے اننت ناگ جانا پھر سری نگر پہلا حصہ ٹوٹے پھوٹے ٹانگہ میں دوسرا لاری میں پورا دن یہ سفر کھا جاتا ہے۔ اس وجہ سے میں اور رنجیدہ خاطر ہوں۔ لوگ یہاں مجھ سے ناواقف ہیں اور میں لوگوں سے ناواقف۔ زمستان ہے۔ اِدھر اُدھر جانا نتیجاً مشکل۔ ان اثرات کے زیرِ اثر طبیعت کا پریشان نہ رہنا عجیب ہوتا۔

ہاں! گھر میں سب کو میرا پرتپاک سلام کہیئے گا۔ سب چھوٹوں کو اور بڑوں کو خصوصاً والدہ صاحبہ محمد امین کو میرا مودبانہ سلام عرض ہو۔

کیا لکھوں۔ کیا نہ لکھوں۔ یوں تو جی چاہتا ہے کہ اب سے آئندہ آپ سے برابر خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھوں۔ دنیا تفکرات کے ذکر سے بالا ہو۔ روز روز کے بلند و پست حادثات کی تاثیر سے پرے ہو۔ محض ادب اور ادبیات سے متعلق ہو لیکن کیا ایسا ہوسکتا ہے۔ کیا ہمت باندھ کر بھی ارادہ پورا ہوسکتا ہے؟ مجھ درمیانی عمر کا بشر آپ جیسے پختہ بین بزرگ کے ساتھ عشق و محبت کی اِن گنت اور دور دراز داستان کی جھلکوں کو چھیڑ سکتا ہے؟ ایسا نہ ہو کہ بقول آپ کے کہنا پڑے

وولو چھُس نہٕ مہجور اَتھِ لولہٕ والبن
لیکھتھ دردِ سوزِ کی غزل سوزِ ناوے

پھر خیال آتا ہے کہ نہیں۔ مہجور صاحب کا ادبی وجود ایک تبرک ہے۔ ہوسکے تو اسکو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ادبی چھیڑ چھاڑ میں ضرور الجھانا چاہے۔ کچھ نہ کچھ یادگار کے طور پر پس ماندہ گان کے لئے رہ جائیگا۔ اس خیال کو زیرِ نظر رکھکر اب سے آیندہ میری کوشش یہ ہوگی کہ آپ سے خط و کتابت مسلسل اور متواتر کرتا رہوں چہ جائیکہ آمنے سامنے ہو کر ملاقاتوں کا سلسلہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

ہاں! نیا کشمیر کا ترجمہ کدھر پہنچا۔ کیا کوئی حصہ مکمل ہوا؟ کیا کیا ادبی مصروفیت ہے ان دنوں؟

میں ۲۳ پوہ شام کو پلوامہ پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یعنی پرسوں جمعہ کو۔ ۲۴ پوہ میری ایک سرکاری شہادت تحصیل میں قلمبندی ہونی ضروری ہے۔ اس کے بعد سرینگر جاؤں گا، کیا عجب کہ آپ سے بھی اچانک ملاقات ہو جائے، بشرطیکہ اتفاقاً آپ پلوامہ میں ۲۳۔ پوہ کو ہوں۔ بہر حال میں خط کے انتظار میں یہاں رہوں گا۔ بھوشن لال سامنے بیٹھا ہے۔ یہ معلوم کر کے کہ میں مہجور صاحب کو خط لکھ رہا ہوں خوش ہوا کچھ ہنسا اور کہا کہ ''عبدمتو'' کو خش'' کرنے والے مہجور صاحب کو میرا ابھی سلام لکھیں

آپ کا: پدم ناتھ گنجو

مفتی محمد صادق

قادیان

۲۵۔ دسمبر ۱۹۴۰ء

اسلام علیکم ورحمة الله وبرکاتهٗ!

عزیز مکرم غلام احمد صاحب!

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ ہو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ شعر واشعار کے اشتعال کے سبب بہت شہرت رکھتے ہیں۔ اس واسطے مجھے خیال ہوا کہ میں آپ کو ایک خط لکھوں کہ آپ میری نوزائیدہ دختر کی پیدائش کے متعلق ایک نظم بزبانِ کشمیری لکھ کر ارسال فرمادیں۔ جب آپ قادیان میں تھے۔ اس وقت جو میری بیوی تھی وہ فوت ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے ماما بار (جنوبی ہند) کی عورت سے پچھلے سال شادی کی۔ اس کا نام رقیہ ہے اس کے بطن سے ۱۹۔ مئی ۱۹۴۰ء کو لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام رضیہ رکھا گیا۔ کئی دوستوں نے رضیہ کی پیدائش پر نظمیں۔ قطعات اور تاریخیں لکھ کر بھیجی ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ ان سب کو کتابی صورت میں چھپوالیا جائے اور مجھے خیال آیا ہے کہ بلحاظ پرانی محبتوں کے ان میں آپ کا بھی حصہ ہو والسلام!

خادم

مفتی محمد صادق

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

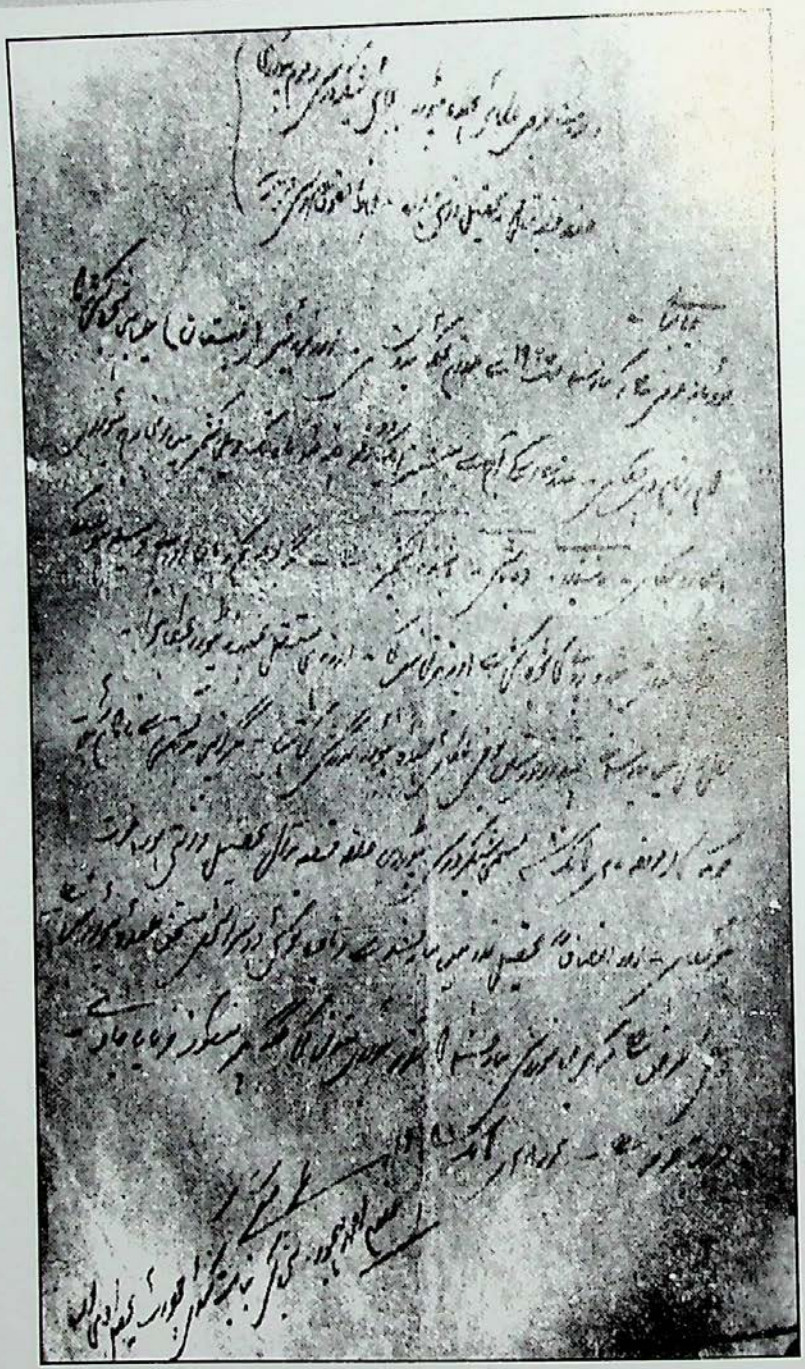

نقل عرضی بخط مہجور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(۵) کشمیری ادیب غلام نبی گوہر امین کامل اور ہردے کول بھارتی ریڈیو کشمیر کے لئے کیمپ سے متعلق اپنے تاثرات ریکارڈ کرا رہے ہیں۔ ساتھ میں رفیق راز اور اوتار کرشن رہبر بھی بیٹھے ہیں۔

(۶) پنجابی ادیب، گلشن، خالد حسین اور اداخی ادیب تاشی ربگیاس۔

(۷) ہندی ادیب سبھاش بھارد واج اور موہن نراش۔ ڈوگری ادیب مدن موہن شرما اور اردو کے شاعر پرتپال سنگھ بے تاب۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

محمد صادق

نمایش گاہ سرینگر

۱۳ستمبر

بخدمت جناب منشی غلام احمد صاحب مہجورؔ سرینگر

۱۰۴ مورخہ ۳۴_۹_۱۳

مکرمم! سلام مسنون!

نمایش گاہ میں زیر سرپرستی نمائش کمیٹی ایک ادبی مشاعرہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ براہ کرم شرکت فرما کر اپنے کلامِ نظام معجز سے ارباب ذوق کو محظوظ فرمائیں۔ مشاعرہ بتاریخ ۱۵ستمبر ۱۹۳۴ء بوقت ساڑے چھ بجے شام شروع ہوگا۔

احقر محمد صادق

سیکریڑی مشاعرہ کمیٹی نمایش گاہ سرینگر

0

محمد حبیب الرحمان خان شیروانی

جناب من۔ تسلیم۔ عنایت نامہ پہونچا۔ نظام الدین صاحب فوق کی جو خدمت میں کرسکوں گا۔ اس سے انشا اللہ دریغ نہ ہوگا۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ والسلام!

۳ شعبان المعظم ۳۷ھ۔ حیدر آباد محمد حبیب الرحمان خان شیروانی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مُتفرقات

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تاریخِ تعمیر زیارت حضرت سُلطان العارفینؒ

شوقہٕ سان سُلطان سُنٛد لاریوس بوزٕم ژٕخبر
گو مکمل روضۂ محبوب العالم سر بسر
ڈیڈہ تَل وأتھ پٔرٛزھوم تاریخ آلوتوٚرہ گوم
لولہ سان مُژ راوپَر پاک اژہ اندر دیدار کر

۱۳۶۸ھ

شوقہٕ سان سُلطان سُنٛد لاریوس بوزٕم خوش خبر
گو دربارِ محبوبی مکمل سر بسر
ڈیڈہ تَل وأتھ پٔرٛزھوم تاریخ آلوتوٚرہ گوم
لولہ سان مُژ راوپَر پاک اژہ اندر دیدار کر[1]

۱۳۶۸ھ

---

[1] اس قطع تاریخ کا آخری مصرع ایک اور جگہ یوں لکھا ہے۔
لولہ پژہ سان اژھ اندر مژ راو بر دیدار کر (ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''مومنوں کو آسماں دیتا ہے اخبارِ ہلال''

بامِ گردوں پر نظر آتے ہیں آثارِ ہلال
عید کا پیغام لانا ہے سدا کارِ ہلال
ہے دلیل کامیابی جہدوسعی روز وشب
ہمکو یہ زریں سبق دیتی ہے رِفتارِ ہلال
بدرِ کامل بن کے چمکے گا سِتارہ قوم کا
مومنوں کو آسمان دیتا ہے اخبارِ ہلال
گوہر مقصد ملیگا دُور ہوگا رنج وغم
جب کھلیں گے قوم پرسربستہ اسرارِ ہلال
انہدام قلعہ ظلم وجہالت کیلئے
فتح ونصرت کے لئے آتی ہے یہ تلوار ہلال

۱۹۴۴ء اخبارِ ہلال کے واسطے حسبِ فرمودہ حکیم ولی محمد صاحب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

قصّہ دو حسینوں کا

مہجورؔ کا حسن بیاں محمود کا حُسن اَدا
مِل کران حسنین نے پیدا کیا ایک کربلا

کہا جاتا ہے کہ یہ شعر حکیم حبیب اللہ صاحب مرحوم سپرانٹنڈنٹ پولیس کا طبع زاد ہے اور مرحوم نے یہ اُس موقع پر کہا تھا۔ جبکہ سرینگر کے مشہور گویئے محمود شہری مرحوم نے حضرت مہجورؔ کی کوئی مشہور غزل سرینگر میں کسی جگہ گائی تھی۔ سننے والوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا اور کسی بات پر ہنگامہ ہوگیا تھا۔ جس وجہ پولیس کو مداخلت کرنی پڑی تھی۔ غالباً ۱۹۳۶ء کا واقعہ ہے''۔

.....اِبن مہجورؔ ۴۵۔۱۱۔۲۰

☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجورؔ کا سنت رام کون تھا؟

ایک دلچسپ تاریخی تمثیل

کلچرا کادمی کے خبرنامے میں مہجورؔ کے کلام کو مقبول بنانے والے اخباری ہاکر سنت رام کے بارے میں مندرجہ ذیل نوٹ شائع ہوا تھا۔اس پر کشمیر کے مشہور اور مقتدر اخبار روزنامہ ''ہمدرد'' (۱۹۳۵ء۔۱۹۴۸ء) کے مدیر اور ممتاز دانشور سورگیہ پنڈت پریم ناتھ بزاز نے ہمیں ایک خط لکھا تھا جس میں معاملے کے کچھ پہلوؤں پر نئی روشنی ڈالی گئی تھی۔ان دونوں تحریرات کو ہم یہاں پر درج کر رہے ہیں

(ادارہ)

مہجورؔ کو مقبول بنانے کا راز

ڈوگرہ گلوکار کار یاض

سرینگر۔کشمیری زبان کے سب سے مقبول شاعر حضرت مہجورؔ کو اپنے کلام کے ساتھ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

متعارف کرنے والا ایک شریف اور محنتی ڈوگرہ گلوکار تھا۔یہ انکشاف ڈائیریکٹر ایجوکیشن محترمہ ساجدہ ضمیر احمد نے کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ سنت رام کشمیر شری کشیپ بندھو کے اخبار "دیش" کے ہاکر کی حیثیت سے آیا تھا لیکن بعد میں اُس نے ۱۹۳۵ء سے مہجور کی کتابیں بیچنا شروع کر دیں،سنت رام ایک نہایت اچھے گلے کا مالک تھا اور اس نے مہجور کے گیت ''باغ نشاط کے گلو'' کو گا گا کر سارے کشمیر میں مشہور کر دیا۔وہ ان گیتوں کو جموں کے مشہور لوگ ساز اِکتارے پر گاتا پھرتا تھا۔اس کے علاوہ وہ کشمیری زبان اور لہجے پر قدرت رکھتا تھا اور کشمیری عورتیں اس سے ونہ ون اور روف کی طرزیں سیکھتی تھیں،سنت رام شہر کے علاوہ اننت ناگ ،شوپیان ۔ کلگام۔پلوامہ۔ترال۔سوپور۔بارہمولہ۔وغیرہ میں بھی مہجور کی کتابیں بیچتا تھا۔یہ سلسلہ ۱۹۵۰ء تک لگ بھگ جاری رہا اور ان علاقوں میں اب بھی لوگ اس کو یاد کرتے ہیں۔مہجور صاحب کے پبلشر حاجی علی محمد نے کہا ہے کہ ان کے اندازے کے مطابق سنت رام نے مہجور صاحب کے کوئی پچاس ہزار سے زائد کتابچے فروخت کئے ۔ ٹھاکر رگھوناتھ سنگھ،سیکرٹری لیجلیسٹو اسمبلی نے کہا کہ وہ سنت رام سے ذاتی طور پر واقف تھے اور وہ ہریجن تھا۔انہوں نے کہا کہ کچھ عرصے پہلے جموں میں جموں وکشمیر کی تہذیبی یگانگت کا یہ نمایندہ سورگباش ہو چکا ہے۔

(اکاوی ۱۹۷۴ء)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گاشہ آگر

۸۔F حوض خاص ان کلیو

نئی دہلی۔۱۶

محترم ٹینگ صاحب!

تسلیم۔آپ کا خبرنامہ اکادمی برابر مل رہا ہے۔اس کی افادیت کا اور کیا ثبوت دیا جاسکتا ہے کہ میں اس کی ہر سطر کو پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا۔تازہ پرچے میں آپ نے دو باتوں کے متعلق لِکھا ہے جن پر میں کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔یہ درست نہیں کہ شاعر مہجورؔ کو کشمیری عوام کے ساتھ متعارف کرانے والا گلوگار سنت رام ڈوگرہ تھا۔بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ پیدائش سے کشمیری پنڈت تھا بچپن میں ہی یتیم ہوجانے کی وجہ سے جموں بھاگ گیا تھا۔وہاں مزدوری کر کے اُس نے اپنی معاشی حالت بہتر بنادی تھی۔جوان ہونے پر اس نے شادی کرنا چاہی لیکن پنڈت فرقے میں اس کو لڑکی ملنی ممکن نہ تھی۔اس لئے اُس نے ایک اچھوت کنیا سے شادی کرلی۔اس کے بعد کشمیری پنڈتوں نے اس کو اپنی برادری سے الگ کردیا۔اس نے بھی یہ لاحاصل خواہش دل سے نکال دی کہ اس کو کشمیری پنڈت کہا جائے۔وہ مکمل طور پر اچھوتوں میں مدغم ہوگیا۔بدقسمتی سے دو بچے پیدا کرنے کے بعد اس کی بیوی مرگئی لیکن اُس نے دوسری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شادی کرنے سے احتراز کیا، جب ۱۹۳۵ء میں ہمدرد کو اجراء کرنے کا فیصلہ ہوا میں نے جموں سے مسٹر ایس۔ ایس نشاط کو بطورِ اسٹنٹ ایڈیٹر بھرتی کر لیا۔ اس کے علاوہ ایک کاتب اور ایک جلد ساز کو بھی وہیں سے لایا۔ سنت رام کی زبردست خواہش تھی کہ وہ وطن مولوف واپس چلا جائے اور وہ میرے پاس آیا۔ اس نے متذکرہ صدر کہانی سُنا کر مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کو بھی اپنے ساتھ کشمیر لے جاؤں۔ میں کوئی پکا وعدہ نہ کر سکا لیکن اس کو اتنا کہہ دیا کہ اگر وہ کشمیر آئے گا تو میں اس کو روزی کمانے کے لئے جتنی مجھ سے ہو سکے مدد دوں گا۔ وہ آ ہی گیا اور میں نے اسے ہاکر بنا دیا۔ باقی جو کچھ آپ نے سنت رام کے بارے میں لِکھا ہے دُرست ہے۔ لیکن وہ مرنے تک اپنے آپ کو کشمیری پنڈت ہی ظاہر کرتا رہا۔ لیکن جب کہ میں نے اوپر لکھا ہے کہ اس کی نشت برخاست اور برادری ہمیشہ اچھوتوں کے ساتھ رہی کیوں کہ اس کو پُورا یقین تھا کہ کشمیری پنڈت اس کو کبھی بھی نہیں اپنائیں گے۔

آپ کا

پریم ناتھ بزاز

(اکامی۔ ۱۹۷۴ء)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہجور۔ خاندانی سلسلہ (حسب)

میر محمد (۱۱۴۵ھ/۱۷۳۲ء میں سوپور سے سرینگر آئے اور یہاں خانقاہِ معلّٰی کے نزدیک سکونت پذیر ہوئے۔ وفات ۱۷۵۰ء کے قریب)

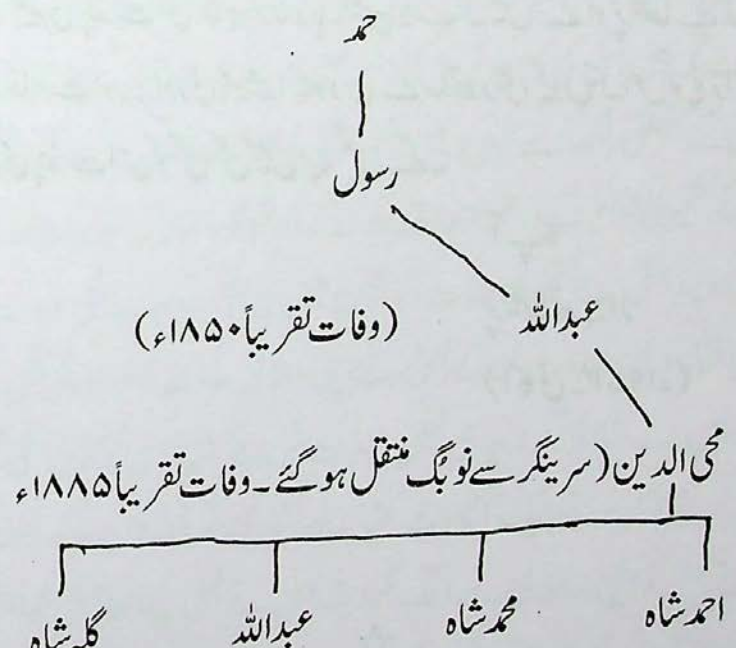

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

متری گام میں سکونت اختیار کی۔

غلام احمد مہجور — مبارک (وفات ۱۹۰۷ء)

(ولادت۔ ۱۱/اگست ۱۸۸۷ء)

(وفات۔ ۹/اپریل ۱۹۵۲ء)

محمد امین (ولادت ۱۹۱۱ء، وفات فروری ۱۹۸۸)

رشید — باری — ابدال — خالد — دخترہا

مہجور خاندانی سلسلہ (نسب)

داود (ساکنہ، اشمند، پلوامہ)

طیب (شارخ مورن) — ملا اشرف ((شاخ ویری)

(مصنف "رضانامہ" وفات ۱۷۶۸ء)

اسلم (میر ہزار کا ہمعصر۔ ۱۷۹۳ء

ولی (شاخ متریگام) — علی (شاخ ویری)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

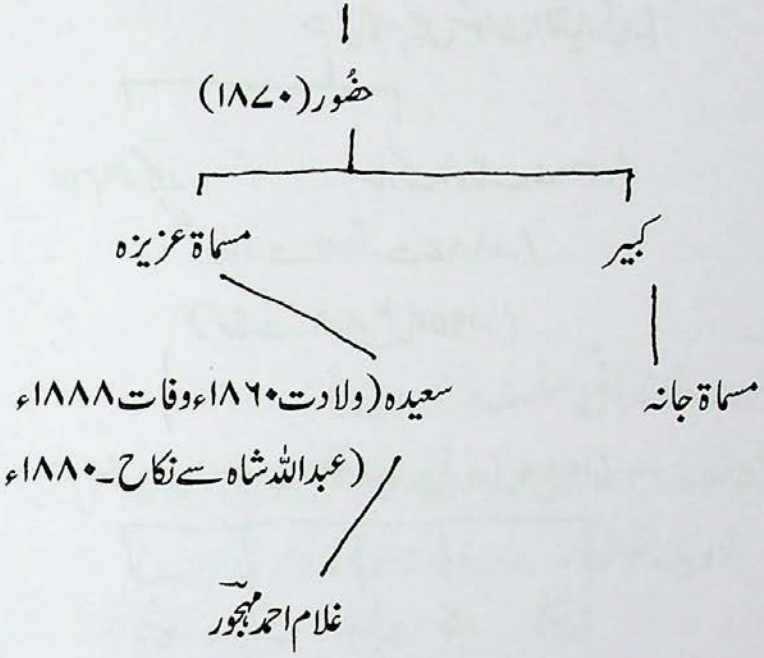

☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حیاتِ مہجورؔ ایک نظر میں

چند اہم واقعات

۱۱۔ اگست ۱۸۸۷ء۔ پیدائش۔ متری گام (پُلوامہ)

۱۱۔ جون ۱۸۸۸ء۔ والدہ (سعیدہ بیگم) کا انتقال بعارضہ کالرا)

۱۸۹۱ء۔ گھر میں ہی پڑھنا لکھنا شروع کیا۔

۱۸۹۸ء۔ ترال میں علی گنائی عاشق ترالی کے شاگردون میں شامل ہوئے

۱۹۰۱ء۔ مدرسہ نصرۃ الاسلام سری نگر میں داخلہ لیا۔

۱۹۰۵ء۔ شعر گوئی کا آغاز اسی سال ہوا۔ مہجورؔ تخلص رکھا اور پنجاب کے سفر پر روانہ ہوئے۔

۱۹۰۷ء۔ راوی (عزیز دید) کا انتقال بعارضہ کالرا۔ پنجاپ سے وطن واپسی یارِ کلان میں شادی ہوگئی۔

۱۹۰۸ء۔ بطور شجر کش لداخ میں تقرری۔ لداخ روانہ ہوگئے۔

۱۹۰۹ء۔ کرگل میں تعیناتی۔

۱۹۱۰ء۔ والدِ پیر عبداللہ شاہ کا نوبوگ میں انتقال بلتستان سے وطن واپسی نوبوگ سے پھر پنجاب روانہ ہوئے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۹۱۱ء۔ پنجاب سے وطن واپسی۔ پیدائش فرزند (محمد امین اکلوتی اولاد)

۱۹۱۳ء۔ بحیثیت پٹواری معطّلی۔

۱۹۱۴ء معطّلی بدستور۔ سکونت متری گام

۱۹۱۴ء۔ بحالی متری گام سے ہجرت۔

۱۹۱۸ء۔ دوبارہ معطّلی۔

۲۱۔۱۹۲۰ء۔ بحیثیت پٹواری حاجن (سونہ واری) تبادلہ

۲۸۔۱۹۲۷ء۔ سورسار (موجودہ تحصیل، چاڈورہ) تبادلہ۔

۱۹۲۹ء۔ ہندوارہ تبادلہ۔ تیسری بار معطّلی

۴۵۔۱۹۳۱ء۔ آری گام (تحصیل بڈگام) تبادلہ اور بحیثیت پٹواری سکونت۔ تخلیقی سرگرمیوں کا سب سے اچھا زمانہ

۱۹۴۵ء۔ ریٹارمنٹ، متری گام میں سکونت

۱۹۴۷ء۔ قومی کلچرل محاذ کے نائب صدر منتخب۔ ادیبوں اور دیگر فنکاروں کی تنظیم میں گہری دلچسپی لی۔

۱۹۵۱ء۔ وزیر اعظم شیر کشمیر شیخ محمد اللہ کے ساتھ دِلی روانگی۔ تاریخ ادبیات کشمیر کی تدوین کے لئے دِلی کے کتب خانون سے استفادہ کیا۔

۱۹۵۲ء۔ ۱۸۔ اپریل کو حکومت کشمیر کی طرف سے وظیفہ حسن خدمت کی پہلی قِسط وصول کی (مہجور ریاست کے پہلے شاعر تھے جن کے حق میں حکومت نے وظیفہ حُسن خدمت منظور کیا رتھا) بیماری کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔

۱۹۵۲ء۔ ۹/اپریل دماغ کی رگ پھٹ جانے کی وجہ سے انتقال تدفین

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آبائی گاؤں متری گام (پلوامہ) میں ہوئی

۱۱۔اپریل ۱۹۵۲ء کو نائب وزیر اعظم بخشی غلام محمد متری گام گئے اور اُن کی تجویز پر مہجور (مرحوم) کا جسدِ خاکی سری نگر لایا گیا۔زیارت حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ خانقاہِ معلیٰ سے مہجور کا آخری سفر شروع ہوا اور اَتھاواجن میں مزار حبہ خاتون[1] میں پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔اس موقعہ پر نائب وزیر اعظم کے علاوہ نیشنل کانفرس کے زعماء اعلیٰ سرکاری افسر اور ادیب و دانشور بھی جو موجود تھے۔

[1] مہجور صاحب کا خیال تھا کہ حبہ خاتون کا مزار اتھ واجن میں واقع ہے۔لیکن ۱۹ء جنوری ۷۷ء کو جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ جناب شیخ محمد عبداللہ کی قیادت میں کلچرل اکیڈیمی کا ایک وفد بسوک (بہار) گیا تھا جہاں کشمیر کے آخری مقامی تاجدار سلطان یوسف شاہ چک کو خراجِ عقیدت ادا کیا گیا اور ان کے مزار پر شیخ صاحب نے ایک یاد گاری لوح نصب کی جس پر انگریزی اور اُردو زبانوں میں یوسف شاہ چک کی زندگی کے حالات کندہ ہیں۔تقریب کے دوران سیکرٹری اکیڈیمی جناب محمد یوسف ٹینگ کو مقامی لوگوں سے کچھ اہم باتوں کا پتہ چلا اور مزید تحقیقات پر انہیں معلوم ہوا کہ یوسف شاہ چک کی اولا ایک نزدیکی قصبہ اسلام پور میں آباد ہے۔ایک معمر برہمن نے یہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حیرت انگیز انکشاف کیا کہ یوسف شاہ چک کی قبر کے نزدیک والی چھوٹی سی قبر کشمیر کے شاہ کی بیوی حبہ بی بی کی ہے۔اس حیرت انگیز تاریخی انکشاف سے حبہ خاتون کی موت اور آخری آرام گاہ سے متعلق تمام تصورات تبدیل ہو گئے ہیں۔کلچرل اکیڈیمی کے وفد میں ٹینگ صاحب کے علاوہ موتی لال کیمو (اور غلام رسول گڈھ بھی شامل تھے۔تینوں اصحاب کے دستخط سے KASHMIR CULTURAL RAINBOW 1977.78 VIEWS & REVIENS نامی کتابچے میں اس تقریب اور اس انکشاف کے بارے میں ''TOMB OF HABBA KHATOON'' کے عنوان سے ایک نوٹ بھی درج ہے کہ مرحوم محمد امین (ابن مہجور) نے بھی پڑھا ہے۔نوٹ کے آخر میں ابن مہجور نے لکھا ہے۔''This note was by me also'' (ادارہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

منظوم ترجمہ

انتخاب:۔

کلام مہجورؔ

پیام مہجورؔ

سلامِ مہجورؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کلامِ مہجور

وتہٕ ہےٚ وٚنیٚر بے وفائی شیوے دِلدار چھا
اے سکھی کیا بے وفائی شیوۂ دِلدار ہے

نازنین مہہ جبینن قتل وغارتھ کار چھا
قتل وغارت مہہ جبینون کا ہمیشہ کار ہے

جستہ لویُن نستہٕ خنجر نستہٕ گودرخستہ جان
خنجر بینی نے آخر کردیا قصہ تمام!

تیغ بازس رزم سازس ترکتازس عار چھا
تیغ بازی ترکستازی میں اسے کیا عار ہے

دِلبرن لب شکرن مہ پیکرنِ غارت گرن
ہائے دِلبر ہو کے بھی غارت گری چھپتی نہیں

دورِلویُن حُورِتیراژوٗ رِتھاوٗنَس وار چھا
زخم کھاکر حور تڑپی، اسی کا رواہے

اے کماں گر برجگر لویُتھ زبر تیرے دوپر
اے کماں گر ٹھیک دِل کے پاس آکر جالگا!

تیر آتش باززہر مارسمل الفار چھا
تیر آتش بارزہر مارسم الفار ہے

چھِس اویزان تابداماں زہرژاپاں قہرسان
کس قدر گھنٹوں تلک میں قہر سامان زیرناک

زلفِ سنبل مرگہ بلبل مار چھا گُلمار چھا
زلفِ سنبل مرگ بلبل مار یا گُلمار ہے

سینہٕ سوزن عاشقن دِل شہلبن ہامَتھ وچھن
عاشقوں کے سینۂ سوزان طرادت پاگئے

یم دوپستان یا پستاں داروے بیمار چھا
یہ دوپستان یا سہ پستان داروے بیمار ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ژھل کُرتہ ژوٗل ژورِ ہانزٕل وٚنی وِسن پرٕی یے محل
ہونہ ہو بھاگاوہ پریوں کے محل جس کے مقام

بڈٕ ڈلہٕ چھا تیل بل چھا باغہٕ شالامار چھا
تیل بل ڈل جھیل یا وہ باغِ شالامار ہے

چھس وَون زٲلتھ بدن رودمُ مدن ژوٗل سرحدن
کھو گیا دِلبر مرا جانے وہ کِس سرحد میں ہے

پرنگ چھا یا درنگ چھا یا برنگ چھا کُٹہار چھا
پرنگ ہے یا درنگ ہے یا برنگ یا کُٹہار ہے

زاگ ہتھ برتل غزل وقتس برس اکہٕ اکہٕ کران
یہ گجر دم چھپ کے دَروازے کی جنبش کس نے دی

ژُور چھا مخمور چھا مہجور خوش گفتار چھا
راہزن میخوار یا مہجور خوش گفتار ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کلامِ مہجور

تمنا چانہِ دیدارُک مےٚ چھِ یٚنبرزلے بۄمبرو
ارماں تیری دید کا مجھ نرگس کو ہائے بھنورے ہے
پھُجس یامیتھ لُجس وُچھنے گجس چانے کلے بۄمبرو
کھلتے ہی تکتی ہوں تیرا دھیان تو کھائے بھنورے ہے
یہ قد چون زٚن چھُ پوشے گُل پھُلے بَرجستہ چھسن بالکل
بوٹا جیسا قد یہ تیرا سرتا پاہے پھول ہی پھول
وچھتھ دُورے مےٚ مستورے دلک سرٚ یہہ مے تھۄوم ژورے
دور سے مجھ مستور کو دیکھا پیار چُھپائے بیٹھی تھی
ژنے لویُت تیرزن خۄرے یہ چھوکھ نوزانہہ بلے بومبرو
زخم بھرے اب کیسے؟ تیرا تیر جو آئے بھنورے ہے
گھِٹھ روذکھ مَدن وارے بدن مےٚ زولتھم نارے
میری ٹھنڈک میرے بالم راکھ بناڈالا مجھ کو
ودَن چھسِ چانہِ امارے یہ دل سکر شہلے بومبرو
نیر بہاؤں تیری چاہ میں تو کب آئے بھنورے ہے
ژیہٕ کس ستی گیی سأزش دۄیم چھابنیا کھ کانہہ مے ہش

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مجھ جیسا ہے دوجا کوئی جس کے ساتھ یہ سازش کی
ژمیانے رشکہٕ پانس نش روٚٹکھ گمہٕ مَسولے بوٚمبرو
مجھ سے چھین کے پاس یہ اپنے کون بٹھائے بھنورے ہے

یَہمَنا حال دِل باوَے گچھَ کُٹھِ توسہٕ وتھراوَے
آؤتو دل کا حال سناؤں قیمتی فرش بچھاؤں میں
پٹُن زُوپیش کش تھاوَے مےٚ پانس ثرژَلے بومبرو
جان کوواروں شاید یہ امید برآے بھنورے ہے

یہ پَرمس یارِکمٕ چوٗکھ ژغأرن ستی مِلہٕ نووٗکھ
پریت پرائی کس نے پلائی اپنوں سے بیگانے ہو
گُرِتھ تعویزِ برم روٗکھ کمیوآرہٕ ولے بومبرو
کیا کوئی آرول جنتر پڑھ کے گھات لگائے بھنورے ہے

ژیازن ستی ژھوٚہ ماران بۂ تنہا خونِ دِل ہاران
دن گھبراؤں رات کو ڈھونڈوں تنہائی میں خوں روؤں
دوہس کوٚت نیرِ چھس تھاران ووں ژھانڈتھ روتلے بوٚمبرو
توبہ تُوتو غیروں ہی میں جی بہلائے بھنورے ہے

کراں مہجورؔ حُسنس گٹھ ونان یارس پتو اکھ گتھ
حُسن کا وہ مہجورؔ پتنگا یوں بولے ہے آخر میں
یہ دِل دیوانہ گوژیےٚ پتھ بیس ستی نورَلے بوٚمبرو
اوروں سے کیا کام ؟ تجھی پر جی آجائے بھنورے ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کلامِ مہجور

آیہِ تن چھُے مٹیون زُوتَے جان — میں ہوں جی جان سے قربان
مارِ مَتہِ وارِ وَتہِ لاگ مٹیون پان — راہ لگا اے میری جان!
سوکھ موکھ وأنج چھَم راوان — ڈوب رہا ہے دِل ہر آن
مارِ مَتہِ وارِ وَتہِ لاگ مٹیون پان — راہ لگا اے میری جان!
کالُک نارتَے صُبحک نوٗر — شام شفق ہے نورِ سحر
شاچ گٹہِ نیہہ دراوک نوٗر — آگ ہی جیسے خاکستر
وُچھی وُچھی پوشہِ ٹوٗرِ گیہ پریشان — کلیاں دیکھ کے ہیں پریشان
مارِ مَتہِ وارِ وَتہِ لاگ مٹیون پان — راہ لگا اے میری جان!
تھرس تھرہ پیٹھ اوس میون اول — مَسکن تھا اونچی ٹہنی
راتھ کُیت اَنہِ گٹہِ نبہِ تٹہِ زول — برقِ شب سے آگ لگی
نہ چھُ باغوانن زولاہ جان — مالی لاگے ہے انجان
مارِ مَتہِ وارِ وَتہِ لاگ مٹیون پان — راہ لگا اے میری جان!
لولہِ نار پانس گوٗنڈنم ہیٚریون — آتشِ اُلفت سرتا پا
اَمیِ نارِ سرتل سَپنم سون — لگنے سے پیتل پاسا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ولبسہٕ کیاز آسم ویسراوان سکھیاں کہتی ہیں نادان
مارِ مَتہِ وارِ وَتہِ لاگ میٚون پان راہ لگا اے میری جان!
یَس نہٕ آسہٕ پَنُنے من بیدار من جس کا ناہو بیدار
تَس کیٚتُ چھُ ہیوُے پوٚہ تے ہار یکسان اس کو پوش اور ہار
بے ہوش منُش چھاپوش چھاوان بے خودکی ہے گم پہچان
مارِ مَتہِ وارِ وَتہِ لاگ میٚون پان راہ لگا اے میری جان!
بُلبُلن دوٚپ گلس حُسن چُھے پور بلبل گل سے کہے تھا۔جان!
کیاہ وَنے زبوچھے نہ تی چُھے قصور ہے حسنِ کامل پربے زبان
بے زبان زِندہ چھنہٕ یتہِ روزان بے زبان مرتے ہیں بے گمان
مارِ مَتہِ وارِ وَتہِ لاگ میٚون پان راہ لگا اے میری جان
مہجور ژتہِ بن سونٹک واو یارِ بہاری بن مہجور
روشہ روشہ باغس کُن قدم تراؤ گلشن گلشن گھُوم ضرور
ژتہِ گژھ نندرِیٚتی وُزناوان جاگیں تاسب پھول سمان
مارِ مَتہِ وارِ وَتہِ لاگ میٚون پان راہ لگا اے میری جان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کلامِ مہجور

ساقیا آباد روزُن تا ابد میخانہ چون
تاابد آباد ساقی تیرا میخانہ رہے
آفتابکو پأٹھی پززلُن دم بدم پیمانہٕ چون
صورت خورشید تاباں تیرا پیمانہ رہے
تیلی لبکھ نزدیک پوشن جاے گلزارس اندر
جب تیرا دامن ہوا کانٹوں سے پہلے تارتار
نیہہ گٹہِ یلہِ پوشہِ تھرِ تل روٹ کنڈو دامانہٕ چون
جب ہوا ممکن کہ شاخِ گل پہ کاشانہ رہے
چانہِ بمہٕ محراب مسجد روے چون رشکِ صنم
پالیا محراب ابرو سے صنم چہرے کاراز
ودن أچھن تل جلوٗ گر چھم کعبہٕ تے بُتخانہٕ چون
چشم کعبہ کے مقابل تیرا بُت خانہ رہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شامہٕ ژھاے واوٕ گژایے پوشہِ وتھرا پیو پتھر
جنبش باد خزاں سے پھول جھڑجاتے ہیں ہائے
پان زندے زالنگ ووت پونپرس پروانہٕ چون
جل بجھے وہ آگ میں جو تیرا پروانہ رہے
یم نہٕ یوٚدباہم رلن اوٕ کوہ ڈلن سنگرالن
پھر یہ ممکن ہے زمانے کو تہ وبالا کریں
دردٕ ہتٕ یم میأنٔ آلو سازتے سامانہٕ چون
ساز میرے سوز سے جو تیراہم شانہ رہے
پوشہِ لنجہِ پیٹھ اول اوسم تژٹہِ لولچہٕ کوٚر فنا
برق الفت سے ہواگر خاک میرا آشیاں
خانہٕ میون برباد گو آباد اُسن خانہٕ چون
غم نہیں آباد لیکن تیرا کاشانہ رہے
جنگہٕ منٛز مرنٛک ژیو ہالس اندر ہر دم مرن
رزم گاہ شوق ہے کچھ اور پیارے جنگ اور
جنگہٕ کھوتے زیادٕ دروگ پیو عاشقن یارانہٕ چون
ہر گھڑی مرتاہے جس سے تیرا یارانہ رہے
ژأر چھنہٕ پنہٕ نبن تہٕ پرد بن دیندارن کأفرن
پیارمیں شیخ و برہمن ،غیر، اپنے، ایک ہیں
لولہٕ والبن سارِنے کیٚت وٚتھ چھٚ دسترخوان چون

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وقت دسترخواں یہ تیرا اور میخانہ رہے
تازہِ غزلاہ آو ہتھ مہجور کن دأرتھ ژ بوز
سب نے مانا جب سُنی مہجور کی تازہ غزل
نوکتہِ زأولِ بوزِ ناوان گاٹلبن دیوانہِ چون
شہ نشین بزم خرد کا تیرا دیوانہ رہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیامِ مہجور

بُلبل ونان چھ پوشن بلبل نے یوں پُکارا
گلشن وطن چھُ سونُے گلشن وطن ہمارا
سونُے وطن چھُ گلشن ہے کِتنا پیارا پیارا
گلشن وطن چھُ سونُے گلشن وطن ہمارا

سنبل وَنان بنفشس سنبل کہے۔ بنفشہ!
رُوزِتھ ژژھایہ چھُک کس چُھپتا پھرے ہے کیا کیا
وَن تروا باغ گُن دس جنگل کو چھوڑا دھرآ
گلشن وطن چھُ سونُے گلشن وطن ہمارا

أندی أندی سفید سنگر دیوارِ سنگِ مرمر
دیوار سنگِ مرمر ہر سُو ہے جس کے اندر
منز باگ سبز گوہر لگتا ہے سبز گوہر
گلشن وطن چھ سونُے گلشن وطن ہمارا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ناگن کولن تہ آرن چشمے ہوں یا کہ دریا
جوین تہ آب شارن یا آبشار گویا
دیئت سوز نو بہارَن سب اس کا ہے کرشمہ
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

منز جنگلس یہ اَچھِ پوش اچھ پوش ہے بہ صحرا
تنہا بہتھ چھُ خاموش خاموش اور تنہا
درشن دِوان نِوان ہوش ہے کیسا ہوش فرسا
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

لجمژ پھُلے چھَ پوشن ہرسُو ہیں کیا شگوفے
باغن وَنن تہٕ گوشن میدان ہوں یا کہ ٹیلے
بلبل وٚچھتھ توشن بلبل یہ کیوں نہ بہکے
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

وچھ یارون ژندن کل اشجار چیڑ جندن کے
ہیمالہِ ہُند سُہ منزِل ہی مال کے پنگوڑے
ڈیشتھ پھولی دِلک گُل دیکھو تو دل کھل اُٹھے
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سوکھ ناگ توسہ مأدان سوکھ ناگ توسہ میدان
تتہِ وُچھ مےٚ پانہِ بھگوان رہتا وہاں ہے بھگوان
بھگتن چھُ جلوہ ہاوان بھگتوں میں جلوہ سامان
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

گلمرگہِ اَلہِ پتھرے گلمرگ سے اِدھر چل
نیلہِ ناگ گوگجہ پتھرے نیل ناگ کی ہے چھل بل
مخمل بہار وہ تھرے فرش بہار مخمل
گلشن وطن چھ سونے گلشن وطن ہمارا

وچھ لولُک ژمأدان لولاب کو سحر دے
سرسبزہ کوہ بیابان ہریالیوں سے بھر دے
مؤمتی چھ زِندِ سپدان مردوں کو زِندہ کر دے
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

سیٚندِ وانہِ چھُل ژتن مَن سِندھ اَب سے نہاوَ
مانس بَلس دِاِدِ تن پھر مانس بل میں آوَ
ہرموکھ سُہ پانہ وُچھ ہن ہر سو اُسی کو پاوَ
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بُلبل کران گُلن گتھ زگس ہویا کوئی گُل
بۆمبر تیمبر زَلن پتھ بھنوار ہو یا کہ بُلبل
کاشُر چھ مست مس چبستھ مستی میں سب ہیں بالکل
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

گپہ کارِ شہ نشین وِچھ گپکار شہ نشین دیکھ
أندی أندی گلن زمیں وچھ ہر سمت گل زمیں دیکھ
اِشہِ بروچھتھ نگین وِچھ اِشہ بر ہو یا نگین دیکھ
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

کر سأل ڈل بُرتھ پژھ اے دوست سیر ڈال کر
دری یاے گُل وچھان گژھ نظارۂ کنول کر
پم پوشن دِل رچھان گژھ جانا مگر سنبھل کر
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

اَسہ وذ زمیں چھ پانپر پانپور کیا حسین ہے
گژھ وچھ ژکونگہِ وڈر کیسر کی سرز میں ہے
تتہِ دِل بلی ژلی شر تسکین کا امین ہے
گلشن وطن چھُ سونے گلشن وطن ہمارا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گژھ اَہر بل ژلی شر ہوا ہربل کی حسرت
وِچھ قودرتک سُہ منظر تو جاکے دیکھ قُدرت
آبس بنان چھ گوہر پانی گُہر کی صورت
گلشن وطن چھُ سونُے گلشن وطن ہمارا

مہجور دیس سونُے مہجور دیس اپنا
باغاہ چھُ نُندہ بونُے ہے دِلکشی میں یکتا
اَتھ لول گوژھ برونُے قربان اس پہ ہوجا
گلشن وطن چھُ سونُے گلشن وطن ہمارا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیامِ مہجور

ولوہا باغوانو نو بہارک شان پیدا کر
حیاتِ نَو کا ذرے ذرے میں اَرمان پیدا کر
پھولن گل گتھ کرن بلبل تتھی سامان پیدا کر
ہر اک شے کِھل اُٹھے وہی سامان پیدا کر
چمن وآران رِواں شبنم ژٹتھِ جامہ پریشان گُل
چمن ویران ہے شبنم رو رہی ہے گل پریشان ہیں
گُلن تے بُلبلن اَندر دوبارے جاں پیدا کر
گلوں اور بلبلوں میں باغباں پھر جان پیدا کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مہ تھو گلزارس اندر سوے گلن کٕرٕ سوے خرأبی چھے
بولوں کا گُلوں کے درمیان ہونا خرابی ہے
یوان سنبل چھ پے دَر پے گُلِ خنداں پیدا کر
ضرورت ہے کہ ہر سُو سنبل وریحان پیدا کر
محبت پنہٕ وطنٛک پور اُسُن شُوبہ انسانس
ہر ایک انسان کٕ اپنے وطن کی چاہے اُلفت
ژٕیی مان منزلس واتکھ یتھٕ ایمان پیدا کر
کہ زادِ راہ ہے منزل کی یہ ایمان پیدا کر

کرٕی کُس بُلبلا آزاد پنجرس منز ژٕ نالان چھک
قفس کی تیلیوں کو توڑنے آتا نہیں کوئی
ژٕ پنہ نے دستہٕ پنہٕ نبن مشکلن آسان پیدا کر
تو اے بُلبل خود آزادی کا اب سامان پیدا کر
حکومت مال و دلت ناز و نعمت بیہ شہنشا ہی
حکومت مال دولت ناز و نعمت اور شہنشایی
یہٕ سورُے چھٕے ژٕ بے نِش پانسِ ژٕ امچی زان پیدا کر
یہ سب کچھ پاس ہے تیرے فقط پہچان پیدا کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چھِ باغس جانور بولان مگر آوازِ چھکھ بیۆن بیۆن
بہت ہیں طائراں نغمہ پیرا باغ میں لیکن
یہنٛدس آلوس یارب اثر یکساں پیدا کر
اثران کی فغاں میں اے خدا یکسان پیدا کر
اگر وِزناوٕہن بستی گلن ہنٛز تراو زیروبم
تمہارے زیروبم سے مردہ بستی جاگ سکتی ہے
بٹیٛل کر، واوکر، گگرایہِ کر، طوفان پیدا کر
کڑک بن ،زلزلہ بن، اک نیا طوفان پیدا کر

دُبارِ عالمس منٛز کأشربن ہُند ناو گرِھ روشن
تمام عالم میں پھر کشمیریوں کا نام ہور روشن
ژٛ للتادت تہٕ تأزی بٹ، مبارک خان پیدا کر
وہ للتادت ،وہ تازی بٹ مبارک خان پیدا کر
بہودر شیردل گنزراونے بیٚہ کابلی، ترکی
بہادر شیر دل تسلیم کرلیں کابلی، تُرکی
ژٛ رحمان میر ہیۆہ کانژاہ دۆیم کپتاں پیدا کر
تو رحمان میر جیسا دوسرا کپتان پیدا کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پکن فرمانِ شاہی از تہِ بیہِ چانہن اشارن پٹھ
چلیں فرمانِ شاہی آج بھی تیرے اشاروں پر
ژیتھ پنہِ نس زمانس منز دوئیم تو زُیہ بھان پیدا کر
دوبارہ اس زمانے میں تو زیہ بھان پیدا کر
بیٚن مُلکن اندرا گاٹھِ جارُک ہکہِ بہہ ناوُک
تمہاری آگہی کا سکہ تا اوروں پہ ہو قائم
ژیتھ ملکس اندر نندرام ہیوٗہ دیوان پیدا کر
پھر اپنے ملک میں نندہ رام سا دیوان پیدا کر

کرن سرخم ژٕے کُن اہل ادب ایران و شیراز کی
کریں سرخم ترے آگے وہ شیرازی وہ ایرانی
غنی ہیوٗہ بیٚا کھ کانہہ جادو بیاں انسان پیدا کر
غنی سا دوسرا جادو بیاں انسان پیدا کر
زمینس شاٗعری ہندس کُرتھ مہجور گل پیدا
زمین شعر میں تو نے کھلائے پھول ہی کیا کیا
ووں اتھ رنگین باغس بُلبل نالاں پیدا کر
تو اے مہجور اب ایک بُلبُل نالاں پیدا کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیامِ مہجور

نیاے ترآوو ماے تھاوو پانہٕ وآنٛ
جھگڑے آپس کے بُھول جاؤ تم

پوز محبت باگرآوو پانہٕ وآنٛ
سچی اُلفت کے خم لنڈھاؤ تم

صاف تھاوو سینہٕ مُشرآوو فساد
کینہ بغض وفاو کو چھوڑو

کینہٕ ترآوو دآدٕی باوو پانہٕ وآنٛ
دِل کو آئینہ کر دِکھاؤ تم

وقتِ مشکل ہمتو سمتو کٔرِو
کام ہمت سے مشکلوں میں لو

اکھ اُکس اتھٕ شہلاوو پانہٕ وآنٛ
ہاتھ آپس ہی میں بٹاؤ تم

ذات بُتراتھ کاشرِ ہن، ہنٛز چھو کُنی
کاشمیری نژاد ہیں سب ایک

خواہ مخواہ دوربر مہٕ پاوِو پانہٕ وآنٛ
اپنی اس ریت کو نبھاؤ تم

دود چھٕ مسلم ہیوند چھٕ شکر صافِ صاف
دودھ مسلم ہے گھی شکر ہندوٗ

دود تہٕ ہیٚٹہٕ شکر رلاوِو پانہٕ وآنٛ
ان کو آپس میں گھل ملاؤ تم

ہیندٕی رٹن نم کھوٚرٕی واین اہلِ دین
خواہ کچھ بھی تمہارا مذہب ہو

ناو یمہٕ مُلکٕچ چلاوو پانہٕ وآنٛ
ناؤ اس ملک کی چلاؤ تم

کوٚر ببس پتھ زُو فدا قُدٕ گوجوآرٕی
گوجواری قدوس کی مانند

از تمے کتھٕ یاد پاوو پانہٕ وآنٛ
جان پنڈت پہ وار جاؤ تم

رُچھ برِج کاکن مسلمان گیٚہٕ گرٕنٛز
برج پنڈت کی یاد آجائے

دِل تتھے پاٹھٕ مسلہٕ ناوو پانہٕ وآنٛ
بیٹا مسلم کو یوں بناؤ تم

سانہٕ وطنٕک کٔس چھٕ دٕشمن کٔس چھٕ دوست
دوست دشمن ہے اس وطن کو کون

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جہل ترأوتھ گُنزرأوو پانہٕ وأنٛ باتیں آپس میں یہ سمجھاؤ تم
غأر نوقصان کرِنہٕ تہندس عزتس اپنی عِزت کرو تو عزت ہے
یُتھ نہٕ تُہٕکٕ عزت ہرأوِ پانہٕ وأنٛ آس غیروں سے کیوں لگاؤ تم
گھر تنازس غأر شؤبیا کت خدا گھر کی باتیں ہیں گھر میں طے ہوں گی
نیاے وٹنکٕ اُنزرأوو پانہٕ وأنٛ غیر کو بیچ میں نہ لاؤ تم
اکھ اُکس پٹھ یُتھ نہٕ زانہٕ کانچھوبدی دوسروں کی برائی عیب ہے عیب
یُتھ نہٕ سازانہٕ راہٕ رأوو پانہٕ وأنٛ عیب ہرگز نہ دِل میں لاؤ تم
یوٗد تھوٗو اتھ واس توہٕ پوشنہٕ کانہٕ مِل کے رہنے میں زور ہوتا ہے
زٕھنہٕ گُرتھ ہِنہٕ پوشہٕ نأوو پانہٕ وأنٛ اپنی طاقت کو کیوں گنواؤ تم
پانہٕ وأنٛ ہِنہٕ اکھ اُکس دشمن ہُنو دیکھنا دشمنی نہ پیدا ہو
فتنہٕ ہِنہٕ زانہٕ وزِنأوو پانہٕ وأنٛ بات اتنی نہ بڑھاؤ تم
گُس دیاں چھُ بأگرأوو گُلکٕ تہٕ پوش بانٹ لینا نہ اپنے گُل بُولے
بُلبلو گلزار چھأوو پانہٕ وأنٛ بلبلو مل کے چہچہاؤ تم
بأے سُند بأیس شوبیا تھاوٗن ملال بھائی ہو کر ملال بھائی کا
گنڈ دلن ہندکٕ مژرأوو پانہٕ وأنٛ دِل سے اپنے یہ کدورت نکالو تم
ہٕچھ نأویوکھ رُت پکٕن نادان بأے راستہ لے لو راست بازی کا
اکھ اُکس ہمت بڑأوو پانہٕ وأنٛ اپنی ہمت کو خود بڑھاؤ تم
یم غریب آسن تمن اتھ روٹ گُزو جو بھی مُفلس ہو اُس کے کام آؤ
بأے بأے چھوٗ رژھ رأوو پانہٕ وأنٛ بھائی بھائی ہو یہ دکھاؤ تم
ملہٕ ژارُک دیٖت یہ مہجورن سبق مِل کے مہجورؔ نے کہا رہنا
یاد تھأوو بوزنأوو پانہٕ وأنٛ دوست اوروں کو بھی سناؤ تم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیامِ مہجور

بے عارِ کمی ہندِ خارِ بیوٹھک آرِ وَلن منز
ستم گر رشک میں کھویا کہاں جا کے پکاروں میں

ہی تھرِ ہندی پاٹھی جاے رٹھتم آرِ بلن منز
وہ جو ہی کہ طرح چھپتا ہے سنگزاروں میں

پابند چمن گُل چھُ توے کنڈی چھِ تُمس لاری
ہے پابند چمن گل اس لئے تلواروں میں کانٹے ہیں

آزاد بُلبل باشہِ کران پوشہِ ڈلن منز
پھر سے آزاد بُلبل کی طرح وہ کیا بہاروں میں

اکھ دِل ہشاراجا ہلن منز روزِ کتھِ پاٹھی خوش
دل بیدار کیا ان عقل کے اندھوں میں خوش رہتا

کیاہ شیشہِ اُویل وارِ روزیاہ آرِ پلن منز
عجب ہے آبگینہ اور ہو وہ سنگ پاروں میں

پنہِ نبن چھِ ارمان غارتے بیگانہِ چھاواں باغ
گلوں سے جھیل سے چشموں سے کھیلیں غیر حیرت ہے

من خوش چھِ تھاوان تن چھِ ناوان سبنہِ زِلنمنز
چمن والوں کو حسرت سیر کی ہے خود بہاروں میں

مے تہِ پاٹھ کریاے واریاہ یوسف تہِ دلارام
کئے تھے میں نے یوسف اور دلارام بھی پیدا

کینہ اندمزارن روٗدی کینہ شُر پے رازِ بلن منز
چتا میں جل بجھے آ کر کئی ڈوبے بے مزاروں میں

یُس پان گاٹھ لاگنے کرِ سے چھُ پورانسان
جو کھلیانوں میں دانے چُننے نکلے کیا کہیں اس کو

تس کیا چھ شرف ہرِ دیُس پھلی ژھارِ کھلن منز
وہی دہقاں ہے جو سہتا ہے سب بوکر بہاروں میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انسان چھوان تریشہِ کنہِ انسان سُندُ ے خوٗن
زمین پر آدمی نے آدمی کا خون چوسا ہے

انسانیتھ گنہِ روزِنا انسان کلن منز
میں شرف آدمیت ڈھونڈلاؤں کیا اب ستاروں میں؟

میاٚنٛ نالہِ بوٗزِتھ بُلبلو وون پوشہِ لولن گُن
مرے نالے سُنے بلبل نے اور طوطی سے یوں بولا

یہِ چھُ تان سینا سازوایاں گورِ بلن منز
جگانے تان سین آیا ہے مردوں کو مزاروں میں

مہجور ہنزکتھ بوز لبکھ معرفتک پے
سنو مہجور کو تم معرفت کا راز پاؤ گے

پوٗز گیانِ یا عرفان چھُنہِ گورن تہِ ملن منز
نہیں وہ پنڈتوں ملاؤں جیسے خامکاروں میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیام مہجور

جانانہٕ عالی شانہٕ مہربان بنکھنا
مہربان ہو وہ جانِ جاں تو عالی شان ہو جائے

گُل رویہ سنبل مویہ گل خندان بنکھنا
وہ گل رو اور سنبل موگلِ خنداں ہو جائے

چھے کیا ژے کمی خط و خالس یال گوپالس
کسی صورت کسی محبوب سے کچھ کم نہیں تو پھر

ژتہٕ کامہٕ دیو یوسف کنعان بنکھنا
تعجب کیا جو تو رشکِ مہ کنعان ہو جائے

پُژھ لازیتھ کو وباز پأٹھی بیٚتہٕ ساتھ گزراوکھ
گذر جاتی بڑے آرام سے دل کی تمنا ہے

گوبہٕ یُس نہٕ باٚژن کیا تیٚتھے مہمان بنکھنا
جو دو بھر ہو نہ گھر میں تو وہی مہمان ہو جائے

بیم ناک صورت دورِ باٚوتھ لوٚکھ لرزاٚوتھ
تری تصویر سے مرعوب ہو سکتا نہیں کوئی

چھک شیر قاٚلین شیرنیشاں بنکھنا
جو سچ مچ شیر بن جاؤ بپا طوفان ہو جائے

تھرِ زاٚژ ژاٚستھ کیا زِ بنکھ خوامخواہ کاٚشُر
ترا کشمیری ہونے میں نہ جانے عار ہے کیا

ترکی بخاری کابلی افغاں بنکھنا
کہ تو ترکی، بخاری کابلی افغان ہو جائے

تھوٚد رشتہٕ باٚوتھ کتھ بناٚوتھ دیار خرچاٚوتھ
جو خدمت آدمی کی کر نہیں سکتا تو کیا حاصل

سید قریشی مولوی یاخان بنکھنا
کوئی سید، قریشی، مولوی یا خان ہو جائے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وانس اندر چھی بانہٕ بٕرٕی بٕرٕی فتنہٕ فسادٕکٕ
پانے ژٕ پنہٕ نبن ٹنڈٕ بانن ٹھان بنکھنا
دشمن گرأوتھ شور پأوتھ زور پرکھأوتھ
وتنک پہلوان رستم دوران بنکھنا
مہجور سورویے کیہنہٕ ژٕ بنکھ پنہٕ کوششہٕ ستٕ
یم چیز ترأوتھ یک طرف انسان بنکھنا

زمانہ ہر قدم سینکڑوں فتنے جگاتا ہے
مبارک عافیت کا تو اگر سامان ہو جائے
ترے دم خم سے طے ہو سکتے ہیں پھر ہفتخواں اے دِل
جو یہ ثابت کرے تو رستم دوران ہو جائے
یہاں مہجور ہر اک چیز مل جاتی ہے کوشش سے
یہ کیا کچھ کم ہے پیارے تو اگر انسان ہو جائے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیام مہجور

نوٗوے شوراچھُ وٚنہِ کنہ باغہ کنہ جاناوارن اندر
چمن کے طائروں کا نغمہ کیا اونچے سُروں میں ہے

نوٗوے سوزاچھُ تلمُت پوشہِ نولو پنجرن اندر
ادھر طوطی کا ہنگامہ بھی اب کے پنجروں میں ہے

سبٹھاہ پکٕ پکٕ تہٕ تھکٕ تھکٕ کاروان چھُنہٕ منزلس واتان
مسلسل قافلہ چلتا رہا منزل نہ مل پائی

خرٲبی قسمتچ چھا یا چھ خٲمی رہبرن اندر
یہ بدبختی ہے یا خامی ہی خامی رہبروں میں ہے

بہارس تلرِ گژھ ہن دوٚرِ لنہٕ ہن ویژرسٕ مبرٲوِتھ
بہار آئی شہد کی مکھیاں باہر نہ جا پائیں!

فضاچھنہٕ صاف تمہٕ ۔گس ۔گس کراں پنہٕ نہن پھرٲن اندر
ابھی تک بھنبھناہٹ ہو رہی ان کے گھروں میں ہے

ٹھپس منز زندگی ہِندٕ زیادٕ دوہ یدوے منٕ گذٲریوم
قفس میں زندگی اکثر گذاری ہے اگر ہم نے

چھُ بٲقی قوت پرواز وُنہِ میٲنبن پرن اندر
مگر پرواز کی قوت ابھی باقی پروں میں ہے

نظرپٲز ہنٛز چھنہٕ بُسٕ تبن پٹھ چھس تھز رواراہ
نظر بستی پہ کیا ڈالے بلندی ہے مقام اس کا

پُنن روزی چھ ژھاران پانہٕ بالن سنگرن اندر
کہ شاہین رزق اپنا ڈھونڈتا ہی سنگروں میں ہے

نہٕ ٲزکٕ کنہ عاشقن اندر تمنا سر فروشی ہُند
نہ اب کے عاشقوں میں ہے تمنا سر فروشی کی

نہ شانِ دلبری قٲیم چھُ ٲزکٕ کنہ دلبرن اندر
نہ شانِ دلبری ہی دیکھنے کو دلبروں میں ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ژُستھ یون یون گژھان یم آرہ وچھِ یم چھِ کتہِ یوان
ہے پانی جتنا نیچے آتا اتنا شور کرتا ہے

یہ شوروشر یہ بدمستی وچھک کرآگرن اندر
وہ اس منبع کب اس کی طرح شورہ سروں میں ہے

بڈبن ہندبن گرن اندر چھُ جانک ڈرتہِ مالُک ذر
ہے بیم جان وزر سرمایہ داروں کے یہاں ہمدم

چھےٚ ہمت تے دلبری مفلسن ہندبن گرن اندر
جوانمردی اگر ہے مفلسوں ہی کے گھروں میں ہے

چھِ اکثر پاک سیرتھ دور روزان ژھایہ لوکن نش
رہے ہیں پاک طینت عام لوگوں سے نہاں اکثر

توے لوب کُن چھِ رٹھژ جاے پمپوشو سرن اندر
کنول کی زندگانی پانیوں کے اندروں میں ہے

ہبکان چھنہِ رؤف کُرتھ ووستاد میانبن سینہِ کبن چاکن
رفو چاک ہائے سینہ کا ہوتا نہیں شاید

گمژ کمزور یا پیدا چھےٚ شاید رفگرن اندر
کوئی کمزوری پیدا ہوچکی اب رفوگروں میں ہے

مشیدن خانقاہبن منز چھِ نقلی پوش کیا شوبان
ہیں خالی نقش ان کے مسجدوں اور خانقاہوں میں

چھِ اصلی پوش چمنکی جلوہِ ہاوان مندرن اندر
حقیقی پھولوں کی رونق سراسر مندروں میں ہے

ژ تھومہجور قایم شان خودداری زمانس منز
تو رکھ مہجور قائم شان خودداری زمانے میں

یو ہے جوہر چھُ از نایاب سانبن شاٗعرن اندر
یہی جوہر ہے جو نایاب اپنے شاعروں میں ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سلام مہجور

سونتھ آو صبحٕک واو پوشن جلوٕ ہاوان آو
بادِ سحر بہار کی جلوہ دکھانے آگئی

سُلہِ ژاو باغس ٛندرِ ہتہن وُزِ ناوان آو
سوئے ہوؤں کو باغ میں نیند سے وہ جگا گی

خاموش کھونہِ پیٹھ پوشہِ تھرِ معصوم چمنک اوس
وہ چمن زاد چُپ جو تھا، گود میں شاخ گل کے چپ

رسہِ پاٹھی تمس حبہِ پھران اسہِ ناوان آو
اس کو سہلانے آگئی اس کو ہنسانے آگئی

گل اَسی کُرِ ہتہ ورزِ واون ہردِ پریشان
جورِ خزاں نے کروئے پھول تھے جتنے منتشر

اکہِ اکہِ یمن رآدِ متہن سونہِ راون آو
گمشدہ ان تمام کو پھر اکٹھا کرنے آگئی

اَسی خون والان اکھ اَکس ہم جنس جاناوار
اہل چمن میں باہمی رنجشیں خوں ریز تھیں

لولک تہِ دردٕک سازوایان فتنہِ ساوان آو
سازِ خلوص درد سے فتنے سبھی سُلا گئی

پھوٗل باغِ عالم تازِ بہار آو جہانس
تازہ بہار آگئی باغ جہاں کِھل اُٹھا

پیغام بقا آدمیس واتہِ ناوان آو
دائمی زیست کا پیام آدمی کی سنا گئی

یٖلہِ وقتہِ وِزتر ووٗکنڈٕ کُلس پیٹھ سایہِ بہارن
سایہ فگن بہار جب ہوگئی خار زار پر

اِد پوش ٛنٛتھ بُلبلن دل تتہِ لاون آو!
پھول بنی تو بلبلوں کا وہ یوں دل لبھا گئی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یٚلہِ نو بہارن جلوٕ پٮُن ہوو چمن پھوٗل
جلوہ دکھانے آ گئی جب بھی چمن میں پھر بہار

باغس اندر کرکٲنسہِ اُکس مُشراوان آو
سب کو گلے لگالیا کیا کسی کو بھلا گئی؟

ابراوس بالس ژھایہِ زمین تریش منگان اوس
تیز تھی دھوپ ہر طرف سو بہ سوالعطش عطش

کھوٗت ابرِ رحمت آسمان باران تراوان آو
رحمت ابر بن کے وہ پانی بہت بہا گئی

یعنی سہ شہنشاہِ زمین سرورِ کونین
سرورِ دو جہاں کا روپ دھار کے آ گئی یہاں

وحدأنیتک زندگی ہند راز باوان آو
وحدت زندگی کا راز کو بہ کو سنا گئی

ساقی ٮُنتھ آو فخرِ عرب شاہد لولاک
فخرِ عرب وہ شاہد و ساقی بزم دوسرا

مس پانہ نیاٗرک ملہِ ژاٗرک باٗگراوان آو
بن کے چلی تو پیار کی ایک ہی مے پلا گئی

میخانہِ تے پیمانہِ کُنے شیشہِ کُنے رؤد
میکدہ ایک جام ایک شیشہ وانصرام ایک

شاہن تہِ گداہن کُنے مس چاوِ ناوان آو
شاہ وہ گدا کے واسطے ایک ہی مے پلا گی

یٚنتہِ اوس گومُت آدنٛکے وعدِ فراموش
وعدہ روز اولیں بھول گئے تھے لوگ سب

یٚنہِ آدمن آدمیت یاد پاوان آو
پھر اسی وعدے کو انہیں یاد دلانے آ گئی

یمٕی زون مقصد کیا چھُ یٚمہِ باغٕک تہِ بہاٗرک
جس نے بھی غور وفکر سے باغ و بہار کو پڑھا

پُزی پأٹھی سٕے اکھ زندگی ہند باغ چھاوان آو
اس کو چمن کی سیر کا رازِ طرب سنا گئی

سٕے سون یاور ناو چھُ لیس شافع محشر
شافعِ حشر بن گئی مونس دیاور ورفیق

مہجور یوہے ناو پتو یاد تھاوان آو
ہجر میں اسطرح سے وہ درد کا بن دوا ہوگئی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سلام مہجور

کوترو واتکھ ژ یٚیلہِ بر روضہ خیرالانام
اے کبوتر ! جب بھی پہنچے روضہ خیرالانام

پاسِ للہ ادبہ سان کرپیش میون عرض وسلام
بہرللہ پھر ادب سے پیش ہو میرا سلام

دم سنبھالتھ پنہٕ نہِ لولُک رسم پالتھ صبح ودم
کچھ سنبل کر رسمِ الفت کے مطابق صبح وشام

مُدرزیو احوال دل منیون کر بیان بالاے بام
حال دل میٹھی زبان سے کہنا یوں بالاے بام

اُمتکہِ غمخوارِ بڈِ ساکارِ دل آوارِ چھُم
آپ ہیں غمخوار اُمت کیا بڑی سرکار ہے

عالمکہِ سردار بخشن ہارِ غم کاسُم تمام
شاہ عالم دور کر دے رنج وغم میرے تمام

اُرزو چھُم چانہِ دیدارُک یہ دل چھُم بے قرار
آرزو ہے دید کی اور دِل مرا ہے بے قرار

بلبلا زن انتظارس نو بہارس صبح و شام
منتظر ہے پھول کی خاطر یہ بلبل صبح وشام

زُو فدا کرِ ہاوتن چانہٕ مگر توٚت والتہِ کر
کب ترے کوچے میں پہنچوں تو فدا ہو جاؤں میں

دوٗرِزن بے تاب کورنس ہولہٕ تب چھم لول آم
میں تبِ فرقت میں جلتا رہتا آیا ہوں مدام

امارِ ہاپے ژھارِ ہا وتہِ گارِ ہا تٚکی پزارِ ہا
جستجو میں دوڑتا اور منتظر رہتا وہیں

والتہِ کوٚت بے زرتہِ بے پرلولہٕ شرزانہہ کرنے درام
بے زری اور نارسائی میں ہوں با حسرت تمام

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وات داوس کرنظر اسہِ کُن تہِ وچھ سون حالِ زار
پہنچے گا داد کو، بے داد ہے، بیداد ہے

کفر آو بر جوش اسلامس ہوان از انتقام
لے رہا ہے کفر اب اسلامیوں سے انتقام

اسہِ پٹھ یوٗد سایہِ تراوکھ رحمتک باوکھ ظہور
سایہ رحمتِ پڑے جو آپ کے احسان کا

کاسہِ گٹہِ ظلمچ جہانس چون اکھ ادنیٰ غلام
ظلمت ہستی مٹادے آپ کا ادنےٰ غلام

اکھ تمنا ہتھ دلس منز آشہِ سان مہجور آو
اک تمنا لے کے آیا ہے یہاں مہجورؔ آج

رحمتچ بس اکھ نظر اے یاورِ ہر خاص وعام
ہے اُمید نظرِ رحمت یاورِ ہر خاص و عام

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اکادمی کی سرگرمیاں

۱۰ر جولائی کو اکیڈیمی کے صدر دفتر واقع لال منڈی پر ریاست کے ہندی ادیبوں کی ایک بیٹھک ہوئی جس میں ہندی کے مقامی ادیبوں اور شاعروں نے شرکت کی اور ہندی ادب کے تازہ ترین رجحانات پر بحث وتمحیص ہوئی۔اس محفل کی صدارت ریاست کے وزیر سیاحت شریمتی کھیم لتا وکھلو نے کی جو کہ خود بھی ہندی کی ایک ممتاز ادیب ہیں۔اپنی صدارتی تقریر میں شریمتی ووکھلو نے ہندی زبان وادب کے تئیں اکیڈیمی کی خدمات کی سراہنا کی اور اس سلسلے میں بالخصوص اکیڈیمی کے جریدہ ''شیرازہ'' (ہندی) کے رول کی چرچا کی۔انہوں نے کہا وہ جریدہ ریاستی ہندی ادیبوں اور باہر کے ہندی ادیبوں اور قارئین کے درمیان ایک مضبوط رابطے اور پل کا کام انجام دے رہا ہے۔''شیرازہ'' (ہندی) کے ایڈیٹر شری رمیش مہتہ اس محفل میں شرکت کرنے کیلئے جموں سے سرینگر آئے تھے۔

۲۵ر جولائی کو اکیڈیمی کے صدر دفتر میں ایک طرح مشاعرے کا اہتمام کیا گیا جس میں مقامی شعراء کے علاوہ وادی کے دور دراز علاقوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان اردو شعرا نے شرکت کی اور حاضرین کو اپنے کلام سے محضوظ کیا۔اس محفل شعر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کی صدارت نوجوان اردو شاعر مجروح پوربی نے کی۔

اس سے قبل جون کے آخری ہفتے میں نوجوان کشمیری شعرا نے ایک محفل شعر میں اپنا کلام پیش کیا۔ اس کے علاوہ ایک کشمیری محفل افسانہ بھی منعقد کی گئی۔ جس میں وادی کے مختلف علاقوں سے مدعو کئے گئے نوجوان کشمیری افسانہ نگاروں نے اپنی تخلیقات پیش کیں۔

ستمبر کے دوسرے ہفتے میں اکیڈیمی نے اور ایک محفل افسانہ کا اہتمام کیا جس میں وادی کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان اردو افسان نگاروں نے اپنے افسانے پڑھ کر سنائے۔ حاضرین نے ان پر تنقیدی انداز میں اپنے تاثرات بیان کئے۔ ستمبر کے آخری ہفتے میں ایک محفل مقالات کا اہتمام کیا گیا جس میں نوجوان نسل سے تعلق رکھنے والے مقالہ نگاروں نے اردو میں اپنے مقالات پڑھ کر سنائے۔ ان پر بھی خوب بحث و تمحیص ہوئی۔ اکیڈیمی ہر سال اردو اور کشمیری زبانوں میں نوجوان ادیبوں اور شاعروں کی محفلیں منعقد کرتی ہے۔ اور یہ ان کوششوں کا ایک حصہ ہیں جو اکادمی نوجوان نسل سے تعلق رکھنے والے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے پچھلی کئی سالوں سے کرتی چلی آئی ہے۔

۱۲/اگست کو اکیڈیمی کی طرف سے کشمیر کے نامور صوفی شاعر (مرحوم) احد زرگر کا یوم وصال منایا گیا۔ اس موقعہ پر مقررین نے اس عظیم صوفی شاعر کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ اس کے علاوہ مقبول گلوکار علی محمد شیخ اور ان کے ساتھیوں نے کلام احد زرگر پیش کر کے لوگوں کو محضوظ کیا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۳/اگست کو اکیڈیمی کی طرف سے بھگت تھیٹر، ''اکن گام'' کشمیر نے اس سال کا اپنا ڈرامہ 'اچھ منز کیٹر'' ٹیگور ہال میں مدعو ناظرین کے سامنے پیش کیا۔ ریاست کے مشہور ڈرامہ نویس جناب علی محمد لون اور جناب پران کشور نے ججوں کے فرائض انجام دیئے۔

اگست کے تیسرے ہفتے میں اکیڈیمی کے زیر اہتمام اسی تھیٹر سے وابستہ فن کاروں نے شانگس، اڈلچھ اور گوپال پورہ کلاں (اننت ناگ) میں مدعو ناظرین کے سامنے اپنے ڈرامے پیش کیے۔ جنہیں لوگوں نے بڑی ہی شوق سے دیکھا اور محضوظ ہوئے۔

جشن آزادی کی تقریبات کے سلسلے میں اکیڈیمی نے ۱۶/اگست کو کالج آف ایجوکیشن کے آڈیٹوریم میں ایک کل ہند اردو مشاعرے کا اہتمام کیا۔ مشاعرے کی صدارت ریاست کے وزیر تعلیم و مال جناب علی محمد نائیک نے کی۔ مشاعرے میں پروفیسر آل احمد سرور، جناب پورن سنگھ ہنر، جناب وقار خلیل کے علاوہ، جناب میر غلام رسول نازکی، جناب مظہر امام، جناب قیصر قلندر، ڈاکٹر حامدی کاشمیری، جناب عابد مناوری، جناب حکیم منظور، جناب پرتپال سنگھ بیتاب، جناب سیفی سوپوری، جناب محمد یٰسین، جناب رفیق راز، جناب بشارت سلیم اور محترمہ رخسانہ جبین نے شرکت کی اور سامعین کو اپنے کلام سے نوازا۔

اس مشاعرے میں شرکت کیلئے اکادمی نے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شعراء کو دعوت نامے بھیجے تھے۔ ان میں سے کسی ایک نے شرکت کرنے کا وعدہ بھی کیا لیکن آخر پر وہ مشاعرے میں شریک نہیں ہوئے۔ ان میں جناب پریم کمار نظر، جناب حمید الماس، جناب مصور سبزواری، اور جناب عرفان صدیقی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ جناب بشیر بدر، جناب عمیق حنفی، جناب امیر قزلباش، جناب جگن ناتھ آزاد، اور جناب کنور مہندر سنگھ بیدی سحر نے اپنی شرکت یا عدم شرکت کے سلسلے میں آخر تک ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی۔ جناب بیکل اتساہی کچھ مصروفیات کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔

۲۱/اگست کو بابا ریشی لوک تھیٹر کے فن کاروں نے اکیڈیمی کی طرف سے لال پورہ ٹنگمرگ میں ایک رنگا رنگ تمدنی پروگرام پیش کیا۔ جسے ہزاروں لوگوں نے دیکھا اور محضوظ ہوئے۔

۲۵/اگست کو پلہان (پٹن) میں گلمرگ فوک تھیٹر اور ارنہ مال فوک تھیٹر سے وابستہ فن کاروں نے کئی لوک ڈرامے پیش کئے جنہیں ہزاروں لوگوں نے دیکھا اور ان کے فن کی سراہنا کی۔

یکم ستمبر کو گلشن تھیٹر بٹہ پورہ اور کوثر تھیٹر تکیہ امام صاحب کے فن کاروں نے بوٹہ مرن (پلوامہ) میں کئی لوک ناٹک پیش کئے۔ ان تھیٹروں سے وابستہ فن کاروں نے موسیقی سے بھی ناظرین کا دل بہلایا۔ اور داد و تحسین حاصل کیا۔ اسی روز سرینگر میں یوم احمد کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سلسلے میں اکیڈیمی نے ایک محفل موسیقی کا اہتمام کیا جس میں وادی کے سرکردہ لوک موسیقار شیخ غلام احمد بٹواری نے بھی شرکت کی اور ہزاروں شائقین سے داد حاصل کی۔

اس سال بھی اکیڈیمی کی طرف سے ٹیگور ہال میں موقعہ پر ہی بچوں کی مصوری کے مقابلے کا اہتمام کیا گیا جس میں وادی بھر کے تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے والے تقریباً پندرہ سو طلباء، وطالبات نے شرکت کی۔ یادرہے کہ اس مقابلے میں ۶ سال سے لے کر ۲۱ سال تک کی عمر کے طلباء و طالبات شریک ہوتے ہیں۔ اس موقعہ پر سیکریٹری اکیڈیمی جناب محمد یوسف ٹینگ نے بچوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ ججوں کی سفارش پر مختلف Age Groups کے طلباء وطالبات کو انعامات دینے کا اعلان کیا گیا۔

اس سال ۱۳ ستمبر سے ۲۰ ستمبر تک اکیڈیمی کے زیر اہتمام گاندربل میں کُل ریاستی ادیبوں کا ایک آٹھ روزہ کیمپ منعقد کیا گیا۔ جس میں اردو، کشمیری ڈوگری، ہندی پنجابی اور لداخی زبانوں کے گیارہ ادیبوں نے شرکت کی۔ ان ادیبوں میں جناب امین کامل جناب غلام نبی گوہر، جناب ہردے کول بھارتی (کشمیری)، جناب حکیم منظور، جناب پرتپال سنگھ بیتاب، (اردو) جناب سبھاش بھاردواج، جناب موہن نراش (ہندی)، جناب مدن موہن شرما (ڈوگری) جناب گربچن سنگھ گلشن، جناب خالد حسین، (پنجابی) اور جناب تاشی ریگیاس (لداخی) شامل ہیں۔ یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ اردو کے مشہور افسانہ نگار جناب نور شاہ اور ڈوگری کی مشہور شاعرہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

محترمہ پدما سچدیوا اور ڈاکٹر وید کماری گھئی کو بھی اس کیمپ میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ لیکن ان کی طرف سے کیمپ کے آخری دن تک بھی کیمپ میں شرکت یا عدم شرکت کے بارے میں دفتر کو کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اکادمی کی طرف سے مہمان ادیبوں کی دیکھ بھال کے فرائض محمد احمد اندرابی، ایڈیٹر 'شیرازہ' (اردو) کو سونپے گئے تھے۔

یہ ریاستی ادیبوں اور خود اکیڈیمی کے لئے بھی ایک نیا تجربہ تھا۔ چناروں کی پُر سکون فضاؤں میں کیمپ میں شریک ادیبوں کو ہفتہ بھر باہمی تبادلہ خیال اور ایکدوسرے کو بہت قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا بھی موقعہ ملا۔ اس آٹھ روزہ کیمپ میں کشمیری، اردو، ہندی، ڈوگری، اور لداخی کی درجنوں غزلیں اور نظمیں، کشمیری، ڈوگری اور پنجابی کی درجن بھر کہانیاں اور پنجابی اور کشمیری ناولوں کے چند باب بھی سنائے گئے جن پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا، اور تخلیق کاروں کو مفید اور تکنیکی لحاظ سے اچھے مشورے دئے گئے۔

اس دوران مہمان ادیبوں سے تبادلہ خیال کرنے کے لئے کچھ ممتاز ادیب سیکریٹری اکادمی جناب ٹینگ صاحب کے ہمراہ گاندربل تشریف لائے۔ جن میں جناب علی محمد لون، جناب غلام رسول سنتوش، جناب غلام نبی فراق، جناب غلام نبی خیال، جناب چمن لال چمن، جناب رسول پونپر، اور جناب بشیر اختر کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ ریاست کے کچھ پنجابی ادیب بھی گاندربل تشریف لائے کیوں کہ ریاست کی پنجابی سبھا نے اس سیزن کی اپنی ایک غیر معمولی نشست کا اہتمام دوران کیمپ گاندربل میں ہی کیا۔ اس نشست میں نہ صرف

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ کہ انہوں نے کیمپ میں شریک ادیبوں سے تبادلہ خیال کیا بلکہ اُنکی تخلیقات سُنیں، اور انہیں اپنی تخلیقات سنائیں۔ اس نشست میں بھی خوب بحث وتمحیص ہوئی اور یہ خوشگوار ماحول میں ختم ہوئی۔

شرکائے کیمپ سے اس کیمپ کے بارے میں ان کے خیالات جاننے کے لئے ریڈیو کشمیر کی طرف سے جناب اوتار کرشن رہبر اور جناب رفیق راز کی سربراہی میں ایک ٹیم گاندربل آئی۔ مہمان ادیبوں نے کیمپ کے بارے میں اپنے خیالات ریکارڈ کرائے جبکہ بعد میں نشر بھی کئے گئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے تاثرات رقم بھی کئے۔ جس کا خلاصہ یوں ہے!

اس کیمپ میں شریک ہونا ہمارے لئے ایک غیر معمولی تجزیہ ثابت ہوا۔ ادیبوں کے Commune میں رہنے کا تجربہ حاصل ہوا اور مختلف زبانوں کے ادیبوں سے مل بیٹھنے کا، ایک دوسرے کو سمجھنے کا اور تخلیقی عمل کے سفر اور ان فکری رجحانات کا کچھ کچھ اندازہ ہوا جو آخر کار کسی فن پارے کو جنم دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کی تخلیقات سنیں۔ مختلف زبانوں سے ناواقفیت کے باوجود تخلیقات میں تجربات یکسان محسوس ہوئے۔ کیمپ میں ایسے تجربات حاصل ہوئے جن سے فکر اور سوچ کی نہج پر خوشگوار اثر پڑا۔

مہمان ادیبوں نے اس کیمپ کا اہتمام کرنے کیلئے اکیڈیمی کو مبارک باد دی۔ اور آئندہ زیادہ مدت کیلئے ایسے کیمپ منعقد کرنے کی امید ظاہر کی۔ اکیڈیمی کے حسن انتظام کیلئے منتظمین کا شکریہ ادا کیا گیا۔

۱۴ ستمبر کو اکیڈیمی کی طرف سے ٹیگو ہال میں ایک مائم شو Mime Show کا اہتمام

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا گیا۔ جسے بیحد پسند کیا گیا۔ اس موقعہ پر اور لوگوں کے علاوہ لیجسلیٹو اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر جناب غلام الدین ملک بھی موجود تھے اشاراتی اداکاری کو سمجھنا ایک مشکل کام ہے۔ اس زبان کو سمجھنا اور اس کا جواب دینا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ دیکھنے والا اس کا بغور مشاہدہ کرے کیوں کہ یہاں تو حرکات اور عمل سے ہی سب کچھ بیان ہوتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسے عالمی سطح پر قبول عام حاصل ہے۔ خاموش اداکاری اگر چہ آواز سے عاری ہوتی ہے لیکن اس کا پیغام بالکل صاف اور واضح ہے۔

ہندوستان میں اشاراتی تھیٹر نے اس کے ڈائریکٹر شری نرنجن گوسوامی کی رہنمائی میں ملک گیر سطح پر شہرت پائی ہے۔ وہ ڈرامے میں رابندر بھارتی کے پوسٹ گریجویٹ ہیں اوانہوں نے اس فن کو نئی زندگی بخشی ہے۔ حکومت ہند نے نمایاں خدمات کے صلے میں انہیں وظیفے کے علاوہ فیلوشپ سے بھی نوازا۔ تاکہ وہ اس میں اعلیٰ تربیت حاصل کر سکیں۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے اعزازی پروفیسر کی حیثیت سے شری گوسوامی نے ملک کی مختلف دانش گاہوں میں ورک شاپ اور سیمینار منظّم کئے۔ نیشنل یوتھ فورم نے ۱۹۸۰ء میں انہیں بہترین اداکاری کے انعام سے نوازا۔

اشاراتی تھیٹر کی طرف سے اشاراتی ڈرامے بھی پیش کئے جاتے ہیں جن کو ملک گیر پیمانے پر پسند کیا جاتا ہے۔

۱۶ر ستمبر سے ۲۰ر ستمبر تک کی نمائش گاہ (سرینگر) کے تھیٹر ہال میں اکیڈیمی کے زیر اہتمام کشمیر بھگت تھیٹر اکن گام سے وابستہ فن کاروں نے لوک موسیقی کے کئی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پروگرام پیش کیے۔ ان کے علاوہ ان پروگراموں میں وادی کے کئی اور نامور موسیقاروں نے بھی حصہ لیا اور اپنی آواز کا جادو جگایا۔

اکادمی کی سلور جوبلی تقریبات کے سلسلے میں ٹیگو ہال میں فنونِ لطیفہ سے متعلق ۱۹ر اور ۲۰ر ستمبر کو ایک دوروزہ سمینار کا اہتمام کیا گیا جس کا افتتاح اکادمی کے صدر وزیر اعلیٰ خواجہ غلام محمد شاہ نے ۱۹ر ستمبر کو صبح ۱۱ بجے کیا۔ انہوں نے افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ ہماری ریاست قدیم زمانہ سے درخشاں تہذیب وتمدن اور علم وادب کا مرکز رہی ہے تمدن اور آرٹ کے میدان میں یہاں ایسی شخصیتیں پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے ہماری زندگی پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ غنی کشمیری، اری نہِ مال، للہہ عارف، شیخ نورالدینؒ اور حبہ خاتون سے لے کر مہجور، آزاد اور بے شمار دیگر اشخاص نے ہماری خوابیدہ زندگی میں ایک نئی جان ڈالی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بابائے قوم جناب شیخ محمد عبداللہ کی کوششوں کی وجہ سے کلچرل اکیڈیمی کی سرگرمیاں بڑھی ہیں۔ اور اس ادارے نے ہمارے تمدن کو مالا مال بنانے میں بہت حد تک اپنا حصہ ادا کیا ہے۔ اگر چہ اکادمی کی کارکردگی تسلی بخش رہی ہے۔ لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے انہوں نے کہا کہ وہ ادیبوں اور فن کاروں سے کئی مواقع پر بات چیت کر چکے ہیں اور ان کے مسائل سے باخبر ہیں۔

اس سے قبل سیکریٹری اکادمی جناب ٹینگ صاحب نے مہمان خصوصی اور دیگر مندوبین کا استقبال کیا اور گذشتہ ۲۵ سال کے دوران فنون لطیفہ کے سلسلے میں اکادمی کی سرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا انہوں نے کہا اس سے قبل ہم جموں میں زبانوں سے متعلق دوروزہ سمینار میں ادیبوں اور دانشوروں کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر چکے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔ اور آج یہاں فنون لطیفہ سے وابستہ فنکاروں کے سامنے خود کو پیش کر رہے ہیں۔ کہ وہ اکادمی گذشتہ ۲۵ رسالہ کی کارکردگی کے بے لاگ اور پُر خلوص جائزہ لیں اور آئندہ اس کے سفر کی صحیح سمت متعین کرنے میں ہماری رہنمائی کریں۔ کیونکہ کام جاری ہے اور بقول غالب ؎

آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز　　پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

آخر پر انہوں نے صاحب صدر اور سبھی مہمانوں کا اس بات کے لئے شکریہ ادا کیا کہ وہ اس تقریب میں شریک ہوئے۔

کافی بریک کے بعد ۱۹ رتاریخ کو مندرجہ ذیل مقالات پڑھے گئے۔

۱۔ کلچرل اکیڈیمی کے ۲۵ سال اور فنون لطیفہ میں پیش رفت
مقالہ نگار: ودیارتن کھجوریہ

۲۔ کلچرل اکیڈیمی اور فن مصوری　　مقالہ نگار: سجود سیلانی

۳۔ کلچرل اکیڈیمی اور رقص　　مقالہ نگار: پران کشور

۴۔ جموں میں سنگیت اور کلچرل اکیڈیمی　　مقالہ نگار: نرمل ونود

۵۔ کلچرل اکیڈیمی اور موسیقی　　مقالہ نگار: محمد سبحان بھگت

۲۰ ستمبر کو مندرجہ ذیل مقالات پڑھے گئے۔

۱۔ جموں تھیٹر اور کلچرل اکیڈیمی　　مقالہ نگار: پروفیسر مدن موہن شرما

۲۔ کشمیر میں تھیٹر اور کلچرل اکیڈیمی　　مقالہ نگار: علی محمد لون

دونوں ہی دن مقالات پر خوب بحث و تمحیص ہوئی اور کئی گراں قدر مشورے دئے گئے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

۲۰ر تاریخ کو ایک عصرانے کا اہتمام کیا گیا جس میں سمینار میں شریک مہمانوں کے علاوہ وادی کے سرکردہ ادیبوں، شاعروں، مصوروں، اداکاروں اور دانش وروں نے شرکت کی وزیر تعلیم جناب علی محمد نائیک بھی عصرانے میں شریک ہوئے۔

عصرانے کے بعد شام کے قریب ایک محفل رقص کا اہتمام کیا گیا جس میں کم کم دھر نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ کم کم کا تعلق کشمیر سے ہی ہے۔ اگر چہ گووہ کشمیر میں نہیں رہتیں لیکن اب بھی کچھ کچھ کشمیری بول لیتی ہیں، جس کا مظاہرہ انہوں نے اس موقعہ پر بھی کیا۔

آج کل نہ صرف کلچرل اکیڈیمی بلکہ دوردرشن اور سری نگر کا میڈیکل کالج بھی اپنی سلور جوبلی منا رہا ہے۔ میڈیل کالج کے جشن سیمین کے سلسلے میں ۲۵ر ستمبر کو اکیڈیمی کی طرف سے کالج آڈیٹوریم میں ایک محفل موسیقی کا اہتمام کیا گیا جس میں وادی کے سرکردہ گلوکاروں اور موسیقاروں نے حصہ لیا۔ ساز و آواز کا یہ پرگرام رات گئے تک جاری رہا اور اسے بے حد پسند کیا گیا۔

اس سال یکم اکتوبر سے ۵ر اکتوبر ۸۴ء تک ضلع کپوارہ میں اکیڈیمی کی طرف سے ایک ڈرامہ فسٹیول کا اہتمام کیا گیا جس میں ضلع کے پانچ شوقیہ کلبوں نے شرکت کی اور ہزاروں شائقین کو اپنے فن سے محضوظ کیا۔

جشن تمثیل میں شرکت کرنے والے کلبوں اور ان کی طرف سے کھیلے گئے ڈراموں کی تفصیل یوں ہے:

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

۱۔نونہال ڈرامیٹک کلب ''زیرلت/ ووہرِ موج''

۲۔دلشاد تھیٹر ''سکول ماسٹر''

۳۔صنوبر ڈرامیٹک کلب ''غریب سُند کھاندر''

۴۔گوجری فردوس ڈرامیٹک کلب ''نشان''

۵۔یوتھ جنرل کلب ''ارمان''

یہ بتانا مناسب ہوگا کہ ان ڈراموں کو پرکھنے کیلئے کئی ماہرین موجود تھے جنکی سفارشات پر مندرجہ ذیل ڈراموں کو انعامات دئے گئے۔

''سکول ماسٹر''.....دل شادہ تھیٹر، بٹہ مولا، پہلا انعام۔ایک ہزار روپے

''زبرہ لت''.....نونہال ڈرامیٹک کلب گلگام دوسرا انعام سات سو روپے

اس کے علاوہ مختلف تھیٹروں سے وابستہ اداکاروں کو مختلف ڈراموں میں بہترین اداکاری کیلئے انعامات دئے گئے۔ان میں محمد اکبر بٹ، محمد سرور بٹ، گلاب الدین طاہر کے نام شامل ہیں۔اسی طرح میک اَپ، لباس اور موسیقی کیلئے بھی مختلف تھیٹروں کو انعامات سے نوازا گیا۔ان میں گوجری فردوس ڈرامیٹک کلب، صنوبر کلب اور دلشاد تھیٹر شامل ہیں۔

ان انعامات کے علاوہ محمد اکبر لون، عبدالغنی ڈار، عبدالاحد راتھر اور غلام حسن بٹ کو توصیفی اسناد دی گئیں۔یادرہے کہ اکادمی ضلع سطحی کے ڈرامہ فیسٹول میں حصہ لینے والے ہر کلب کو ڈامہ کی تیاری اور پیشکش کیلئے پانچ سو روپے ادا کرتی ہے۔

کلچرل اکیڈیمی کی طرف سے ہماچل پردیش کے وزیر اعلیٰ شری دیر بھدر سنگھ کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دعوت پر کلو میں دسہرہ تقریبات میں شرکت کیلئے ایک تمدنی وفد ۱۵/اکتوبر کو جموں سے کلو کے لئے روانہ ہوا تھا۔ دسہرہ تقریبات میں اس تمدنی وفد کے پروگرام بے حد پسند کئے گئے اس وفد میں جموں خطہ کے سترہ (مرد وزنانہ) فن کار شامل تھے۔

۱۹/اور ۲۰/اکتوبر کو اکادمی کی طرف سے ٹیگور ہال سرینگر میں صوبہ جموں کے دو ڈرامہ کلبوں رکھشا یوتھ کلچرل ایسوایشن اور نٹرنگ نے دو ڈرامے ''آخری سوال'' اور ''چوراہا'' مدعو ناظرین کے سامنے پیش کئے جنہیں بیحد پسند کیا گیا ان دونوں ڈراموں کو صوبہ جموں میں منعقد ڈرامہ فسٹیول میں انعام مل چکا ہے۔ اور اب انہیں صوبہ کشمیر میں پیش کیا گیا اسی طرح صوبہ کشمیر میں پہلا انعام حاصل کرنے والے ڈرامے صوبہ جموں میں دوبارہ پیش کئے جاتے ہیں جس کیلئے پیش کاروں کو پروڈیشن کاسٹ بھی ادا کی جاتی ہے۔

۲۷/اکتوبر کو شام پانچ بجے ٹیگور ہال میں کلچرل اکیڈیمی کے زیر اہتمام منعقدہ ۲۵ویں کل ریاستی مصوری کی نمائش کا افتتاح ریاست کے مشہور و معروف مصور جناب ٹی این کول نے کیا۔ اس وقعہ پر انہوں نے ان مصوروں مجسمہ سازوں میں انعامات اور توصیفی اسناد بھی تقسیم کیں۔ جن کی تصاویر اور مجسمے انعام کیلئے چُنے گئے تھے۔ یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ اس دن تصاویر اور مجسموں کے جانچنے کیلئے ریاست کے ایک اور سرکردہ مصور جناب غلام رسول سنتوش کی خدمات بطور جج حاصل کی گئی تھیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جناب کول صاحب نے ان نوعمر مصوروں میں بھی انعامات تقسیم کئے جنکے فن پاروں کو بچوں کے تصویروں کے مقابلے میں اس سال انعامات کے لئے چنا گیا تھا۔ انعامات پانے والے مصوروں اور مجسمہ سازوں کے اسمائے گرامی ہیں

اکیڈیمی ایوارڈ:

۱۔شری راجیشور ٹھاکر	ایک ہزار روپے
۲۔مس پنچشیل کول	ایک ہزار روپے
۳۔مس نسرین شاہزادی	ایک ہزار روپے
۴۔شری برج موہن شرما	ایک ہزار روپے
۱۔شری شفیع طلبا	تین سو روپے
۲۔مس پرنسی بٹ: طلبا	تین سو روپے
۳شری اشوک کمار کول	تین سو روپے

کیمن ایوارڈ:

۱۔شری گیان چند دھمن	پانچ سو روپے

براڈوے ایوارڈ:

۱۔شری کندن کمار	پانچ سو روپے
۲۔شری شبیر مرزا	پانچ سو روپے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri